قرآنی فلسفۂ انقلاب

جلد دوم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

Marfat.com

کتاب و سنت کے عظیم انقلابی فکر پر مبنی

قرآنی فلسفۂ انقلاب

جلد دوم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ترتیب و تدوین

طاہر حمید تنولی

منہاج القرآن پبلیکیشنز

365-ایم، ماڈل ٹاؤن لاہور، فون: 5168514، 3-5169111

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور، فون: 7237695

www.Minhaj.org - www.Minhaj.biz

Marfat.com

جملہ حقوق بحق تحریکِ منہاج القرآن محفوظ ہیں

ام کتاب : قرآنی فلسفہ انقلاب (جلد دوم)

تصنیف : شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

رتیب و تدوین : ڈاکٹر طاہر حمید تنولی

یرِ اہتمام : فریدِ ملّت ریسرچ اِنسٹیٹیوٹ Research.com.pk

طبع : منہاجُ القرآن پرنٹرز، لاہور

شاعت اول تا چہارم : 4400

شاعت پنجم : مارچ 2007ء (1,100)

شاعت ششم : فروری 2009ء

نداد : 1,100

ت پریمئر پیپر : -/400 روپے

۲۹۷۶۱
ق ل ط
۷۹۵۲۰

❀❀❀

نوٹ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصانیف اور ریکارڈڈ خطبات و لیکچرز کی کیسٹس اور CDs سے حاصل ہونے والی جملہ آمدنی اُن کی طرف سے ہمیشہ کے لیے تحریکِ منہاجُ القرآن کے لیے وقف ہے۔

(ڈائریکٹر منہاجُ القرآن پبلی کیشنز)

fmri@research.com.pk

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَوْلَاےَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا

عَلٰى حَبِيبِكَ خَيرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالثَّقَلَيْنِ

وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

Marfat.com

نوٹیفیکیشن

گورنمنٹ آف پنجاب کے نوٹیفیکیشن نمبر ایس او (پی۔۱) ۴۔۱/۸۰ پی آئی وی مورخہ ۳۱ جولائی ۸۴ ' گورنمنٹ آف بلوچستان کی چٹھی نمبر ۸۷۔۴۔۲۰ ای جنرل وایم ۴/۷۰/۹۷۔۳۔۷ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۸۷ء' شمال مغربی سرحدی صوبہ کی حکومت کی چٹھی نمبر ۲۴۴۱۔۷۔۶۷ این۔۱/اے ڈی (لائبریری) مورخہ ۳۰ اگست ۸۶ء اور آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر مظفر آباد کی چٹھی نمبر س ت/انتظامیہ/۶۳۔۸۰۶۱/۹۲ مورخہ ۲ جون ۹۲ء کے تحت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تصنیف کردہ کتب ان صوبوں میں تمام کالجوں اور سکولوں کی لائبریریوں کے لئے منظور شدہ ہیں۔

Marfat.com

انتساب

پیغمبر انقلاب، ختم الرسل، مہبط وحی
حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے نام جن کی بعثت نے دنیا کو نئی بعثت سے بے نیاز کر دیا۔

آں کہ شان او یھدی من یرید : از رسالت حلقہ گردما کشید
رونق از ما محفل ایام را : او رسل را ختم وما اقوام را
لا نبی بعدی ز احسان خدا است : پردہ ناموس دین مصطفیٰ است

صحیفہ انقلاب، ختم الوحی، ہدایت اقوم
قرآن مجید

کے نام

قلب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس کے نزول کے بعد دنیا ہدایت نو سے بے نیاز ہو گئی۔

فاش گویم آنچہ در دل مضمر است : ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
اندر و تقدیر ہائے غرب و شرق : سرعت اندیشہ پیدا کن چوں برق
مثل حق پنہاں وہم پیدا است ایں : زندہ و پائندہ و گویا است ایں

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

نمبر	عنوانات	صفحہ
	پیش لفظ	
-1	باب اول	
	مقصد بعثت انبیاء علیہ السلام	21
	مقصد بعثت انبیاء کے باب میں فکری تفسیر	27
	انبیاء کرام کے دو طبقات	29
	طبقہ اولیٰ کے انبیاء کرام	30
	طبقہ ثانی کے انبیاء کرام	31
	حضرت آدم علیہ السلام	32
	حضرت نوح علیہ السلام	35
(الف)	باطل نظام زندگی پر حضرت نوح کی تنقید اور اس کی مذمت	35
(ب)	قوم کے سامنے حضرت نوح کی رقت اور آپ کا پیش سماجی اور معاشرتی نظام	38
(ج)	قوم نوح کا رد عمل	40
(د)	قوم نوح کا انجام	46
(ہ)	قوم نوح کا نجات یافتہ طبقہ	51
	حضرت ہود علیہ السلام	53
(الف)	حضرت ہود کی اپنی قوم کے معاشرتی و قومی نظام زندگی پر تنقید	53

Marfat.com

نمبر	عنوانات	صفحہ
(ب)	حضرت ھود کا مذہبی وسماجی نظام کا اعلان	55
(ج)	قوم ھود کا رد عمل	57
(د)	قوم ھود کا انجام	58
	حضرت صالح علیہ السلام	60
	حضرت صالح کی اپنی قوم کے باطل مقام پر تنقید	60
	حضرت صالح کی طرف سے قوم کے سامنے پیش کردہ نظام زندگی	62
	قوم کا رد عمل	64
	قوم صالح کا انجام	66
	حضرت ابراہیم علیہ السلام	69
	حضرت لوط علیہ السلام	77
	تمنائے لوط علیہ السلام .... ایک صالح نظام اور مثالی معاشرے کا قیام	82
	قوم لوط کا انجام	83
	تمنائے لوط کی قبولیت	85
	حضرت یوسف علیہ السلام	85
	حضرت شعیب علیہ السلام	89
	قوم شعیب کا رد عمل	93
	قوم شعیب کا انجام	98
	حضرت موسیٰ علیہ السلام	100
	حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت ودعوت	100

Marfat.com

صفحہ	عنوانات	نمبر
103	فرعون اور اس کی قوم کا ردعمل	
104	فرعون سے معرکہ آرائی	
106	فرعون اور اس کی قوم کا انجام	
108	حضرت یونس علیہ السلام	
113	حضرت داؤد علیہ السلام	
117	حضرت سلیمان علیہ السلام	
123	حضرت عیسیٰ علیہ السلام	
127	حضرت محمد رسول اللہ ﷺ	
137	مقصد بعثت محمدی اور دنیاوی زندگی کی اصلاح	
145	حواشی	
	باب دوم	
147	جدوجہد انبیاء علیہم السلام کی نتیجہ خیزی	
147	فلسفہ بعثت انبیاء	
149	بعثت انبیاء کا دور اول	
150	بعثت انبیاء کا دور دوم	
153	حضرت نوح علیہ السلام ---- مقصد بعثت اور دعوت	
155	حضرت ہود علیہ السلام ---- مقصد بعثت اور دعوت	
157	حضرت ابراہیم علیہ السلام --- مقصد بعثت اور دعوت	
158	حضرت صالح علیہ السلام --- مقصد بعثت اور دعوت	
161	حضرت لوط علیہ السلام --- مقصد بعثت اور دعوت	

Marfat.com

صفحہ	عنوانات	نمبر
161	حضرت شعیب علیہ السلام --- مقصد بعثت اور دعوت	
165	حضرت نوح علیہ السلام --- پیغمبرانہ چیلنج۔ نتیجہ	
168	حضرت ہود علیہ السلام --- پیغمبرانہ چیلنج۔ نتیجہ	
170	حضرت صالح علیہ السلام --- پیغمبرانہ چیلنج۔ نتیجہ	
172	حضرت ابراہیم علیہ السلام --- پیغمبرانہ چیلنج۔ نتیجہ	
173	حضرت لوط علیہ السلام --- پیغمبرانہ چیلنج۔ نتیجہ	
174	حضرت شعیب علیہ السلام --- پیغمبرانہ چیلنج۔ نتیجہ	
176	حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کا مقصد بعثت	
182	جدوجہد انقلاب کے بنیادی تقاضے	
185	تاریخ انبیاء کامیابیوں کی تاریخ ہے	
189	مقصد بعثت محمدی ﷺ	
193	ختم نبوت کا مفہوم	
194	مقصد بعثت محمدی ﷺ اور غایت نزول قرآن	
197	مقصد بعثت محمدی ﷺ کی جدوجہد کی مزاحمت	
202	مقصد بعثت محمدی ﷺ کی جدوجہد کرنے والی جماعت	
207	مقصد بعثت محمدی ﷺ اور دین کا تصور	
209	نتیجہ خیزی	
210	قابل غور امر	
213	حواشی	
	باب سوم	3-

Marfat.com

نمبر	عنوانات	صفحہ
	دعوت اور اس کی اہمیت	219
	قرآن حکیم کے ہر بیان میں ہمہ گیر کائناتی وحدت کا اصول	222
	کل وجزو کی خصوصیات میں مطابقت کا مسلمہ اصول	222
	کائنات میں اصولی وحدت	223
	مذکورہ استدلال پر قرآنی شہادتیں	223
	اصول وحدت کے اسلوب استدلال کی روشنی میں مطالعہ آیات	228
	دعوت کی اہمیت وناگزیریت	230
	سلسلہ موت وحیات اور فلسفہ دعوت	231
	نظام دعوت کی کامیابی کے لئے شرائط	235
	موثر دعوت کے تقاضے سنت ابراہیمؑ کی روشنی میں	238
	آیہ کریمہ کا پس منظر	240
	انبیاء کا اولین منصب کار دعوت تھا	242
	آیت مذکورہ کا تعلیماتی پہلو	247
	اسلوب دعوت	254
	سورۃ مزمل اور داعی کا نصاب	257
	سورۃ مدثر اور داعی کا نصاب	270
	دعوت پر استقامت کے ثمرات	277
	حواشی	293

Marfat.com

صفحہ	عنوانات	نمبر
	باب چہارم	4۔
299	قیام جماعت اور اس کی شرائط	
	ابتدائیہ	
308	قیام جماعت کے اساسی تقاضے	
309	تمسک باللہ۔ تمسک بالرسولﷺ۔ تمسک بالقرآن	
311	تمسک بالتقوی۔ تمسک بالوحدت	
313	وجوب قیام جماعت۔ دعوت الی الخیر۔ امر بالمعروف۔ نہی عن المنکر	
315	وحدت امت۔ امت مسلمہ کا خیر امت ہونا۔ امر بالمعروف ۔ نہی عن المنکر	
315	رسوک فی الایمان۔ قتال فی سبیل اللہ۔	
317	اراکین جماعت کی شرائط	
321	رسوخ فی الایمان۔ بیع نفس للہ۔ بیع مال للہ۔	
321	توبہ۔	
322	عبادت۔ تحمید۔	
323	خلوت باللہ۔	
323	رکوع و سجود۔	
323	امر بالمعروف و نہی عن المنکر۔	
324	حفاظت حدود الٰہی۔	
324	قتال فی سبیل اللہ۔ آرزوئے شہادت۔	

Marfat.com

نمبر	عنوانات	صفحہ
	امید و یقین فلاح۔	325
	اراکین جماعت کی جدوجہد کے تقاضے	326
	شعور مقصدیت۔ انتھک جدوجہد۔ مصائب و مشکلات۔	326
	اخلاص و وفاداری۔ ایثار و قربانی۔	327
	سخت کوشی و جانفشانی۔ نظم و ضبط۔ اخلاق حسنہ و اعمال صالح۔	328
	بے غرضی و نفع بخشی۔ سر فروشی۔	330
	انقلاب۔	331
	حواشی	333
5۔	باب پنجم	
	مصطفوی انقلاب کا منہاج سیرت نبوی ؐ کی روشنی میں	337
	ابتدائیہ	
	مراحل انقلاب کی قرآنی ترتیب	345
	قومی زندگی میں انقلاب کا لائحہ عمل	347
	لائحہ عمل کے تعین میں عصری تحریکات کا تسامح	348
	لائحہ عمل کا قرآنی تصور	350
	قرآنی لائحہ عمل اور سیرت نبوی ﷺ	354
	اقامت دین کی جدوجہد کے دو پہلو	358

Marfat.com

نمبر	عنوانات	صفحہ
	سماجی ومذہبی انقلاب کے لئے سیاسی انقلاب مقدم ہے	359
	نیکی اور تقوی کا قرآنی تصور	371
	سیاسی غلبے کی ناگزیریت	376
	مصطفوی انقلاب کی اخلاقی اساس	377
	مصطفوی انقلاب کی معاشی واقتصادی اساس	379
	مصطفوی انقلاب کی دینی وشرعی اساس	380
	باطل اقتدار کے اثرات	383
	مصطفوی انقلاب کی جدوجہد سیرت نبوی کی روشنی میں	390
	مکی دور	390
	مدنی دور	390
	قومی سطح پر انقلاب	392
	میثاق مدینہ	392
	مواخات: سماجی واقتصادی انقلاب کا منشور	393
	صفہ یونیورسٹی کا قیام	396
	حضور اکرم ﷺ کی کثیر الجہاد حکمت عملی	397
	معاہدہ حدیبیہ	410
	فتح مکہ	415
	بین الاقوامی سطح پر انقلاب	416
	ہجرت حبشہ	416
	جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع	417
	سربراہان کو خطوط	417

صفحہ	عنوانات	نمبر
417	وفود کا قبول اسلام	
419	خطبہ حجۃ الوداع: نیا عالمی نظام (NWO)	
421	حواشی	
	باب ششم	6۔
423	تحریک منہاج القرآن عظیم عالمی انقلابی تحریک	
425	قیام کا مقصد	
431	وقت کی اہم ضرورت	
432	موجودہ زوال کی نوعیت اور جدوجہد کا دائرہ کار	
436	تحریک منہاج القرآن کے پانچ اہداف	
439	تحریک منہاج القرآن کے پانچ مراحل	
450	تحریک منہاج القرآن کے فکری و نظریاتی امتیازات	
469	تحریک منہاج القرآن کے دینی اثرات و امتیازات	
490	تحریک منہاج القرآن کے عملی امتیازات	
503	حواشی	
507	فرہنگ مصطلحات	

Marfat.com

Marfat.com

اقرأ وربك الأكرم الذي علم بالقلم علم الإنسان ما لم يعلم

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

قوموں کے عروج و زوال کی داستان دراصل ان کے فکر و عمل کی ہم آہنگی اور اسکی صحت و درستگی کے نشیب و فراز کی داستان ہے۔ وہ قوم جس نے اپنے لئے فکر و عمل کا راہ راست متعین کیا اور پھر اس پر عمل کرنے کا حق ادا کیا وہی قوم ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم کے الوہی قانون کے تحت عروج و تمکنت کی مستحق قرار پائی۔ ملت اسلامیہ کا دور زوال عالم اسلام کے لئے بالخصوص اور بقیہ دنیا کے لئے بالعموم مختلف النوع مسائل اور محرومیاں لے کر آیا تاہم یہ اپنے اندر ایک روشن پہلو بھی رکھتا ہے کہ تاریخ کے اس دور زوال نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ ملت اسلامیہ کا عروج کسی تاریخی حادثے کا نتیجہ نہیں بلکہ اس الوہی نظام ہدایت سے وابستگی میں مضمر ہے جس کا نمونہ کامل حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات مبارکہ میں بطور اسوۂ حسنہ پیش فرمایا۔ آج ملت اسلامیہ کے احیاء و بیداری کے خواب کو اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا جب تک اسوۂ حسنہ کی روشنی میں اس کے فکر و عمل کی اصلاح نہیں کی جاتی۔

مفکر اسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس تاریخی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے قرآن حکیم کی روشنی میں دور زوال سے نجات کا ہمہ گیر اور حیات افروز لائحہ عمل اخذ کیا اور اسے قرآنی فلسفہ انقلاب کا نام دیا۔ سن شعور کے آغاز سے ہی فکر انقلاب آپ کی سوچ کا مرکز و محور رہا۔ کتاب ہذا کے آخر میں آپ کے دور طالب علمی (۱۹۷۳ء) کی تحریر اس امر کی گواہ ہے کہ ملت اسلامیہ کے غلبے کی بحالی آپ کا ایسا خواب تھا جن کی تعبیر کی تمنا آپ کے بحر شعور میں شروع سے ہی موجزن تھی۔ سو آپ نے قرآن حکیم کا انقلابی حوالے سے مطالعہ کیا اور "منتخبات القرآن"

Marfat.com

کے نام سے قرآن حکیم کا منتخب نصاب تیار کیا (ضمیمہ نمبر ۲)' اور ان آیات سے مستنبط ہونے والی انقلابی تعلیمات کی روشنی میں آپ نے "قرآنی فلسفہ انقلاب" کے عنوان کے تحت جدوجہد انقلاب کا پورا فکر و منہج اخذ کیا۔ (ضمیمہ نمبر ۳)

قرآنی فلسفہ انقلاب کے دوسری جلد میں زندگی کی وحدت کے تصور کو سیرت انبیاء کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے کہ دین و دنیا زندگی کے صفحے کے دو رخ (Recto and Verso) ہیں جنہیں الگ نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی علیحدگی صفحہ کی شکستگی یعنی زندگی کے اختلال کا باعث ہو گا۔ جدوجہد انبیاء کی نتیجہ خیزی کو بھی قرآن حکیم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے کہ ہر نبی کی جدوجہد کامیاب اور نتیجہ خیز جدوجہد تھی۔ یہ تصور اہل حق کے لئے جادہ حق پر چلنے کے لئے رہنمائی و حصول یقین کا باعث ہے۔ غلبہ دین حق کی بحالی کی دعوت' اس دعوت کو منظم کرنے کے لئے ضرورتِ جماعت' مصطفوی انقلاب کی جدوجہد کا نبوی منہاج' اور پھر تحریک منہاج القرآن کے تعارف و لائحہ عمل کا بھی مفصلاً موضوع بحث بنایا گیا ہے۔ قرآنی فلسفہ انقلاب کی یہ جلد ان مباحث کے عملی پہلو کا احاطہ کرتی ہے جن کے فکری پہلو کو جلد اول میں بیان کیا گیا ہے۔ اس طرح قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ تصنیف انقلابی کارکنوں کے لئے ضابطہ فکر و عمل ہونے کے ساتھ ساتھ مسلم فکر کی روایت میں ایک روشن سنگ میل کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

طاہر حمید تنولی

۱۲ ربیع الاول ۱۴۲۱ء

۱۶ جون ۲۰۰۰ء

Marfat.com

باب اول

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله (٤ : ٦٤)

مقصد بعثت انبیاءؑ

Marfat.com

یا اللہ

[illegible]

والله المستعان

۲۹۵۲۵

Marfat.com

انسانیت کوراہ ہدایت عطا کرنے کے لئے رب ذوالجلال نے سلسلہ انبیاء قائم فرمایا۔ انبیائے کرام وہ مبارک ہستیاں ہیں جنہوں نے تاریخ کے ہر نازک موڑ پر گرتی ہوئی انسانیت کو سنبھالا دیا اور اسے پھر سے سوئے منزل رواں دواں کر دیا۔ اس طرح انسانیت کے ارتقاء کا یہ سفر جاری رہا۔ یہ ہماری ملی تاریخ کا المیہ ہے کہ آج تاریخ انبیاء کو صرف مذہبی تاریخ ہی سمجھا جاتا ہے حالانکہ وسیع تر معنوں میں یہ فلاح و بہبود انسانی (Human Amelioration) کی درخشاں تاریخ ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام انسانی زندگی کے ہر گوشے کو انقلاب آشنا کرنے کے لئے آتے رہے۔ انہوں نے مذہبی اصلاح کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ انسانیت کو ایک نظام فکر و عمل بھی دیا مگر ان معنوں میں نہیں جو آج ہمارے ہاں مروج ہو چکے ہیں بلکہ انبیاء کا دیا ہوا نظام فکر و عمل توحید و رسالت کی بنیادوں سے اٹھنے والا ایسا نظام حیات عطا کرتا ہے جو عدل اجتماعی (Social Justice) پر مشتمل اور سماجی امتیاز (Social Discrimination) سے پاک ہے۔ یہ بنی نوع انسان کی ابدی فلاح کا ضامن بھی ہے۔ انبیائے کرام کے اس جامع اور کامل منصب کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا ہے:۔

وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا	اور (یہی نہیں بلکہ) ہم نے ان کو (اپنی
وَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ	اپنی امتوں کا) پیشوا بنایا۔ جو ان کو
وَاِقَامَ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءَ الزَّكٰوةِ	ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے اور

وَ كَانُوْا لَنَا عٰبِدِيْنَ ○ (۲۱:۷۳)

ہم نے ان کی طرف بھی (یہی) وحی بھیجی تھی کہ نیک کام کرنا اور نماز قائم رکھنا اور زکوۃ دیتے رہنا اور وہ (ان احکام پر کاربند رہے اور) ہماری بندگی میں (دل و جان سے) لگے رہے۔

اس آیۃ کریمہ میں انبیائے کرامؑ کو بنی نوع انسان کی امامت و قیادت کے منصب پر فائز کرنے کا مقصود یہ بتایا جارہا ہے کہ:

ا۔ وہ امر الٰہی کو اس طرح قائم کریں کہ وہ لوگوں کے لئے راہ یابی کا باعث بن جائے۔

۲۔ وہ لوگوں کو فعل الخیرات کی تعلیم دیں۔ فعل الخیرات قرآن حکیم کی ایک جامع اصطلاح ہے جسے قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے:۔

يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَ اُوْلٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ○ (۳:۱۱۴)

(یہ لوگ) اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور بھلی بات کرنے کو کہتے ہیں اور برے کام سے منع کرتے ہیں اور نیک کاموں کی طرف تیزی سے بڑھتے ہیں اور یہی صالحین میں سے ہیں۔

گویا قرآن حکیم کے دیئے ہوئے "تصور خیرات" سے مراد زندگی کی وہ عملی روش ہے جو منکر سے پاک اور معروف سے مملو ہو جس میں تعمیر غالب ہو اور تخریب کا شائبہ تک نہ ہو اور جو دوسرے افراد قوم کی فلاح اور نشو و نما کی راہ کھولتی ہو۔

Marfat.com

۳۔ نظام صلوۃ قائم کریں تاکہ معاشرہ فحشاء و منکر (Moral & Social Evils) کے اثرات سے پاک ہو کر پاکیزہ اور مثالی معاشرہ بن جائے۔

۴۔ نظام زکوۃ قائم کریں تاکہ دولت کی غیر منصفانہ تقسیم سے پاک ہو کر معاشرہ ایسی روش پر چلے کہ ہر فرد مساویانہ بنیادوں پر ذرائع معیشت سے متمتع ہو سکے۔

۵۔ نظام عبادات کے ذریعے معاشرے کو تزکیہ و تصفیہ اور پاکیزگی کا مرقع بنایا جائے تاکہ دنیا پرستی کی بجائے خالق پرستی افراد معاشرہ کا شعار ہو۔

ان فرائض خمسہ پر غور کرنے سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انبیائے کرام کی بعثت کا مقصد نہ صرف اعتقادات و عبادات کا ایک مثالی مذہبی نظام فکر و عمل دینا تھا بلکہ معاشرے کو ایک ایسا الوھی نظام زندگی (Divine Social Order) عطا کرنا تھا جو قومی زندگی کے جملہ شعبہ جات کو اس طرح انقلاب آشنا کرے کہ:

سیاست: نظام خیرات کے تابع ہو جائے۔

معاشرت: نظام صلوۃ کے تابع ہو جائے اور

معیشت: نظام زکوۃ کے تحت الوہی ضابطوں کی پابند ہو جائے۔

مشیت ایزدی کا مقصود صرف انبیاءؑ کے ذریعے انسانیت کو یہ سیاسی و سماجی نظام (Political & Social Order) ہی عطا کرنا نہ تھا بلکہ اسے انسانیت کی ابدی فلاح کے لئے تاقیامت کرہ ارض پر جاری و ساری کرنا بھی ہے:

وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ	اور (جملہ) نصیحتوں کے بعد ہم نے (داؤد کی کتاب) زبور میں (صاف)

Marfat.com

الصّٰلِحُوْنَ ۝ اِنَّ فِیْ ھٰذَا لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِیْنَ ۝ (۲۱:۱۰۵-۱۰۶)

لکھ دیا تھا کہ بے شک میرے نیک بندے ہی زمین کے وارث ہونگے۔بے شک اس میں اطاعت شعاروں کے لئے (کامل) پیغام ہے۔

گویا رب ذوالجلال کا یہ قانون اور سنت ہے کہ اگر بنی نوع انسان عبادی الصلحون کے جملہ تقاضے پورے کرے اور ذکر (جو قانون الٰہی سے عبارت ہے) کو کلی طور اپنا شعار زندگی بنائے تو تمکنٌ علی الارض کے وارث وہی ہوں گے اور انبیاء کرام کے عطا کردہ ضابطہ زندگی کو قائم و جاری کریں گے۔ اس مفہوم کو دوسرے مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ۝ (۲۲:۴۱)

(اہل حق) وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک پر تسلط عطا کریں تو یہ لوگ نماز قائم کریں، زکوۃ دیں اور (دوسروں کو بھی جملہ) نیک کاموں کا حکم دیں وہ بری باتوں سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ

اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنا

Marfat.com

الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○

(۲۴:۵۵-۵۶)

دے گا جیسا کہ ان سے قبل کے لوگوں کو حاکم بنا چکا ہے۔ اور ان کا دین جس کو اس نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم کر دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد (جس سے وہ قومی و معاشرتی زندگی میں دوچار ہیں) ان کو امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے اور (اپنے مقصد حیات یعنی اپنے فکر و عمل میں) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔ اور جو اس کے بعد بھی (میری اور میرے رسول کی اطاعت سے) انکار کرتے ہیں وہی لوگ بدکردار ہیں۔ (ان کے لئے نہ دین ہے نہ ایمان)۔ اور اے اہل ایمان! نمازوں کو قائم رکھو اور زکوۃ دیتے رہو اور رسول کی فرمانبرداری کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

مقصد بعثت انبیاءؑ کے باب میں فکری تغیر

تاریخ کے روزِ اول سے جاری رجحان کے تحت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ انبیاء کرامؑ کی عطا کردہ فکر اور ان کے مقاصد بعثت نظروں سے اوجھل ہوتے

گئے۔ ہر دور میں جب گمراہی و ضلالت کا معاشرے پر غلبہ ہوا تو زندگی کے عملی احوال سے انبیاء کرامؑ کے عطا کردہ نظام فکر و عمل کا رابطہ کٹ کر چند اعتقادات و عبادات تک محدود ہو گیا۔ اور رفتہ رفتہ وہ اعتقادات و عبادات بھی اپنی روح سے محروم ہو کر مجرد ظاہری رسوم میں بدل گئیں۔ جس سے نئی بعثت کی ضرورت پیدا ہوتی رہی۔ دین کے جزوی تصور نے عملی زندگی کو دین کے ضوابط و قوانین سے لاتعلق کر دیا۔ یہی المیہ آج اسلامی دنیا کو درپیش ہے۔ پچھلی دو صدیوں سے عالم کفر کے مقابلے میں مسلمانوں کی سیاسی، معاشی، معاشرتی اور علمی پستی نے جب انہیں ذہنی اور فکری طور پر مضمحل کر دیا تو ان کی سوچ ہر لحاظ سے ناامیدی کا شکار ہو گئی۔ جس نے قومی و ملی زندگی کو مذہب و سیاست کے خانوں میں تقسیم کر دیا۔ مذہبی امور علماء کا اور سیاست سیاستدانوں کا کام متصور ہونے لگا اور یہ حقیقت کہ سیاست کار پیغمبران ہے ایک افسانہ بن گیا۔ مذہب و سیاست کی اس تفریق نے امت مسلمہ کو قومی زندگی کے میدان میں کئی مفاسد کا شکار کر دیا:۔

(1) دین کے جامع و مکمل نظام حیات کے بارے میں عملاً فکری التباس پیدا ہوا۔ یہ انداز فکر پیدا ہو گیا کہ اسلام چودہ سو سال پہلے کا دین ہے اس کے تہذیبی، سماجی، معاشرتی اور سیاسی ضوابط آج کے بدلے حالات میں کارگر نہیں ہو سکتے۔ اگرچہ آخرت کی نجات کا ذریعہ اسلام ہی ہے مگر آج کے حالات میں عملاً نظام کے طور پر قابل عمل نہیں۔

(2) سیاست سے مراد کار جہاں بانی ہے۔ ملکی نظام چلانا نیکوکار لوگوں کے بس کی بات نہیں کیونکہ اس کے لئے سیاسی حربے (Political Tactics) چاہئیں۔ جو مذہبی اور دینی قیادتوں کے بس کا روگ نہیں۔ دینی قیادت کا

Marfat.com

کام تو آخرت کی فلاح کے لئے کمربستہ رہنا اور لوگوں کی اخلاقی اصلاح کا سامان کرنا ہے۔ یہی کام انبیاء کرامؑ کرتے رہے۔ اور اسی سلسلے کو قائم رکھتے ہوئے دینی حلقوں کو سیاسی جھمیلوں سے دور رہنا چاہئے اور مذہبی و اخلاقی اصلاح کا کام جاری رکھنا چاہئے۔

(3) دینی فکر اور قرآنی تعلیمات کا آج کے ترقی یافتہ دور میں سماجی، ثقافتی اور سیاسی و معاشی میدانوں کے ساتھ کوئی رابطہ و تعلق نہیں ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں زندگی کے تقاضے بدل گئے ہیں۔ اور زندگی اتنا آگے نکل چکی ہے کہ مذہبی و دینی فکر کے بس کی بات نہیں کہ وہ اس کے تقاضے پورے کر سکے۔ اور اس کے لاینحل اور پیچا پیچ مسائل کا حل دے سکے۔

یہ تمام مغالطے اور التباسات ناقص اور جزوی انداز نظر اور قرآنی تعلیمات کے سطحی مطالعے کا نتیجہ ہیں۔ اگر انبیاء کرامؑ کے مقصود بعثت و دعوت اور ان کی عملی جدوجہد کا قرآن حکیم کی روشنی میں گہرا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت الم نشرح ہوتی ہے کہ تاریخ انبیاءؑ میں کبھی بھی کسی نبیؑ نے دین و دنیا کی تفریق کا تصور سرے سے پیش ہی نہیں کیا۔ بلکہ انبیائے کرامؑ زندگی کی اصلاح بطور ایک وحدت نامی (Organic Whole) کے کرتے رہے۔ اور دین و دنیا کی اصلاح کو لازم و ملزوم ٹھہراتے رہے۔ معاشرتی و قومی زندگی کے جملہ پہلوؤں بشمول سیاست، معاشرت اور معیشت کی اصلاح دعوت انبیاءؑ کا مقصود رہا اسی لئے اس دور کے جابر، مستبد اور مقتدر طبقوں (Political Elites) کی طرف سے انہیں مخالفتوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔

انبیائے کرامؑ کے دو طبقات

قرآن مجید نے حضور اکرم ﷺ کے علاوہ جن انبیاء کرامؑ کا تذکرہ مختلف

Marfat.com

مقامات پر کیا ہے۔ اگر ان کے مقاصد بعثت کے حوالے سے جائزہ لیں تو قرآن مجید میں مذکورہ انبیائے کرامؑ کے دو طبقات سامنے آتے ہیں:

ا۔ وہ انبیاء کرامؑ جنہوں نے اپنے دور کے رائج الوقت باطل نظام کو بدلنے کے لئے باقاعدہ جدوجہد کی اور اپنی قوم کو باقاعدہ ایک نظام زندگی عطا کیا۔ قرآن حکیم ان کی عملی جدوجہد کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتا ہے۔

۲۔ وہ انبیائے کرامؑ جن کی جدوجہد کی تفصیل کا تذکرہ تو قرآن مجید میں نہیں ملتا مگر ان کا تذکرہ طبقہ اولیٰ کے انبیائے کرامؑ کے مقاصد کے حوالے سے Supporting Role کے طور پر آتا ہے۔

طبقہ اولیٰ کے انبیاء کرامؑ

اس طبقے میں مذکور انبیائے کرامؑ کو ان کی جدوجہد کے حوالے سے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

(i)۔ وہ انبیائے کرامؑ جنہوں نے اپنی اقوام کے سامنے حق و عدل پر مبنی نظام زندگی (Political & Social Order) رکھا۔ نتیجتاً انہیں معاشرتی و سیاسی مخالفتوں (Political & Social Resistance) کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی دعوت پر لبیک نہ کہنے سے ظالم و فاسق گروہ نذر ہلاکت ہوگئے اور فلاح و نجات ان کے متبعین کو ہی حاصل ہوئی۔ اس نوعیت کا تذکرہ انبیاء کرامؑ کیا گیا۔

حضرت آدمؑ۔ حضرت نوحؑ۔ حضرت هودؑ۔ حضرت لوطؑ۔ حضرت صالحؑ۔ حضرت شعیبؑ۔ حضرت عیسیٰؑ

(ii)۔ وہ انبیائے کرامؑ جنہوں نے باطل و طاغوتی نظام سے باقاعدہ ٹکر لی اور باطل

Marfat.com

سے دوبدو معرکہ آرائی کی۔

حضرت موسیٰؑ ۔ حضرت ہارونؑ

(iii) وہ انبیائے کرامؑ جنہوں نے براہ راست کاروبار سلطنت (Govt. Business) سنبھالا۔ اور عدل وانصاف پر مبنی معاشرہ قائم فرمایا:

حضرت یوسفؑ۔ حضرت داؤدؑ۔ حضرت سلیمانؑ۔

(iv) وہ نبی محترمؑ جنہیں گمراہ قوم کو راہ ہدایت کی طرف راغب کرنے سے الگ ہونے پر بارگاہ رب العزت سے کار اصلاح کی طرف دوبارہ لوٹنے کا حکم فرمایا گیا۔

حضرت یونسؑ

(v) وہ انبیائے کرامؑ جن کی زندگی انفرادی و قومی سطح پر ایک مکمل نمونہ (اسوہ حسنہ) قرار دی گئی۔

حضرت ابراہیمؑ۔ حضور اکرم ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ مذکورہ بالا تمام انبیاء کرامؑ کی جدوجہد کے جملہ پہلوؤں کی جامع تھی اور ہر لحاظ سے آنے والی انسانیت کیلئے نمونہ کامل قرار دی گئی۔

حسن یوسفؑ دم عیسیٰؑ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

طبقہ ثانی کے انبیائے کرامؑ:

وہ انبیائے کرامؑ جن کی نبوی جدوجہد کی گو تفصیل تو مذکور نہیں مگر ان کا تذکرہ مذکورہ طبقہ اولیٰ کے انبیائے کرامؑ کے ساتھ اور ان کے مقاصد کے ساتھ کیا

Marfat.com

گیا۔

ادریسؑ۔اسماعیلؑ ۔اسحاقؑ ۔یعقوبؑ۔الیاسؑ۔الیسعؑ ۔ایوبؑ۔ذوالکفلؑ۔ عزیرؑ۔زکریاؑ ۔یحییؑ۔

اب ان انبیائے کرامؑ کی جدوجہد کے حوالے سے قرآن حکیم کی روشنی میں مفصل تجزیہ کیا جاتا ہے کہ ہر نبیؑ نے اپنے اپنے دور میں اس دور کے حالات کے مطابق زندگی کے بگاڑ دور کرنے کے لئے واضح نظام زندگی پیش کیا۔جب معاشرے کے گمراہ اور فاسق و فاجر عناصر نے اس سے منہ موڑا اور اسے رد کیا تو ان کا انجام ہلاکت وخسران ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام:

حضرت آدمؑ ابوالبشر اور جد انبیاءؑ ہیں ھبوط آدمؑ کے ساتھ ہی کرہ ارض پر نسل انسانی کا آغاز ہوا۔حضرت آدمؑ کو مسجود ملائک بنا کر رب ذوالجلال نے نسل آدمؑ کی شرف ومنزلت کو روز اول سے ہی واضح کر دیا۔آدمؑ کو علم الاسماء سے بھی بہرہ ور کیا گیا۔جو جہاں ایک طرف معرفت ربانی کا باعث ہے تو دوسری طرف تسخیر کائنات کا ذریعہ بھی۔حضرت آدمؑ چونکہ بنی نوع انسانی کا نقطہ آغاز تھے لہذا کرہ ارض پر ان کی آمد کے ساتھ ہی دو امور کا فیصلہ کر دیا گیا:۔

ا۔ آنے والی نسل انسانی کا باہمی ربط و تعلق اور ان کی زندگی کا نمونہ (Paradigm) کیا ہوگا؟

۲۔ زندگی کو کامیاب وکامران اور فلاح وفوز پر مبنی کرنے کے لئے لائحہ عمل کیا ہوگا؟ان دونوں امور کا تعین ایک لحاظ سے مستقبل کے معاشرتی، معاشی اور سیاسی نظام کی تشکیل کی اساس کو بیان کرنا تھا۔اور اس نظام کو عدل وانصاف

Marfat.com

پر قائم رکھنے اور ممکنہ فساد و بگاڑ سے محفوظ کرنے کے لئے ایک واضح لائحہ عمل بھی دینا تھا۔

بنی نوع انسانی کی حیات ارضی کے Pattern کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:۔

وَقُلْنَا اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍO (۳۶:۲)

اور ہم نے حکم دیا کہ تم نیچے اتر جاؤ تم ایک دوسرے کے دشمن ہو گے اب تمہارے لئے زمین میں ہی معینہ مدت تک جائے قرار اور نفع اٹھانا مقدر کر دیا گیا ہے۔

اس آیۃ مبارکہ میں اس بنیادی حقیقت کو بیان کیا گیا کہ بنی نوع انسان حیات ارضی میں باہمی عداوت کا شکار ہوں گے۔ اور اس عداوت باہمی کا باعث وہ مفادات ہوں گے جو متاع اور مستقر سے جنم لیں گے۔ مستقر و متاع سے مراد سیاسی و معاشی استحکام (Political & Economic Stability) ہے۔ یعنی جبلی طور پر افراد نوع انسانی مستقر و متاع کے حوالے سے باہمی تفوق کے لئے کار آزما ہیں گے۔ جو معاشرتی کشمکش (Social Conflicts) کا باعث بنے گا۔

اس عداوت باہمی کے ماحول کی' جو لازماً انفرادی اور قومی زندگی کے ماحول کو عدل و توازن سے محروم کر دے گا' کی اصلاح کے ملئے ارشاد فرمایا:

قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ۔ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو بھی میری

Marfat.com

يَحْزَنُوْنَ (۳۸:۲) ہدایت کی پیروی کرے گا نہ ان پر کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یعنی یہ سنت الٰہی قرار پایا کہ ارتقائے تہذیب انسانی کے ساتھ ساتھ آمد انبیاؑ کا سلسلہ قائم رہے گا جو ہدایت ربانی لوگوں تک پہنچائیں گے۔ اور اس ہدایت کی اتباع افراد معاشرہ کو خوف اور حزن سے آزاد کردے گی۔ اس آیۃ مبارکہ میں درج ذیل نکات قابل غور ہیں:۔

ا۔ جنت سے آدمؑ و حواؑ کو زمین پر اتارتے وقت اھبطا ہی نہیں فرمایا گیا جس طرح اس سے قبل دونوں کو خطاب کرتے ہوئے ولا تقربا (۳۵:۲) فرمایا گیا تھا۔ بلکہ اھبطوا جمیعا کہہ کر صرف آدمؑ و حواؑ کو ہی نہیں بلکہ نسل انسانی کو خطاب کیا گیا۔

ب۔ ہدایت اور خوف و حزن سے نجات کو لازم و ملزوم قرار دے کر اس امر کی ضمانت دے دی گئی کہ انبیائے کرامؑ ایسا واضح سماجی و معاشرتی نظام فکر و عمل لے کر آتے رہیں گے جو اپنے اندر زندگی کے گوناگوں مسائل، جو مستقر و متاع کے لئے آویزش باہمی سے جنم لیں گے کا حل موجود ہوگا دوسرے الفاظ میں ایک کامیاب اور فلاحی زندگی صرف ہدایت ربانی سے ہی ممکن ہوگی۔

اس حوالے سے آدمؑ جہاں کرہ ارض پر نوع انسانی کا نقطہ آغاز اور پہلے نبی ہیں وہاں نسل انسانی کے لئے پہلے سماجی و معاشی نظام کے بانی (Founder of Social Order) بھی ہیں۔ ۱؎

Marfat.com

حضرت نوح علیہ السلام:

حضرت نوحؑ کی 950 سالہ نبوی جدوجہد (Prophetic Struggle) درج ذیل مراحل پر مشتمل ہے:۔

ا۔ اس دور کے باطل نظام زندگی پر تنقید اور اس کی مذمت

ب۔ قوم کے سامنے آپ کا دعوت حق اور سماجی و معاشرتی نظام پیش کرنا

ج۔ قوم کا رد عمل

د۔ باغیانہ طرز عمل پر قوم کا انجام

ہ۔ پیروکاروان نوحؑ کی کامیابی۔

ا۔ باطل نظام زندگی پر حضرت نوحؑ کی تنقید اور اس کی مذمت

ارشاد ربانی ہے:۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍo قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍo قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَo اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ

بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا اے میری قوم (کے لوگو) تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں یقیناً مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کا خوف ہے ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے کہا (اے نوحؑ) بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں۔ انہوں

Marfat.com

وَاَ نْصَحَ لَكُمْ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ
مَالَا تَعْلَمُوْنَ○اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَ
كُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ
مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ وَلِتَتَّقُوْا وَلَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُوْنَ○

(۷:۵۹۔۶۳)

نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں۔ لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول (مبعوث ہوا) ہوں۔ میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ کیا تمہیں اس بات پر تعجب ہے کہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے تم ہی میں سے ایک مرد (کی زبان) پر نصیحت آئی تاکہ وہ تمہیں (عذاب الٰہی سے) ڈرائے اور تم پرہیزگار بن جاؤ اور یہ اس لئے ہے کہ تم پر رحم کیا جائے۔

ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہے کہ نوحؑ نے اپنے معاشرے میں موجود شرک وضلالت اور قانون الٰہی سے انحراف کی زندگی سے قوم کو دور رہنے اور تقویٰ کی زندگی گزارنے کی تلقین کی اور ساتھ ہی اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ اللہ کی رحمت قوانین الٰہی (ذکر) کی پابندی سے ہی حاصل کی جا سکتی ہے۔ نوحؑ کی اس دعوت کو دوسری جگہ یوں بیان کیا گیا:۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَا نُوْحٍ اِذْ قَالَ
لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ
مَّقَامِيْ وَ تَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
فَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْآ
اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ
اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْآ
اِلَيَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ ۝ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ
فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ
اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(۱۰:۷۱۔۷۲)

اور ان پر نوحؑ کا قصہ بیان فرمایئے۔
جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا اے
میری قوم اگر تم پر میرا قیام اور میرا
(انقلابی) آیتوں کے ساتھ نصیحت
کرنا گراں گزر رہا ہے تو (جان لو
کہ) میں نے تو صرف اللہ ہی پر توکل
کر لیا ہے (اور تمہارا کوئی ڈر نہیں) اور
تم اکٹھے ہو کر (میری مخالفت میں)
اپنی تدبیر کو پختہ کر لو اور اپنے گھڑے
ہوئے شریکوں کو بھی (ساتھ ملا لو اور
اس قدر سوچ لو کہ) پھر تمہاری تدبیر
(کا کوئی پہلو) تم پر مخفی نہ رہے۔ پھر
میرے ساتھ (جو جی میں آئے) کر
گزرو اور (مجھے) کوئی مہلت نہ دو۔ سو
اگر تم نے (میری نصیحت سے) منہ
پھیر لیا تو میں نے تم سے کوئی معاوضہ
(بھی) تو نہیں مانگا۔ میرا اجر تو صرف
اللہ کے ذمہ کرم پر ہے اور مجھے یہ حکم
دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے
ہو جاؤں۔

ب۔ قوم کے سامنے حضرت نوحؑ کی دعوت اور آپ کا پیش کردہ سماجی و معاشرتی نظام

حضرت نوحؑ کی دعوت دو پہلوؤں پر مشتمل تھی۔

ا۔ مذہبی پہلو (Religious Aspect)

ارشاد ربانی ہے:۔

اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌO قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّيْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌO اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِO

(۷۱:۱۔۳)

اور ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا تاکہ قبل اس کے کہ ان پر دردناک عذاب آئے آپ اپنی قوم کو (اس عذاب سے) ڈرائیں۔ (نوحؑ نے تبلیغ شروع کی اور) فرمایا کہ اے میری قوم میں تمہارے لئے واضح طور پر نصیحت کرنے والا (عواقب سے ڈرنے والا) ہوں۔ کہ اللہ کی بندگی کرو اور اس سے ڈرو اور میری فرمانبرداری کرو۔

یعنی نوحؑ نے اپنی قوم کو عبادت الٰہی، تقویٰ اور اطاعت نبوی کی دعوت دے کر توحید و رسالت کے بنیادی عقائد کی طرف متوجہ کیا اور انہیں شرک کی آلودگیوں سے پاک کرنے کی سعی فرمائی۔

Marfat.com

ii۔ دنیاوی پہلو (Secular Aspect)

دعوت نوحؑ صرف حصول تقویٰ اور تصور آخرت تک ہی محدود نہ تھی بلکہ وہ زندگی کے دنیاوی پہلو کو بھی محیط تھی۔ ارشاد ربانی ہے:۔

ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًاo ثُمَّ اِنِّیٓ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَاَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًاo فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًاo یُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَیْكُمْ مِّدْرَارًاo وَّ یُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِیْنَ وَیَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّیَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًاo مَالَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًاo وَقَدْ خَلَقَكُمْ اَطْوَارًاo

(۷۱:۸۔۱۴)

پھر (بھی) میں ان کو با آواز بلند (مجلسوں اور محفلوں میں اور ہر مناسب موقع پر دین حق کی طرف) بلاتا رہا۔ پھر میں نے ان کو اعلانیہ (بھی سمجھایا) اور چپکے چپکے (بھی)۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ اپنے رب سے اپنے گناہ بخشوالو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش برسائے گا اور مال اور بیٹوں سے تمہاری مدد فرمائے گا اور تمہارے واسطے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بہادے گا۔ تم کو کیا ہو گیا ہے کہ اللہ کی عظمت پر اعتقاد نہیں رکھتے (اس کے غضب سے نہیں ڈرتے) حالانکہ اس نے تم کو طرح طرح (کی صورت و سیرت) کا بنایا۔

یعنی نوحؑ نے اپنی قوم کو اس طرف متوجہ کیا کہ یہ صرف قانون الٰہی کی پابندی اور اعتقاداً و عملاً رب ذوالجلال کی طرف رجوع ہی ہے جس سے

فراخیِ رزق------(استحکام معیشت)

فراخیِ اولاد------(استحکام معاشرت)

فراخیِ وقار------(ملی و سیاسی استحکام)

میسر آسکے گا۔

ج۔ قوم نوحؑ کا رد عمل:

حضرت نوحؑ کی اس جامع دعوت کو سن کر جو زندگی کے ظاہر و باطن کو منقلب کر دینے سے عبارت تھی قوم نوحؑ کے سردار اور وڈیرے لرز اٹھے۔ انہیں اپنا نظام زندگی اور اجارہ داریاں خطرے میں نظر آنے لگے۔ نتیجتاً انہوں نے معاشرے میں اس نوع کا پراپیگنڈا شروع کر دیا جس سے نوحؑ کی دعوت کے بارے میں عامۃ الناس التباس (confusion) کا شکار ہو جائیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ o فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْ

اور بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ تو انہوں نے ان سے کہا اے میری قوم تم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم کو خوف (خدا) نہیں (کہ دوسروں کو اس کا شریک بناتے ہو۔) پس ان کی قوم کے سردار جو کافر تھے کہنے لگے کہ (لوگو! تم اس شخص کی

ابَائِنَا الْاَوَّلِيْنَo اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍo (۲۳:۲۴۔۲۵)	طرف (التفات نہ کرو) یہ تمہارے جیسا ایک انسان ہی تو ہے جو (اپنے کو نبی بتا کر) تم پر برتری حاصل کرنا چاہتا ہے اور اللہ اگر (نبی ہی بھیجنا) چاہتا تو کوئی فرشتہ اتارتا (آدمی کا نبی ہو کر آنا تو عجیب بات ہے) ہم نے تو اپنے پہلے باپ دادوں سے یہ سنا نہیں (کہ انسان بھی نبی ہوتا ہے)۔ یہ تو بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس کچھ مدت تک اس کا انتظار کرتے رہو۔ (تاکہ وہ اپنے ہوش و حواس میں واپس آجائے پھر اس قسم کا دعویٰ نہ کرے گا۔)

یعنی قوم نوحؑ کے سرداروں نے معاشرے میں موجود اپنی Lobby کو اس امر پر اکسایا کہ حضرت نوحؑ سے ان کی سرداری اور فضیلت کو خطرہ لاحق ہے۔ گویا یہ دعوت نوحؑ کی جامعیت تھی جس سے قوم نوحؑ کے وڈیرے اور سردار اپنے استحقاقات کو خطرے میں گھرا محسوس کر رہے تھے۔ جب انہوں نے اپنے اس حربے کو کارگر ہوتا نہ دیکھا تو حضرت نوحؑ پر ایمان لانے والوں کے سماجی مرتبہ (Social Status) کو ہدف تنقید بنانا شروع کر دیا۔ اور اس معاشرتی تفاوت کو 'جو اس قوم کے سرداروں اور غریب عوام میں موجود تھی بنیاد بنا کر حضرت نوحؑ کو اس امر کی طرف راغب کرنا شروع کر دیا کہ وہ معاشرے کے گرے پڑے اور مفلوک الحال لوگوں کو

اپنے پاس نہ آنے دیں:

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ نِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّىْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝

(۲۶:۱۰۵-۱۱۱)

نوحؑ کی قوم نے (بھی اپنے زمانہ میں) پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی نوحؑ نے ان سے کہا (اے میری قوم کے لوگو) کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں۔ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کا معتبر پیغام لانے والا ہوں۔ پس (تم پر لازم ہے کہ) تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو (میرا کہا مانو) اور میں تم سے اس (تبلیغ حق) کا کوئی صلہ نہیں چاہتا میرا اجر تو سب جہانوں کے پروردگار کے ہی ذمہ ہے۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بولے (کیسی باتیں کرتے ہو) کیا ہم تم پر ایمان لائیں حالانکہ تمہارے پیرو حقیر لوگ ہیں (جن کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں ان کے ساتھ شامل ہونا کوئی عقلمندی ہے)۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ
لَکُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌo اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا
اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ
یَوْمٍ اَلِیْمٍ o فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ
کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ اِلَّا
بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا
الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ج
وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍۢ م
بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ o

(۱۱:۲۵۔۲۷)

اور بے شک ہم نے نوحؑ کو انکی قوم کی طرف بھیجا۔ (انہوں نے ان سے کہا) میں تمہارے لئے کھلا ڈرنے والا (بن کر آیا) ہوں۔ کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر دردناک دن کے عذاب (کی آمد) کا خوف رکھتا ہوں۔ سو ان کی قوم کے کفر کرنے والے سرداروں اور وڈیروں نے کہا ہمیں تو تم ہمارے اپنے ہی جیسا ایک بندہ دکھائی دیتے ہو۔ اور ہم نے کسی معزز شخص) کو تمہاری پیروی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے ہمارے (معاشرے کے) سطحی رائے رکھنے والے پست و حقیر لوگوں کے (جو بے سوچے سمجھے تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں) اور ہم تمہارے اندر اپنے اوپر کوئی فضیلت و برتری بھی نہیں دیکھتے۔ بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

مگر جواباً حضرت نوحؑ نے نہ صرف اہل ایمان کو کم سماجی مرتبے کی بنا پر اپنی

Marfat.com

قربت سے دور کرنے سے انکار کردیا بلکہ قوم نوحؑ کو انتہائی شائستہ اور حکیمانہ انداز میں حق کی طرف رجوع کرنے کی تلقین فرمائی:۔

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ. اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَ اَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَO وَ يٰقَوْمِ لَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًاط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَاۤ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَO

(۱۱:۲۸۔۲۹)

(نوحؑ نے) کہا اے میری قوم بتاؤ تو سہی اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر بھی ہوں اور اس نے مجھے اپنے حضور سے (خاص) رحمت بخشی ہو مگر وہ تمہارے اوپر (اندھوں کی طرح) پوشیدہ کردی گئی ہو تو کیا ہم اسے تم پر جبراً مسلط کرسکتے ہیں درآنحالیکہ تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ اور اے میری قوم میں تم سے اس (دعوت و تبلیغ) پر کوئی مال و دولت (بھی) طلب نہیں کرتا میرا اجر تو صرف اللہ (کے ذمہ کرم) پر ہے۔ اور میں (تمہاری خاطر) ان (غریب و پسماندہ) لوگوں کو جو ایمان لے آئے ہیں دھتکارنے والا بھی نہیں ہوں۔ بے شک یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے بہرہ یاب ہونے والے

ہیں اور میں تو در حقیقت تمہیں جاہل قوم دیکھ رہا ہوں۔

قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ٥ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ٥ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ٥

(۲۶:۱۱۲۔۱۱۵)

فرمایا مجھ کو اس سے کیا غرض کہ وہ لوگ پہلے کیا کرتے تھے (ان کا پیشہ کیا تھا) (تم ان پر فضول اتہام نہ لگاؤ) ان سے (ان کے کاموں کا) حساب لینا میرے پروردگار کے ذمہ ہے کاش تم (یہ بات) سمجھ سکتے اور میں ایمان لانے والوں کو اپنے سے دور کرنے والا نہیں (مجھے تمہارے ساتھ ہونے نہ ہونے سے غرض نہیں) میں تو بس صاف طور پر ایک نصیحت کرنے والا اور اللہ سے) ڈرانے والا ہوں۔

مگر قوم نوحؑ جو کفر و باطل پر ہٹ دھرمی اختیار کر چکی تھی، نے آپ کو ملک بدر کرنے اور ہلاک کرنے کی دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰنُوْحُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِیْنَ ٥

(۲۶:۱۱۶)

وہ بولے اے نوحؑ! اگر تم نے (اپنا یہ طور طریقہ) نہ چھوڑا تو تم کو ضرور سنگسار کر دیا جائے گا۔

اور حضرت نوحؑ سے عذاب الٰہی کے بپا ہو جانے کا تقاضا کرنا شروع کر دیا:

قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جَادَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَo (۱۱:۳۲)

وہ کہنے لگے اے نوحؑ! بیشک تم ہم سے جھگڑ چکے ہو تم نے ہم سے بہت جھگڑا کر لیا بس اب ہمارے پاس وہ (عذاب) لے آؤ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے ہو اگر تم (واقعی) سچے ہو۔

مگر بایں ہمہ حضرت نوحؑ کا رویہ اپنی قوم سے نصیحت کرنے' ان کی اصلاح پذیری اور خیر خواہی کا رہا۔ تا آنکہ قوم نوحؑ کی باغیانہ روش حد سے تجاوز کر گئی:۔

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ oوَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَo

(۱۱:۳۳_۳۴)

(نوحؑ نے) کہا وہ (عذاب) تو بس اللہ ہی تم پر لائے گا۔ اگر اس نے چاہا۔ اور تم اسے عاجز نہیں کر سکتے۔ اور میری نصیحت بھی تمہیں نفع نہ دے گی خواہ میں تمہیں نصیحت کرنے کا ارادہ کروں اگر اللہ نے تمہیں گمراہ کرنے کا ارادہ فرما لیا ہو۔ وہ تمہارا رب ہے اور تم اس کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

د۔ قوم نوحؑ کا انجام

جب قوم نوحؑ کی سرکشی حد سے بڑھ گئی اور وہ کسی طور پر بھی حضرت نوحؑ کی دعوت کو سنجیدگی اور متانت سے سننے اور اس پر غور کرنے پر رضامند نہ ہوئے بلکہ گمراہی میں مزید آگے بڑھنے لگے تو حضرت نوحؑ نے ان کے فیصلہ کن انجام کے لئے

رب ذوالجلال کے حضور التجا کی:۔

قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِیْ كَذَّبُوْنِ ۝ فَافْتَحْ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهُمْ فَتْحًا وَّ نَجِّنِیْ وَ مَنْ مَّعِیَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝

(۲۶:۱۱۷۔۱۱۸)

(نوحؑ نے) التجا کی اے میرے رب مجھے میری قوم نے جھٹلایا ہے سو تو ہی میرے اور ان کے درمیان کھلا فیصلہ فرمادے اور مجھے اور جو میرے ساتھ ایمان لانے والے ہیں ان کو بچالے۔

حضرت نوحؑ نے صرف ان کی ہلاکت کے لئے ہی التجا نہ کی بلکہ ان کے ان عیوب کو بھی گنوایا جو درحقیقت ان کی ہلاکت کا باعث بن رہے تھے:۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّ نَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ دُعَآءِیْۤ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَ اِنِّیْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْۤا اَصَابِعَهُمْ فِیْۤ اٰذَانِهِمْ وَ اسْتَغْشَوْا ثِیَابَهُمْ وَ اَصَرُّوْا وَ اسْتَكْبَرُوا اسْتِكْبَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُهُمْ جِهَارًا ۝ ثُمَّ اِنِّیْۤ اَعْلَنْتُ لَهُمْ وَ اَسْرَرْتُ لَهُمْ اِسْرَارًا ۝

(۷۱:۵۔۹)

(نوحؑ نے) عرض کیا اے میرے رب میں اپنی قوم کو رات دن (دین حق کی طرف) بلاتا رہا۔ لیکن میرے بلانے سے وہ (دین سے) اور زیادہ بھاگنے لگے۔ اور جب بھی میں نے ان کو بلایا (کہ میری دعوت حق کو قبول کریں) تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں دے لیں (کہ میری بات سننا بھی ان کو گوارا نہ ہوا) اور اپنے اوپر کپڑے ڈال لئے (کہ مجھ کو نہ دیکھیں کہ وہ میری صحت سے بیزار ہیں) اور وہ

Marfat.com

(اپنے کفر پر) اڑے رہے اور انتہائی تکبر کرتے رہے۔ پھر بھی میں ان کو باآواز بلند (دین حق کی طرف) بلاتا رہا۔ پھر میں نے ان کو اعلانیہ بھی سمجھایا اور چپکے چپکے (بھی)۔

قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَوَلَدُهٗۤ اِلَّاخَسَارًا ۝ وَمَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا۝ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا۝ وَّلَا یَغُوْثَ وَیَعُوْقَ وَ نَسْرًا۝ وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا ضَلٰلًا۝ مِمَّا خَطِیْٓــٴٰـتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا۝فَلَمْ یَجِدُوْا لَهُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًا ۝ وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۝ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا یَلِدُوْۤا اِلَّافَاجِرًا كَفَّارًا۝(۷۱:۲۱۔۲۷)

نوحؑ نے عرض کیا اے میرے رب انہوں نے میرا کہنا نہ مانا۔ اور ان (مالداروں) کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے خود ان کو نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہ دیا۔ (یعنی مال و اولاد کی کثرت نقصان ہی کا موجب بنی اور اس سے ان کی آخرت نہ سنوری) اور انہوں نے بڑے بڑے فریب کیے۔ اور ان (روساء نے لوگوں سے) کہا کہ اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ چھوڑنا ود کو نہ سواع کو نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو (جو مختلف امور میں تمہارے کام آتے ہیں)۔ اور اس طرح ان لوگوں نے بہتوں کو گمراہ کردیا اور اے اللہ اب تو بھی ان

Marfat.com

ظالموں کو بس گمراہی کے سوا کچھ نہ
دے چنانچہ اپنی خطاؤں کے سبب
ڈبو دیئے گئے پھر آگ میں ڈال دیئے
گئے۔ توانہوں نے دنیاو آخرت میں
اپنے لئے اللہ کے سوا کسی کو معاون (و
مددگار) نہ پایا۔ اور نوحؑ نے یہ بھی دعا
کی تھی اے میرے رب اب روئے
زمین پر کسی کافر کو بستا ہوا نہ چھوڑ اگر تو
نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں
کو بہکاتے ہی رہیں گے اور ان کی اولاد
بھی بدکار اور کافر ہی ہو گی۔ (نہ یہ حق
پر آئیں گے اور نہ ہی ان کی اولاد)

دیگر کئی مقامات پر بھی قرآن حکیم نے قوم نوحؑ کے اس کردار کو بیان کیا ہے جو ان کی ہلاکت کا باعث بنا:۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ (۲۵:۳۷)

اور قوم نوحؑ (ہی کو لے لیجئے) جب
انہوں نے رسولوں کی تکذیب کی ہم
نے ان کو غرق کر دیا اور (خود) ان کو
دنیا کے لئے ایک (سبق آموز) نشانی
بنادیا اور (ان کی سزا یہی ختم نہیں ہوتی
بلکہ) ہم نے ان ظالموں کے لئے

Marfat.com

دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا. فَاَخَذَهُمُ الطُّوْفَانُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ○

(۱۴:۲۹)

اور بے شک ہم نے نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف بھیجا (پیغمبر بنا کر) پھر وہ ان میں پچاس سال کم ایک ہزار سال رہے (اور ان کو سمجھاتے رہے لیکن ان کی قوم ان کو جھٹلاتی رہی) بالآخر ان کو طوفان نے آ پکڑا اس لئے کہ وہ ظالم تھے (جھوٹے تھے۔ کافر تھے)۔

وَنَصَرْنٰهُ مِنَ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمَ سَوْءٍ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ○

(۲۱:۷۷)

اور ہم نے ان لوگوں کے مقابلہ میں جنہوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا تھا ان کی مدد کی۔ بے شک وہ بہت ہی برے لوگ تھے اس لئے ہم نے ان سب کو (طوفان میں) غرق کر دیا۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ. اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ○

(۵۱:۴۶)

اور ان سے پہلے (یہی کچھ حال) قوم نوحؑ (کا ہوا) بے شک وہ بڑے نافرمان لوگ تھے۔

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ. اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَاَطْغٰى○

(۵۳:۵۲)

اور ان سے بھی قبل قوم نوحؑ کو (ہلاک کیا) کہ بڑے ظالم اور سرکش تھے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ فَكَذَّبُوْا عَبْدَنَا وَقَالُوْا مَجْنُوْنٌ وَّازْدُجِرَo (9:54)	ان سے قبل نوحؑ کی قوم نے تکذیب کی یعنی ہمارے بندے (نوحؑ) کو جھٹلایا اور کہا کہ یہ دیوانہ ہے اور ان کو جھڑکا (اور دھمکایا) بھی گیا۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ قرآن حکیم نے قوم نوحؑ کی ہلاکت کے جو اسباب جہاں کئے ہیں یعنی ظلم، کذب، فسق، طغیان، بغاوت اور سرکشی یہ بیک وقت زندگی کے مذہبی اور لا مذہبی پہلوؤں کو محیط ہیں۔ جو از خود رسالت نوحؑ کی جامعیت کو بیان کر رہے ہیں۔

۵۔ قوم نوحؑ کا نجات یافتہ طبقہ

قوم نوحؑ کا وہ طبقہ جنہوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا وہ عذاب الٰہی سے محفوظ رہے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ o ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَo (120-119:26)	چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھیوں کو بھری ہوئی کشتی میں (بٹھا کر) بچالیا پھر اس کے بعد باقی رہنے والے لوگوں کو ہم نے ڈبو دیا۔

کشتی نوحؑ بنانے کا حکم بھی انہی افراد کے لئے دیا گیا جو ظلم سے دور اور صاحب عدل تھے۔

فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ	پس ہم نے ان کی طرف وحی کی کہ ہماری آنکھوں کے سامنے (ہماری

فَارَ التَّنُّوْرُ. فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ٥

(۲۳:۲۷)

نگرانی میں) اور ہمارے حکم سے ایک کشتی بناؤ۔ پھر جب ہمارا حکم (عذاب) پہنچے اور تنور (سے پانی) ابلنے لگے تو (حیوانات کے ہر جوڑے میں سے دو دو اس (کشتی) میں رکھ لو اور اپنے گھر کے لوگوں کو بھی (یعنی جو اہل ایمان ہوں) سوائے ان کے جن پر (غرق ہونے کا) حکم پہلے ہی (صادر) ہو چکا ہے۔ اور ایسے کافروں (کی نجات) کے متعلق ہم سے کچھ نہ کہنا کیونکہ وہ سب غرق کئے جائیں گے

اور انجام کار یہی مصاحبین نوحؑ اور پیروکاران حق فلاح یاب ہوئے:۔

قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ وَ اُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ٥

(۱۱:۴۸)

فرمایا گیا اے نوحؑ! ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ (کشتی سے) اتر جاؤ جو تم پر ہیں اور ان طبقات پر ہیں جو تمہارے ساتھ ہیں۔ اور آئندہ پھر کچھ طبقے ایسے (بھی) ہوں گے جنہیں ہم (دینوی نعمتوں سے) بہرہ یاب فرمائیں گے پھر انہیں ہماری طرف سے دردناک عذاب پہنچے گا۔

Marfat.com

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ وہ سرزمین جہاں کے باشندوں نے پیغام حق کو ٹھکرادیا انجام کار ہلاکت کا شکار ہوئے۔ اور وہ مختصر سی نبوی مملکت (کشتی نوحؑ) جس کے باسی تمام تر اہل ایمان اور پیروکاران حق تھے سلامتی و برکت (۱۱:۴۸) (Security & Prosperity) سے بہرہ ور ہوئے۔[۲]

حضرت هودؑ علیہ السلام:

حضرت ھود علیہ السلام کی نبوی جدوجہد بھی حضرت نوحؑ کی طرح درج ذیل امر پر مشتمل ہے۔

ا۔ قوم کے عدل وانصاف سے عاری اور باطل معاشرتی نظام پر تنقید

ب۔ قومی اصلاح کے لئے ایک مکمل مذہبی وسماجی نظام کا اعلان

ج۔ قوم ھودؑ کا رد عمل

د۔ قوم ھودؑ کا انجام

ا۔ حضرت ھودؑ کی اپنی قوم کے معاشرتی و قومی نظام زندگی پر تنقید

ارشاد ربانی ہے:۔

كَذَّبَتْ عَادُ نِ الْمُرْسَلِيْنَ o اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ o اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ o وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ o اَتَبْنُوْنَ	قوم ھودؑ نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا۔ جب ان کے بھائی (یعنی ان کے ہم قوم) ھودؑ نے ان سے کہا کیا تم (اللہ سے ڈرتے نہیں (کہ اس کی ضعیف مخلوق پر ظلم و ستم توڑتے رہتے ہو) بے شک میں تمہاری طرف امانت دار

بِکُلِّ رِیْعٍ اٰیَةً تَعْبَثُوْنَ ۝ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّکُمْ تَخْلُدُوْنَ ۝ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِیْنَ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِیْٓ اَمَدَّکُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۝ اَمَدَّکُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِیْنَ ۝ وَجَنّٰتٍ وَّ عُیُوْنٍ ۝ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ۝

(۲۶:۱۲۳۔۱۳۵)

پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں اس تبلیغ حق کا تم سے صلہ نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو سب جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے۔ کیا تم ہر اونچی جگہ پر ایک نشان (ایک بلند یا مستحکم عمارت) فضول بنایا کرتے ہو اور تم (پر تکلف) محل بناتے ہوئے شاید (تم سمجھتے ہو کہ) تم ہمیشہ رہو گے اور جب تم ان کی گرفت کرتے ہو تو بڑی بے دردی سے کرتے ہو (پس ان ظالمانہ حرکتوں سے باز آو) اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور اس سے ڈرو جس نے تم کو وہ تمام چیزیں عطا فرمائیں جو تم جانتے ہو تم کو چوپائے اور بیٹے (سامان بقائے زیست و نسل) عطا کئے اور باغات اور چشمے عطا فرمائے۔ (بصورت دیگر) مجھے تمہارے بارے میں ایک بڑے سخت دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

یعنی حضرت ھودؑ نے اپنی قوم کی معاشرتی زندگی، طرز بود و باش، سیاسی

Marfat.com

نراج (Political Anarchy) اور معاشی ناشکری کو گنوایا اور قوم کو اس طرف متوجہ کیا کہ انفرادی اور قومی زندگی میں ان کی یہ روش انہیں تباہی و ہلاکت (عذاب یوم عظیم) کی طرف لے جائے گی۔

ب۔ حضرت ھودؑ کا مذہبی و سماجی نظام کا اعلان

حضرت ھودؑ نے اپنی قوم کو گمراہی و سرکشی کی روش پر انہیں صرف متنبہ ہی نہیں کیا بلکہ انہیں ایک جامع اور مکمل نظام سے بھی آگاہ کیا جو حضرت ھودؑ کی دعوت بھی تھا اور قوم کی فلاح کا ضامن ایک مکمل پروگرام بھی۔

دعوت ھودؑ کا مذہبی پہلو (Religious Aspect)

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَo اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ o فَاتَّقُوْا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ o (۲۶: ۱۲۴۔۱۲۶)	جب ان کے بھائی (ہم قوم) ھودؑ نے ان سے کہا کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں۔ بے شک میں تمہارے لئے اللہ کی طرف سے امانت دار پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔

یعنی حضرت ھودؑ کی دعوت کا مذہبی پہلو ایمان باللہ، ایمان بالرسالت اور تقوی شعاری پر مشتمل تھا۔

دعوت ھودؑ کا دنیوی پہلو (Secular Aspect)

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ط قَالَ	اور (ہم نے) قوم ھودؑ کی طرف ان

Marfat.com

يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَ○ يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا ط اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ○ وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ○

(۱۱:۵۰۔۵۲)

کے بھائی ھودؑ کو (بھیجا) انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں تم اللہ پر (شریک رکھنے کا) محض بہتان باندھنے والے ہو۔ اے میری قوم میں اس دعوت و تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا میرا اجر فقط اس کے ذمہ کرم پر ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے اور اے لوگو! تم اپنے ربّ سے (گناہوں کی) بخشش مانگو پھر اس کی جناب میں (صدق دل سے) رجوع کرو۔ وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیجے گا۔ اور تمہاری قوت پر قوت بڑھائے گا۔ اور تم مجرم بنتے ہوئے اس سے روگردانی نہ کرنا۔

یعنی حضرت ہودؑ نے اپنی قوم کو انفرادی و قومی زندگی میں قانون الٰہی کی پیروی (ولا تتولوا مجرمین) پر معاشی استحکام اور سیاسی و قومی استحکام کا مژدہ سنایا۔

گویا دعوت ہودؑ بیک وقت دینی و دنیاوی پہلوؤں پر محیط تھی۔ اور ایسے نظام سے عبارت تھی جو زندگی کے ہر پہلو کو قوانین الٰہی کی پابندی کا مظہر بنا کر عطایا الٰہی کا

Marfat.com

مستحق بنادے۔

ج۔ قوم ہودؑ کا ردِ عمل

قوم ھودؑ نے جب اپنے باطل نظام کو مسمار ہوتے دیکھا تو اپنے نبی کی دعوت پر لبیک کہنے اور اس پر غور کرنے کی بجائے حضرت ھودؑ پر الزامات کی بارش شروع کردی۔ اور آپ کے خلاف طرح طرح کے مخالفانہ پروپیگنڈے کا بازار گرم کر دیا:

وَ اِلٰی عَادٍ اَخَاھُمْ ھُوْدًاط قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ ط اَفَلاَ تَتَّقُوْنَ. قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِہٖ اِنَّا لَنَرٰکَ فِیْ سَفَاھَۃٍ وَّ اِنَّا لَنَظُنُّکَ مِنَ الْکٰذِبِیْنَ o قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاھَۃٌ وَلٰکِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ oاُبَلِّغُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَالَکُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ o

(۶۵:۷۔۶۸)

اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے (قومی) بھائی ہودؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قومؑ تم اللہ کی عبادت کیا کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم پرہیزگار نہیں بنتے؟ ان کی قوم کی سرداروں اور رئیسوں نے جو کفر کر رہے تھے کہا اے ھود بے شک ہم تمہیں حماقت میں مبتلا دیکھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹے لوگوں میں گمان کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی حماقت نہیں بلکہ (یہ حقیقت ہے کہ) میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول (مبعوث

Marfat.com

ہوا) ہوں میں تمہیں اپنے رب کے
پیغامات پہنچا رہا ہوں اور میں تمہارا
امانت دار خیر خواہ ہوں۔

ان آیات کریمہ سے یہ حقیقت ہویدا ہے کہ قوم ھودؑ کے حضرت ھود علیہ السلام پر طرح طرح کے الزامات لگانے اور بار بار دعوت نبوی رد کرنے کے باوجود حضرت ھودؑ نے کمال ضبط و تحمل سے اپنی قوم کو راغب الی الحق کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔

د: قوم ھودؑ کا انجام

جب قوم ھودؑ کسی طرح بھی حضرت ھودؑ کی دعوت کی طرف متوجہ نہ ہوئی اور اپنی باغیانہ و مجرمانہ روش پر کاربند رہی تو بارگاہ رب العزت سے اس قوم کی ہلاکت کا فیصلہ کر دیا گیا:۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةًط وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَo
(۲۶:۱۳۹)

غرض انہوں نے ھودؑ کو جھٹلایا۔ پس ہم نے انہیں بھی ہلاک کر دیا بے شک اس میں نشانی ہے اور (قوم ھودؑ کے لوگوں میں سے) اکثر ایمان لانے والے ہی نہ تھے۔

فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَا بِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَo
(۷:۷۲)

اور ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے اپنی رحمت کے باعث نجات بخشی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا

Marfat.com

تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُوْدًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ج وَنَجَّيْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ○ وَتِلْكَ عَادٌ جَحَدُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهٗ وَاتَّبَعُوْا اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ○

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے ہودؑ کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی رحمت کے باعث بچا لیا اور ہم نے انہیں سخت عذاب سے نجات بخشی۔ اور یہ قوم عاد ہے جنہوں نے رب کی آیتوں کا انکار کیا اور اس کے رسولوں کی نافرمانی کی اور جابر و متکبر دشمن حق کے حکم کی

وَاُتْبِعُوْا فِىْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍ ○

(۱۱:۵۸۔۶۰)

پیروی کی۔ اور اس دنیا میں بھی ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن بھی۔ یاد رکھو کہ قوم عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا خبردار ہودؑ کی قوم عاد کے لیے (رحمت سے) دوری ہے۔

قوم ھودؑ کی ہلاکت کو رب ذوالجلال نے ایک نشانی بنا دیا۔ اور اس تاریخی حقیقت کو ثبت فرما دیا کہ قوم ھودؑ کی ہلاکت کا سبب یہ تھا کہ:۔

i۔ وہ آیت الٰہی کی تکذیب کرنے والے تھے۔

ii۔ وہ قانون الٰہی کی پابندی کی بجائے اپنے سرکش و باغی سرداروں کے مطیع تھے۔

Marfat.com

نتیجتاً نہ صرف ان کی ہلاکت کو ایک عبرت انگیز مثال بنادیا گیا بلکہ قیامت تک ان پر لعنت مسلط کردی گئی۔ جو ان کے دنیوی و اخروی خسران سے عبارت ہے۔[۳]

حضرت صالح علیہ السلام:

حضرت صالح کی دعوت بھی اس دور کے معاشرے کے جملہ عیوب و نقائص کی اصلاح اور ان کی انفرادی و قومی زندگی کو قانون الٰہی کا پابند بنانے سے عبارت تھی۔

حضرت صالحؑ کی اپنی قوم کے باطل نظام پر تنقید:۔

وَاِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوْا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ‌ؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ‌ؕ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْۤ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ‌ؕ وَاذْكُرُوْۤا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّبَوَّاَكُمْ فِى الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا قُصُوْرًا وَّتَنْحِتُوْنَ	اور قوم ثمود کی طرف ان کے (قومی) بھائی صالح کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل آگئی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے سو تم اسے (آزاد) چھوڑے رکھنا کہ اللہ کی زمین چرتی رہے اور اسے برائی (کے ارادے) سے ہاتھ نہ

Marfat.com

الْجِبَالَ بُيُوْتًا فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ مُفْسِدِیْنَo

(۷:۷۳،۷۴)

لگانا ورنہ تمہیں دردناک عذاب آ پکڑے گا۔ اور یاد کرو جب انہوں نے تمہیں قوم عاد کے بعد (زمین میں) جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں سکونت بخشی کہ تم اس کے نرم (میدانی) علاقوں میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر (انہیں) گھر بناتے ہو سو تم اللہ کی (ان نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد انگیزی نہ کرتے پھرو۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ فَاِذَا هُمْ فَرِیْقٰنِ یَخْتَصِمُوْنَo قَالَ یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ o لَوْلَا تَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَo

(۲۷:۴۵۔۴۶)

اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے (ہم قوم) بھائی صالحؑ کو بھیجا (اس پیغام کے ساتھ) کہ اللہ کی عبادت کرو تو وہ دو فریق ہو کر (یعنی مومن اور منکر) آپس میں (پیغام حق کے بارے میں) جھگڑنے لگے فرمایا اے میری قوم! تم بھلائی سے پہلے برائی کی کیوں جلدی کرتے ہو (اور) اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کیوں طلب نہیں کرتے تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

Marfat.com

حضرت صالحؑ کی طرف سے قوم کے سامنے پیش کردہ نظام زندگی:

حضرت صالحؑ نے نہ صرف اپنی قوم کی زندگی کی خرابیوں کی نشاندہی کی اور انہیں راغب الی الحق ہونے کی دعوت دی بلکہ ان کے سامنے دینوی و اخروی فلاح کا حامل ایک مکمل نظام زندگی بھی رکھا:

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ۝ وَمَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ ۝ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَتُتْرَكُوْنَ فِیْ مَا هٰهُنَاۤ اٰمِنِیْنَ ۝ فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ ۝ وَّزُرُوْعٍ وَّ نَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِیْمٌ ۝

جب ان کے (ہم وطن) بھائی صالحؑ نے ان سے کہا کیا تم اللہ سے ڈرتے نہیں؟ میں تمہارے لئے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں تم سے اس کا کوئی صلہ نہیں چاہتا۔ میرا اجر تو میرے رب کے ذمے ہے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔ کیا جو چیزیں تم کو میسر ہیں تم ان میں (لطف اٹھانے کے لئے) بے فکری سے چھوڑ دیئے جاؤ گے۔ باغوں اور چشموں میں (کہ یوں ہی عیش کرتے رہو گے) اور کھیتوں اور کھجوروں میں جن میں نرم نرم کونپلیں پھوٹ رہی ہیں۔ اور تم

وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَo فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِo وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ o الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَo

(۲۶:۱۴۹۔۱۵۲)

پہاڑوں کے پر تکلف گھر تراشتے ہو (اس خیال سے کہ ان میں ہمیشہ عیش و عشرت کی زندگی بسر کرتے رہو گے اور ان سے کبھی نہ نکلو گے) پس اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو اور بے باک لوگوں (حد سے تجاوز کرنے والوں) کا کہنا نہ مانو جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں (معاشرہ کی) اصلاح نہیں کرتے (نہ نیک صلاح دیتے ہیں)

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌo

(۱۱:۶۱)

اور ہم نے قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح ؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو۔ تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اسی نے تمہیں زمین سے پیدا فرمایا اور اس میں تمہیں آباد فرمایا سو تم اسی سے معافی مانگو پھر اس کے حضور توبہ کرو بے شک میرا رب قریب ہے دعائیں قبول فرمانے والا۔

Marfat.com

قوم کا ردِ عمل:

حضرت صالحؑ کی قوم نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے اور اپنی زندگی کو آپ کے پیش کردہ نظامِ زندگی کے مطابق ڈھالنے کی بجائے آپ کی ذات، آپ کی دعوت اور آپ کے متبعین کو ہدفِ تنقید بنانا شروع کر دیا:

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ○ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِیْٓ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ○
(۷:۷۵،۷۶)

ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو متکبر و سرکش تھے ان غریب پسے ہوئے لوگوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لائے تھے کیا تمہیں یقین ہے کہ واقعی صالحؑ اپنے رب کی طرف سے (رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں انہوں نے کہا جو کچھ انہیں دے کر بھیجا گیا ہے بے شک ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں پھر متکبر لوگ کہنے لگے بے شک جس چیز پر تم ایمان لاتے ہو ہم اس کے سخت منکر ہیں۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ○ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ○

(قوم کے لوگوں نے) کہا کہ ضرور تم پر کسی نے جادو کر دیا ہے۔ پھر آخر تم بھی ہم جیسے ہی ایک آدمی ہو۔ پس اگر تم سچے ہو تو کوئی نشانی معجزہ پیش کرو۔

(۲۶:۱۵۳۔۱۵۴)

قَالُوا اطَّيَّرْنَا بِكَ وَبِمَنْ
مَّعَكَ ؕ قَالَ طٰٓئِرُكُمْ عِنْدَاللّٰهِ
بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تُفْتَنُوْنَ۝ وَكَانَ فِی
الْمَدِیْنَةِ تِسْعَةُ رَهْطٍ یُّفْسِدُوْنَ
فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ
۝قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰهِ لَنُبَیِّتَنَّهٗ
وَاَهْلَهٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّهٖ مَا شَهِدْنَا
مَهْلِكَ اَهْلِهٖ وَ اِنَّا لَصٰدِقُوْنَ۝

(۲۷:۴۷۔۴۹)

انہوں نے (بجائے اصلاح کرنے کے یہ گستاخانہ) جواب دیا۔ صالحؑ ہم تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو منحوس (ہی) سمجھتے ہیں انہوں نے فرمایا! تمہاری ہر نحوست (کا سبب) اللہ کے علم میں ہے بلکہ تم وہ لوگ ہو جن کی آزمائش ہو رہی ہے۔ اور شہر میں نو شخص (ایسے) تھے جو ملک میں فساد پھیلاتے رہتے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ آپس میں قسم کھاؤ کہ رات کو اس پر اور اس کے گھر والوں پر شبخون ماریں گے اور ان کو قتل کر دیں گے اور پھر ان کے وارثوں سے کہہ دیں گے کہ ہم تو ان کے گھر والوں کی ہلاکت کے وقت موجود ہی نہ تھے۔ اور بے شک ہم سچ کہتے ہیں

ان آیات کریمہ سے ظاہر ہے کہ قوم صالح میں موجود 9 بڑے سرداروں نے حضرت صالحؑ کے خلاف اور آپ کے پیروکاروں کے خلاف محاذ کھڑے کر دیئے اور ہر ممکن کوشش شروع کر دی کہ کسی طور ان کی دعوت فروغ پذیر نہ ہو سکے۔

Marfat.com

قوم صالحؑ کا انجام:

جب حضرت صالحؑ کی قوم کی سرکشی حد سے بڑھ گئی اور انہوں نے دعوت صالحؑ کو قبول کرنے کی بجائے آپ کے خلاف طرح طرح کی منصوبہ بندیاں اور سازشیں شروع کر دیں تو ان کے مقدر کا فیصلہ یوں کر دیا گیا:۔

وَمَكَرُوْا مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝

(۲۷:۵۰۔۵۳)

اور انہوں نے ایک خفیہ سازش کی اور ہم نے بھی ایک خفیہ تدبیر کی اور ان کو خبر بھی نہ ہوئی۔ پھر دیکھ لیجئے ان کی سازشوں کا نتیجہ کیا ہوا؟ یہی کہ ہم نے ان (سرداروں) کو اور ان کی قوم کو سب کو ہلاک کر ڈالا۔ اور یہ ان کے گھر ان کے ظلم کے باعث ویران پڑے ہیں۔ بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے بڑی نشانی ہے۔ اور ہم نے ایمان والوں کو بچا لیا اور وہ (خدا کی نافرمانی سے) بچے رہتے تھے۔

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَ اِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ

وہ بولے صالحؑ اس سے قبل ہماری قوم میں تم امیدوں کا مرکز تھے کیا تم ہمیں ان (بتوں) کی پرستش کرنے سے روک رہے ہو جن کی ہمارے

Marfat.com

مُرِيْبٍ ٥ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ
كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ اٰتٰنِيْ
مِنْهُ رَحْمَةً فَمَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ
اِنْ عَصَيْتُهٗ فَمَا تَزِيْدُوْنَنِيْ غَيْرَ
تَخْسِيْرٍ ٥ وَيٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ
لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ
اللّٰهِ وَ لَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ
فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ
٥ فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِ
كُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ
مَكْذُوْبٍ ٥ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا
صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ
مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ. اِنَّ رَبَّكَ
هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ وَاَخَذَ الَّذِيْنَ
ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ
دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ٥ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا
فِيْهَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ
اَلَا بُعْدًا لِّثَمُوْدَ ٥

(١١:٦٢-٦٨)

باپ دادا پرستش کرتے رہے ہیں اور جس (توحید) کی طرف تم ہمیں بلا رہے ہو یقیناً ہم اس کے بارے میں بڑے اضطراب انگیز شک میں مبتلا ہیں صالحؑ نے کہا اے میری قوم ذرا سوچو تو سہی اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور مجھے اس کی جانب سے خاص رحمت نصیب ہوئی ہے (اس کے بعد اس کے احکام کو تم تک نہ پہنچا کر) اگر میں اس کی نافرمانی کر بیٹھوں تو کون شخص ہے جو اللہ (کے عذاب) سے بچانے میں میری مدد کر سکتا ہے۔ پس سوائے نقصان پہنچانے کے تم میرا کچھ نہیں بڑھا سکے۔ اے میری قوم! یہ اللہ کی (خاص طریقہ سے پیدا کردہ اونٹنی ہے (جو) تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑے رکھو (یہ) اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا۔ ورنہ تمہیں قریب (واقع

Marfat.com

ہونے والا) عذاب آپکڑے گا پھر
انہوں نے اسے (کونچیں کاٹ کر)
ذبح کر ڈالا اور صالحؑ نے کہا (اب) تم
اپنے گھروں میں (صرف) تین دنوں
تک عیش کرلو۔ یہ وعدہ ہے جو (کبھی)
جھوٹا نہ ہوگا۔ پھر جب ہمارا حکم
(عذاب) آپہنچا (تو ہم نے صالحؑ کو
اور جو ان کے ساتھ ایمان والے تھے
اپنی رحمت کے سبب سے بچالیا اور اس
دن کی رسوائی سے (بھی نجات بخشی)
بے شک آپ کا رب ہی طاقتور غالب
ہے۔ اور ظالم لوگوں کو ہولناک آواز
نے آپکڑا سو انہوں نے صبح اس طرح
کی کہ اپنے گھروں میں مردہ حالت
میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا وہ کبھی
ان میں رہتے ہی نہ تھے۔ یاد رکھو قوم
ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا تھا سن
لو! (قوم) ثمود کے لئے رحمت سے
دوری ہے۔ [۴۲]

Marfat.com

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ انبیاء کرامؑ میں نہایت جلالت شان کے حامل پیغمبر ہیں۔ آپ کو نہ صرف جد الانبیاءؑ ہونے کا شرف حاصل ہے بلکہ آپ کے اکثر شعائر اور عبادات کو رب ذوالجلال نے امت محمدیؐ کے لئے بھی لازمی قرار دیا۔ آپ کے مقصد بعثت کی جامعیت وہمہ گیریت کا حامل ہونے کی طرح ہی آپ کی شخصیت بھی جامع اوصاف سے متصف ہے کہ آپ نے نہ صرف عقائد' عبادات اور احوال حیات کے باب میں اصلاح کی مساعی فرمائی بلکہ اپنے دور کی اقوام و ملل کے دنیاوی احوال کی درستگی اور ان کی دنیوی واخروی فلاح بھی آپ کا مطمع نظر رہا۔ جب آپ کو قوم لوطؑ پر عذاب کے نزول کا علم ہوا تو آپ عذاب کے لئے آنے والے فرشتوں سے گفتگو کرنے لگے کہ کسی طرح قوم لوطؑ سے عذاب ٹل جائے اور انہیں اصلاح احوال کا ایک اور موقع مل جائے آپ کے اس وصف کو قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے:۔

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ۝ (۱۱:۷۵)

بے شک ابراہیمؑ بڑے پروقار' رقیق القلب (نرم دل) اور (ہر وقت خدا کی طرف) رجوع کرنے والے تھے۔

آپکے مقصد بعثت کے مذہبی اور سیکولر پہلو کی تفصیل درج کی جاتی ہے:

مذہبی پہلو (Religious Aspect)

توحید' رسالت اور آخرت جیسی بنیادی تعلیمات آپ کے مقصد بعثت کے بنیادی مشمولات تھے۔ قرآن حکیم نے نہ صرف ان کی تفصیل بیان کی بلکہ آپؑ کی زندگی کے ابتدائی مراحل کے دوران تلاش حق کے لئے غور و فکر کو بھی بیان کیا کہ آپ کس طرح ترک آفل سے معبود حقیقی تک پہنچے۔ آپ کی تلاش حق کی یہ ساری

Marfat.com

جدوجہد اہل بصیرت کے لئے اپنے اندر رہنمائی کا ان گنت سامان رکھتی ہے۔

فَلَمَّا رَاَالشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَآ اَكْبَرُ فَلَمَّآ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ٥اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ٥

(۶:۷۸،۷۹)

پھر جب (مذکورہ مشاہدات کے بعد) سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا (کیا) یہ میرا رب ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے پھر جب وہ غروب ہو گیا تو بول اٹھے اے میری قوم (میں نے ان سب کو دیکھ لیا جن کو تم اپنا معبود قرار دیتے ہو ان کی حقیقت تو زوال ہے۔ جبکہ اللہ لازوال ہے) میں ان سب سے جن کو تم اس کا شریک ٹھہراتے ہو بیزار ہوں۔ میں نے تو اپنا منہ اسی ذات کی طرف یکسو ہو کر کرلیا۔ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

حضرت آدمؑ کے بعد کرہ ارض پر انسانیت کے لئے عبادت کے مرکز و مرجع کعبۃ اللہ کی تعمیر بھی آپ ہی نے فرمائی:۔

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ٥

(۲:۱۲۷)

اور جب ابراہیمؑ اور اسمٰعیلؑ خانہ کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے (اور دعا کر رہے تھے) اے ہمارے پروردگار ہماری یہ سعی قبول فرما بے شک تو نے

Marfat.com

والا اور جاننے والا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پیغام حق کی اشاعت کے فریضے کو ادا فرمایا' دنیا میں اللہ کے پہلے گھر کی تعمیر نو کی اور اطاعت الٰہی کی انجام دہی کو اس کمال تک پہنچادیا جس کا تصور بھی عام انسانیت کے لئے ناممکن تھا۔ جب آپ کو اپنے لخت جگر حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کا حکم دیا گیا تو آپؑ نے اس پر سر تسلیم خم کرتے ہوئے اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا ارشاد ربانی ہے:۔

فَلَمَّا اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ○ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ○ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ○ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ○

(۳۷:۱۰۳۔۱۰۷)

پھر جب دونوں نے (اللہ کا حکم) مان لیا تو (ابراہیمؑ نے) ان کو ماتھے کے بل لٹایا۔ اور ہم نے ان کو ندا دی کہ اے ابراہیم تم نے ہمارا خواب سچ کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو یوں ہی بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک یہ ایک بڑی صریح آزمائش تھی اور ہم نے ایک عظیم قربانی کو ان کا فدیہ بنادیا۔

اور رب ذوالجلال نے حضرت ابراہیمؑ کے اس عمل کو اتنی زیادہ قبولیت سے نوازا کہ آنے والی امتوں میں بھی اسے جاری رکھا:۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِى الْاٰخِرِيْنَ ○ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ○

(۳۷:۱۰۸۔۱۰۹)

اور ہم نے ان کے بعد آنے والوں میں ان (کے ذکر خیر) کو باقی رکھا۔ سلام ہو ابراہیمؑ پر۔

Marfat.com

دنیوی پہلو(Secular Aspect)

بعثت ابراہیمی کے اس پہلو کا جائزہ اگر قرآن حکیم کی روشنی میں لیا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ قرآن حکیم اس حوالے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بعثت کو اسی مقصد سے عبارت ٹھہراتا ہے جو مقصد حضرت نوحؑ ' حضرت موسیٰؑ ' حضرت عیسیٰؑ اور حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت کا مقصد تھا ' اور اس مقصد کو قرآن حکیم ''اقامت دین'' کا عنوان دیتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ (۴۲:۱۳)

(اللہ نے) تمہارے لئے وہی دین مقرر فرمایا ہے جس کا حکم نوحؑ کو دیا تھا اور جو ہم نے آپ کی طرف وحی کیا اور اس کا حکم ہم نے ابراہیمؑ ' موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دیا تھا کہ (اس) دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔

اقامت دین کے اس عظیم کام کی انجام دہی کیلئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکمران وقت کے سامنے بھی دعوت حق رکھی۔ اور اسے متنبہ کیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ بادشاہی کے زعم میں خدائی دعوے نہ کرے کیونکہ زندگی و موت اور کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کا انکار ظلم ہے اور ظلم ہدایت سے محرومی کا سبب۔ ارشاد ربانی ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ

کیا آپ نے اس (شخص یعنی نمرود) کو نہیں دیکھا جس نے ابراہیمؑ سے ان

Marfat.com

اِبْرٰاهٖمُ رَبِّيَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَ یُمِیْتُ قَالَ اَنَا اُحْیٖ وَ اُمِیْتُ قَالَ اِبْرٰاهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَo

(۲۵۸:۲)

کے پروردگار کے متعلق بحث کی۔ اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو سلطنت عطا فرمائی تھی۔(حضرت ابراہیمؑ نے جب عام لوگوں کی طرح اسے سجدہ نہ کیا اس نے حیرت سے پوچھا تیرا رب کون ہے اس کے جواب میں)جب حضرت ابراہیمؑ نے کہا میرا پروردگار وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا اور مارتا ہوں۔ ابراہیمؑ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ تو سورج کو مشرق سے نکالتا ہے اب تو اسے مغرب کی طرف سے نکال دے۔ تو یہ سن کر وہ کافر (نمرود) حیران رہ گیا(لا جواب ہو گیا لیکن ایمان نہ لایا)اور اللہ بھی ایسے ظالموں (ابطال حق کرنے والوں)کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔

آپ نے نہ صرف نمرود کے سامنے دعوت حق رکھی بلکہ اس دور کے شرک' بت پرستی اور احکامات الٰہی سے بغاوت پر مبنی نظام زندگی سے بھی ٹکر لی۔ آپ نے اپنی قوم کو بتوں کی پرستش چھوڑنے اور ایک اللہ کی عبادت کی تلقین کی اور عملاً بھی

Marfat.com

ان کے بتوں کو توڑ پھوڑ دیا تاکہ ان پر ان کی حقیقت اور بے بسی منکشف ہو سکے۔ اس کے نتیجہ میں آپ کی قوم نے آپ کو نذر آتش کر دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کی حفاظت کی خاطر آگ کے مزاج کو بدل ڈالا اور اسے آپ کیلئے باعث زحمت کے بجائے باعث رحمت بنا دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَهُنَّ وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ ٥ وَتَاللّٰهِ لَاَ كِیْدَنَّ اَصْنَامَكُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ٥ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا اِلَّا كَبِیْرًا لَّهُمْ لَعَلَّهُمْ اِلَیْهِ یَرْجِعُوْنَ ٥

(۵۶:۲۱-۵۸)

فرمایا (نبی کی بات مذاق نہیں ہوتی یہ بت تمہارے رب نہیں) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے (اور) جس نے ان کو پیدا کیا اور میں (یقین کامل کے ساتھ) اس (عقیدہ توحید) کے گواہوں میں سے ہوں۔ اور (فرمایا) قسم خدا کی! جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں کے متعلق (وہ) چال چلوں گا (کہ تم اپنے بتوں کی مجبوری اور بے کسی خود سمجھ لو) پھر (جب وہ لوگ چلے گئے تو ابراہیمؑ نے ان بتوں کو) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا سوائے ان کے بڑے (بت) کے تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں۔

اتنے بڑے اقدام پر قوم کی طرف سے شدید رد عمل سامنے آنا لازمی امر تھا۔ سو آپ کی

قوم نے آپ کو سزا دینے اور اپنے معبودان باطل کا بھرم قائم رکھنے کے لئے آپ کو نذر آتش کرنے کا فیصلہ کیا مگر رب ذوالجلال کی تائید و نصرت آپ کے شامل حال رہی اور آپ اس معرکہ حق و باطل میں سرخرو ہوئے:۔

قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ٥ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ٥ (۶۹،۶۸:۲۱)

انہوں نے (آپس میں) کہا کہ بحث مباحثہ سے تو فائدہ نہیں۔ اس نوجوان نے ان بتوں کو توڑا ہے اس کو یہ سزا ملنی چاہئے کہ) اس کو (آگ میں) جلادو اور (اس طرح) اپنے ان معبودوں کی مدد کرو اگر تمہیں کرنا ہے (تو یہی کرو، ان کے اس اہتمام پر) ہم نے حکم دیا اے آگ تو ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور آرام دہ بن جا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعوت حق کی انجام دہی کو دینی اور دنیاوی دونوں پہلوؤں سے اس طرح منتہائے کمال تک پہنچایا کہ مذہبی میدان میں حق عبودیت ادا کرتے ہوئے اپنے لخت جگر تک کو اللہ کی راہ میں قربان کر دیا جبکہ دوسری طرف باطل اور طاغوتی نظام کی بیخ کنی اور کفر و شرک کے معاشرے کو توحید و اطاعت حق کے معاشرے میں بدلنے کے لئے آگ تک میں جلنا گوارا کر لیا۔ نتیجتاً رب ذوالجلال نے آپ کو امت حنیف اور آپ کے دین کو دین حنیف قرار دیا اور اس کی اطاعت میں ہی دنیا و آخرت کی فلاح قرار دیا:۔

اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتًا لِّلّٰهِ

بے شک ابراہیمؑ ہی (دین اسلام کے)

Marfat.com

حَنِيْفًا وَلَمْ يَكُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَo
شَاكِرًا لِّاَ نْعُمِهٖ اِجْتَبٰهُ وَهَدٰىهُ اِلٰى
صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ o وَاٰتَيْنٰهُ فِي
الدُّنْيَاحَسَنَةً وَ اِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ
لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَoثُمَّ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ
اَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَمَا
كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَo

(١٦:١٢٠۔١٢٣)

بڑے مقتدا اللہ کے فرمانبردار (اور) اس کے ہو کر رہنے والے تھے۔ اور وہ شرک کرنے والوں میں سے نہ تھے۔ وہ تو اس کی نعمتوں کے بڑے شکر گزار تھے۔ (اللہ نے بھی) ان کو (اپنی نبوت اور مقام خلت کے لئے) چن لیا تھا اور ان کو سیدھی راہ پر چلایا تھا۔ اور ہم نے ان کو دنیا میں بھی بھلائی دی (ہر فرقہ ان سے اپنا تعلق قائم کرتا ہے اور ان کے صفات حمیدہ کا ذکر کرتا رہتا ہے) اور بے شک وہ آخرت میں بھی صالحین میں ہوں گے۔ پھر (اے رسولؐ) ہم نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ ملت ابراہیمؑ ہی کی اتباع کریں جو یک رخ رہنے والے (خالص اللہ ہی کی اطاعت کرنے والے) تھے اور ہرگز مشرکین میں سے نہ تھے۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ
وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ

اور اس شخص سے بہتر کس کا دین ہو گا جس نے اپنی ذات کو اللہ کے حوالے

Marfat.com

مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًاo (۱۲۵:۴)	کر دیا اور وہ نیک کاموں میں لگا رہا۔ اور یکسو ہو کر ابراہیمؑ کے دین کی پیروی کرتا رہا اور اللہ نے ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنالیا ہے۔
قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ (۴:۶۰)	اور تمہارے لئے تو ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں ایک اعلیٰ نمونہ (موجود) ہے۔ ؂

حضرت لوط علیہ السلام:

حضرت لوطؑ کی دعوت بھی مذہبی اور سیکولر پہلوؤں کو محیط ہے:

حضرت لوطؑ کی دعوت کا مذہبی پہلو:(Religious Aspect)

ارشاد ربانی ہے:

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ. اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌo فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ o وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ oاَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ oوَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ	جب ان سے ان کے بھائی لوطؑ نے کہا۔ کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ بے شک میں اللہ کی طرف سے تمہارے لئے ایک معتبر پیغام لانے والا ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔ اور میں اس پر تم سے کوئی صلہ نہیں چاہتا مرا اجر تو سارے جہانوں کے پروردگار کے ذمہ ہے (جس کا میں

عٰدُوْنَ o قَالُوْا لَئِنْ لَّم تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ o قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ o (۱۶۸-۱۶۱:۲۶)

رسول ہوں) کیا تم (ایسے بداطوار ہو کہ) اھل عالم میں سے لڑکوں پر مائل ہوتے ہو اور اپنی بیویوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے بنائی ہیں ان کو چھوڑ رہے ہو حقیقت یہ ہے کہ (انسانیت کی) حد ہی سے نکل جانے والے لوگ ہو۔ وہ بولے اے لوطؑ اگر تم (اس نصیحت کرنے سے) باز نہ آؤ گے تو تم شہر سے نکال دیئے جاؤ گے۔ لوطؑ نے فرمایا میں (بھی) تمہارے اعمال (کے سبب تم) سے بیزار ہوں۔

یعنی حضرت لوطؑ کی دعوت کا مذہبی پہلو ان امور پر مشتمل تھا۔

i۔ ایمان باللہ وایمان بالرسالت

ii۔ اطاعت نبوی و تقویٰ

iii۔ اخلاق و معاملات کی اصلاح

حضرت لوطؑ کی دعوت کا سماجی و دنیوی پہلو:

(Social & Secular Aspect)

ارشاد ربانی ہے:۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ

اور لوطؑ کو (بھی ہم نے اسی طرح بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم

اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَo اَنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ط بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَo وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَo

(۸۲_۸۰:۷)

(اس) بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے اہل جہاں میں سے کسی نے نہیں کیا تھا۔ بے شک تم نفسانی خواہشوں کے لئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو۔

بلکہ تم حد سے گزر جانے والے ہو اور ان کی قوم کا سوائے اس کے کوئی جواب نہ تھا کہ وہ کہنے لگے ان کو بستی سے نکال دو بے شک یہ لوگ بڑے پاکیزگی کے طلبگار ہیں۔

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَo اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ o فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَo

(۵۶-۵۴:۲۷)

اور لوطؑ نے جب اپنی قوم سے کہا کیا تم بے حیائی کا کام کرتے ہو حالانکہ تم دیکھتے ہو (کہ یہ کیسا گندا اور برا کام ہے) کیا تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں پر للچا کر دوڑتے ہو در حقیقت تم لوگ بالکل جاہل ہو۔ لیکن ان کی قوم کا جواب اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ کہنے لگے کہ لوطؑ کے گھر والوں کو اپنے گھر سے نکال دو۔

Marfat.com

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ اِنَّكُمْ لَتَاتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَاسَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَئِنَّكُمْ لَتَاتُوْنَ الرِّجَالَ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّا اَنْ قَالُوْا ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

(۲۹:۲۸-۳۰)

اور لوطؑ نے جب (ان کو پیغمبر بنا کر بھیجا گیا تو) اپنی قوم میں کہا تم (تو ایسی) بے حیائی کے کام کرتے ہو جو تم سے پہلے کسی نے بھی دنیا والوں میں سے نہ کیے۔ (تم کو کیا ہو گیا ہے) کیا تم مردوں سے بد فعلی کرتے ہو اور (آفرینش نسل کی) راہ منقطع کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں (علی الاعلان) برے کام کرتے ہو تو اس کا جواب ان کے پاس اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ کہہ اٹھے (اچھا) اگر تم سچے ہو تو ہم پر اللہ کا قہر نازل کر دو۔ (چنانچہ لوطؑ نے) عرض کی اے میرے رب ان مفسد (گندے اور مشرک) لوگوں کے خلاف میری مدد فرما۔

یعنی حضرت لوطؑ کی دعوت کا سماجی اور دنیوی پہلو ان امور پر مشتمل تھا:۔

i۔ فحاشی کی مذمت اور اسے ترک کرنا

ii۔ معاملات میں طہارت اختیار کرنا

iii۔ قوانین الٰہی سے تجاہل کی مذمت

iv۔ تقطیع سبیل (مسافروں کو تنگ کرنا) کی مذمت' اللہ کے فیصل کردہ راہ کو پامال (violate) کرنے کی مذمت۔

v۔ مجلس میں بے حیائی کی مذمت

vi۔ فسادفی الارض کی ممانعت

قوم کا رد عمل:

حضرت لوطؑ کی دعوت اور اصلاحی جدوجہد کے باوجود قوم لوطؑ اپنی سرکشی پر قائم رہی۔ اور ہر موقع پر اپنی سرکشی کی روش کا مظاہرہ کرتی رہی ارشاد ربانی ہے:۔

وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ o قَالَ اِنَّ هٰٓؤُلَاۤءِ ضَيْفِىْ فَلَا تَفْضَحُوْنِ o وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ o قَالُوْٓا اَوَلَمْ نَنْهَكَ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ o

(۱۵:۶۷۔۷۰)

اور اہل شہر (اپنی بدمستی میں) خوشیاں مناتے ہوئے (لوطؑ کے پاس) پہنچے۔ لوطؑ نے کہا بے شک یہ لوگ میرے مہمان ہیں۔ پس تم مجھے ان کے بارے میں شرمسار نہ کرو۔ اور اللہ (کے غضب) سے ڈرو اور مجھے رسوا نہ کرو۔ وہ بدمست لوگ بولے اے لوطؑ! کیا ہم نے تمہیں دنیا بھر کے لوگوں (کی حمایت) سے منع نہیں کیا تھا؟

یعنی یہ دعوت لوطؑ کی ہمہ گیریت تھی جسے قبول کرنے کا مقصود قوم لوطؑ کے لئے اپنی زندگی کو کلیتہً قانون الٰہی کے ماتحت کرنا تھا۔ سو اہل قوم نے کہا کہ اے لوطؑ تو ہمارے دنیاوی معاملات (علمین) میں دخل اندازی نہ کر! ان معاملات میں ہمیں

Marfat.com

ہمارے حال پر چھوڑ دے۔

تمنائے لوطؑ:

ایک صالح نظام اور مثالی معاشرے کا قیام:

جب قوم لوطؑ کی سرکشی حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ تو حضرت لوطؑ نے اس تمنا کا اظہار فرمایا جس کے لئے وہ مصروف جدوجہد رہے:۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِيْٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا يَوْمٌ عَصِيْبٌo وَجَآءَهٗ قَوْمُهٗ يُهْرَعُوْنَ اِلَيْهِ.وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ط قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ ط اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌo قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَالَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِيْدُ. قَالَ لَوْ اَنَّ لِيْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِيْٓ اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍo

(۱۱:۷۷۔۸۰)

اور جب ہمارے فرستادہ فرشتے لوطؑ کے پاس آئے تو وہ ان کے آنے سے پریشان ہوئے اور ان کے باعث ان کی طاقت کمزور پڑی اور کہنے لگے یہ بہت سخت دن ہے۔ اور لوطؑ کی قوم (مہمانوں کی خبر سنتے ہی) ان کے پاس دوڑتی ہوئی آ گئی۔ اور وہ پہلے ہی برے کام کیا کرتے تھے۔ لوط نے کہا اے میری نافرمان قوم یہ میری قوم کی بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے (بطریق نکاح) پاکیزہ و حلال ہیں سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں (اپنی بے حیائی کے باعث) مجھے رسوا نہ کرو۔ کیا تم میں سے کوئی بھی نیک سیرت آدمی نہیں ہے۔ وہ بولے کہ تم خوب

Marfat.com

جانتے ہو کہ ہمیں تمہاری قوم کی
بیٹوں سے کوئی غرض نہیں ہے اور تم
یقیناً جانتے ہو جو کچھ ہم چاہتے ہیں۔
لوطؑ نے کہا کاش مجھ
میں تمہارے مقابلے کی ہمت ہوتی یا
میں (آج) کسی مضبوط قلعہ میں پناہ
لے سکتا۔

یعنی جب قوم لوطؑ کسی طور پر بھی اپنی بغاوت و سرکشی سے باز نہ آئی تو لوطؑ نے تمنا کی کہ کاش انہیں کفر، گمراہی، طغیان اور نراجی معاشرے (Anarchiac Society) میں کوئی رجل رشید، قوہ اور رکن شدید میسر ہوتا۔ جو اس وقت ہی ممکن ہے جب پیغمبرانہ دعوت کا دینی و دنیوی پہلو ایک عملی نظام میں ڈھل جائے۔

قوم لوطؑ کا انجام:

ارشاد ربانی ہے:

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ○ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ○

(۱۱:۸۲۔۸۳)

پھر جب ہمارا حکم عذاب آ پہنچا تو ہم نے (الٹ کر) اس بستی کے اوپر کے حصہ کو تباہ کر دیا اور ہم نے اس پر پتھر اور پکی ہوئی مٹی کے کنکر برسائے جو پے در پے گرتے رہے۔ جو آپ کے رب کی طرف سے نشان کئے ہوئے

Marfat.com

تھے۔ اور یہ (سنگریزوں کا عذاب) ظالموں سے اب بھی کچھ دور نہیں ہے۔

فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ مُشْرِقِيْنَ ○فَجَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ○اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِيْنَ ○وَاِنَّهَا لَبِسَبِيْلٍ مُّقِيْمٍ ○اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○

(۱۵:۷۳-۷۷)

پس انہیں طلوع آفتاب کے ساتھ ہی سخت آتش کڑک نے آلیا۔ سو ہم نے ان کی بستی کو زیر وزبر کردیا۔ اور ہم نے ان پر پتھر کی طرح سخت مٹی کے کنکر برسائے بے شک اس واقعہ میں اہل فراست کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور بے شک وہ بستی ایک آباد راستہ پر واقع ہے بے شک اس (واقعہ قوم لوطؑ) میں اہل ایمان کے لئے نشانی (عبرت) ہے۔

یعنی قوم لوطؑ پر فرشتوں کے ذریعے سے نہ صرف ظاہری و باطنی عذاب مسلط کیا گیا بلکہ جعلنا عالیھا سافلھا کے مصداق اس قوم کے تمام تر عروج کو ابدی زوال سے بدل دیا گیا۔ اور اس واقعہ یعنی پیغمبرانہ دعوت سے انحراف اور انفرادی و قومی زندگی میں قوانین الٰہی سے بغاوت کے انجام کو آنے والی نسلوں کے لئے ایک نشانی بنادیا گیا کہ وہ اسے صرف ایک واقعہ ہی نہیں بلکہ سنت الٰہی کے تحت جاری ایک قانون حیات سمجھیں۔

Marfat.com

تمنائے لوطؑ کی قبولیت:

ارشاد ربانی ہے:۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَلُوْطًا اِلَى الْاَرْضِ الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا لِلْعٰلَمِيْنَ٥
(۲۱:۷۱)

اور ہم نے ان (ابراہیمؑ) اور (ان کے بھتیجے) لوطؑ کو بھی (تباہی سے) بچا کر اس سرزمین کی طرف پہنچا دیا جس کو ہم نے دنیا جہان کے واسطے با برکت بنایا ہے۔

وہ تمنا جو رکن شدید کی طلب کی صورت میں حضرت لوطؑ نے کی تھی انہیں اور ان کے ساتھ اہل ایمان کو "ارض مبارك" عطا کر کے پوری کر دی گئی۔ جو ایک لحاظ سے باغیوں کی تباہی کے قانون الٰہی کا دوسرا پہلو ہے۔ کہ اہل حق اور اطاعت شعار لوگ حیات دینوی میں کس طرح کامیاب و کامران اور فلاح یاب ہو سکتے ہیں۔[۶]

حضرت یوسف علیہ السلام

قرآن مجید میں مختلف مقامات پر حضرت یوسف علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا۔ تاہم سورۃ یوسف میں تفصیل کے ساتھ آپ کا تذکرہ بیان ہوا۔ اور اسے قرآن حکیم نے "احسن القصص" بھی قرار دیا۔ جس کی وجہ دیگر کئی حکمتوں کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں حضرت یوسفؑ کی ابتدائی حیات مبارکہ 'دور ابتلاء اور پھر مسند اقتدار پر فائز ہونے کے مراحل کو بیان کیا گیا اور اس حقیقت کو ایک اصول کے طور پر بیان کر دیا گیا کہ تقویٰ اور صبر ہی وہ اسلحہ ہیں جو بندہ مومن کو قید خانہ سے مسند

Marfat.com

اقتدار تک لا سکتے ہیں۔ (۱۲:۹۰)

آپؑ کو منصب نبوت عطا کرنے کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّ عِلْمًا ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (۱۲:۲۲)

اور جب وہ اپنی جوانی کو پہنچے تو ہم نے ان کو حکومت اور علم سے نوازا اور ہم نے نیکوکاروں کو اسی طرح (ان کے اعمال صالح کا) بدلہ دیا کرتے ہیں۔

مذہبی پہلو (Religious Aspect)

حضرت یوسف علیہ السلام کی بعثت کے مذہبی پہلو کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:۔

قَالَ لَا يَاْتِيْكُمَا طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖٓ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِيْلِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِيَكُمَا ۭ ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِيْ رَبِّيْ ۭ اِنِّىْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَاۗءِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ مَا كَانَ لَنَآ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ۭ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَيْنَا وَعَلَي النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

(یوسفؑ نے اپنے خوابوں کی تعبیر پوچھنے والے قید خانے کے ساتھیوں سے) فرمایا کہ جو کھانا روز تمہارے لئے آتا ہے وہ آنے بھی نہ پائے گا کہ میں تم کو اس کی تعبیر اس کے آنے سے پہلے بتا دوں گا۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے سکھائے۔ (چاہو تو تم بھی میرے رب پر ایمان لے آؤ اور گناہوں سے توبہ کرلو) میں نے تو ان لوگوں کا دین

لَا يَشْكُرُوْنَ○يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ
ءَ اَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَيْرٌ اَمِ اللّٰهُ

الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ○مَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اَسْمَآءً سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ
وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ
سُلْطٰنٍ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ اَمَرَ اَلَّا
تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ○
(۱۲:۳۷-۴۰)

قبول نہیں کیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ اور میں نے تو ان لوگوں کا دین قبول نہیں کیا جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں۔ اور میں نے تو اپنے باپ داداؤں کا یعنی ابراہیمؑ اسحٰقؑ اور یعقوبؑ کا دین اختیار کر رکھا ہے۔ ہم کو کسی طرح یہ زیب نہیں دیتا کہ ہم کسی شے کو خدا کے ساتھ شریک ٹھہرائیں۔ یہ خدا کا فضل ہے ہم پر بھی اور (ملت ابراہیمی کی وساطت سے) عام لوگوں پر بھی لیکن اکثر لوگ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے (کہ ملت ابراہیمی کی پیروی اختیار کریں)۔ اے میرے قید خانے کے رفیقو! کیا کئی جدا جدا معبود اچھے ہیں یا ایک یکتا و یگانہ زبردست اللہ۔ تم اللہ کو چھوڑ کر محض ان ناموں ہی کی عبادت کرتے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے رکھ لئے ہیں۔

Marfat.com

ان آیات مبارکہ میں حضرت یوسف علیہ السلام کی بعثت کے مذہبی پہلو کی درج ذیل تفصیلات ہمارے سامنے رکھی ہے۔

۱۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کی توحید کے منکرین کی ملت سے لاتعلقی کا اظہار فرمایا اور اپنے ساتھیوں کے سامنے اس بنیادی حقیقت کو رکھا کہ صرف ملت ابراہیمی ہی وہ طرز حیات ہے جس کی پیروی نہ صرف تمام انبیاء کرتے رہے بلکہ انسانیت کی فلاح بھی اسی ملت کی پیروی میں ہے۔

۲۔ توحید کی برکات بیان کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ توحید دراصل ان گنت معبود باطن کی نفی اور ایک واحد قہار رب کی اطاعت کا نام ہے۔

۳۔ آپ نے نام نہاد معبودان باطل جن کی اطاعت کی کوئی معقول دلیل یا جواز نہیں اطاعت سے اجتناب کی تلقین فرمائی کہ یہی دین قیم ہے۔

دنیوی پہلو (Secular Aspect)

آپ نے عزیز مصر سے خزائن الارض کی تنظیم کا مطالبہ فرمایا کیونکہ یہ وہ بنیادی منصب تھا جس کے ساتھ عامۃ الناس کی بہبود اور مملکت کے مبنی بر انصاف انتظام کا انحصار ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قَالَ اجْعَلْنِیْ عَلٰی خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ ٥ وَکَذٰلِکَ مَکَّنَّا لِیُوْسُفَ فِی الْاَرْضِ یَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَیْثُ یَشَآءُ نُصِیْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ	یوسفؑ نے کہا (اے عزیز مصر) مجھے ملک کے خزانوں پر مامور کردیجئے (تاکہ میں عامۃ الناس کے لئے فلاحی معاشرہ تشکیل دے سکوں) کیونکہ میں دولت کی) حفاظت کرسکتا ہوں

Marfat.com

وَلَا نُضِیۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ٥

(۵۶،۵۵:۱۲)

(اور اس کا صحیح مصرف بھی) خوب جانتا ہوں اور اس طرح ہم نے یوسفؑ کو ملک (مصر) میں جگہ دی کہ جہاں چاہتے قیام کرتے (اور جو چاہتے تصرف کرتے گویا وہی حکمران تھے) ہم اپنی رحمت جسے چاہتے ہیں پہنچاتے ہیں اور بھلائی کرنے والوں کا بدلہ ہم ضائع نہیں کیا کرتے۔[۵]

حضرت شعیب علیہ السلام:

تمام انبیائے کرام کی طرح حضرت شعیب علیہ السلام کی دعوت بھی پوری زندگی پر محیط ایک جامع دعوت تھی جس کا مقصود پوری زندگی کو قانون الٰہی کا پابند کرنا تھا۔

دعوت شعیبؑ کا مذہبی پہلو (Religious Aspect)

وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاهُمۡ شُعَیۡبًا٥ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ وَارۡجُوا الۡیَوۡمَ الۡاٰخِرَ وَلَا تَعۡثَوۡا فِی الۡاَرۡضِ مُفۡسِدِیۡنَ٥

(۳۶:۲۹)

اور مدین (والوں) کی طرف ہم نے ان کے ہم وطن بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ پس انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی بندگی کرو اور آخرت کے دن کی امید رکھو اور زمین پر فساد مت پھیلاتے پھرو۔

Marfat.com

اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلاَ تَتَّقُوْنَ o اِنِّی لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ o فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ o وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ o

(۲۶:۱۷۷۔۱۸۰)

جب ان سے شعیبؑ نے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے (کہ ناپ تول میں خرابی کر کے معاشرہ ہی بگاڑ دیا) میں تمہارے لئے ایک دیانتدار پیغمبر ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرے کہنے پر چلو۔ اور میں تم سے اس (خیر خواہی) کا کوئی بدلہ نہیں چاہتا میرے بدلہ تو سارے جہان کے پالنے والے کے ذمہ ہے۔

وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ رَحِیْمٌ وَّدُوْدٌ o

(۱۱:۹۰)

اور تم اپنے رب سے مغفرت مانگو پھر اس کے حضور (صدق دل سے) توبہ کرو بے شک میرا رب نہایت مہربان محبت فرمانے والا ہے۔

دعوت شعیبؑ کا دنیوی پہلو (Secular Aspect)

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْیَالَ وَالْمِیْزَانَ اِنِّیْ اَرٰىكُمْ بِخَیْرٍ وَّ

اور ہم نے اہل مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا انہوں نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو تمہارے لئے اس کے سوا کوئی

اِنِّیْ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ
مُّحِیْطٍ ٥وَیٰقَوْمِ اَوْفُوا
الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ بِالْقِسْطِ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَ ھُمْ
وَلَا تَعْثَوْا فِی الْاَرْضِ
مُفْسِدِیْنَ ٥ بَقِیَّتُ اللّٰہِ خَیْرٌ
لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ٥وَمَآ اَنَا
عَلَیْکُمْ بِحَفِیْظٍ٥

(۸۶_۸۴:۱۱)

معبود نہیں ہے اور ناپ اور تول
میں کمی مت کیا کرو بے شک میں
تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور
میں تم پر ایسے درد کے عذاب کا
خوف (محسوس) کرتا ہوں جو
تمہیں گھیر لینے والا ہے۔ اور اے
میری قوم تم ناپ اور تول انصاف
کے ساتھ پورے کیا کرو ان لوگوں
کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور
فساد کرنے والے بن کر ملک میں
تباہی مت مچاتے پھرو۔ جو اللہ کے
دیئے میں بچ رہے وہی تمہارے
لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو
اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا ٥
قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ
مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ٥ قَدْ جَآءَتْکُمْ
بَیِّنَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ فَاَوْفُوا الْکَیْلَ
وَالْمِیْزَانَ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ
اَشْیَآءَ ھُمْ وَلَا تُفْسِدُوْا فِی

اور مدین کی طرف ہم نے کے قومی
بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ انہوں نے کہا
اے میری قوم تم اللہ کی عبادت
کیا کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی
معبود نہیں بے شک تمہارے پاس
تمہارے رب کی طرف سے روشن

Marfat.com

الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا ط
ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ o وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ
صِرَاطٍ تُوْعِدُوْنَ وَتَصُدُّوْنَ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ
وَتَبْغُوْنَهَا عِوَجًا o وَاذْكُرُوْٓا
اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلًا فَكَثَّرَكُمْ
وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُفْسِدِيْنَ o وَ اِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ
مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ
وَطَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا
حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ
خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ

(۸۷۔۸۵:۷)

دلیل آچکی ہے۔ سو تم ناپ اور تول پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور زمین میں اس (ماحول حیات) کی اصلاح کے بعد فساد بپا نہ کیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم (اس الوہی پیغام کو) ماننے والے ہو۔ اور تم ہر راستے پر اس لئے نہ بیٹھا کرو کہ تم ہر اس شخص کو جو (اس دعوت پر) ایمان لے آیا ہے خوفزدہ کرو اور اسے اللہ کی راہ سے روکو اور اس دعوت میں کجی تلاش کرو (تاکہ اسے دین حق سے برگشتہ اور متنفر کر سکو) اور (اللہ کا احسان) یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو اس نے تمہیں عزت بخشی اور دیکھو فساد پھیلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟ اور اگر تم میں سے کوئی ایک گروہ اس (دین) پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لے آیا ہے اور دوسرا

Marfat.com

گروہ ایمان نہیں لایا تو (اے ایمان والو!) صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ○ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ○ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَ هُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ. وَاتَّقُوا الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَ وَّلِيْنَ○ (۲۶:۱۸۱۔۱۸۴)	پیمانہ پورا بھر کر دیا کرو اور (خلق خدا کو) نقصان پہنچانے والوں میں شامل نہ ہو جاؤ۔ اور سیدھی ترازو رکھ کر تولا کرو (تاکہ تول میں بھی کمی نہ آنے پائے) اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور (لوگوں کے حقوق مار کر) ملک میں خرابی مت مچاتے پھرو۔ اور اس (اللہ) سے ڈرو جس نے تم کو اور تم سے قبل ساری خلقت کو پیدا کیا۔

قوم شعیبؑ کا ردعمل:

حضرت شعیبؑ کی قوم نے آپ کی دعوت کو قبول کرنے اور اپنے حالات کو سنوارنے کے بجائے آپ کی ذات، دعوت اور متبعین کو ہدف تنقید بنانا شروع کر دیا:

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ○وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ	وہ بولے تم پر تو کسی نے (سخت) جادو کر دیا ہے کہ ایسی باتیں کر رہے ہو)

مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ
الْكٰذِبِيْنَo فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا
مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَo

(۲۶:۱۸۵۔۱۸۷)

اور (آخر) تم بھی تو ہماری طرح ایک آدمی ہو اور ہمارے خیال میں تو تم جھوٹے ہو۔ بہرحال اگر تم اپنے دعوی نبوت میں سچے ہو تو ہم پر آسمان کا ایک ٹکڑا گرادو (کہ ہم سب ہلاک ہو جائیں)

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ
اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَائُنَا اَوْ اَنْ
نَّفْعَلَ فِيْ اَمْوَالِنَا مَانَشٰٓؤُاo اِنَّكَ
لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُo قَالَ يٰقَوْمِ
اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ
رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ
مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ
اَنْهٰكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا
الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ
مَاتَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ oوَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِ
مَنَّكُمْ شِقَاقِيْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ
مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْقَوْمَ هُوْدًا

وہ بولے اے شعیبؑ! کیا تمہاری نماز تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان (معبودوں) کو چھوڑدیں جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں یا یہ کہ ہم جو کچھ اپنے اموال کے بارے میں چاہیں نہ کریں بے شک (تم ہی) ایک بڑے تحمل والے ہدایت یافتہ (رہ گئے) ہو۔ شعیبؑ نے کہا اے میری قوم ذرا بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب کی طرف سے روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنی بارگاہ سے عمدہ رزق (بھی) عطا فرمایا۔ (تو پھر حق کی تبلیغ کیوں نہ کروں) اور میں یہ (بھی) نہیں چاہتا کہ تمہارے پیچھے لگ کر

وْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ مِنْكُمْ بِبَعِيْدٍo

(۸۹۔۸۷:۱۱)

(حق کے خلاف) خود ہی کچھ کرنے لگوں جس سے میں تمہیں منع کر رہا ہوں۔ میں تو جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے (تمہاری) اصلاح ہی چاہتا ہوں اور میری توفیق اللہ ہی (کی مدد) سے ہے۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا ہے اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور اے میری قوم مجھ سے دشمنی و مخالفت تمہیں یہاں تک نہ ابھار دے کہ جس کے باعث تم پر وہ (عذاب) آ پہنچے جیسا (عذاب) قوم نوحؑ یا قوم ہودؑ یا قوم صالحؑ کو پہنچا تھا اور قوم لوطؑ کا زمانہ تو تم سے کچھ دور نہیں (گزرا)۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍo قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَآءَكُمْ ظِهْرِيًّا اِنَّ

وہ بولے اے شعیبؑ! تمہاری اکثر باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں اور ہم تمہیں اپنے معاشرے میں ایک کمزور شخص جانتے ہیں۔ اور اگر تمہارا کنبہ نہ ہوتا تو ہم تمہیں سنگسار کر دیتے۔ اور (ہمیں اسی کا لحاظ ہے

Marfat.com

رَبِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ o وَیٰقَوْمِ
اعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ
عَامِلٌ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ o مَنْ یَّاْتِیْهِ
عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَمَنْ هُوَ کَاذِبٌ
وَارْتَقِبُوْا اِنِّیْ مَعَکُمْ رَقِیْبٌ o
(۹۳_۹۱:۱۱)

ورنہ) تم ہماری نگاہ میں کوئی عزت والے نہیں ہو۔ شعیبؑ نے کہا اے میری قوم کیا میرا کنبہ تمہارے نزدیک اللہ سے زیادہ معزز ہے اور تم نے اسے (گویا) پس پشت ڈال رکھا ہے۔ بے شک میرا رب تمہارے سب کاموں کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور اے میری قوم تم اپنی جگہ کام کرتے رہو میں اپنا کام کر رہا ہوں تم عنقریب جان جاؤ گے کہ کس پر وہ عذاب آپہنچتا ہے جو رسوا کر ڈالے گا اور کون ہے جو جھوٹا ہے اور تم بھی انتظار کرتے رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ
لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ کُنَّا
کٰرِهِیْنَ o قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَی اللّٰهِ
کَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِکُمْ بَعْدَ اِذْ

اور ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو سرکش و متکبر تھے کہا اے شعیبؑ! ہم تمہیں اور ان لوگوں کو جو تمہاری معیت میں ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے بہر صورت نکال دیں گے یا تمہیں ضرور اس مذہب میں

نَجّٰنَا اللّٰهُ مِنْهَا وَمَا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّعُوْدَ فِيْهَآ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّنَا وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًاؕ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ ۝ وَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝

(۷:۸۸۔۹۰)

پلٹ آنا ہوگا انہوں نے (جواباً) کہا اگرچہ ہم تمہارے مذہب میں پلٹنے سے بیزار ہی ہوں؟ بے شک ہم اللہ پر جھوٹ و بہتان باندھیں گے اگر ہم تمہارے مذہب میں اس امر کے بعد پلٹ جائیں کہ اس نے ہمیں اس سے بچالیا ہے اور ہمارے لئے ہرگز (مناسب) نہیں کہ ہم اس (مذہب) میں پلٹ جائیں مگر یہ کہ اللہ چاہے جو ہمارا رب ہے ہمارا رب ازروئے علم ہر چیز پر محیط ہے۔ ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کرلیا ہے

اے ہمارے رب ہمارے اور ہماری مخالف (قوم) کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرمادے۔ اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے اور ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو کفر وانکار کے مرتکب ہو رہے تھے کہا اے لوگو! اگر تم نے شعیبؑ کی پیروی کی تو اس وقت تم یقیناً نقصان

اٹھانے والے ہو جاؤ گے۔

قوم شعیبؑ کا انجام:

جب قوم شعیبؑ کسی طور پر بھی اپنے نبی کی دعوت کی طرف راغب نہ ہوئی اور اپنی زندگی کو باغیانہ و سرکش روش پر ہی جاری رکھا تو وہ انجام کار اپنے منطقی انجام سے دوچار ہو گئی:۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ○اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا شُعَيْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِيْنَ ○فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَيْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِيْنَ○

(۷:۹۱۔۹۳)

پس انہیں شدید زلزلہ (کے عذاب) نے آ پکڑا سو وہ (ہلاک ہو کر) صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا (وہ ایسے نیست و نابود ہوئے) گویا وہ اس (بستی) میں (کبھی) رہتے ہی نہ تھے۔ جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا (حقیقت میں) وہی نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ تب (شعیبؑ) ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہنے لگے اے میری قوم بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہیں نصیحت (بھی) کر دی تھی پھر میں کافر قوم (کے تباہ ہونے) پر افسوس کیوں کروں؟

Marfat.com

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۝ اَلَا بُعْدًا لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ۝

(۱۱:۹۴۔۹۵)

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے شعیبؑ کو اور ان کی ساتھ ایمان والوں کو اپنی رحمت کے باعث بچالیا اور ظالموں کو خوفناک عذاب نے آپکڑا۔ سوانہوں نے صبح اس حال میں کی کہ اپنے گھروں میں مردہ حالت میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا وہ ان میں کبھی بستے ہی نہ تھے۔ سنو اہل مدین کے لئے ہلاکت ہے جیسے قوم ثمود ہلاک ہوئی تھی۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

(۲۶:۱۸۹۔۱۹۱)

انہوں نے اس کو جھٹلایا آخر ان کو سائبان والے عذاب نے آپکڑا۔ بے شک وہ بڑے (سخت) دن کا عذاب تھا بے شک اس میں نشانی ہے اور ان میں اکثر لوگ ایمان لانے والے نہ تھے اور بے شک آپ کا رب بڑی قوت والا اور رحم والا ہے۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ۝

(۲۹:۳۷)

پھر ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو ان کو ایک زلزلے نے آپکڑا پس صبح کے وقت وہ اپنے گھروں میں اوندھے

Marfat.com

پڑے رہ گئے۔ ؎۵

حضرت موسیٰ علیہ السلام:

تاریخ انبیاء میں حضرت موسیٰؑ اس لحاظ سے ممتاز مقام کے حامل ہیں کہ آپ کے معرکہ حق و باطل کو قرآن حکیم نے تمام انبیاء کے تذکرے سے زیادہ بیان کیا ہے۔ فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ آپ کی معرکہ آرائی کی تفصیلات کے مختلف پہلوؤں کو قرآن مجید نے مختلف مقامات پر بیان کیا ہے' جو آپ کی دعوت کی جامعیتِ' جدوجہد کی نوعیت اور اسؓ کے نتائج کو بیان کرتا ہے۔ قرآن حکیم کی بیان کردہ تفصیلات نہ صرف موسوی جدوجہد کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں بلکہ انبیاء کرامؑ کے اس کردار کو بھی واضح کرتی ہیں کہ بعثت انبیاءؑ کا بنیادی مقصد زندگی کے جملہ پہلوؤں کو قانون الٰہی کا پابند بنانا ہے۔ اور اس تناظر میں یہاں دین و دنیا کی تفریق کا کوئی تصور متصور نہیں۔ بلکہ دونوں کی فلاح باہم لازم و ملزوم ہیں۔

حضرت موسیٰؑ کی بعثت و دعوت:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَاۡئِہٖ فَاتَّبَعُوْا اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَ مَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِیْدٍ ۝

(۱۱:۹۶۔۹۷)

اور بے شک ہم نے موسیٰؑ کو (بھی) اپنی نشانیوں اور روشن برہان کے ساتھ بھیجا۔ فرعون اور اس کے (درباری) سرداروں کے پاس تو (قوم کے) سرداروں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم درست نہ تھا۔

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَاۡئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَo وَقَالَ يٰفِرْعَوْنُ اِنِّىْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَo حَقِيْقٌ عَلٰٓى اَنْ لَّآ اَقُوْلَ عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ. قَدْ جِئْتُكُمْ بِبَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَرْسِلْ مَعِىَ بَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَo

(۷:۱۰۳-۱۰۵)

پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰؑ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے (درباری) سرداروں کے پاس بھیجا۔ تو انہوں نے ان (دلائل و معجزات) کے ساتھ ظلم کیا پھر آپ دیکھئے کہ فساد پھیلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟ اور موسیٰؑ نے کہا اے فرعون! بے شک میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول (آیا) ہوں۔ مجھے یہی زیب دیتا ہے کہ اللہ کے بارے میں حق بات کے سوا کچھ نہ کہوں۔ بے شک میں تمہارے رب (کی جانب) سے تمہارے پاس واضح نشانی لایا ہوں۔ سو تو بنی اسرائیل کو (اپنی غلامی سے آزاد کر کے) میرے ساتھ بھیج دے۔

موسیٰ علیہ السلام نے جہاں ایک طرف فرعون کو توحید کی دعوت دی اور اسے اپنی فرعونی روش کے انجام سے متنبہ کیا وہاں اپنی قوم کو بھی دنیوی واخروی فلاح کا پیغام دیا:

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ

اور (وہ وقت بھی یاد کریں) جب

Marfat.com

اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا وَّ اٰتٰكُمْ مَّالَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ○

(۵:۲۰۔۲۱)

موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم! تم اپنے اوپر (کیا گیا) اللہ کا وہ انعام یاد کرو جب اس نے تم میں انبیاءؑ پیدا فرمائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور تمہیں وہ کچھ عطا فرمایا جو (تمہارے زمانے میں) تمام جہانوں میں سے کسی کو نہیں دیا تھا۔ اے میری قوم! اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دی ہے۔ اور اپنی پشت پر (پیچھے) نہ پلٹنا ورنہ تم نقصان اٹھانے والے بن کر پلٹو گے۔

قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ ○ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ ○

(۷:۱۲۸)

موسیٰؑ نے اپنی قوم سے فرمایا تم اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو۔ بے شک زمین اللہ کی ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے۔ اور انجام خیر پرہیزگاروں ہی کے لئے ہے۔

اپنی قوم کو فرعونی مظالم سے نجات دلانے اور موسوی نظام کو عملاً بپا کرنے کے لیے آپ نے حکم الٰہی کے تحت اجتماعی کو اختیار فرمایا:

وَلَقَدْ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسىٰ اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِيْ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيْقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخٰفُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشٰىo

(۲۰:۷۷)

اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی کی کہ راتوں رات میرے بندوں کو لے کر نکل جاؤ۔ پس ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنالیا۔ تم کو نہ فرعون کے آپکڑنے کا خوف ہوگا اور نہ ڈوبنے کا ڈر۔

فرعون اور اس کی قوم کا رد عمل:

فرعون نے جب حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو اپنے اقتدار اور نظام کے لئے خطرہ محسوس کیا تو اس نے نہ صرف حضرت موسیٰؑ کی دعوت کو ہدف تنقید بنایا بلکہ اپنے سرداروں کو اس امر پر اکسایا کہ حضرت موسیٰؑ انہیں ملک بدر کر کے ان کے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہیں:۔

قَالَ اِنْ كُنْتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَاْتِ بِهَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ oفَاَلْقٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِيْنٌ oوَّنَزَعَ يَدَهٗ فَاِذَا هِيَ بَيْضَآءُ لِلنّٰظِرِيْنَoقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيْمٌoيُّرِيْدُ اَنْ يُّخْرِجَكُمْ مِنْ

اس (فرعون) نے کہا اگر تم کوئی نشانی لاتے ہو تو اسے (سامنے) لاؤ اگر تم سچے ہو۔ پس موسیٰؑ نے اپنا عصا (نیچے) ڈال دیا تو اسی وقت صریحاً اژدھا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ (گریبان میں ڈال کر) نکالا تو وہ بھی اسی وقت دیکھنے والوں کے لئے (چمکدار) سفید ہو گیا۔ قوم فرعون کے سردار

اَرْضِكُمْ فَمَا ذَا تَاْمُرُوْنَ ۝

(۷:۱۰۶-۱۱۰)

بولے بے شک یہ تو کوئی بڑا ماہر جادوگر ہے لوگو! یہ تمہیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے سو تم کیا مشورہ دیتے ہو؟

وَقَالَ الْمَلَاُمِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ يَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَ هُمْ وَ نَسْتَحى نِسَآءَ هُمْ وَ اِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ۝

(۷:۱۲۷)

اور قوم فرعون کے سرداروں نے (فرعون سے) کہا کیا تو موسیٰ اور اس کی (انقلاب پسند) قوم کو چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلائیں اور (پھر کہا) وہ تجھ کو اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دیں گے؟ اس نے کہا (نہیں) اب ہم ان کے لڑکوں کو قتل کر دیں گے (تاکہ ان کی مردانہ افرادی قوت ختم ہو جائے) اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے (تاکہ ان سے زیادتی کی جاسکے) اور بے شک ہم ان پر غالب ہیں۔

فرعون سے معرکہ آرائی:

حضرت موسیٰؑ کی دعوت کے فروغ کو روکنے اور اپنی مملکت و نظام کو تحفظ دینے کے لئے فرعون نے حضرت موسیٰؑ سے براہ راست معرکہ آرائی شروع کر دی:۔

Marfat.com

قَالُوْا اَرْجِهْ وَاَخَاهُ وَاَرْسِلْ فِی
الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ o یَاْتُوْكَ بِكُلِّ
سٰحِرٍ عَلِیْمٍ o وَجَآءَ السَّحَرَةُ
فِرْعَوْنَ قَالُوْآ اِنَّ لَنَا لَاَجْرًا اِنْ
كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِیْنَ o قَالَ نَعَمْ وَ
اِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ o قَالُوْا
یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ
نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ o قَالَ اَلْقُوْا
فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ
وَ اسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ
عَظِیْمٍ o وَ اَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰی اَنْ
اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِیَ تَلْقَفُ مَا
یَاْفِكُوْنَ o فَوَقَعَ الْحَقُّ وَ بَطَلَ مَا
كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ
وَانْقَلَبُوْا صٰغِرِیْنَ o

(۷:۱۱۳_۱۱۹)

انہوں نے کہا (ابھی) اس کے اور اس کے بھائی (کے معاملہ) کو موخر کر دو اور مختلف گھروں میں جادوگروں کو جمع کرنے والے افراد بھیج دو۔ وہ تمہارے پاس ہر' ہر جادوگر کو لے کر آئیں۔ اور جادوگر فرعون کے پاس آئے تو انہوں نے کہا یقیناً ہمارے لئے کچھ اجرت ہونی چاہئے بشرطیکہ ہم غالب آجائیں فرعون نے کہا ہاں اور بے شک (عام اجرت تو کیا اس صورت میں) تم (میرے دربار کی) قربت والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ ان جادوگروں نے کہا اے موسیٰؑ یا تو (اپنی چیز) آپ ڈال دیں یا ہم ہی پہلے ڈالنے والے ہو جائیں۔ موسیٰؑ نے کہا تم ہی پہلے ڈال دو پھر جب انہوں نے (اپنی رسیوں اور لاٹھیوں کو زمین پر) ڈالا تو (انہوں نے) لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا اور انہیں ڈرا دیا اور وہ زبردست جادو لے

Marfat.com

آئے اور ہم نے موسیٰؑ کی طرف وحی فرمائی کہ آپ اپنا عصا زمین پر ڈال دیں۔ تو وہ فوراً ان چیزوں کو نگلنے لگا جو انہوں نے فریب کاری سے وضع کر رکھی تھیں۔ پس حق ثابت ہو گیا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے (سب) باطل ہو گیا سو وہ (فرعونی نمائندے) اس جگہ مغلوب ہو گئے۔ اور ذلیل ہو کر پلٹ گئے

قَالُوْٓا اِنَّ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ اَنْ يُّخْرِجٰكُمْ مِّنْ اَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيْقَتِكُمُ الْمُثْلٰى ۝ فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا وَ قَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ۝

(۲۰:۶۳۔۶۴)

بولے بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں۔ چاہتے ہیں کہ اپنے جادو سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری اچھی خاصی روایات (تہذیب) نیست و نابود کر دیں۔ پس اپنی جملہ تدابیر مکمل کر لو پھر قطار باندھ کر آؤ۔ اور آج وہی کامیاب ہے۔ جو غالب آئے۔

فرعون اور اس کی قوم کا انجام

حضرت موسیٰؑ کی دعوت کے رد و قبول سے مرتب ہونے والے نتائج نے نہ صرف پیغمبرانہ دعوت کی نتیجہ خیزی کو واضح کر دیا بلکہ اس تاریخی حقیقت کو بھی

واضح کردیا کہ فلاح قانون الٰہی کی پابندی سے ہی ممکن ہے۔ قوم فرعون کے انجام کو قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:۔

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ○

(۱۳۶:۷)

پھر ہم نے ان سے (بالآخر تمام نافرمانیوں اور بد عہدیوں کا) بدلہ لے لیا اور ہم نے انہیں دریا میں غرق کر دیا اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی (پے در پے) تکذیب کی تھی۔ اور وہ ان سے (بالکل) غافل تھے۔

جبکہ حضرت موسیٰؑ کے متبعین ہی قوم فرعون کے مقابلے میں فلاح یاب ہوئے:۔

وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ○

(۱۳۷:۷)

اور ہم نے اسی قوم (بنی اسرائیل) کو جو کمزور اور استحصال زدہ تھی اس سرزمین کے مشرق و مغرب (مصر اور شام) کا وارث بنایا۔ جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور (یوں) بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے رب کا نیک وعدہ پورا ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے (فرعون کے مظالم پر) صبر کیا تھا۔ اور ہم نے (عالیشان محلات) کو تباہ و برباد کر دیا

جو فرعون اور اس کی قوم نے بنا رکھے تھے۔ اور ان چنائیوں (اور باغات) کو بھی جنہیں وہ بلندیوں پر چڑھاتے تھے۔ ۹؎

حضرت یونس علیہ السلام

حضرت یونس علیہ السلام کی بعثت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

وَ اِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَo اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِo فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَo فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هُوَ مُلِیْمٌ فَلَوْلَا اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَo لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَo

(۳۷:۱۳۹-۱۴۴)

اور بے شک یونس (بھی) ہمارے رسولوں میں سے تھے۔ جب وہ بھاگ کر (ایک) بھری ہوئی کشتی میں پہنچے۔ پھر قرعہ ڈالا (گیا) تو یہی ملزم ٹھہرے۔ پھر مچھلی نے ان کو نگل لیا اور وہ نادم تھے۔ پس اگر وہ اس (ذات پاک) کو بہت یاد کرنے والے نہ ہوتے تو وہ اس (مچھلی) کے پیٹ میں اس دن تک رہتے جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے (یعنی قیامت تک)۔

قرآن حکیم میں مذکورہ تمام انبیاء کرامؑ میں سے حضرت یونس علیہ السلام اس لحاظ سے ایک امتیازی خصوصیت کے حامل ہیں کہ آپؑ کے اپنی قوم کے رویہ سے دل برداشتہ ہو کر اس سے قبل از حکم ربانی علیحدگی اختیار کر لینے کو اور اس کے مابعد اثرات کو قرآن حکیم نے خصوصی طور پر بیان کیا ہے۔ جب آپؑ نے اپنی قوم سے

کبیدہ خاطر ہو کر علیحدگی کا فیصلہ کیا تو مختلف حالات وواقعات سے گزرنے کے بعد (جو تفاسیر میں بتفصیل مذکور ہیں) انجام کار آپ کو مچھلی نے نگل لیا۔ جہاں قرآن حکیم کے الفاظ کے مطابق "تسبیح" آپ کی نجات کی سبیل ثابت ہوئی۔ "تسبیح" کے ذریعے آپؑ کو کس طرح مچھلی کے پیٹ سے نکلنا نصیب ہوا اُسے دوسرے مقام پر قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے:۔

وَ ذَالنُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(۲۱:۸۷، ۸۸)

اور مچھلی والے (پیغمبر یونسؑ کا واقعہ یاد کیجئے) جب وہ (اللہ کے حکم کا انتظار کئے بغیر) ناراض ہو کر (بستی سے) نکل کھڑے ہوئے۔ اور یہ سمجھے کہ ہم ان پر تنگی نہ کریں (آخر مچھلی کے پیٹ میں جس نے آپ کو نگل لیا تھا آپ کو احساس ہوا کہ میں نے بستی چھوڑنے میں جلدی کی) پھر (مچھلی کے پیٹ کی) ان تاریکیوں میں اللہ سے التجا کی کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی (تمام نقائص سے) پاک ہے (اور) میں قصوروار لوگوں میں سے تھا۔ پس ہم نے ان کی فریاد سن لی اور ہم نے ان کو اس غم سے نجات دی اور (ہماری یہ سنت آج تک قائم رہی ہے) ہم ایمان

والوں کو یوں ہی نجات دیا کرتے ہیں۔

ان آیات کریمہ میں بیان کردہ درج ذیل امور خصوصی طور پر قابل غور ہیں:۔

ا۔ حضرت یونسؑ کا اپنی قوم کے رویہ سے نالاں ہو کر ترک وطن اور اس قوم سے علیحدگی کو اللہ تعالیٰ نے پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ "فظن ان لن نقدر علیه" کے الفاظ سے اس کیفیت کو بھی بیان کر دیا جس کے تحت حضرت یونس علیہ السلام نے ترک وطن کا ارادہ فرمایا تھا۔ گویا انسانیت کی اصلاح کا کام اللہ تعالیٰ کے حضور اتنی زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ کمال مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی اسے ترک نہ کرنا ہی حصول رضائے الٰہی کا باعث ہے اور اس سے روگردانی غضب الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اور اس الوہی اصول سے انبیاء کرامؑ جیسی جلیل القدر ہستیوں کو بھی مستثنیٰ نہیں رکھا گیا۔ اس بنیادی حقیقت کو امت مسلمہ کے لئے بھی ایک قانون اور اصول کی شکل میں یوں بیان کیا گیا:۔

فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوْتِ اِذْ نَادٰى وَ هُوَ مَكْظُوْمٌ ۝ لَوْلَآ اَنْ تَدٰرَكَهٗ نِعْمَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ لَنُبِذَ بِالْعَرَآءِ وَ هُوَ مَذْمُوْمٌ ۝ فَاجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَجَعَلَهٗ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(۶۸:۴۸۔۵۰)

پس آپ اپنے رب کے حکم کا انتظار کیجئے اور مچھلی (کے پیٹ میں جانے) والے (یونسؑ) کی طرح نہ ہو جایئے (جو گھبراہٹ کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے اور) جب انہوں نے (اپنے رب کو) پکارا (اور بلا انتظار حکم روانہ ہو گئے) اس حال میں کہ وہ (غم و غصہ

سے) گھٹ رہے تھے۔ اگر ان کے
رب کی رحمت ان کی دستگیری نہ کرتی
تو وہ چٹیل میدان میں ڈال دیئے
جاتے اور ان کا حال برا ہوتا۔ پھر ان کو
ان کے رب نے (اپنی عنایات خاص
کے لئے) منتخب فرمایا اور ان کو (اپنے
برگزیدہ) نیک بندوں میں (شامل)
رکھا۔

۲۔ حضرت یونس علیہ السلام کی وہ دعا جو قرآن حکیم کے الفاظ (۲۱:۳۷:۴۴) میں مچھلی کے پیٹ کی تاریکیوں اور قید سے ان کی رہائی کا سبب بنی اپنے نفس مضمون کے لحاظ سے قابل غور ہے۔ اس میں حضرت یونسؑ نے دو الوہی صفات کا تذکرہ کیا اور اس کے ساتھ ہی اپنے ایک وصف کو بیان کیا:

الف۔ آپ نے رب ذوالجلال کے حضور التجا کرتے ہوئے رب ذوالجلال کے "معبود مطلق" ہونے اور ذات باری تعالیٰ کے "سبحان" ہونے کا اقرار و اظہار فرمایا جو آپ کی عبودیت اور بارگاہ رب العزت کے ساتھ آپ کے تعلق بندگی کو بیان کرتا ہے۔

ب۔ اس کے ساتھ ہی آپؑ نے اپنے "من الظلمین" ہونے کا اعتراف فرمایا اگر آپ کے ان الفاظ پر غور کیا جائے تو یہ حقیقت الم نشرح ہوتی ہے کہ ایک پیغمبر کی ذات سے کسی طرح کے ظلم کا صدور کس طرح ممکن ہو سکتا ہے۔ اور وہ ظلم جو آپ کو بطن حوت تک لے آنے کا سبب بنا اور جس کے نتیجہ میں آپؑ خود کو بھی "من الظلمین"

Marfat.com

قرار دے رہے ہیں پھر فقط ایک ہی امر تھا اور وہ تھا آپ کا اپنی قوم کے اصلاح احوال سے قوم کے منفی رویہ کے سبب قطع تعلق کر کے ان سے علیحدگی اختیار کر لینا۔ گویا آپؑ کا بارگاہ رب العزت میں اظہار توبہ اور پھر قوم کے اصلاح احوال کی طرف لوٹ آنے کے عزم وارادہ کو بارگاہ رب العزت میں اتنی شرف و قبولیت سے نوازا گیا کہ آپ کو نہ صرف بطن حوت کی قید سے رہائی عطا ہو گئی بلکہ جب آپ اپنی قوم کی طرف دوبارہ لوٹے تو انہیں بھی دینی اور دنیوی فلاح عطا ہوئی۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَ اَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ○فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ○

(۳۷:۱۴۷،۱۴۸)

اور ہم نے ان کو ایک لاکھ یا اس سے کچھ زائد لوگوں کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ پس (جب ان کی قوم کے لوگ آثار عذاب دیکھ کر) ایمان لے آئے تو (ہم نے بھی ان پر سے عذاب ٹال دیا) ہم نے ان کو (دنیا میں) ایک وقت (مقرر) تک (زندہ رکھا اور دنیا کی متاع سے فائدہ اٹھانے دیا۔

مذکورہ بالا آیت مبارکہ کے آخری الفاظ "فمتعنھم الی حین" اس حقیقت کو بیان کر رہے ہیں کہ حضرت یونسؑ کی قوم کو آپؑ کی اطاعت اختیار کر لینے پر دین و دنیا کی فلاح سے نوازا گیا جو آپؑ کے مقصد بعثت کی اسی جامعیت کو بیان کر رہا ہے جو تمام انبیائے کرام کے مقصد بعثت میں موجود ہے۔ پھر اسے ایک الوھی ضابطے اور قانون کے طور پر بایں طور بیان کیا گیا:۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ

پس کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی کہ

Marfat.com

اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّا اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ مَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍo (۹۸:۱۰)	(عذاب خداوندی کو دیکھ کر) ایمان لاتی' پھر اس کا ایمان لانا اسے نفع دیتا۔ سوائے قوم یونسؑ کے کہ جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے ان پر سے دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب اٹھالیا (جو ان کے سروں پر منڈلا رہا تھا) اور ایک (خاص) مدت تک ان کو (دنیاوی زندگی کے فیوض و برکات اور راحت و آرام سے) مستفید کیا۔

یعنی اگر اب بھی کوئی قوم اطاعت نبوی کی طرف رجوع اختیار کرے گی تو نہ صرف اسے اخروی فلاح نصیب ہو گی بلکہ "عذاب الخزی فی الحیوۃ الدنیا" سے بھی نجات عطا کر کے اسے فلاح اور عروج و تمکنت سے نوازا جائے گا۔ ﷺ

حضرت داؤد علیہ السلام:

حضرت داؤد علیہ السلام کا شمار ان انبیاء کرام میں ہوتا ہے جنہیں نبوت کے منصب جلیلہ کے ساتھ ساتھ ظاہری حکومت بھی عطا کی گئی آپ کی حیات مبارکہ دونوں میادین حیات یعنی مذہبی اور دنیاوی دونوں حوالوں سے رہنما اصولوں کا مرقع ہے۔

مذہبی پہلو:(Religious Aspect)

وَ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًاo وَرُسُلاً قَدْ	اور ہم نے داؤد کو زبور عطا فرمائی۔ اور

Marfat.com

قَصَصْنٰهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًاo (۴:۱۶۳، ۱۶۴)

(جیسے ہم نے دوسرے) پیغمبروں پر جن کے احوال ہم آپ کو اس سے پہلے سنا چکے ہیں اور ان پیغمبروں پر جن کے احوال ہم نے اب تک آپ کو نہیں سنائے (انعام کیا) اور اللہ نے موسیٰ سے (تو) کلام بھی فرمایا۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا وَ قَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُo (۳۴:۱۳)

اے داؤد کے گھر والو! میرا شکر ادا کرو (سراپا اطاعت بن کر) اور میرے بندوں میں (میری عنایات و احسانات پر) شکر ادا کرنے والے بہت کم ہوتے ہیں۔

دنیوی پہلو:(Secular Aspect)

وہ مقصد بعثت جسے لیکر حضرت داؤد علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے یعنی توحید الٰہی کے پیغام کی تبلیغ اور حدود الٰہی کا قیام، اس کے لئے آپ نے اپنے دور کے جابر اور مستبد حکمران جو احکامات الٰہی کا باغی اور کفر و طاغوت کا علمبردار تھا، کے خلاف علم جہاد بھی بلند کیا۔ قرآن حکیم آپ کے اس معرکہ حق و باطل کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ وَاٰتٰهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ

پھر مومنوں نے ان کو اللہ کے حکم سے شکست دی (اور وہ بھاگ کھڑے

وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا يَشَآءُ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ○

(۲۵۱:۲)

ہوئے) اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا۔ اور اللہ نے داؤد کو سلطنت اور حکمت عطا فرمائی اور جو مناسب سمجھا اسے سکھایا۔ (حکومت و سیاست کے علوم جو حق کی حفاظت کرنے اور حق کو بلند کرنے میں معاون تھے عطا کئے کہ یہی ان کی دعا بھی تھی) اور اگر اللہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے ہٹاتا نہ رہتا تو زمین پر فساد برپا ہو جاتا۔ (بغاوت پھیل جاتی' ملک تباہ و برباد ہو جاتے) لیکن اللہ جہان والوں پر بڑا فضل فرمانے والا ہے۔ (کہ وہ اپنے بندوں کے ذریعے استیصال فساد و فتنہ فرماتا رہتا ہے)

ان آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حضرت داؤد علیہ السلام کی اپنے دور کے طاغوتی حکمران کے خلاف جدوجہد کو بیان کیا بلکہ اس معرکہ حق و باطل کی حکمت کو بھی بیان کیا۔ اس امر کو رب ذوالجلال نے اپنی سنت کے طور پر بیان فرمایا کہ اہل حق اور اہل باطل کے درمیان معرکے بپا ہوتے رہیں گے کیونکہ اس طرح ہی اہل باطل و طاغوت کی بیخ کنی ہو گی۔ اگر اللہ تعالیٰ اہل باطل کا اہل حق سے تصادم کروا کر ان کا قلع قمع نہ فرماتا رہے تو زمین فساد اور فتنہ کا مرکز بن جائے اور اہل حق کیلئے کفر و

طاغوت کی طرف سے زمین تنگ کر دی جائے۔ اس عالمگیر فتنے کے تدارک کی واحد سبیل یہ ہے کہ اہل حق باطل و طاغوت کے خلاف آمادہ جہاد رہے اور کبھی بھی کوتاہی اور سستی کا شکار نہ ہوں۔

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَoاَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّ قَدِّرْ فِى السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌo

(۳۴:۱۰، ۱۱)

اور ہم نے داود کو اپنی طرف سے (مخصوص) بڑائی بخشی تھی (یعنی نبوت کے ساتھ ساتھ غیر معمولی سلطنت بھی عطا کی تھی) اے پہاڑو! تم ان کے ساتھ خوش آوازی سے (زبور یا تسبیح) پڑھو اور پرندو تم بھی۔ اور ہم نے ان کے لئے لوہے کو نرم کر دیا تھا۔ کہ کشادہ زرہیں بناؤ اور (اس کی) کڑیاں مناسب انداز سے جوڑو۔ اور نیک عمل کرو کہ جو کچھ تم کرتے ہو میں اسے دیکھ رہا ہوں۔

رب ذوالجلال نے حضرت داؤد علیہ السلام کو حکومت عطا کرنے کو اپنی نعمت کے طور پر بیان کیا اور یہ بھی کہ انبیاء کرامؑ کو اقتدار کے ساتھ حکمت بھی عطا کی گئی کہ ان کا اقتدار دراصل الوہی اقدار کے قیام کا ایک ذریعہ تھا:

وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ

اور ہم نے ان کی حکومت کو بڑا استحکام

Marfat.com

وَفَصْلَ الْخِطَابِ○
(۲۰:۳۸)

دیا اور ان کو حکمت اور قول فیصل (کا سلیقہ) سکھایا (کہ سننے والا خود ہی ان کے انصاف کا قائل ہو جائے)

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ○
(۲۶:۳۸)

اے داؤد! ہم نے تم کو زمین پر (اپنا) نائب بنایا ہے پس تم لوگوں میں انصاف کے ساتھ حکومت کیا کرو۔ اور اپنی خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ کہیں وہ تم کو اللہ کی راہ سے بہکا نہ دے۔ بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بہک جاتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے روز حساب کو بھلا دیا ہے۔

اس آیت مبارکہ سے یہ حقیقت ہویدا ہوتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو حکمرانی عطا کرنے کا مقصود ہی یہ تھا کہ دنیا میں حدود الٰہی کا قیام عملاً ممکن ہو سکے۔ اور انسانی معاشرہ عدل و انصاف کا عملی مظہر بنے۔ جہاں قانون الٰہی کی حکمرانی ہو نہ کہ ہوائے نفس اور اللہ کے باغی لوگوں کی۔ [۱۱]

حضرت سلیمان علیہ السلام:

حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام سے مملکت اسلامیہ کے سربراہ کا منصب ان کے نائب کے طور پر حاصل کیا۔ اور آپ کو نبوت کے منصب جلیلہ پر بھی فائز کیا گیا۔

Marfat.com

مذہبی پہلو:(Religious Aspect)

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ ۝

(۳۸:۳۰)

اور (جس طرح ہم نے داؤد کو اپنا نائب بنایا تھا اور نبوت دی تھی اسی طرح) ہم نے داؤد کو سلیمان (جیسا بیٹا) دیا جو نہایت خوب بندہ تھا۔ اور بے شک وہ (بھی ہماری طرف) رجوع کرنے والا تھا۔

اسی طرح آپکے اس منصب کو دیگر انبیائے کرامؑ کے ساتھ بیان کیا گیا:۔

كُلًّا هَدَيْنَا وَ نُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوُدَ وَ سُلَيْمٰنَ وَ اَيُّوْبَ وَ يُوْسُفَ وَ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ وَ كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(۶:۸۵)

سب (انبیاء کرامؑ) کو ہم نے ہدایت سے نوازا۔ اور ان سے قبل نوحؑ کو ہم نے ہدایت دی۔ اور ہم نے ان کی (یعنی ابراہیمؑ کی) اولاد میں داؤدؑ کو اور سلیمانؑ کو اور ایوبؑ کو اور یوسفؑ کو اور موسیٰؑ کو اور ہارونؑ کو بھی (اپنی ایک ایک صفت خاص کا مظہر بنایا اور ہدایت سے سر فراز کیا) اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔

Marfat.com

دنیوی پہلو:(Secular Aspect)

اگرچہ نبوت کے ساتھ حکمرانی بھی آپ کو عطا کردی گئی تھی مگر آپ نے اپنی ایک دعا میں بھی رب کائنات کے حضور التجا کی کہ آپ کو ایسی بے مثال سلطنت عطا کی جائے جو کسی اور کو نہ ملی ہو۔ارشاد ربانی ہے:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَھَبْ لِیْ مُلْکًا لَّا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُO (۳۸:۳۵)	(سلیمانؑ نے)عرض کی!اے میرے پروردگار مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت عطا فرما کہ میرے علاوہ (میرے زمانہ میں) کسی کو میسر نہ ہو۔ بے شک تو بڑا عطا کرنے والا ہے۔
وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَ سُلَیْمٰنَ عِلْمًا وَ قَالاَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَO (۲۷:۱۵)	اور بے شک ہم نے داوٗدؑ اور (ان کے بیٹوں میں سے ان کے جانشین) سلیمانؑ کو ایک علم (خاص) عطا فرمایا اور وہ دونوں (بھی شکر گزار رہے) کہا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم کو اپنے بہت سے مومن بندوں میں فضیلت دی۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرح منصب قضا بھی عطا کیا گیا اور اس منصب سے کماحقہ عہدہ برآ ہونے کے لئے علم و حکمت سے بھی نوازا گیا۔

Marfat.com

وَ دَاوٗدَ وَ سُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمٰنِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شٰهِدِيْنَ٥ فَفَهَّمْنٰهَا سُلَيْمٰنَ وَكُلًّا اٰتَيْنَا حُكْمًا وَّ عِلْمًا٥

(۲۱:۷۸،۷۹)

اور داؤدؑ اور (ان کے بیٹے) سلیمانؑ (کا واقعہ یاد دلایئے) جب وہ دونوں کھیتی کے ایک جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے جب کہ (رات کو) قوم کی بکریوں نے اس (کھیت) کو روند ڈالا (یعنی کھیت چر گئیں) اور ہم ان کے فیصلہ کو دیکھ رہے تھے۔ پھر ہم نے سلیمانؑ کو اس (معاملہ) کی فہم دی (اور انہوں نے ایک بہتر فیصلہ کر دیا جو ہر طرح مناسب تھا) اور (یوں تو) دونوں ہی کو ہم نے حکمت و علم بخشا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی حیات مبارکہ کا غلبہ دین حق کے لئے جدوجہد کرنے اور اعلائے کلمۃ اللہ کو زندگی کے نصب العین کے طور پر اپنانے ہی کا نتیجہ تھا کہ جب آپ کو اس امر کی اطلاع ملی کہ ایک ایسا ملک بھی موجود ہے جہاں ایک عورت کے زیر حکمرانی اس ملک کی رعایا معبود حقیقی کو چھوڑ کر سورج کی پوجا کر رہی ہے اور شیطان کی پیروی میں مصروف ہے تو آپ نے اسے توحید کا پیغام حق پہنچانے کا فیصلہ کیا اور ملکہ سبا کو خط لکھا:

اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ٥ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ٥ (۲۷:۳۰،۳۱)

وہ (مکتوب) سلیمان کی طرف سے ہے اور اس میں یہ ہے کہ "اللہ کے نام سے شروع جو بے حد مہربان اور ہمیشہ

Marfat.com

رحم فرمانے والا ہے۔" (اور مضمون یوں ہے کہ) میرے (پیغام حق کے) مقابلہ میں سرکشی نہ کرو اور میرے پاس فرمانبردار ہو کر آجاؤ۔ (یعنی مسلمان ہو جاؤ اور میری نبوت کا اقرار کرو)

یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا پر شکوہ اقتدار اور رب ذوالجلال کی طرف سے آپ کو عطا کردہ جلال وہیبت کا اثر تھا کہ جب ملکہ سبا کو آپ کا دعوت الی الحق کے پیغام پر مبنی مکتوب ملا تو اس نے اپنے امرائے سلطنت سے اس مکتوب کے رد عمل کے لئے مشورہ طلب کیا۔ اور ان کی طرف سے جنگ و مقابلہ کی رائے کے باوجود یہ کہتے ہوئے جنگ سے احتراز کی پالیسی اختیار کی:۔

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ (۳۴:۲۷)

اس نے کہا (کہ اتنے صاحب جبروت وعظمت پیغمبر سے معرکہ آرائی کسی طور مناسب نہیں کیونکہ) جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور اس کے معزز لوگوں کو ذلیل کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی (شاید) ایسا ہی کریں گے۔

اور اس کے بعد بھی جب اس کی طرف سے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ مختلف النوع ریاستی روابط قائم ہوئے تو بتدریج اس پر آپؑ کی شوکت وعظمت

Marfat.com

اور حق پرستی واضح ہوتی چلی گئی تا آنکہ اس نے آپؑ کی اطاعت قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا:۔

فَلَمَّا جَآءَ تْ قِيْلَ اَهٰكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَاَنَّهٗ هُوَ وَ اُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَ كُنَّا مُسْلِمِيْنَo

(۴۲:۲۷)

پھر جب ملکہ سبا (سفر طے کرتی ہوئی) آ پہنچی (تو اس سے) پوچھا گیا کیا آپ کا تخت ایسا ہی ہے۔ اس نے جواب دیا گویا یہ وہی ہے۔ اور (اس آزمائش کی ضرورت ہی کیا ہے) ہم کو اس سے قبل ہی (آپ کی شان نبوت کا) علم ہوچکا ہے اور ہم فرمانبردار ہوچکے ہیں۔

اس طرح ملکہ سبا نے اپنی ماضی کی گمراہی اور شرک پر مبنی روش سے روگردانی کرتے ہوئے وہ حضرت سلیمانؑ کی اطاعت قبول کرلی اور توحید پرستی پر کاربند ہوگئی

قَالَتْ رَبِّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمٰنَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَo

(۴۴:۲۷)

(جب ملکہ سبا پر پیغام حق کی قبولیت کی راہ کھل گئی اور اسے ایمان واسلام کی نعمت نصیب ہوگئی تو) وہ بول اٹھی اے میرے رب میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا (کہ تیرے سوا غیر کی عبادت کی) میں اللہ کے آگے جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے (اور) سلیمان کے

ساتھ (ان کی اتباع میں آکر) مسلمان
ہوئی۔ ۱۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام:

حضرت عیسیٰؑ کا مقصد بعثت بھی مذہبی و دنیوی دونوں پہلوؤں کو محیط تھا۔

مذہبی پہلو (Religious Aspect)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقصد بعثت کے مذہبی پہلو کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:۔

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِىْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّىْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ۝ (۴۳:۶۳، ۶۴)	اور جب عیسیٰؑ بھی نشانیاں لے کر آئے تو انہوں نے (بھی یہی) کہا کہ لوگو! میں تمہارے پاس حکمت (کی باتیں) لے کر آیا ہوں۔ اور اس لئے (آیا ہوں) کہ بعض وہ باتیں جن میں تم جھگڑتے رہتے ہو تم پر واضح کردوں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔

آپ کی تقویٰ، اطاعت الٰہی کے توحید کی دعوت کے جواب میں آپ کی قوم کے رد عمل کو قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے:۔

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ	پھر ان میں سے ان کے متعدد فرقے بن گئے پس ظالموں کے لئے بڑی

Marfat.com

يَوْمٍ اَلِيْمٍo (۶۵:۴۳)

خرابی ہے۔ ایک دردناک دن کے عذاب سے (ان کو سابقہ ہوگا جس سے وہ بچ نہ سکیں گے)

یعنی حضرت عیسیٰؑ کی دعوت کو رد کرنے اور اس کے قبول کرنے میں اختلاف کرنے کی روش کو قرآن حکیم نے ظلم قرار دیا۔

دعوت عیسوی کے اسی پہلو کو دوسرے مقام پر یوں بیان کیا گیا:۔

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلٰى اٰثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ o وَجَعَلْنَا فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةَ نِ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَo

(۲۷:۵۷)

پھر ان کے بعد (ان کے اثرات کو جاری رکھنے کے لیے) ہم نے پے در پے اپنے پیغمبروں کو بھیجا۔ اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریمؑ کو بھیجا اور ان کو انجیل عطا فرمائی اور ان کے متبعین کے دلوں میں شفقت اور رحمت ڈال دی اور رہبانیت جس کی ابتدا انہوں نے خود کی ہم نے اسے ان پر فرض نہ کیا تھا۔ مگر انہوں نے اسے اللہ کی رضامندی کے لئے اختیار کیا۔ لیکن جس طرح اس کو نبھانا چاہئے تھا نباہ نہ سکے (افراط و تفریط میں پڑگئے) پھر ان میں جو ایمان لائے ہم نے ان کو اجر دیا اور ان میں سے اکثر (تو) نافرمان ہی

Marfat.com

ہیں (اس لئے کہ وہ خاتم النبین ﷺ

پر ایمان نہیں لاتے)۔

اس آیۃ مبارکہ میں اس حقیقت کو بیان کر دیا گیا کہ احکامات الٰہی کی اتباع کا مقصود ایک اعلیٰ اور مثالی کردار کی تشکیل تھا جو رضائے الٰہی کے حصول کا سبب بن جائے مگر امت عیسوی نے افراط سے کام لیتے ہوئے اسے رہبانیت کی شکل دے دی جس کا لحاظ وہ خود بھی آگے چل کر نہ رکھ سکے اور احکام الٰہی کی اطاعت کے باب میں ان کی افراط و تفریط پر مبنی روش کو قرآن حکیم نے "فسق" قرار دیا جو انکی گمراہی اور ان پر اللہ کے غضب کا باعث بنا۔

حضرت عیسیٰ کی دعوت صرف انجیل کے احکام تک ہی محدود نہ تھی بلکہ آپ نے اپنی قوم کو یہ خوشخبری بھی دی کہ احکامات االہیہ کی تکمیل کے لئے آنے والے آخری پیغمبر پر ان کی قوم ایمان لائے ارشاد ربانی ہے:۔

وَ اِذْ قَالَ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ يٰبَنِىْٓ اِسْرَآئِيْلَ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِىْ مِنْۢ بَعْدِى اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۞ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُوَ يُدْعٰٓى اِلَى الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى

اور جب عیسیٰ ابن مریمؑ نے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں اللہ کا رسول ہوں جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہوں میں تصدیق کرنے والا ہوں تورات کا جو مجھ سے پہلے آئی اور خوشخبری سنانے والا ہوں ایک رسولؐ کی جو میرے بعد آئیں گے ان کا نام احمدؐ ہے پھر جب وہ (خاتم النبین) کھلی نشانیاں لے کر آئے تو (یہ لوگ) کہنے لگے کہ

الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَo (۶۱:۷) یہ صریح جادو ہے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے حالانکہ اسے اسلام کی طرف دعوت بھی دی جا رہی ہو۔ اور اللہ (ایسے) ظالم لوگوں کو راہ ہدایت نہیں دکھایا کرتا۔

دنیوی پہلو (Secular Aspect)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت صرف زندگی کے مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح پر ہی مبنی نہ تھی۔ پیغمبر اسلامؐ اور اسلام کی دعوت بھی اپنی قوم کے سامنے رکھ کر حضرت عیسیؑ نے اپنی قوم کو اس بنیادی حقیقت کی طرف متوجہ کر دیا تھا کہ ان کے دنیوی زندگی کی فلاح بھی الوہی پیغام کی کامل اتباع میں مضمر ہے اور یہ کہ ان کی دنیاوی زندگی کا کوئی بھی ایسا گوشہ نہیں جسے رہنمائی کے لئے الوھی ہدایت سے مستغنی قرار دیا جا سکے۔ بلکہ مبنی بر وحی ہدایت ہی وہ واحد سبیل ہے جسے اپنا کر وہ نہ صرف آخرت بلکہ دنیا کی زندگی میں بھی انعامات الٰہی کے مستحق قرار دیئے جا سکتے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَ دْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ o وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ

اور اگر (یہ) اہل کتاب ایمان لاتے اور اللہ سے ڈرتے تو ہم ان کے گناہ ان سے یقیناً دور کر دیتے اور ان کو اپنی نعمت کے باغوں میں داخل کرتے۔

وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا يَعْمَلُوْنَ٥ (٦٦،٦٥:٥)

اور اگر وہ تورات وانجیل پر اور اس پر جو کچھ اللہ کی طرف سے ان پر اتارا گیا کاربند رہتے (یعنی ان میں جو اصول دینی تھے ان کو قائم رکھتے اور ان میں رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی جو بشارت تھی اس کو نہ چھپاتے) تو (ان پر رزق طیب کی بارش ہوتی اور) وہ اپنے اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے (طرح طرح کی نعمتیں) کھاتے لیکن ان میں سے کچھ لوگ (ہی) اعتدال پسند ہیں۔ (جو صراط مستقیم پر قائم ہیں) اور ان میں اکثریت (تو) ایسے لوگوں کی ہے جو برے کام کر رہے ہیں۔[13]

حضرت محمد رسول اللہ ﷺ

انبیائے کرام کی بعثت کا وہ مقصد جلیل جس کی تکمیل کیلئے وہ مبعوث ہوتے رہے حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک میں درجہ کمال کو پہنچ گیا۔ آپؐ سے قبل آنے والے تمام انبیاء کرام مخصوص زمانوں یا علاقوں کے لئے تھے۔ مگر آپؐ کی بعثت مبارکہ کی جامعیت کو قرآن حکیم کو یوں بیان کیا:۔

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور

Marfat.com

وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ — سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کر دے۔

(۹:۳۳)

گزشتہ انبیاءؑ اور رسلؑ کے مقصد بعثت کے مقابل آپؐ کو اظہار علی الدین کلہ کا منصب عطا کر کے انسانیت کو آئندہ احتیاج نبوت سے بے نیاز کر دیا گیا۔ کیونکہ ختم نبوت کا مفہوم ہی یہ ہے کہ آپ کو ایسا جامع دین عطا کر کے مبعوث کیا جو اظہار علی الدین کلہ کی خصوصیت کا حامل اور کسی نئے دین کے ظہور کی ضرورت کو ختم کرنے والا ہے۔

اس جامع مقصد بعثت کے حصول کے لئے آپؐ نے دو نوعی جدوجہد کا منہج اختیار فرمایا:۔

۱۔ دعوت انذار (اصلاح احوال و اعمال)

۲۔ تبدیلی نظام (جہاد و انقلاب)

دعوت نبوی ﷺ کا مذہبی پہلو (Religious Aspect)

آپؐ نے اپنے مشن کا آغاز دعوت و انذار سے کیا:۔

يَا اَيُّهَا الْمُدَّثِّرُهٗ قُمْ فَاَنْذِرْo وَرَبَّكَ فَكَبِّرْo — اے لحاف اوڑھنے والے (محبوب نبیؐ) کھڑے ہو جایئے اور اہل غفلت کو ڈرایئے اور اپنے رب کی بڑائی بیان کیجئے۔ (۷۴:۱-۳)

آپؐ کے اسی منصب دعوت و تبلیغ کو کئی دوسرے مقامات پر بھی قرآن حکیم نے بیان فرمایا:۔

Marfat.com

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَo

(۱۲۵:۱٦)

(اے رسولؐ) بلاؤ اپنے رب کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت سے اور ان سے اس طرح سے بحث (و گفتگو) کرو جو سب سے بہتر ہو۔ بے شک تمہارا رب اسے خوب جاننے والا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی جانتا ہے۔

يَا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ. وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَo

(٦٧:٥)

اے رسول پہنچا دو جو کچھ تم پر اترا تمہارے رب کی طرف سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو اس سے مراد یہ ہوگا کہ آپؐ نے اپنے رب کا پیغام نہ پہنچایا اور اللہ آپ کی لوگوں سے نگہبانی (و حفاظت) فرمائے گا۔ بے شک اللہ کافروں کو راہ ہدایت نہیں عطا فرماتا۔

فَذَكِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَكِّرٌo

(۲۱:۸۸)

(اے رسولؐ محترم) آپ انہیں نصیحت فرمائیے بے شک آپؐ (اہل عالم کو) نصیحت فرمانے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًاo وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًاo

(۳۳:۴۵'۴۶)

اے نبیؐ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا بنا کر بھیجا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والا اور چمکتا ہوا چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَo

(۲:۱۵۱)

جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تمہیں میں سے بھیجا کہ تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کا علم سکھاتا ہے اور تمہیں وہ کچھ تعلیم فرماتا ہے جس کا تمہیں پہلے علم نہ تھا۔

یہ آیات اور اس مضمون کی کئی دیگر آیات حضور اکرم ﷺ کے منصب دعوت کو بیان کرتی ہے جو آپ کے مقصد بعثت کا مذہبی پہلو ہے۔

مقصد بعثت نبوی ﷺ کا دنیوی پہلو (Secular Aspect)

غلبہ دین حق کا جو مقصود لیکر آپؐ مبعوث ہوئے تھے وہ صرف دعوت و تبلیغ سے حاصل ہونا ممکن نہ تھا۔ سو آپ کی جدوجہد کے دائرہ کار میں زندگی کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی پہلو بھی شامل تھے۔ جدوجہد نبویؐ سے زندگی کے ان شعبوں میں اسلام کے دور آغاز میں کس طرح تبدیلی واقع ہوئی قرآن حکیم اسے یوں بیان کرتا ہے:۔

Marfat.com

وَ اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ○

(۲۶:۸)

اور یاد کرو جب تم تعداد میں قلیل تھے۔اور ملک میں دبے ہوئے (اور) خوفزدہ تھے۔ کہ کہیں لوگ تمہیں اچک نہ لے جائیں تو اس نے تمہیں جگہ (جائے امان) دی اور اپنی مدد سے قوت عطا کی اور پاکیزہ روزی عطا کی کہ تم اس کے شکر گزار بنو۔

اس آیت مبارکہ میں رب ذوالجلال نے امت مسلمہ کے ابتدائی دور کے دوران قومی زندگی کے تین پہلوؤں کا تذکرہ فرمایا۔

ا۔سیاسی پہلو(Political Aspect)

آغاز اسلام میں مسلمان تعداد میں تھوڑے تھے آیۃ مذکورہ میں " قلیل" فرما کر سیاسی اقلیت کی طرف اشارہ کیا گیا کہ تعداد میں کمی کے باعث مسلمان کفار و مشرکین مکہ کے مقابلے میں سیاسی طور پر کمزور اور محکوم تھے۔ مگر پیغمبرانہ کاوشوں اور جدوجہد کے نتیجے میں آنے والے سالوں میں مسلمان اس حالت سے نکل گئے۔اس کی طرف "وایدکم بنصرہ" فرما کر اشارہ کیا گیا کہ رب ذوالجلال نے تمہیں اپنی مدد سے طاقت اور تقویت بخشی۔اس طرح سیاسی زندگی کی غلامی، محکومی اور اقلیت ہونے کے ناطے کمزوری سے نجات عطا کر کے اقتدار و حکومت عطا کی۔ جس سے مسلمانوں کو سیاسی طور پر آزادی اور استحکام نصیب ہو گیا یہ سیاسی انقلاب ہجرت کے بعد بپا ہوا جب مدینہ منورہ میں میثاق مدینہ کے نتیجہ میں آپؐ نے ایک اسلامی مملکت کا سنگ بنیاد رکھا۔ آپؐ اس اسلامی ریاست کے سربراہ مقرر ہو گئے اور تمام غیر مسلم طبقات مسلمانوں

کے سیاسی اقتدار کے تحت آ گئے۔

۲۔ معاشی پہلو(Economic Aspect)

اسلام کے ابتدائی دور میں مسلمان معاشی طور پر بھی کمزور تھے۔ رب ذوالجلال نے ”مستضعفون فی الارض“ فرما کر مسلمانوں کو اس معاشی کمزوری اور عدم استحکام کے دور کی یاد دلائی ہے جس سے اسلام کو تمکن فی الارض عطا کرنے پر ”ورزقکم من الطیبت“ کا مصداق بنا دیا گیا یعنی اب مسلمانوں کو معاشی کمزوری نا انصافی اور استحصال سے نجات دلا کر ایسی مستحکم اور منصفانہ معاشی زندگی عطا کر دی گئی کہ کوئی شخص بھی معاشی تعطل کا شکار نہ رہا۔ یہ معاشی انقلاب مواخات مدینہ کے نتیجے میں بپا ہوا۔ جس کے ذریعے تمام اہل ثروت انصار نے مہاجرین صحابہ کو اپنے معاشی وسائل میں برابر کا شریک بنالیا۔

۳۔ معاشرتی پہلو(Social Aspect)

کسی بھی قوم کی سیاسی اور معاشی محکومیت اسے سماجی عدم استحکام اور عدم تحفظ و ظلم و استحصال کا شکار کر دیتی ہے۔ یہی حال ابتدائی دور اسلام میں مسلمانوں کا تھا۔ ”تخافون ان یتخطفکم الناس“ اس حقیقت کو بیان کر رہا ہے کہ معاشی طور پر مسلمان کمزور اور غیر محفوظ تھے اور انہیں ہر وقت طاقت ور لوگوں کے دست تظلم کا شکار ہو جانے کا دھڑ کا لگا رہتا تھا۔ مگر سیاسی اور معاشی استحکام نے اس عدم تحفظ کا خاتمہ کر دیا۔ ”فاوٰکم“ (تمہیں جائے امان عطا کی) آزاد اور محفوظ سماجی و معاشرتی زندگی کو بیان کر رہا ہے یعنی غیر محفوظ، غیر مستحکم اور ناہموار معاشرتی زندگی سے نجات دلا کر مسلمانوں کو ایک الگ خطہ زمین کی صورت میں آزاد ملک عطا کیا گیا تاکہ مسلمان خوشگوار اور محفوظ ماحول میں زندگی بسر کر سکیں۔

Marfat.com

یعنی جوں جوں پیغمبرانہ دعوت آگے بڑھتی گئی توں توں زندگی کا ہر شعبہ الوھی ہدایت کی برکات اور پیروی سے اصلاح واستحکام کی طرف بڑھنے لگا۔ دین کے مذہبی ودنیوی پہلوؤں کے اس باہمی تعلق کو دوسرے مقام پر اس طرح بیان کیا گیا:۔

لِاِ یْلٰفِ قُرَیْشٍ o اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّیْفِ o فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ o الَّذِیْ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ o

(۱۰۶:۱-۴)

اس لئے کہ قریش کو میلان دلایا۔ ان کے جاڑے اور گرمی دونوں کے کوچ میں میلان دلایا تو انہیں چاہئے کہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں ایک بڑے خوف سے امن بخشا۔

ان آیات میں عبادات کے طرف رجوع کی دعوت دیتے ہوئے رب ذوالجلال نے بطور خاص ان انعامات الہیہ کا تذکرہ فرمایا۔

۱۔ اطعمھم من جوع: یعنی انہیں بھوک میں کھانا دیا۔ اس سے مراد معاشی اور اقتصادی استحکام ہے۔

۲۔ امنھم من خوف: یعنی انہیں ہر نوع کے خوف سے امن عطا کیا۔ یہ خوف سماجی بھی ہو سکتا ہے اور مخالفین کی جانب سے سازشوں اور حملوں کا بھی۔ یعنی خوف سے نجات اس طور ہی ممکن ہے کہ مسلمانوں کو سیاسی اور سماجی تمکن اور استحکام مل جائے۔

حضور اکرم ﷺ کی جدوجہد کی یہی جامعیت تھی کہ ہر شعبہ زندگی میں باطل اور طاغوتی نظام کے علمبرداروں کو اپنا وجود خطرے میں محسوس ہوا نتیجہ یہ نکلا

Marfat.com

کہ

وَکَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِیْنَo
اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لئے مجرم لوگوں میں سے دشمن بنائے۔

(۲۵:۳۱)

کے قرآنی اصول کے تحت آپؐ کے خلاف مزاحمت و مخالفت کا طوفان کھڑا کر دیا گیا تاکہ اس دعوت حق کو بڑھنے اور فروغ پذیر ہونے سے روکا جاسکے۔

ارشاد ربانی ہے:۔

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِوُا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَیَاْبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یُّتِمَّ نُوْرَہٗ وَلَوْکَرِہَ الْکٰفِرُوْنَo (۹:۳۲)
وہ (مخالفین دعوت حق) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (دین حق) کو اپنی پھونکوں سے بجھادیں حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو کمال تک پہنچا کر رہے گا۔ چاہے کافروں کو کتنا ہی برا لگے۔

اس آیت مبارکہ میں دین حق کو نور اللہ سے تعبیر کیا گیا۔ کیونکہ نور کے آتے ہی باطل اور طاغوتی نظام کے اندھیروں کو سوئے عدم جانا تھا:

جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًاo
حق آگیا اور باطل چلا گیا بے شک باطل نے جانا ہی تھا۔

(۱۷:۸۱)

اور دوسری بڑی حقیقت جو اس آیۃ مبارکہ میں بیان کی گئی یہ ہے کہ اھل باطل کی تمام تر مخالفت حق کی کوششیں اللہ کے سامنے ایک پھونک سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔ یعنی مخالفین کی تمام تر مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود بھی نور حق اتمام پذیر ہو کر

Marfat.com

رہے گا۔ اور غلبہ دین حق ایک حقیقت زندہ بن کر صفحہ ہستی میں رقم ہو کر رہے گا
دوسرے مقام پر اس حقیقت کو یوں بیان کیا گیا:۔

يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِؤُا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ○ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○

(۱۱-۸:۶۱)

(مخالفین حق) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دیں مگر اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہے گا چاہے کافروں کو برا لگے۔ وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت کے ساتھ اور دین حق کے ساتھ کہ اسے تمام ادیان (باطلہ) پر غالب کر دے چاہے مشرکوں کو برا لگے۔ اے ایمان والو! کیا میں تمہیں ایک ایسی تجارت نہ بتا دوں جو تمہیں ایک دردناک عذاب سے بچا لے۔ (وہ یہ کہ) اللہ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسولؐ پر اور اس کی راہ میں جہاد کرو اپنے مال سے وہ اپنی جان سے یہ بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔

وَ اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ

اور تم لوگ اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ان دو جماعتوں میں سے ایک کا وعدہ کیا تھا کہ وہ

Marfat.com

وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَ يَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْكَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَo

(۸:۷،۸)

تمہارے ہاتھ آجائے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آجائے اور اللہ تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ اپنے حکم سے حق کا حق ہونا (عملاً) ثابت کردے اور ان کافروں کی جڑ کاٹ دے تاکہ حق کا حق ہونا اور باطل کا باطل ہونا (عملاً) ثابت ہوجائے گو (اسے) مجرم لوگ ناپسند ہی کریں۔

یعنی نہ صرف اہل باطل کی طرف سے آپ کی دعوت حق کے مقابل مخالفتوں اور مزاحمتوں کا طوفان کھڑا کردیا گیا بلکہ خود یہ مشیت ایزدی بھی تھی تاکہ حق وباطل کے تصادم سے باطل کا قلع قمع کردیا جائے۔

تاہم اہل کفر و طاغوت کی تمام تر مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود بھی اہل ایمان کو یہ مژدہ سنایا گیا کہ دین محمدیؐ جو کہ عالم انسانیت کے لئے آئین آخریں ہے کے آجانے کے بعد اب کسی دوسرے دین یا نظام کا اسلام پر غالب آنے کا کوئی امکان باقی نہیں رہا۔

اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ

(اے اہل ایمان!) آج کے دن کافر تمہارے دین کی طرف سے مایوس ہوگئے۔ پس تم ان سے مت ڈرو۔ مجھ سے ڈرو آج میں نے تمہارا دین

Marfat.com

وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا.

(۵:۳)

تمہارے لئے مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

مقصد بعثت محمدیؐ اور دنیاوی زندگی کی اصلاح

دعوت و انذار اور تبدیلی نظام و جہاد جیسے ہمہ گیر مقاصد پر مشتمل آپ کا مقصد بعثت اس وقت تک کماحقہ اتمام پذیر نہ ہو سکتا تھا جب تک زندگی کے تمام شعبہ جات بشمول سیاست' معاشرت اور معیشت کو اصلاح پذیر نہ کر دیا جاتا اس بنیادی نکتے کو کہ سماجی' معاشرتی اور سیاسی میادین حیات میں تبدیلی ایک ہمہ گیر دینی انقلاب کے لئے ضروری ہے قرآنی حکیم نے متعدد مواقع پر بیان فرمایا:۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ o

(۵۷:۲۵)

بے شک ہم نے اپنے رسولوں کو دلائل کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ (نظام زندگی دینے والی) کتاب اور (زندگی میں عدل و توازن قائم رکھنے والی) ترازو اتاری۔ تاکہ لوگ (اعتدال اور) انصاف پر قائم رہیں۔ اور ہم نے لوہا اتارا اس میں سخت آزمائش اور قوت ہے اور لوگوں کے لئے کئی منافع ہیں (کہ اس سے باطل قوتوں کو زیر کرنے کے لئے آلات

Marfat.com

جنگ اور دیگر مصنوعات بنائی جاتی ہیں) اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ دیکھے کہ کون بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسول کی (یعنی استیصال باطل اور غلبہ و استحکام حق کی خاطر جہاد کے مشن کی) مدد کرتا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ قوت والا اور غالب و فائق ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا

(۵۵:۲۴)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے کہ انہیں ضرور بالضرور زمین میں خلافت (یعنی سیاسی قوت و اقتدار) عطا کرے گا جیسے ان سے پہلے لوگوں کو عطا کی تھی اور یقیناً (اس قوت و اقتدار کے باعث) ان کا وہ دین جو اس نے ان کے لیے پسند فرمایا ہے مستحکم کردے گا اور (اس طرح) یقیناً وہ ان کے خوف و غم کو امن و سلامتی سے بدل دے گا۔

Marfat.com

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّ اجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا.

(۸۰:۱۷)

اور یوں عرض کر کہ اے میرے رب مجھے (مقصد بعثت کی جدوجہد میں) سچائی اور عزت کے ساتھ داخل کر اور اس میں سے سچائی اور عزت کے ساتھ (عہدہ برآ فرما کر) باہر لے جا اور مجھے اپنی طرف سے مددگار اقتدار عطا فرما۔

حضور اکرم ﷺ کے مقصد بعثت کی یہ امتیازی خصوصیت ہے کہ آپ نے نیکی کے تصور تک کو بدل ڈالا۔ یعنی روایتی مذہبیت' جسے زندگی کے دنیوی پہلو سے کوئی علاقہ ہی نہ ہو' کے دائرے کے اندر رہ کر اب نیکی اور عمل صالح کی تعریف نہیں کی جائے گی بلکہ آپؐ نے نیکی کے تصور کو وسیع اور ہمہ گیر کرتے ہوئے اس میں وہ تمام تقاضے بھی شامل کر دیئے جن کے پورا کرنے پر معاشرے کی ہمہ گیر اصلاح ممکن ہے۔ ارشاد ربانی ہے:۔

وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ

(نیکی کے جزوی تصور سے قطع نظر) نیکی یہ ہے کہ انسان اللہ پر اور آخرت پر فرشتوں اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے۔ اور (پھر اپنے ایمان کا ثبوت فراہم کرتے ہوئے) اللہ کی محبت میں اپنا سرمایہ اور دولت مستحق رشتہ داروں' یتیموں' مسکینوں'

Marfat.com

وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عَاهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِى الْبَاسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَ حِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَo

(۱۷۷:۲)

مسافروں، حاجت مندوں، سائلوں اور محکومی و غلامی میں جکڑے ہوئے انسانوں کی آزادی (معاشی بحالی و استحکام) پر خرچ کرے اور نماز قائم کرے اور زکوۃ دے۔ اور اپنا قول پورا کرنے والے جب وعدہ کریں اور مصیبت و سختی میں اور جہاد کے وقت صبر کرنے والے یہی لوگ (اپنے دعویٰ ایمان میں) سچے ہیں اور یہی لوگ صاحب تقویٰ ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں نیکی کے تصور میں دنیا اور آخرت کے امور کو جمع کر دیا گیا۔ یہاں ایک طرف اللہ، یوم آخرت، ملائکہ، کتب اور انبیاء پر ایمان کو نیکی قرار دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی انفاق فی اعمال کو بھی نیکی کہا گیا۔ یعنی کسی ایک پہلو سے بھی اعراض و غفلت نیکی سے اعراض کے مترادف ہوگا۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

اَرَيْتَ الَّذِىْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ o فَذٰلِكَ الَّذِىْ يَدُعُّ الْيَتِمَ o وَلاَ يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ o فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَo الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلاَ تِهِمْ سَاهُوْنَo الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُ وْنَ o وَ يَمْنَعُوْنَ

کیا آپ نے وہ شخص نہیں دیکھا جو دین کو جھٹلاتا ہے پس یہ وہی شخص ہے جو یتیموں کو دھکے دیتا ہے (یعنی ان سے نفرت کرتا ہے اور وہ انہیں اپنے قریب نہیں آنے دیتا) اور مسکینوں (یعنی محتاجوں اور ضرورت

Marfat.com

اَلْمَاعُوْنَo
(۱۰۷:۱-۷)

مندوں) کو نہ خود کھانا کھلاتا ہے اور نہ دوسروں کو اس عمل کی ترغیب دیتا ہے (گویا ان کی معاشی ضروریات سے بالکل بے نیاز رہتا ہے اور ان کے اقتصادی تعطل کو دور کرنے کی کوشش نہیں کرتا) پس تباہی و ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز (کی روح) کو فراموش کئے بیٹھے ہیں۔ یہ (نمازی) ایسے لوگ ہیں جو محض دکھلاوا (یعنی ریاکاری) کرتے ہیں اور (ان کی بے دینی کا یہ عالم ہے کہ) وہ گھر کے برتنے کی چیزوں سے بھی دوسروں کو فائدہ نہیں اٹھانے دیتے۔

مذکورہ بالا آیات نہ صرف نیکی بلکہ پورے تصور دین کو ایک انقلابی مفہوم دے رہی ہے۔ اور اس تصور کی کلیۃً نفی کر رہی ہے کہ اگر دین داری صرف عبادات کی ادائیگی تک ہی محدود کر لی جائے اور معاملات کو دائرہ دین سے خارج کر دیا جائے تو اس طرح کی دین داری فلاح و کامیابی کے بجائے ہلاکت اور تباہی کا باعث ہو گی۔ قرآنی تصور دین یہ ہے کہ نہ صرف عقائد و عبادات بلکہ معاملات کا بھی اس طرح لحاظ رکھا جائے کہ

۱۔ معاشرہ کے بے سہارا اور یتیم لوگوں کو معاشی کشمکش (یدع) میں مبتلا نہ رکھا جائے بلکہ ان کی اس معاشی کشمکش سے نجات کی سبیل پیدا کی جائے تاکہ وہ بھی با عزت زندگی بسر کر سکیں۔

۲۔ معاشرے کے حاجت مند افراد (مسکین) کی معاشی کفالت کے لئے رغبت دلائی جائے تاکہ ان کا معاشی تعطل (Economic Deadlock) ختم ہو سکے، یہاں یہ نکتہ قابل غور ہے کہ براہ راست مسکین کو کھانا کھلانے کی بجائے انہیں کھانا کھلانے کی رغبت دلانے کا تذکرہ فرمایا گیا۔ کیونکہ جو وسعت رغبت دلانے کے مفہوم میں ہے وہ اس کام کے خود کرنے کے ذکر میں نہیں یعنی ایک تو مساکین کے معاشی تعطل کو دور کرنے کی رغبت دلانے سے مراد پہلے خود اس روش پر کاربند ہونا ہے کیونکہ اگر دوسروں کو کسی کار خیر کی رغبت دلانے والا خود اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اس کا یہ عمل بے اثر اور بے نتیجہ ہو کر رہ جائے گا۔ اور اگر وہ خود کسی نیک عمل پر کاربند ہو مگر دوسروں کو رغبت نہ دلائے تو وہ کار خیر انفرادی عمل تو ہوگا لیکن معاشرتی رویہ (Social Behaviour) نہ بن سکے گا۔ آیۃ مذکورہ میں مساکین کے معاشی تعطل کو دور کرنے کے لئے رغبت دلانے کا تذکرہ کر کے اس بنیادی اصول کو بیان کیا گیا کہ یہ کام معاشرے میں ایک تحریک اور موثر نظام کے طور پر انجام دیا جانا چاہئے۔

۳۔ معاشرے سے "امتناع الماعون" کی روش کا خاتمہ کیا جائے اور وسائل و اسباب کی نفع بخشی میں ہر فرد معاشرہ اور ضرورت مند کو شریک کیا جائے۔

مقصد بعثت نبوی ﷺ کی جامعیت مدنی دور کی روشنی میں

۱۳ سال تک مکہ میں رہ کر دعوت و تبلیغ کا فریضہ انجام دینے کے بعد جب استحکام دعوت حق کے لئے آپ ﷺ نے نئے امکانات کا انتخاب فرمایا تو اس کے لئے آپ ﷺ

Marfat.com

نے شہر مدینہ کو چنا۔ آپ کا مدنی دور جد و جہد ہجرت کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ دس سالہ جہد مسلسل کے اس زمانے میں آپؐ نے باطل قوتوں کے خلاف انقلابی جد و جہد کے لئے مدینہ طیبہ کو باقاعدہ تحریکی مرکز کی حیثیت عطا فرمادی۔ مدینہ منورہ میں تشریف لاتے ہی پہلے سال میں آپؐ نے ایک باقاعدہ اسلامی مملکت کا سنگ بنیاد رکھ دیا۔ مہاجرین کے معاشرتی استحکام کے لئے مواخات کا نظام قائم فرمایا اور اہلیان مدینہ کی معاشرتی و تعلیمی تربیت کے لئے ایک کھلی اقامتی درسگاہ "صفہ" کا قیام فرمادیا۔ یعنی جہاں ایک طرف دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور ترویج دین کا کام جاری تھا وہاں دوسری طرف فروغ حق کے لئے آپؐ نے ایسے اقدامات بھی فرمائے جس سے دعوت حق کے ہمہ جہت، ہمہ گیر فروغ کے امکانات پیدا ہوئے۔ آپؐ نے غلبہ دین حق کے لئے دعوتی و تنظیمی (Propagational & Organizational)، سیاسی اور آئینی و دستوری (Political & Constitutional)، معاہداتی و سفارتی (Diplomatic) اور عسکری و جہادی (Military & Stretegic) راستوں کو اختیار فرمایا تا آنکہ دس برس کے قلیل عرصے میں تمام جزیرہ نما عرب آپ کے زیر نگوں آگیا۔ اور ۱۰ ہجری کو آخری حج کے موقع پر آپؐ نے نہ صرف اپنے مقصود بعثت کی تکمیل کی گواہی لاکھوں شرکائے حج سے لی بلکہ خطبۃ حجۃ الوداع ارشاد فرما کر عالمی مصطفوی انقلاب کی مضبوط اساس فراہم کرتے ہوئے قیامت تک آنے والی انسانیت کو یہ درس دے دیا ہے کہ اس کی فلاح اپنی زندگیوں کو مقصد بعثت محمدیؐ کے تابع کر دینے میں ہی مضمر ہے جو اپنی جامعیت اور ہمہ گیریت کی وجہ سے کسی بھی گوشہ زندگی کو طلب ہدایت پر تشنہ ہدایت نہیں رہنے دیتا۔

Marfat.com

حرف آخر

انبیائے کرامؑ کے مقاصد بعثت ' دعوت ' جدوجہد اور ان کی جدوجہد کے نتائج کے تذکرے سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ انبیائے کرامؑ اساسی طور پر حیات انسانی کو کلیۃً ایک نظام کے تحت لانے کے لیے مبعوث ہوتے رہے۔ وہ نظام جو نہ صرف توحید و رسالت اور آخرت کے تصور جیسی بنیادوں سے اٹھتا ہو بلکہ دنیاوی زندگی کو بھی فوز و فلاح کا مظہر بناتا ہو یہ جامع جدوجہد اپنے نقطہ کمال پر حضور اکرم ﷺ کی ذات پاک میں نظر آتی ہے۔ نہ صرف حیات انسانی کے لیے نظام فکر و عمل آپ کے ذریعے سے تکمیل پذیر ہو گیا بلکہ اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے جو راستہ اختیار فرمایا اور جس طرح جدوجہد فرمائی وہ اپنی اتمام پذیری اور نتیجہ خیزی کے اعتبار سے رہتی دنیا کے لئے نشان ہدایت اور رہنما (اسوۂ حسنہ) بن گیا۔ کفار کو مخاطب کرتے ہوئے جب حضور اکرم ﷺ نے لکم دینکم ولی دین فرمایا تو یہ فرمان کفار سے کنارہ کشی کا ہی مظہر نہ تھا بلکہ اس کے اندر اپنے دین کی حقانیت پر یقین اور اسکے ابلاغ و فروغ کے لئے کی جانے والی جدوجہد کی نتیجہ خیزی پر یقین بھی پنہاں تھا کہ دین محمدیؐ ضرور بالآخر دین کفار پر غالب آکر رہے گیا' جس کا مشاہدہ فتح مکہ کی صورت میں ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا یہی پہلو اس حقیقت کو الم نشرح کرتا ہے کہ آپ پر سلسلہ نبوت کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا گیا۔ اور بشمول زندگی کے دیگر شعبہ جات کی رہنمائی کے کائنات کی عظیم ترین سیاسی قیادت بھی آپؐ ہی قرار پائے کہ آپ کا مقصد بعثت نہ صرف گزشتہ تمام انبیاء کرامؑ سے زیادہ جامع' ہمہ گیر اور کلی تھا بلکہ آپ کی حیات ظاہری میں اتمام پذیر بھی ہو کر رہا۔

Marfat.com

حواشی

(باب اول)

۱۔ دیگر مقامات: ۳:۳۳، ۵:۲۷، ۱۹:۵۸، ۳۶:۶۰

۲۔ دیگر مقامات: ۴:۱۶۳، ۷:۶۹، ۹:۷۰، ۱۱:۴۲، ۴۵

۱۱:۸۹، ۱۴:۹، ۱۷:۱۷، ۱۹:۵۸، ۲۲:۴۲، ۲۵:۳۷، ۴۲:۱۳، ۵۷:۲۶

۳۔ مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں:

۱۱:۵۳، ۱۱:۶۰، ۱۱:۸۹، ۲۶:۱۲۴، ۷:۶۵، ۱۱:۵۰، ۵۸

۴۔ دیگر مقامات: ۷:۷۷، ۱۱:۸۹، ۲۶:۱۴۲، ۷:۷۳، ۷۵، ۱۱:۶۶، ۲۷:۴۵

۵۔ دیگر مقامات: ۲:۱۲۵، ۳:۶۸، ۹۵، ۴:۵۴، ۶:۱۶۱، ۹:۷۰، ۱۲:۳۸، ۱۶:۱۲۳

۱۹:۴۱، ۲۲:۷۸، ۲۹:۱۶، ۳۸:۴۵

۶۔ دیگر مقامات

۱۱:۷۰، ۸۹، ۱۵:۵۹، ۲۲:۴۳، ۲۶:۱۶۰، ۲۷:۵۶، ۲۹:۲۶، ۳۸:۱۳

۵۴:۳۳، ۳۴، ۶۶:۱۰، ۶:۸۶، ۷:۸۰، ۲۱:۷۱، ۷۴، ۲۷:۵۴، ۲۹:۳۲،

۳۷:۱۳۳

۷۔ دیگر مقامات:

۶:۸۴، ۱۲:۷، ۲۱، ۲۰:۳۴

۸۔ مزید تفصیل کیلئے:

۷:۸۸، ۱۱:۸۷، ۹۱، ۲۶:۱۷۷، ۷:۸۵، ۱۱:۸۴، ۹۴، ۲۹:۳۶

Marfat.com

۹۔ مزید تفصیل کیلئے:

۲:۵۳، ۵۴، ۹۲، ۱۳۶، ۳:۸۴، ۵:۲۲، ۴۱:۴۵، ۴۲:۱۳، ۴۳:۳۶

۴۶:۱۲، ۴۶:۳۰

انعام، اعراف، یونس، ھود، ابراہیم، الاسراء، کہف، مریم، طہٰ، انبیاء، الحج، المومنون، الفرقان، الشعراء، النمل، القصص، العنکبوت، السجدہ، الاحزاب الصافات، غافر

۱۰۔ دیگر مقامات:

۴:۱۶۳، ۶:۸۶، ۳۷:۱۳۹

۱۱۔ دیگر مقامات: ۵:۷۸، ۶:۸۴، ۱۷:۵۵، ۲۱:۷۸، ۷۹، ۲۷:۱۶

۳۴:۱۳، ۳۸:۲۴، ۳۸:۲۶، ۳۰

۱۲۔ دیگر مقامات: ۲:۱۰۲، ۴:۱۶۳، ۶:۸۶

۲۱:۷۸، ۷۹، ۸۱، ۲۷:۱۵ـ۱۸، ۳۴:۱۲، ۳۸:۳۰، ۳۴

۱۳۔ دیگر مقامات: ۲:۸۷، ۱۳۶، ۲۵۳، ۳:۵۲، ۸۴،

۴:۱۵۷، ۱۶۳، ۱۷۱، ۵:۷۸، ۱۱۰، ۱۱۲، ۱۱۴، ۶:۸۵،

۳۳:۷، ۴۲:۱۳، ۶۱:۱۴

Marfat.com

باب دوم

فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدی فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون
(۳۸:۲)

هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله
(۲۸:۴۸)

فلسفہ بعثت انبیاء علیھم السلام

Marfat.com

Marfat.com

جب سے کرض ارضی پر حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ نسل انسانی کا آغاز ہوا اس کی رہنمائی اور تربیت کا سامان عطا کرنے کے لئے رب ذوالجلال نے سلسلہ انبیاءؑ کو جاری فرمادیا۔ ہبوط آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا۔

فَاِمَّا یَاْتِیَنَّكُمْ مِّنِّیْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ○ (۳۸:۲)	پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا نہ ان پر کوئی خوف (طاری) ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اس سلسلہ ہدایت کے قیام کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار (کم وبیش) انبیائے کرامؑ مبعوث ہوئے جنہوں نے مختلف ادوار اور مختلف خطوں میں ہدایت کے نور کو عام کیا۔ اگر ہم تاریخ انبیاءؑ کا مطالعہ کریں تو ہم تاریخ انبیاءؑ کو دو ادوار میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

دور اول

جب سے تاریخ مرتب ہونا شروع ہوئی ہے یہ اس سے پہلے کا زمانہ ہے یعنی زمانہ قبل از تاریخ۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت ابراھیم علیہ السلام تک کا دور زمانہ قبل از تاریخ (Pre-Historic Period) کہلاتا ہے۔ اس زمانے کے انبیاءؑ میں سے حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام

اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کا تذکرہ قرآن و حدیث میں ملتا ہے۔ حضرت ھود' حضرت صالح' حضرت لوط اور دیگر کچھ انبیاء علیھم السلام کا زمانہ بھی قریب یہی ہے۔ انجیل کے عہد نامہ عتیق (Old Testament) میں بھی ان انبیائے کرامؑ کا تذکرہ موجود ہے۔ یہ وہ بنیادی مصادر ہیں جن سے Pre-Historic دور کے انبیاءؑ کا تذکرہ معلوم ہوتا ہے۔

دور دوم

حضرت ابراھیم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دور دوسرا دور کہلاتا ہے۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے۔ آپ کا لقب اسرائیل تھا۔ ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلاتی ہے۔ ان کے بیٹے حضرت یوسف علیہ السلام تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کئی انبیاء بنی اسرائیل میں آئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی بنی اسرائیل سے تھے تاہم بنی اسرائیل کے حوالے سے زیادہ تذکرہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا آیا ہے۔

انبیائے کرام علیھم السلام کی دعوت اور مقصد بعثت کی کماحقہ معرفت کے لئے ضروری ہے کہ ہم بعث انبیاء علیھم السلام کو ان کے متعلقہ ادوار کے تناظر میں دیکھیں۔ بیشتر انبیاء علیھم السلام انسانی تاریخ کے ابتدائی زمانوں میں تھے۔ اس وقت انسانی معاشرہ اتنا زیادہ ترقی یافتہ نہ تھا۔ معاشرے میں سیاسی' سماجی' معاشی واقتصادی اور زندگی کے دیگر اجتماعی پہلو زیادہ ارتقاء پذیر نہ ہوئے تھے۔ یہ زمانہ انسانی تاریخ کا ابتدائی زمانہ تھا۔ اس زمانے میں لوگوں میں زیادہ تر رائج مرض شرک تھا۔ مختلف مظاہر قدرت مثلاً سورج' چاند' ستاروں وغیرہ کی پوجا کی جاتی تھی۔ ہندو مذہب کا ذکر ۵۰۰۰ ق م تک

ملتا ہے۔ اس وقت سے آگ' پانی' گوسالہ' پتھر گائے وغیرہ کی پوجا چلی آرہی ہے لہٰذا اس دور کے عیوب کے مطابق انبیاء علیہم السلام کا مقصد شرک کی نفی اور توحید کا پیغام عام کرنا تھا۔ اس مقصد کے لئے ایک زمانے میں مختلف آبادیوں میں کئی کئی نبی اور رسول بھی مبعوث ہوئے۔

بعثت انبیاء کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا۔ پہلی دعوت جو حضرت آدم علیہ السلام نے بنی نوع انسان کے سامنے رکھی' توحید کی دعوت تھی۔ جب حضرت آدم علیہ السلام کا پیغام توحید آگے بڑھا تو کماحقہ پیغام کا ابلاغ نہ ہونے کی وجہ سے اسکے ساتھ ساتھ مختلف تصورات کو بھی فروغ ملا۔ رفتہ رفتہ یہ شعور کہ انسان کا کوئی خالق اور مالک ہے' تلاش کے جذبے سے بدل گیا کہ ہماری حیات و حاجات کا کفیل' رزاق' مالک اور خالق کون ہے؟ مرنے کے بعد انسان کس کے پاس جاتا ہے اور یہ حکم کہ رب کی عبادت کی جائے تو اس رب کا تصور کس طرح کیا جائے؟ جذبہ تلاش کے تحت اسطرح کے سوالات کا پیدا ہونا ایک قدرتی امر تھا۔ چونکہ انسانی شعور اپنے ارتقاء کے ابتدائی مراحل میں تھا' وہ اتنا بالغ نہ تھا اور لوگ بھی حق آگاہ نہ تھے تو خدائی تلاش میں بھٹک گئے اور وہ کائنات کے مظاہر کو خدا سمجھ بیٹھے۔ اس طرح وہ شرک کے اندھیروں میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی تعلیم' توحید ہونے کے باوجود انسان شرک میں کس طرح مبتلا ہو گیا۔ اس کا ایک نفسیاتی محرک یہ تھا کہ انسان جس سے محبت کرتا ہے اسے دیکھنا بھی چاہتا ہے۔ اس طلب دید نے معبود کی تلاش میں مختلف مظاہر بنا دیئے اور ہدایت انبیاء کی پیروی نہ ہونے کی وجہ سے تلاش کی پرواز چاند' ستاروں' سورج وغیرہ تک ہی پہنچ کر رک گئی اور مظاہر پرستی و بت پرستی کا آغاز ہو گیا۔ یہی جذبہ دید تھا جس کے تحت بنی اسرائیل نے دیدار الٰہی کا تقاضا کیا۔ گو وہ اسے

Marfat.com

برداشت نہ کر سکے[1]۔ اس بنیادی محرک کے علاوہ شیطان کا کردار بھی شامل رہا لاغوینھم اجمعین[2] کے شیطانی اعلان کے تحت شیطان نے بھی انسان کو شرک کی راہ پر چلادیا۔

شرک کے ساتھ ساتھ انسانی معاشرہ میں اخلاقی برائیاں مثلاً ظلم، حق تلفی، کم تولنا وغیرہ بھی عام ہو گئی۔ اس طرح ابتدائی انسانی معاشرہ دو طرح کی خرابیوں کا شکار ہوا۔

ا۔	عقیدہ کی خرابی	شرک
۲۔	عمل کی خرابی	اخلاقی و معاشرتی برائیاں

ابتدائی انسانی معاشرے کی انہی دو اساسی خرابیوں کی وجہ سے اس دور میں مبعوث ہونے والے انبیائے کرام علیھم السلام کے مقاصد بعثت بھی انہی امور کی اصلاح سے عبارت تھے۔ اس ابتدائی زمانے میں انسانی معاشرہ اتنا منظم بھی نہ ہوا تھا۔ معاشرے میں برائیاں تھیں مگر وہ برائیاں ایک سسٹم میں نہ بدلی تھیں اس لئے چھوٹے چھوٹے شہروں، آبادیوں میں انبیاءؑ مبعوث ہوئے جنہوں نے دعوت حق اپنی اپنی قوموں کے سامنے رکھی۔ ان کی دعوت پر لبیک کہنے والے کامیاب ہوئے اور تکذیب کرنے والوں پر عذاب آیا اور انبیاءؑ نقل مکانی کر کے دوسری جگہ چلے گئے۔ انبیاءؑ کی دعوت زیادہ تر مندرجہ بالا دو خرابیوں کی اصلاح سے عبارت تھی جہاں کہیں معاشرے میں موجود سرمایہ داروں، اجارہ داروں وغیرہ کے مفادات انبیائے کرام علیھم السلام کی دعوت سے ٹکراتے تو تصادم بھی پیدا ہو جاتا مگر انبیاءؑ کی دعوت میں یہ نکتہ سر فہرست نہ تھا کہ انہوں نے نظام کو الٹ دینا ہے حتی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا کہ آپ کے دور تک انسانی معاشرہ کافی حد تک منظم ہو چکا تھا۔ حضرت

Marfat.com

ابراھیم علیہ السلام کے بعد باقاعدہ سلطنتوں کا نظام شروع ہو چکا تھا۔ بابل کی تہذیب' مصری تہذیب اور فراعین مصر وغیرہ کے تذکرے تاریخ میں ملتے ہیں[3] یعنی بعثت موسوی تک انسانی منظم ہو چکا تھا اور منظم ریاستی معاشرے میں بدل چکا تھا۔ قوانین بن گئے تھے' آج بھی بابل اور مصری تہذیب کے قوانین ملتے ہیں[4]۔ اس بدلے ہوئے منظم معاشرے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک وسیع تر مقصد بعثت کے ساتھ بھیجا گیا جو دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی نسبت آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقصد بعثت سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے تاہم پہلے انبیاء کا مقصد بعثت درج ذیل مقاصد سے ہی عبارت تھا۔

۱۔ عقیدہ کی اصلاح	شرک کا خاتمہ' توحید کا فروغ
۲۔ عمل کی اصلاح	اخلاقی برائیوں کا خاتمہ

پہلے انبیائے کرام علیہم السلام کے مقاصد بعثت کی قرآن حکیم کی روشنی میں بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام

مقصد بعثت اور دعوت

ارشاد ربانی ہے:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلٰی قَوْمِهٖ فَقَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ○

بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا اے میری قوم (کے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کیا کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ یقیناً مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف آتا ہے۔

Marfat.com

قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖٓ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ○

ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے کہا (اے نوح!) بے شک ہم تمہیں کھلی گمراہی میں (مبتلا) دیکھتے ہیں۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ○

انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی گمراہی نہیں لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول (مبعوث ہوا) ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ○

(۷:۵۹-۶۲)

میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور تمہیں نصیحت کر رہا ہوں اور اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

سورہ ہود میں ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحاً اِلٰی قَوْمِهٖٓ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ○

اور بے شک ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ (انہوں نے ان سے کہا) میں تمہارے لئے کھلا ڈرانے والا (بن کر) آیا ہوں۔

اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ اِنِّیْٓ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ اَلِیْمٍ○

کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تم پر دردناک دن کے عذاب (کی آمد) کا خوف رکھتا ہوں۔

Marfat.com

فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰکَ اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰکَ اِلَّا الَّذِیْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ وَمَا نَرٰی لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّکُمْ کٰذِبِیْنَ○ (۲۷-۲۵:۱۱)

سو ان کی قوم کے کفر کرنے والے سرداروں اور وڈیروں نے کہا ہمیں تو تم ہمارے اپنے ہی جیسا ایک بشر دکھائی دیتے ہو اور ہم نے کسی (معزز شخص) کو تمہاری پیروی کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ سوائے ہمارے (معاشرے کے) سطحی رائے رکھنے والے پست و حقیر لوگوں کے (جو بے سوچے سمجھے تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں) اور ہم تمہارے اندر اپنے اوپر کوئی فضیلت و برتری (یعنی طاقت و اقتدار، مال و دولت یا تمہاری جماعت میں بڑے لوگوں کی شمولیت الغرض ایسا کوئی نمایاں پہلو) بھی نہیں دیکھتے بلکہ ہم تو تمہیں جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت ھود علیہ السلام

مقصد بعثت اور دعوت

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَکُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور ہم نے (قوم) عاد کی طرف ان کے (قومی) بھائی ہود کو (بھیجا) انہوں نے کہا

Marfat.com

غَيْرُهٗ اَفَلَا تَتَّقُوْنَo

اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کیا کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں کیا تم پرہیزگار نہیں بنتے؟

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِیْ سَفَاهَةٍ وَّاِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَo

ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو کفر (یعنی دعوتِ حق کی مخالفت و مزاحمت) کر رہے تھے کہا (اے ہود!) بے شک ہم تمہیں حماقت (میں مبتلا) دیکھتے ہیں اور بے شک ہم تمہیں جھوٹے لوگوں میں گمان کرتے ہیں۔

قَالَ یٰقَوْمِ لَیْسَ بِیْ سَفَاهَةٌ وَّلٰكِنِّیْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَo

انہوں نے کہا اے میری قوم مجھ میں کوئی حماقت نہیں لیکن (یہ حقیقت ہے کہ) میں تمام جہانوں کے رب کی طرف سے رسول (مبعوث ہوا) ہوں۔

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌo

(۷:۶۵-۶۸)

میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔

سورہ ھود میں ارشاد فرمایا۔

وَاِلٰی عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ

اور (ہم نے) قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو (بھیجا) انہوں نے کہا اے

غَيْرُهٗ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُفْتَرُوْنَo

میری قوم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارے لئے کوئی معبود نہیں، تم اللہ پر (شریک رکھنے کا) محض بہتان باندھنے والے ہو۔

يٰقَوْمِ لَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى الَّذِيْ فَطَرَنِيْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَo

اے میری قوم! میں اس دعوت و تبلیغ پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر فقط اس (کے ذمہ کرم) پر ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔

وَ يٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَo

(۱۱:۵۰-۵۲)

اور اے لوگو! تم اپنے رب سے (گناہوں کی) بخشش مانگو پھر اس کی جناب میں (صدقِ دل سے) رجوع کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیجے گا اور تمہاری قوت پر قوت بڑھائے گا اور تم مجرم بنتے ہوئے اس سے روگردانی نہ کرنا۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام

مقصد بعثت اور دعوت

وَلَقَدْ اٰتَيْنَآ اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا بِهٖ عٰلِمِيْنَo اِذْ قَالَ

اور یقیناً ہم نے اس سے پہلے ابراہیم کو بھی (ان کے مرتبہ کے مطابق دین

Marfat.com

لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَا هٰذِهِ التَّمَاثِیْلُ الَّتِیْۤ اَنْتُمْ لَهَا عٰكِفُوْنَ۝ (۲۱: ۵۱، ۵۲)

اسلام کی) فہم و ہدایت عطا کی تھی اور ہم ان (کی استعداد و اہلیت) سے خوب واقف تھے۔ (خصوصاً وہ وقت یاد کیجئے) جب انہوں نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا یہ کیسی مورتیں (کیسی شکل و صورتیں) ہیں جن پر تم جمے بیٹھے ہو (ان میں کیا خوبی ہے کہ تم ان کی پرستش کرتے ہو)۔

حضرت صالح علیہ السلام

مقصد بعثت اور دعوت

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَ اسْتَعْمَرَكُمْ فِیْهَا فَاسْتَغْفِرُوْهُ ثُمَّ تُوْبُوْۤا اِلَیْهِ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ۝

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ انہوں نے کہا کہ اے میری قوم! اللہ ہی کی عبادت کرو' اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا اور اس میں تم کو بسایا۔ پس اس سے اپنے گناہ بخشواؤ پھر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ بے شک میرا رب قریب ہے۔

Marfat.com

قَالُوْا يٰصٰلِحُ قَدْ كُنْتَ فِيْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هٰذَآ اَتَنْهٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍo

(۱۱:۶۱-۶۲)

انہوں نے کہا کہ اے صالح! اس سے قبل ہم کو تم سے توامیدیں تھیں، کیا تم ہم کو ان چیزوں کی پرستش سے منع کرتے ہو جن کو ہمارے باپ دادا پوجتے چلے آرہے ہیں اور جس کی طرف تم بلا رہے ہو ہم تو اس کے بارے میں بڑے شبہ میں پڑے ہیں۔

سورہ اعراف میں ارشاد فرمایا۔

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌo

اور (قومِ) ثمود کی طرف ان کے (قومی) بھائی صالح کو (بھیجا) انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کیا کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک روشن دلیل آگئی ہے۔ یہ اللہ کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو تم اسے (آزاد) چھوڑے رکھنا کہ اللہ کی زمین میں چرتی رہے اور اسے برائی (کے ارادے) سے ہاتھ نہ لگانا ورنہ تمہیں دردناک عذاب آپکڑے گا۔

Marfat.com

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ
مِنْۢ بَعْدِ عَادٍ وَّ بَوَّاَكُمْ فِي
الْاَرْضِ تَتَّخِذُوْنَ مِنْ سُهُوْلِهَا
قُصُوْرًا وَّ تَنْحِتُوْنَ الْجِبَالَ بُيُوْتًا
فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي
الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَo

اور یاد کرو جب اس نے تمہیں (قومِ) عاد کے بعد (زمین میں) جانشین بنایا اور تمہیں زمین میں سکونت بخشی کہ تم اس کے نرم (میدانی) علاقوں میں محلات بناتے ہو اور پہاڑوں کو تراش کر (ان میں) گھر بناتے ہو، سو تم اللہ کی (ان) نعمتوں کو یاد کرو اور زمین میں فساد انگیزی نہ کرتے پھرو۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ
قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ
مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ
مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلَ بِهٖ
مُؤْمِنُوْنَo

ان کی قوم کے ان سرداروں اور رئیسوں نے جو متکبر و سرکش تھے ان غریب پسے ہوئے لوگوں سے کہا جو ان میں سے ایمان لے آئے تھے کیا تمہیں یقین ہے کہ واقعی صالح اپنے رب کی طرف سے (رسول بنا کر) بھیجے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا جو کچھ انہیں دے کر بھیجا گیا ہے بے شک ہم اس پر ایمان رکھنے والے ہیں۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا بِالَّذِيْٓ
اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَo
(۷:۷۴-۷۶)

متکبر لوگ کہنے لگے بے شک جس (چیز) پر تم ایمان لائے ہو ہم اس کے سخت منکر ہیں ؎

Marfat.com

حضرت لوط علیہ السلام

مقصد بعثت اور دعوت

وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝

(۷: ۸۰-۸۲)

اور لوط کو (بھی ہم نے اسی طرح بھیجا) جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کیا تم (ایسی) بے حیائی کا ارتکاب کرتے ہو جسے تم سے پہلے اہل جہان میں سے کسی نے نہیں کیا تھا، بے شک تم نفسانی خواہش کیلئے عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کے پاس آتے ہو بلکہ تم حد سے گزر جانے والے ہو۔ اور ان کی قوم کا سوائے اسکے کوئی جواب نہ تھا کہ وہ کہنے لگے ان کو بستی سے نکال دو بیشک یہ لوگ بڑے پاکیزگی کے طلبگار ہیں۔ ۹ص

حضرت شعیب علیہ السلام

مقصد بعثت اور دعوت

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ قَدْ جَآءَتْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيْزَانَ وَلَا

اور مدین کی طرف (ہم نے) ان کے (قومی) بھائی شعیب کو (بھیجا) انہوں نے کہا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی

تَبْخَسُوْا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا
تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ
اِصْلَاحِهَا ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ
كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَo

معبود نہیں۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آ چکی ہے سو تم ماپ اور تول پورے کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو اور زمین میں اس (کے ماحولِ حیات) کی اصلاح کے بعد فساد بپانہ کیا کرو، یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم (اس الوہی پیغام کو) ماننے والے ہو۔

وَلَا تَقْعُدُوْا بِكُلِّ صِرَاطٍ
تُوْعِدُوْنَ وَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجاً
وَاذْكُرُوْآ اِذْ كُنْتُمْ قَلِيْلاً

فَكَثَّرَكُمْ وَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَo

اور تم ہر راستہ پر اس لئے نہ بیٹھا کرو کہ تم ہر اس شخص کو جو اس (دعوت) پر ایمان لے آیا ہے خوفزدہ کرو اور (اسے) اللہ کی راہ سے روکو اور اس (دعوت) میں کجی تلاش کرو (تاکہ اسے دینِ حق سے برگشتہ اور متنفر کر سکو) اور (اللہ کا احسان) یاد کرو جب تم تھوڑے تھے تو اس نے تمہیں کثرت بخشی اور دیکھو فساد پھیلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

Marfat.com

وَاِنْ كَانَ طَآئِفَةٌ مِّنْكُمْ اٰمَنُوْا بِالَّذِيْٓ اُرْسِلْتُ بِهٖ وَ طَآئِفَةٌ لَّمْ يُؤْمِنُوْا فَاصْبِرُوْا حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ بَيْنَنَا وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَo

اور اگر تم میں سے کوئی ایک گروہ اس (دین) پر جس کے ساتھ میں بھیجا گیا ہوں ایمان لے آیا ہے اور دوسرا گروہ ایمان نہیں لایا تو (اے ایمان والو!) صبر کرو یہاں تک کہ اللہ ہمارے درمیان فیصلہ فرمادے اور وہ سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَo

(۷:۸۵-۸۸)

ان کی قوم کے سرداروں اور رئیسوں نے جو سرکش و متکبر تھے کہا اے شعیب! ہم تمہیں اور ان لوگوں کو جو تمہاری معیت میں ایمان لائے ہیں اپنی بستی سے بہر صورت نکال دیں گے یا تمہیں ضرور ہمارے مذہب میں پلٹ آنا ہو گا۔ انہوں نے (جواباً) کہا اگرچہ ہم (تمہارے مذہب میں پلٹنے سے) بیزار ہی ہوں؟

سورہ ھود میں ارشاد فرمایا۔

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَ

اور (ہم نے اہل) مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (کو بھیجا) انہوں نے کہا اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو

Marfat.com

الْمِيْزَانَ اِنِّیْٓ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّ اِنِّیْٓ
اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
مُّحِيْطٍ o

تمہارے لئے اس کے سوا کوئی معبود
نہیں ہے اور ناپ اور تول میں کمی مت
کیا کرو بے شک میں تمہیں آسودہ حال
دیکھتا ہوں اور میں تم پر ایسے دن کے
عذاب کا خوف (محسوس) کرتا ہوں جو
(تمہیں) گھیر لینے والا ہے۔

وَ يٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَ
الْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَ لَا تَبْخَسُوا
النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِی
الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ o بَقِيَّتُ اللّٰهِ
خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ
اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ o

اور اے میری قوم تم ناپ اور تول
انصاف کے ساتھ پورے کیا کرو اور
لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دیا کرو ا
ور فساد کرنے والے بن کر ملک میں
تباہی مت مچاتے پھرو۔ جو اللہ کے
دیئے میں بچ رہے (وہی) تمہارے
لئے بہتر ہے اگر تم ایمان والے ہو اور
میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ
اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ
نَّفْعَلَ فِیْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا اِنَّكَ
لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ o
(۱۱:۸۴-۸۷)

وہ بولے اے شعیب! کیا تمہاری نماز
تمہیں یہی حکم دیتی ہے کہ ہم ان
(معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی پرستش
ہمارے باپ دادا کرتے رہے ہیں یا یہ
کہ ہم جو کچھ اپنے اموال کے بارے
میں چاہیں (نہ) کریں" بے شک تم ہی

Marfat.com

(ایک) بڑے تحمل والے، ہدایت یافتہ
(رہ گئے) ہو"۔ ؎

قرآن حکیم کے متذکرہ بالا چند مقامات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ پہلے انبیائے کرامؑ کو اصلاح عقیدہ اور اصلاح عمل کے مقاصد کے ساتھ مبعوث کیا گیا مگر بعثت موسوی پر آکر ان مقاصد کو وسعت ملی یعنی عقیدہ و عمل کی اصلاح کے ساتھ ساتھ جہاد و انقلاب کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے مقاصد میں شامل کر دیا گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقاصد بعثت بیان کرنے سے قبل اس بات کو قرآن حکیم کی روشنی میں واضح کیا جاتا ہے کہ تمام انبیاءؑ کی جدوجہد نتیجہ خیز رہی اور ان کی دعوت کے نتیجے میں دو طرح کے طبقات سامنے آئے۔ وہ لوگ جنہوں نے ان کی دعوت کا اقرار کیا اور دل و جان سے اس پر لبیک کہا اور وہ لوگ جو منکر ہوئے۔ اہل ایمان کامیاب و کامران ہوئے جبکہ منکرین حق تباہی و بربادی سے دوچار ہوئے۔

حضرت نوح علیہ السلام

پیغمبرانہ چیلنج

۱- قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّهُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْهُ مَالُهٗ وَ وَلَدُهٗۤ اِلَّا خَسَارًا ۝ وَ مَكَرُوْا مَكْرًا كُبَّارًا ۝

نوح نے عرض کیا اے میرے رب انہوں نے میرا کہنا نہ مانا، اور ان (مالداروں) کی پیروی کی جن کے مال اور اولاد نے خود ان کو نقصان کے سوا کچھ فائدہ نہ دیا (یعنی مال و اولاد کی کثرت نقصان ہی کا موجب بنی، اس سے ان کی عاقبت نہ سنوری)۔ اور

Marfat.com

(یہی نہیں کہ وہ دولت مندوں کی پیروی اور اطاعت میں لگے رہے بلکہ) انہوں نے بڑے بڑے فریب کیے۔

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوْثَ وَ يَعُوْقَ نَسْرًاo

اور (ان رؤسا نے لوگوں سے) کہا کہ اپنے معبودوں کو ہر گز نہ چھوڑنا (نوح کے کہنے سے ان کی عبادت سے منہ نہ موڑنا) اور (اپنے مخصوص بتوں کو) نہ چھوڑنا (نہ) ود کو نہ سواع کو، اور نہ یغوث اور یعوق اور نسر کو (جو مختلف امور میں تمہارے کام آتے ہیں)۔

وَ قَدْ اَضَلُّوْا كَثِيْرًا وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا ضَلٰلًاo

اور (اس طرح) ان لوگوں نے بہتوں کو گمراہ کر دیا اور (اے اللہ! اب) تو بھی ان ظالموں کو بس گمراہی کے سوا کچھ نہ دے۔

مِمَّا خَطِيْٓـٰٔتِهِمْ اُغْرِقُوْا فَاُدْخِلُوْا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوْا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْصَارًاo

(چنانچہ) کچھ اپنی خطاؤں کے باعث ڈبوئے گئے پھر (غرق کیے جانے کے بعد دوزخ کی) آگ میں ڈال دیئے گئے تو انہوں نے (دنیا و آخرت میں) اپنے لئے اللہ کے سوا کسی کو معاون (و مددگار) نہ پایا (جو انہیں قہر الٰہی یا عذاب الٰہی سے بچا سکتا)۔

Marfat.com

وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكَافِرِيْنَ دَيَّاراًo

اور نوح نے (یہ بھی) دعا کی (تھی) اے میرے رب! (اب) روئے زمین پر کسی کافر کو بستا ہوا نہ چھوڑ۔

اِنَّكَ اِنْ تَذَرْهُمْ يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوْا اِلَّا فَاجِراً كُفَّاراًo

اگر تو نے ان کو چھوڑ دیا تو یہ تیرے بندوں کو بہکاتے ہی رہیں گے اور ان کی اولاد بھی بدکار اور کافر ہی ہو گی (نہ یہ حق پر آئیں گے اور نہ ان کی اولاد)۔

رَبِّ اغْفِرْلِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِناً وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبَاراًo

(۲۸-۲۶:۷۱)

اے میرے پروردگار! مجھ کو بخش دے اور میرے والدین کو (بھی) اور (ان کو بھی) جو میرے گھر میں ایمان کے ساتھ داخل ہوئے اور تمام مومنین اور مومنات کو بھی (اپنے لطف و کرم سے بخش دے)۔

۲- فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌo

(۳۹:۱۱)

سو تم عنقریب جان لو گے کہ کس پر (دنیا میں ہی) عذاب آتا ہے جو اسے ذلیل و رسوا کر دے گا اور (پھر) کس پر (آخرت میں) عذاب اترتا ہے جو ہمیشہ قائم رہے گا۔

نتیجہ

فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَ اَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْماً عَمِيْنَo

(۷:٦۴)

پھر ان لوگوں نے انہیں جھٹلایا سو ہم نے انہیں اور ان لوگوں کو جو کشتی میں ان کی معیت میں تھے نجات دی اور ہم نے ان لوگوں کو غرق کر دیا جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا بیشک وہ اندھے (یعنی بے بصیرت) لوگ تھے۔

حضرت ھود علیہ السلام

پیغمبرانہ چیلنج

ا۔ قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّ غَضَبٌ اَتُجَادِلُوْنَنِىْ فِىْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَo

(۷:۷۱)

انہوں نے کہا یقیناً تم پر تمہارے رب کی طرف سے عذاب اور غضب واجب ہو گیا کیا تم مجھ سے ان (بتوں کے) ناموں کے بارے میں جھگڑ رہے ہو جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے (خود ہی فرضی طور پر) رکھ لئے ہیں جن کی اللہ نے کوئی سند نہیں اتاری سو تم (عذاب کا) انتظار کرو میں (بھی) تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

Marfat.com

٢- وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْآ اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَاراً وَّ يَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَo

(۱۱:۵۲)

اور اے لوگو! تم اپنے رب سے (گناہوں کی) بخشش مانگو پھر اس کی جناب میں (صدق دل سے) رجوع کرو وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارش بھیجے گا اور تمہاری قوت پر قوت بڑھائے گا اور تم مجرم بنتے ہوئے اس سے روگردانی نہ کرنا۔

نتیجہ

١- فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ قَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَo

(۷:۷۲)

پھر ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے اپنی رحمت کے باعث نجات بخشی اور ان لوگوں کی جڑ کاٹ دی جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا تھا اور وہ ایمان لانے والے نہ تھے۔

٢- وَاُتْبِعُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلَآ اِنَّ عَادًا كَفَرُوْا رَبَّهُمْ اَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُوْدٍo

(۱۱:۶۰)

اور اس دنیا میں (بھی) ان کے پیچھے لعنت لگا دی گئی اور قیامت کے دن (بھی لگے گی) یاد رکھو کہ (قوم) عاد نے اپنے رب کے ساتھ کفر کیا تھا، خبردار! ھود کی قوم عاد کے لئے (رحمت سے) دوری ہے۔

Marfat.com

حضرت صالح علیہ السلام

پیغمبرانہ چیلنج

۱- وَ یٰقَوْمِ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِیْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ قَرِيْبٌ۝

پس سوائے نقصان پہنچانے کے تم میرا (اور) کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اے میری قوم! یہ اللہ کی (خاص طریقہ سے پیدا کردہ) اونٹنی ہے (جو) تمہارے لئے نشانی ہے سو اسے چھوڑے رکھو (یہ) اللہ کی زمین میں کھاتی پھرے اور اسے کوئی تکلیف نہ پہنچانا ورنہ تمہیں قریب (واقع ہونے والا) عذاب آ پکڑے گا۔

فَعَقَرُوْهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوْا فِیْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ۝

(۱۱:۶۴-۶۵)

پھر انہوں نے اسے (کونچیں کاٹ کر) ذبح کر ڈالا، صالح نے کہا (اب) تم اپنے گھروں میں (صرف) تین دن (تک) عیش کر لو یہ وعدہ ہے جو (کبھی) جھوٹا نہ ہوگا۔

نتیجہ

۱- فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَ عَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۝

پس انہوں نے اونٹنی کو (کاٹ کر) مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور کہنے لگے اے صالح! تم وہ

Marfat.com

(عذاب) ہمارے پاس لے آؤ جس کی تم ہمیں وعید سناتے تھے اگر تم (واقعی) رسولوں میں سے ہو۔

فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ○

سو انہیں سخت زلزلہ (کے عذاب) نے آ پکڑا پس وہ (ہلاک ہو کر) صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

فَتَوَلّٰی عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ○

(۷:۷۷-۷۹)

پھر (صالح نے) ان سے منہ پھیر لیا اور کہا اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا تھا اور نصیحت (بھی) کر دی تھی لیکن تم نصیحت کرنے والوں کو پسند (ہی) نہیں کرتے۔

۲- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْیِ یَوْمِئِذٍ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ○

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا (تو) ہم نے صالح کو اور جو ان کے ساتھ ایمان والے تھے اپنی رحمت کے سبب بچا لیا اور اس دن کی رسوائی سے (بھی نجات بخشی) بے شک آپ کا رب ہی طاقتور غالب ہے۔

Marfat.com

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا الصَّیْحَۃ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جَاثِمِیْنَo

اور ظالم لوگوں کو ہولناک آواز نے آ پکڑا سو انہوں نے صبح اس طرح کی کہ اپنے گھروں میں مردہ حالت میں اوندھے پڑے رہ گئے۔

کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا اَلَآ اِنَّ ثَمُوْدَا کَفَرُوْا رَبَّھُمْ اَلَا بُعْداً لِّثَمُوْدَo (۱۱:۶۶-۶۸)

گویا وہ کبھی ان میں بسے ہی نہ تھے، یاد رکھو (قوم) ثمود نے اپنے رب سے کفر کیا تھا۔ خبردار (قوم) ثمود کے لئے (رحمت سے) دوری ہے۔

حضرت ابراھیم علیہ السلام

پیغمبرانہ چیلنج

۱- قَالَ بَلْ رَّبُّکُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِیْ فَطَرَھُنَّ وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکُمْ مِّنَ الشَّاھِدِیْنَo

فرمایا (نبی کی بات مذاق نہیں ہوتی، یہ بت تمہارے رب نہیں) بلکہ تمہارا رب وہی ہے جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے (اور) جس نے ان کو پیدا کیا اور میں (یقین کامل کے ساتھ) اس (عقیدہ توحید) کے گواہوں میں سے ہوں۔

وَتَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَo (۲۱:۵۶-۵۷)

اور (آہستہ سے یہ بھی کہا) قسم خدا کی جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے میں تمہارے بتوں کے متعلق (وہ) چال

Marfat.com

چلوں گا (کہ تم اپنے بتوں کی مجبوری اور بے کسی خود سمجھ لو)۔

حضرت لوط علیہ السلام

پیغمبرانہ چیلنج

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ○ اِنِّی لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ○ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ○

(۲۶:۱۶۱-۱۶۳)

جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا (اے قوم کے لوگو!) کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں (کہ اس طرح کی گندی بدکاریوں میں مبتلا ہو)۔ بے شک میں (اللہ کی طرف سے) تمہارے لئے ایک معتبر پیغام لانے والا ہوں (جو کچھ کہتا ہوں حق ہے) پس اللہ سے ڈرو اور میرا حکم مانو۔

نتیجہ

۱- فَاَنْجَيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ كَانَتْ مِنَ الْغٰبِرِيْنَ○ وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ○

(۷:۸۳-۸۴)

پس ہم نے ان کو (یعنی لوط علیہ السلام کو) اور ان کے اہل خانہ کو نجات دے دی سوائے ان کی بیوی کے وہ عذاب میں پڑی رہنے والوں میں سے تھی۔ اور ہم نے ان پر (پتھروں کی) بارش کردی سو آپ دیکھئے کہ مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

Marfat.com

۲- فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ ٥ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ٥

(۱۱:۸۲-۸۳)

پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے (الٹ کر) اس بستی کے اوپر کے حصہ کو نچلا حصہ کر دیا اور ہم نے اس پر پتھر اور پکی ہوئی مٹی کے کنکر برسائے جو پے در پے (اور تہہ بہ تہہ) گرتے رہے۔ جو آپ کے رب کی طرف سے نشان کئے ہوئے تھے اور یہ (سنگریزوں کا عذاب) ظالموں سے (ابھی) کچھ دور نہیں ہے۔

حضرت شعیب علیہ السلام

پیغمبرانہ چیلنج

۱- رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَ بَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَيْرُ الْفٰتِحِيْنَ٥

(۷:۸۹)

اے ہمارے رب! ہمارے اور ہماری (مخالف) قوم کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ فرما دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ فرمانے والا ہے۔

۲- وَ يٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ وَ مَا قَوْمُ لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ٥

(۱۱:۸۹)

اور اے میری قوم مجھ سے دشمنی و مخالفت تمہیں یہاں تک نہ ابھار دے (کہ جس کے باعث) تم پر وہ (عذاب) آ پہنچے جیسا (عذاب) قوم نوح یا قوم ھود یا قوم صالح کو پہنچا تھا اور قوم لوط (کا

زمانہ تو) تم سے کچھ دور نہیں (گزرا)۔

نتیجہ

۱- فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ ٥ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْهَا اَلَّذِیْنَ كَذَّبُوْا شُعَیْبًا كَانُوْا هُمُ الْخٰسِرِیْنَ ٥ فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَ قَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ نَصَحْتُ لَكُمْ فَكَیْفَ اٰسٰى عَلٰى قَوْمٍ كٰفِرِیْنَ ٥

(۹۳-۹۱:۷)

پس انہیں شدید زلزلہ (کے عذاب) نے آ پکڑا سو وہ (ہلاک ہو کر) صبح اپنے گھروں میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا (وہ ایسے نیست و نابود ہوئے) گویا وہ اس (بستی) میں (کبھی) بسے ہی نہ تھے۔ جن لوگوں نے شعیب کو جھٹلایا (حقیقت میں) وہی نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔ تب (شعیب) ان سے کنارہ کش ہو گئے اور کہنے لگے اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیئے تھے اور میں نے تمہیں نصیحت (بھی) کر دی تھی پھر میں کافر قوم (کے تباہ ہونے) پر افسوس کیونکر کروں؟

۲- وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا شُعَیْبًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَةُ

اور جب ہمارا حکم (عذاب) آ پہنچا تو ہم نے شعیب کو اور ان کے ساتھ ایمان والوں کو اپنی رحمت کے باعث بچا لیا

Marfat.com

فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ○ كَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا اَلَا بُعْدًا لِّمَدْیَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ○ (۱۱: ۹۴-۹۵)

اور ظالموں کو خوفناک آواز نے آ پکڑا سو انہوں نے صبح اس حال میں کی کہ اپنے گھروں میں مردہ حالت میں اوندھے پڑے رہ گئے۔ گویا وہ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے، سنو (اہل) مدین کے لئے ہلاکت ہے جیسے (قوم) ثمود ہلاک ہوئی تھی۔

اب مقاصد بعثت موسوی کو بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقاصد بعثت کے حوالے سے دیگر انبیائے کرامؑ میں امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ آپ کو اپنے مقاصد بعثت کے لحاظ سے آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد بعثت سے قدرے مشابہت حاصل ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور تک بدی اور برائی ایک نظام کی شکل اختیار کر چکے تھے۔ فرعون جو اس دور کا سلطان اور مقتدر قوت تھا وہ باطل اور طاغوت کی علامت بن چکا تھا۔ اس سے قبل برائی ایک انفرادی عمل تھی لیکن اب ایک نظام بن چکی تھی اور قانون بن کر اقتدار میں بدل چکی تھی۔ پورا معاشرہ اس بدی کی قوت کے نیچے دب گیا تھا۔ عوام الناس کی آزادی سلب ہو گئی اور بنی اسرائیل غلام ہو گئے۔ ان کی گردنوں پر باطل کے اقتدار کا تخت سج گیا۔ ان حالات میں برائی کو روکنے کے لئے فقط عقیدہ و عمل کی اصلاح تک محدود رہنا کافی تھا کیونکہ اب فرعون ایک فرد نہ تھا بلکہ بدی کا پورا معاشرہ اور نظام تھا اور زیردست لوگوں کی زندگی فرعون کے دست تظلم میں گرفتار تھی۔ ان حالات میں

Marfat.com

موسیٰ علیہ السلام کو اذھب الٰی فرعون انه طغٰی کے حکم کے ساتھ درج ذیل مقاصد کے ساتھ مبعوث کیا گیا۔

۱- دعوت و تبلیغ

۲-جہاد و انقلاب

قرآن حکیم نے موسوی مقاصد بعثت اور اس کے نتائج کو یوں بیان کیا۔

۱- ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَظَلَمُوْا بِهَا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ٥ (۷:۱۰۳)

پھر ہم نے ان کے بعد موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ فرعون اور اس کے (درباری) سرداروں کے پاس بھیجا تو انہوں نے ان (دلائل اور معجزات) کے ساتھ ظلم کیا، پھر آپ دیکھئے کہ فساد پھیلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

۲- فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِي الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ ٥ وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَ تَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَ دَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَ قَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا

پھر ہم نے ان سے (بالآخر تمام نافرمانیوں اور بدعہدیوں کا) بدلہ لے لیا اور ہم نے انہیں دریا میں غرق کر دیا اس لئے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کی (پے در پے) تکذیب کی تھی اور وہ ان سے (بالکل) غافل تھے۔ اور ہم نے اس قوم (بنی اسرائیل) کو جو کمزور اور استحصال زدہ تھی اس سرزمین کے مشرق و مغرب (مصر اور شام) کا

Marfat.com

يَعْرِشُوْنَo

(۷:۱۳۶-۱۳۷)

وارث بنا دیا جس میں ہم نے برکت رکھی تھی اور (یوں) بنی اسرائیل کے حق میں آپ کے رب کا نیک وعدہ پورا ہو گیا، اس وجہ سے کہ انہوں نے (فرعونی مظالم پر) صبر کیا تھا اور ہم نے ان (عالیشان محلات) کو تباہ و برباد کر دیا جو فرعون اور اس کی قوم نے بنا رکھے تھے اور ان چنائیوں (اور باغات) کو بھی جنہیں وہ بلندیوں پر چڑھاتے تھے۔

۳- وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ o اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَائِهٖ فَاتَّبَعُوْآ اَمْرَ فِرْعَوْنَ وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ بِرَشِيْدٍo

(۱۱:۹۶-۹۷)

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو (بھی) اپنی نشانیوں اور روشن برہان کے ساتھ بھیجا فرعون اور اس کے سرداروں کے پاس تو (قوم کے) سرداروں نے فرعون کے حکم کی پیروی کی حالانکہ فرعون کا حکم درست نہ تھا۔

٤- وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌo

اور اسی طرح آپ کے رب کی پکڑ ہوا کرتی ہے جب وہ بستیوں کی اس حال میں گرفت فرماتا ہے کہ وہ ظالم (بن

Marfat.com

چکی) ہوتی ہیں بے شک اس کی گرفت دردناک (اور) سخت ہوتی ہے۔ (۱۰۲:۱۱)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سابقہ انبیائے کرامؑ میں یہ شرف بھی حاصل ہے کہ قرآن حکیم میں آپ کا تذکرہ سب سے زیادہ آیا اور آپ کی دعوت و جدوجہد کو کوئی مقامات پر تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کیونکہ دعوت موسوی دراصل نظام کی تبدیلی دعوت تھی۔ جب فرعون کے مظالم نے بنی اسرائیل پر اپنی گرفت اس حد تک مضبوط کر رکھی تھی کہ (اوائل دور میں) موسیٰ کی دعوت پر لبیک کہنے والے چند نوجوان ہی تھے اور دیگر افراد معاشرہ فرعون کی گرفت کے خوف سے موسیٰ کی دعوت کو قبول نہیں کر رہے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ٥ (۱۰:۸۳)

پس موسیٰ پر ان کی قوم کے چند جوانوں کے سوا (کوئی) ایمان نہ لایا، فرعون اور اپنے (قومی) سرداروں (وڈیروں) سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انہیں (کسی) مصیبت میں مبتلا نہ کر دیں اور بے شک فرعون سرزمین (مصر) میں بڑا جابر و سرکش تھا اور وہ یقیناً (ظلم میں) حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا۔

موسیٰ کی دعوت کو جامعیت کے پیش نظر تفصیل سے قرآن حکیم میں بیان کیا گیا۔ آغاز دعوت سے فرعون کے مقابلے تک کے مراحل اور ان میں کامیابی کے

Marfat.com

بنیادی تقاضوں کی تفصیل کو سورہ طٰہٰ میں بیان کیا گیا۔

جب صحبت حضرت شعیب میں ایک عرصہ گزارنے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام لوٹے تو آپ کو منصب نبوت سے سرفراز کیا گیا اور آپ کو بارگاہ رب العزت سے حکم ملا۔

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ٥ (۲۰:۲۴)

(حکم ہوتا ہے کہ اے موسیٰ!) تم فرعون کی طرف جاؤ کہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے (تاکہ جو لوگ مادیت میں پھنسے ہیں ان کو نکالو۔ یہ احساس رہے کہ میں سفیر بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔

تو اس کار عظیم کی انجام دہی کے لئے موسیٰ نے بارگاہ رب العزت سے درج ذیل دعا کی۔

قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ ٥ وَ يَسِّرْلِيْٓ اَمْرِيْ ٥ وَ احْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ ٥ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ ٥ وَاجْعَلْ لِّيْ وَزِيْراً مِّنْ اَهْلِيْ ٥ هٰرُوْنَ اَخِيْ ٥ اشْدُدْ بِهٖٓ اَزْرِيْ ٥ وَ اَشْرِكْهُ فِيْٓ اَمْرِيْ ٥ كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيْراً ٥ وَّ نَذْكُرَكَ كَثِيْراً ٥

(۲۰:۲۵-۳۴)

(موسیٰ نے) کہا اے میرے پروردگار! (میری التجا ہے کہ) میرا سینہ کشادہ فرما دے (غلاف دل نکل جائے دل ہی دل ہو جاؤں تاکہ حلم و بردباری سے تبلیغ کے فرائض ادا کروں اور کشادہ دلی اور خندہ پیشانی سے اس راہ کی تکلیفیں اٹھاؤں) اور میرا کام آسان کر دے (مجھے اپنے امر کی طرف متوجہ رکھ وہ سامان فراہم کر دے کہ عظیم الشان

Marfat.com

کام آسان ہو جائے) اور (یہ زبان جو بچپن میں جل گئی تھی کہ اب صاف بول بھی نہیں پاتا۔ یہ کمزوری بھی رفع فرمادے) میری زبان سے یہ گرہ کھول دے (تاکہ ان کیفیات قلبی وروحانی کو بخوبی ادا کر سکوں اور سب لوگ) میری بات سمجھ سکیں (وہ انداز بیان دے کہ زبان کہے اور میری بات دلوں میں گھر کر جائے) اور میرے گھر والوں سے مجھے ایک کام بٹانے والا عطا فرما۔ (جس میں کام کی اہلیت ہو جو میرا مددگار و معاون بن سکے یعنی) میرے بھائی ہارون (کہ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور فہم بھی اچھی رکھتے ہیں) ان سے میری کمر مضبوط فرما (مجھے تقویت بخش) اور ان کو میرے کام میں (میرا) شریک بنادے تاکہ ہم تیری ذات کی پاکی خوب بیان کریں (جیسے آسمانوں پر فرشتے) اور تیرا ذکر کثرت سے کریں۔

Marfat.com

جدوجہد انقلاب کے بنیادی تقاضے دعائے موسوی کی روشنی میں:

یہ دعا دراصل جدوجہد انقلاب کے سپاہیوں کے لئے بنیادی تقاضوں اور ضرورتوں کو بیان کر رہی ہے کہ انقلابی کارکنوں کو ان اوصاف کا حامل ہونا چاہیے۔

۱-شرح صدر

کہ وہ صاحب بصیرت ہوں اور ان کے دل ہر طرح کے لالچ، طمع، بے صبری اور بخل سے پاک ہوں۔

۲-یسر امر

کار دعوت و جہاد کی مشکلات میں آسانی طلب کرنے کے لئے وہ رب ذوالجلال سے تعلق کے حامل ہوں۔

۳-احلال عقدہ لسان

اپنے مافی الضمیر اور مدعا کو کماحقہ آگے عوام تک پہنچا کر سکتے ہوں۔

۴-تفقہ قول للناس

ان کی بات عام فہم ہو اور لوگ اسے سمجھ لیں۔ دعوت حق کو وہ اس موثر انداز سے آگے پہنچائیں کہ سامعین

"میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے"

کے مصداق اس کا فہم حاصل کر لیں۔

۵-اہل و عیال کی معاونت

دعوت حق کا آغاز اہل خانہ سے کرے تاکہ اس کے اپنے قرابت دار اس کار عظیم میں اس کی راہ میں مشکلات کھڑی کرنے کی بجائے اس کے معاون اور مددگار

ثابت ہوں۔

۶۔ تسبیح وذکر

انقلابی کارکنوں کی روحانی تربیت وارتقاء کے لئے ذکر و تسبیح کی کثرت بہت ضروری ہے کیونکہ انقلاب کا سفر روحانیت کے بغیر طے نہیں ہوتا۔ ذکر و تسبیح دراصل کار انقلاب کا ایک حصہ ہے۔ جب انقلابی کارکن باکردار ہوں گے تو اللہ کی مدد ان کے شامل حال ہوگی۔

۷۔ معیت الٰہی کا احساس

(انك كنت بصيرا) انقلابی کارکنوں کو ہر وقت یہ احساس رہے کہ اللہ انہیں دیکھ رہا ہے۔ یہ احساس بندے کو بیدار اور سراپا عمل رکھتا ہے جو نصرت الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اس دعا پر رب کائنات نے اعلان قبولیت کے ساتھ اس امر کی تصدیق فرمادی کہ دعوت وجہاد کی راہ پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مانگا گیا اسلحہ ہی وہ ہتھیار ہیں جن کے ذریعے اس سفر کو طے کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد ہوا۔

قَالَ قَدْ اُوْتِيْتَ سُؤْلَكَ يَا مُوْسٰى (۳۶:۲۰)

(اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے جواب ملتا ہے) فرمایا اے موسیٰ! تمہاری (ہر) درخواست قبول کی گئی (تم کو ملا جو تم نے مانگا)۔

پھر دوبارہ اس امر کا تذکرہ کیا گیا کہ فرعون کے دربار میں موسیٰ کا اسلحہ معجزوں کے علاوہ کیا ہوگا۔

Marfat.com

اِذْهَبْ اَنْتَ وَ اَخُوْكَ بِاٰیٰتِیْ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِكْرِیْ ○ (۴۲:۲۰)

تم اور تمہارا بھائی دونوں میری نشانیاں لے کر جاؤ اور (دیکھو) تم دونوں میری یاد میں سستی نہ کرنا۔

یعنی انقلابی کارکنوں کے لئے یاد الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ہی ایسی دولت ہے جو انہیں باطل اور طاغوت کے سامنے پامردی اور استقامت عطا کرتا ہے اور حق و باطل کے تصادم میں انہیں کامیابی سے ہمکنار کرتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شخصیت میں ہمیں ان کے مقاصد بعثت کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے یعنی دعوت و تبلیغ کا کردار جو کہ رحمت و شفقت سے عبارت ہے اور جہاد و انقلاب کا کردار جو قتال فی سبیل اللہ سے عبارت ہے۔ مدین میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک کنویں کے کنارے قیام فرماتے تھے تو حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیوں کو پانی حاصل کرنے میں دشواری پر ان کی مدد کی جس کا تذکرہ انہوں نے حضرت شعیب علیہ السلام سے جا کر کیا۔ یہ آپ کی رحمدلی کا پہلو ہے اور جب آپ نے ایک قبطی کو بنی اسرائیل کے ایک فرد پر ظلم کرتے دیکھا تو اس کی گرفت کی حتی کہ وہ جان سے چلا گیا۔ یہ آپ کی جہادی اور انقلابی روح کو ظاہر کرتا ہے۔ یہی کردار دراصل مومنانہ کردار ہے۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن
(اقبالؒ)

گویا مقاصد بعثت کے حوالے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو انفرادی سطح پر دعوت و اصلاح عقیدہ و عمل اور اجتماعی و قومی سطح پر جہاد و انقلاب اور تبدیلی نظام کے

لئے مبعوث کیا گیا۔[111]

تاریخ انبیاء علیہم السلام کامیابیوں کی تاریخ ہے

قرآن حکیم نے نہ صرف گذشتہ انبیاء کرام ورسل عظام علیہم السلام کے مقاصد بعثت کو بیان کیا بلکہ ان کے باطل وطاغوت کے ساتھ معرکہ آرائیوں میں ان کی کامیابی اوران کے دعوؤں کی صداقت کو بیان کر کے اس امر کو واضح کر دیا کہ پیغمبرانہ جدوجہد کی تاریخ کامیابیوں اور کامرانیوں کی تاریخ ہے۔ پھر اکثر وبیشتر اس ذکر کے ختم ہوتے ہی حضور ﷺ سے خطاب کیا گیا جس میں گذشتہ انبیائے کرامؑ ورسل عظامؑ کی کامیابیوں اوران کے منکرین کی تباہی و بربادی کے بیان کو ایک قانون کے طور پر بیان کر کے آقائے دوجہاں ﷺ کے قلب اطہر کی تقویت کاسامان فراہم کیا گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

۱۔ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَ مَنْ تَابَ مَعَكَ وَ لَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌo وَلَا تَرْكَنُوْآ اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَo

(۱۱:۱۱۲-۱۱۳)

پس آپ ثابت قدم رہئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ بھی (ثابت قدم رہے) جس نے اپ کی معیت میں (اللہ کی طرف) رجوع کیا ہے اور (اے لوگو!) تم سرکشی نہ کرنا بے شک تم جو کچھ کرتے ہو وہ اسے خوب دیکھ رہا ہے۔ اور تم ایسے لوگوں کی طرف مت جھکنا جو ظلم کر رہے ہیں ورنہ تمہیں آتش (دوزخ) آ چھوئے گی اور تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی مددگار نہ

ہو گا پھر تمہاری مدد (بھی) نہیں کی جائے گی۔

۲- فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلاً مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ o وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ o

(۱۱:۱۱۶-۱۱۷)

سو تم سے پہلے کی امتوں میں ایسے صاحبان فضل و خرد کیوں نہ ہوئے جو لوگوں کو زمین میں فساد انگیزی سے روکتے بجز ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے جنہیں ہم نے نجات دے دی اور ظالموں نے عیش و عشرت (کے اسی راستے) کی پیروی کی جس میں وہ پڑے ہوئے تھے اور وہ (عادی) مجرم تھے۔ اور آپ کا رب ایسا نہیں کہ وہ بستیوں کو ظلماً ہلاک کر ڈالے درآنحالیکہ اسکے باشندے نیکوکار ہوں

اس طرح سورہ اعراف میں بھی جملہ انبیائے کرامؑ ورسل عظامؑ کا بیان ختم ہوئے متصلاً حضور ﷺ کی نسبت فرمایا گیا۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْباً عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَ

(یہ وہ لوگ ہیں) جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو امی (لقب) نبی ہیں (یعنی دنیا میں کسی شخص سے پڑھے بغیر منجانب اللہ لوگوں کو اخبار غیب اور معاش و معاد کے علوم معارف بتاتے

Marfat.com

يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَ يَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○

(۷:۱۵۷)

ہیں) جن (کے اوصاف و کمالات) کو وہ لوگ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انہیں اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع فرماتے ہیں اور ان کے لئے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ان پر پلید چیزوں کو حرام کرتے ہیں اور ان سے ان کے بارِ گراں اور طوق (قیود) جو ان پر (نافرمانیوں کے باعث مسلط) تھے، ساقط فرماتے (اور انہیں نعمت آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں پس جو لوگ اس (برگزیدہ رسول) پر ایمان لائیں گے اور ان کی تعظیم و توقیر کریں گے اور ان (کے دین) کی مدد و نصرت کریں گے اور اس نور (قرآن) کی پیروی کریں گے جو ان کے ساتھ اتارا گیا ہے، وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

۴- قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ۨالَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ

آپ فرما دیں اے لوگو! میں تم سب کی طرف (اس) اللہ کا رسول (بن کر آیا)

Marfat.com

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ كَلِمٰتِهٖ وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝

(۱۵۸:۷)

ہوں جس کے لئے تمام آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی جلاتا اور مارتا ہے سو تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ جو (شانِ امیت کا حامل) نبی ہے (یعنی اس نے اللہ کے سوا کسی سے کچھ نہیں پڑھا مگر جمیع خلق سے زیادہ جانتا ہے اور کفر و شرک کے معاشرے میں جوان ہوا مگر بطن مادر سے نکلے ہوئے بچے کی طرح معصوم اور پاکیزہ ہے) جو (رسول) اللہ پر اور اس کے (سارے نازل کردہ) کلاموں پر ایمان رکھتا ہے اور تم انہی کی پیروی کرو تاکہ تم ہدایت پاسکو۔

غرضیکہ قرآن میں انبیاء علیہم السلام کے احوال، واقعات اور جدوجہد کا مقصد و مدعا یہ بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَ جَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَ مَوْعِظَةٌ

اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے سب حالات آپ کو سنا رہے ہیں جس سے ہم آپ کے قلب (اطہر) کو

Marfat.com

وَّ ذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَo (۱۲۰:۱۱)

تقویت دیتے ہیں اور آپ کے پاس اس (سورت) میں حق اور نصیحت آئی ہے اور اہل ایمان کے لئے عبرت (و یاد دہانی بھی)۔

یہ امر الم نشرح ہے کہ اگر انبیاء علیہم السلام کی تاریخ (معاذاللہ) ان کی ناکامیوں کی تاریخ ہوتی تو اس کے بیان سے حضور ﷺ کے قلب مبارک کی تقویت نہیں بلکہ تکلیف اور مایوسی ہوتی حالانکہ قرآن اس کے ذکر کو باعث تقویت و فرحت قرار دے رہا ہے۔

اس لئے پیغمبرانہ سیرت و جد و جہد کی ساری تاریخ کامیابی و کامرانی کی تاریخ ہے اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے عبرت و نصیحت بھی کہ انہیں علم ہو جائے کہ دعوت انبیاء کو ٹھکرانے والے اس طرح نیست و نابود ہو گئے اور ان کے اطاعت گزار اس طرح سرخرو ہوئے۔[12]

مقصد بعثت محمدی ﷺ

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ (۳۳:۹)

وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے۔[13]

گزشتہ انبیائے کرام کو اصلاح و اعمال اور دعوت و انداز کا مقصد دے کر مبعوث کیا گیا تھا کہ انسانی معاشرہ ابتدائی دور میں تھا اور ریاستی سطح تک منظم نہ ہوا تھا تاہم موسیٰ علیہ السلام کی بعثت' آقائے دوجہاں ﷺ کی بعثت اور مقاصد بعثت سے

کافی حد تک مماثل ہے کہ فراعین مصر کے دور میں معاشرہ ریاستی سطح تک منظم ہو چکا تھا۔ بدی کی طاقت واقتدار ایک ادارہ ونظام بن چکا تھا اس لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بعثت درج ذیل مقاصد سے عبارت تھی۔

۱۔ دعوت وانداز (اصلاح واحوال واعمال)

۲۔ تبدیلی نظام (جہاد و انقلاب)

مگر جب آقائے دوجہاں ﷺ کی بعثت اور اس کے مقاصد کا ذکر قرآن میں آیا تو اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ آپ ﷺ کی بعثت محض دعوت وانداز کے لئے نہ تھی۔ یہ کام آپ ﷺ کے سپرد ضرور تھا' آپ کے فرائض نبوت میں شامل تھا مگر قرآن میں نہیں آیا کہ آپ کی بعثت محض دعوت و تبلیغ اور تبشیر وانذار کے لئے تھی۔ مختلف مقامات پر آپ کے اس منصب کو بیان کیا گیا۔

۱۔ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ٥ (۱۲۵:۱۶)

(اے رسولِ معظم ﷺ!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بحث (بھی) ایسے انداز سے کیجئے جو نہایت حسین ہو بیشک آپ کا رب اس شخص کو (بھی) خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بھٹک گیا اور وہ ہدایت یافتہ لوگوں کو (بھی) خوب جانتا ہے۔

۲۔ یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَ اِنْ لَّمْ

اے (برگزیدہ) رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے

Marfat.com

تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسٰلَتَهٗ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكَافِرِيْنَo

(۵:۶۷)

نازل کیا گیا ہے (وہ سارا لوگوں کو) پہنچا دیجئے اور اگر آپ نے (ایسا) نہ کیا تو آپ نے اس (رب) کا پیغام پہنچایا ہی نہیں اور اللہ (مخالف) لوگوں سے آپ (کی جان) کی (خود) حفاظت فرمائے گا، بے شک اللہ کافروں کو راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔

۳- فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌo

(۸۸:۲۱)

پس (اے رسول!) آپ تو ان کو سمجھاتے ہی رہئے، آپ کا کام تو سمجھانا ہی ہے۔

۴- يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُo قُمْ فَاَنْذِرْo وَرَبَّكَ فَكَبِّرْo

(۷۴:۱-۳)

اے کپڑے میں لپٹنے والے (محبوب ﷺ!) اٹھئے (اور پھر) لوگوں کو خدا کا خوف دلایئے (تاکہ وہ اپنے اعمالِ بد کے نتائج سے ڈریں) اور اپنے پروردگار کی بڑائی (اور عظمت) بیان فرمایئے۔

۵- يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَ نَذِيْرًاo وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًاo

اے نبی ﷺ! ہم ہی نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور (آپ کو) اللہ کے اذن (اس کے

(۳۳ : ۴۵، ۴۶)

اشارہ) سے اللہ کی طرف بلانے والا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے، آپ نورٌ علیٰ نور ہیں ﷺ)

۶- كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ○

(۲:۱۵۱)

اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرار معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔

یہ تمام امور آپ کے فرائض نبوت میں شامل تھے اور اس کام کے ساتھ ملحق تھے جو اصلاً مقصود بعثت تھا۔ اس کا تذکرہ (۹: ۳۳) میں کیا گیا۔ اس مضمون کو سورہ فتح (۴۸:۲۸) اور سورہ صف (۶۱:۹) میں بیان کیا گیا کہ اپ ﷺ کی ھدی اور دین حق کے ساتھ مبعوث کیا گیا کہ یہ دین حق تمام ادیان پر غالب آجائے۔[۱۴]

آج فرائض نبوت اور مقصد بعثت میں فرق کو نہ سمجھنے سے دینی جدوجہد اپنی منزل کھو چکی ہے۔ وہی دینی جدوجہد اتباع نبوی میں ہو گی جو مقصد بعثت نبوی کے لئے بپا کی جائے گی بصورت دیگر جزوی اطاعت تو ہو گی مگر مقصد بعثت کی اطاعت و پیروی نہ ہو پائے گی کیونکہ اصل اور کامل پیروی آقائے دوجہاں ﷺ کے کام کی پیروی ہے۔

Marfat.com

جب سے مسلم معاشرے میں سیکولر سوچ آئی دین اور دنیا الگ الگ ہوئے تب سے فکر و نظریے کا کفر شروع ہوا۔ برطانوی سامراج نے ایک سازش اور منصوبہ بندی کے تحت ذہن بدل دیئے۔ ان تغیرات سے عالم اسلام ذہنی و فکری طور پر سیکولر ہو گیا اور دین و دنیا کے شعبے الگ الگ ہو گئے اور دینی و دنیاوی قیادتیں الگ ہو گئیں۔ اس تصور کا بانی یزید تھا اور اس دور میں حضرت امام حسینؓ اس تصور سے ٹکرا گئے تھے۔ یزید کلیۃً مذہب کا انکاری نہ تھا بلکہ اس کے عقیدت مندوں کا بھی حلقہ تھا جنہوں نے معاذاللہ امام پاکؓ کو باغی لکھا مگر اس نے اس ذہنیت کا آغاز کیا کہ وعظ و تبلیغ کی مسند بے شک امام پاکؓ کے پاس رہے مگر راج وہ کرے۔ برطانوی سامراج نے ایک سازش کے تحت جاگیرداروں کو مراعات دے کر ان نسلیں تیار کیں اور انہیں دنیاوی لیڈر بنا دیا جبکہ دین و مذہب کو مسجد و خانقاہ میں بند کر دیا۔ یہی تصور آج بھی قوم میں رائج ہے کہ وہ نیک نام اور صالح شخص کو سیاسی قیادت کے میدان میں نہیں دیکھ سکتی حالانکہ مقصد بعثت محمدی ﷺ خالی تعلیم، تبلیغ، تدریس نہیں بلکہ یہ لیظهره علی الدین کله سے عبارت ہے۔[1]

ختم نبوت کا مفہوم

ختم نبوت کا مفہوم یہ ہے کہ نوع انسانی نئی بعثت کی احتیاج سے بے نیاز ہو گئی ہے۔ زوال پذیر ہونے اور اپنے دگرگوں حالات کو سنوارنے کے لئے اب اسے کسی نئی نبوت کی احتیاج نہیں رہی۔ امم سابقہ میں اگر کوئی امت زوال پذیر ہوتی، راہ توحید سے انحراف کرتی، اخلاقی و روحانی اقدار مٹ جاتیں اور سابقہ انبیاءؑ کے دیئے ہوئے ضابطہ حیات سے کلیتاً ہٹ جاتی تو دوبارہ اصلاح کے لئے نئی بعثت ناگزیر ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نئے نبی کو نبوت سے سرفراز فرما کر اس بگڑی ہوئی امت کی اصلاح کے لئے مبعوث

Marfat.com

فرماتا۔ ہر نبی کو اوامر و نواہی کا ایسا نظام اور زندگی گزارنے کے لئے ایسی شریعت' ضابطہ حیات کے طور پر دیتا جو اس وقت کے حالات اور تقاضوں کے عین مطابق ہوتی۔ ہر چند کہ تمام انبیاءؑ ایک ہی دعوت توحید کا پرچار کرنے والے تھے اور تبلیغ توحید ان کی تعلیمات کا مرکزی نقطہ تھا اور اوامر و نواہی زندگی کی اصلاح کے لئے موثر ہوتے مگر زوال پذیر ہونے کے بعد فقط اوامر و نواہی کی پیروی اور شریعت کے احکام کی پابندی کے ذریعے مثالی معاشرے کا قیام ممکن نہ تھا بلکہ معاشرے کو زوال کی اتھاہ گہرائیوں سے نکال کر عروج و کمال سے ہمکنار کرنے کے لئے نئی بعثت اشد ضروری ہوتی تھی۔ اس ضرورت کو پورا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نئے نبی کو مبعوث فرماتے تھے۔

مقصد بعثت محمدی ﷺ اور غایت نزول قرآن

قرآنی وحی کے ذریعے تکمیل دین کا مطلب یہ ہے کہ دورِ مابعد رسالت میں امت کے زوال پذیر ہو جانے کے بعد دوبارہ عروج حاصل کر سکنے کی تدبیر بھی بغیر نئی بعثت کی ضرورت کے فقط قرآن مجید اور سیرت محمدی ﷺ سے ہی میسر آئے گی۔

یہ کیسے ممکن ہو گا؟ اس ذہن کے لئے جو خدا' رسول اور قرآن مجید کو مراسم پرستی کی زاویہ نگاہ کے تابع تصور کرتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ بغیر نئی بعثت کے دوبارہ عروج حاصل ہو سکے یا زوال پذیر ہونے کے بعد امت کی دوبارہ اصلاح ہو سکے جس کی وجہ یہ ہے کہ قانون ساز مذہبی ذہن نے قرآن مجید کو صرف ماخذ قانون سمجھا ہے اور کسی قانونی ضابطے کا موجود ہونا اس کا ضامن نہیں کہ اوامر و نواہی کے ضابطے کی پابندی بھی ہو سکے گی۔

یاد رہے کہ حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد اور قرآن مجید کے نزول کی غایت ایک ہی ہے۔ وہ کیا ہے؟ اس بارے میں دو گروہ ہیں۔

Marfat.com

۱-ایک گروہ کی رائے (اخلاقی وروحانی ہدایت حاصل ہو)

۲-دوسرے گروہ کی رائے (جامع نظام حیات میسر آئے)

پہلی رائے کے مطابق اسلام کا تصور محدود ہو کر رہ جاتا ہے اور اس کے تصور جامعیت کی کوئی اصل نہیں رہتی کیونکہ اگر حضور ﷺ کی بعثت اور قرآن کے نزول کا مقصد صرف اخلاقی اور روحانی ہدایت مہیا کرنا ہی ہے تو کئی اور مذاہب مثلاً عیسائیت' بدھ مت' ہندو مت وغیرہ بھی یہ محدود ہدایت مہیا کرنے کے مدعی ہیں۔ اگر ان سے بھی اخلاق وروحانیت حاصل ہو رہی ہو تو اصولی طور پر اسلام کی انفرادیت وامتیاز ختم ہو گیا اور یہ حکم ان الدین عند اللہ الاسلام "اللہ کے نزدیک دین فقط اسلام ہے۔" محض دعویٰ قرار پایا۔

دوسری رائے کہ "جامع نظام حیات میسر آئے" بھی ہمارے نزدیک درست نہیں کیونکہ یہ مقصد تو تکمیل فقہ سے حاصل ہو رہا ہے۔ اس صورت میں فقہ کی جامعیت واکملیت احتیاج قرآن سے بے نیاز کر دے گی۔ قرآن وسنت اور اجماع سے استنباط شدہ مسائل پر مشتمل فقہ مکمل ہو چکی ہے اور مزید اضافوں کے لئے قیاس و اجتہاد و استحسان کے راستے کشادہ ہیں۔ اگر مقصد و غایت وحی و بعثت "جامع نظام حیات" ہی پیش کرنا ہے تو یہ کام "فقہ" کرتی ہے اور اسلام نے حجۃ الوداع کے موقع پر تکمیل دین کا اعلان کیا حالانکہ اس وقت فقہی جدوجہد کا آغاز ہی نہیں ہوا تھا لہٰذا یہ رائے بھی محل نظر ٹھہرتی ہے کیونکہ "تکمیل فقہ" سے مذکورہ مقصد باتمام و کمال حاصل ہو سکتا ہے اور قرآن کی حیثیت لابدی اور ضروری نہیں ٹھہرتی۔

مقصد بعثت اور غایت نزول قرآن

جیسا کہ مذکورہ سطور میں واضح کیا گیا ہے کہ مقصد بعثت محمدی اور غایت

Marfat.com

نزول قرآن کے بارے میں امت مسلمہ کے فکری حلقوں میں پائے جانے والے دو نظریات میں کسی ایک نظریئے کے حامل افراد راست فکر کے مالک نہیں ہیں۔ انہوں نے غایت بعت اور نزول قرآن جو بیان کی ہے اس کا حقیقت سے دور کا واسطہ بھی نہیں لہٰذا اب سوال ی پیدا ہوتا ہے کہ بعثت و نزول کا صحیح مدعا و مقصد کیا ہے۔ ہم جواباً قرآن کی اس آیۂ کریمہ پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

هُوَ الَّذِیٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ كُلِّهٖ وَلَوۡ كَرِهَ الۡمُشۡرِكُوۡنَ ۝ (التوبہ ۹: ۳۳)	وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا لگے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو دو چیزیں دے کر مبعوث فرمایا۔

۱۔ھدیٰ (اخلاقی و روحانی ہدایت)

۲۔دین حق (جامع نظام حیات)

مقصد و غایت کو اس کے بعد بیان کیا جا رہا ہے اور اس کا آغاز لیظھرہ (لام بمعنی اس لئے' تاکہ) سے ہو رہا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اس دین حق کو تمام ادیان عالم پر اس رح غالب کر دیا جائے کہ قیامت تک یہ کسی دین سے مغلوب نہ ہو سکے۔ اس مقصد و غایت کے پورا کرنے کی ضمانت کا نام "تکمیل دین" ہے۔

اب قیامت تک وہی دینی جد و جہد اور تحریک کامل ہو گی جس کا مقصد وہی ہو گا جو مقصد بعثت محمدی ﷺ ہے۔ پھر اس منزل کو حاصل کرنے کے لئے وہ تمام کام ضروری ہوں گے جو آقائے دو جہاں ﷺ نے کئے یعنی تبلیغ' تدریس' اصلاح عقائد

Marfat.com

اعمال' تزکیہ' جہاد سب کچھ کیا جائے کہ آقائے دو جہان ﷺ نے یہ تمام کام کئے مگر ان سب کا مقصود لیظهره علی الدین کله ہو گا۔

مقصد بعثت محمدی ﷺ کی جدوجہد کی مزاحمت

ارشاد ربانی ہے۔

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۝ (۹:۳۲)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ (یہ بات) قبول نہیں فرماتا مگر یہ (چاہتا ہے) کہ وہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے اگرچہ کفار (اسے) ناپسند ہی کریں۔

اس آیت مبارکہ میں دعوت حق کی پہچان کی اہم علامت بیان کر دی گئی ہے کہ جب بھی دعوت حق بلند ہو گی اس کی مخالفین حق کی طرف سے مخالفت کی جائے گی۔ اگر باطل و مفاد پرست قوتیں کسی دینی جدوجہد کی مخالفت کریں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ حق والی تحریک ہے بصورت دیگر جزوی طور پر تو حق کی تحریک ہو سکتی ہے کاملاً نہیں ورنہ مفاد پرست قوتیں اس کی راہ میں ضرور مزاحم ہوتیں کہ پیغمبروں سے زیادہ بابرکت کوئی نہیں اور انہیں بھی مخالفتوں و مزاحمتوں کا سامنا کرنا پڑا۔

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ۔ (۲۵:۳۱)

اور اس طرح ہم نے ہر نبی کے لئے گنہگاروں میں سے دشمن بنا دیئے اور (ان کی دشمنی راہ حق میں رکاوٹ نہیں بن سکتی)۔

آقائے دو جہاں ﷺ کو محلہ بنی ہاشم سے لے کر طائف' مکہ' مدینہ حتی کہ فتح

Marfat.com

مکہ تک مزاحمتوں اور مخالفتوں کا سامنا رہا اس لئے اہل حق اور انقلابی کارکنوں کو مخالفت پر فکر مند نہیں ہونا چاہئے کہ یہ کامل اتباع محمدی ﷺ کی دلیل ہے۔ مفاد پرست قوتیں اس وقت تک ہی خاموش رہیں گی جب تک ان کے مفادات کو زد نہ پہنچے۔ جونہی حق کی بات ہو گی نظام بدلنے کی بات ہو گی اور باطل' طاغوتی' استحصالی اور استبدادی طاقتوں کے استیصال کی بات ہو گی' مزاحمت ہو گی کہ جہاں اللہ کا نور چمکے گا باطل لوگ اسے بجھانے کی کوشش بھی کریں گے مگر ارادہ الٰہی یہ ہے کہ باوجود کفر و طاغوت کے ہتھکنڈوں کے حق کا چراغ جل کر رہے' اس کا نور اتمام پذیر ہو کر رہے۔[۱۵]

دعوت حق کی یہ مخالفت معاشرے کے کن طبقات کی طرف سے ہو گی اس کا تذکرہ اگلی آیت میں کیا گیا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَ الرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَ الْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ (۹:۳۴)	اے ایمان والو! بے شک (اہل کتاب کے) اکثر علماء اور درویش لوگوں کے مال ناحق (طریقے سے) کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں (یعنی لوگوں کے مال سے اپنی تجوریاں بھرتے ہیں اور دین حق کی تقویت و اشاعت پر خرچ کئے جانے سے روکتے ہیں) اور جو لوگ سونا اور چاندی کا ذخیرہ کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دیں۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا ہے کہ

۱- دنیادار (سیکولر) طبقہ

۲- مذہبی (احبار' علماء' رہبان' پیر و مشائخ) طبقے کی طرف سے ہو گی۔

یعنی دعوت حق کے مخالف نہ صرف سیکولر اور دنیادار لوگ ہوں گے بلکہ وہ مذہبی لوگ بھی اس کی مخالفت پر کمربستہ ہوں گے جو مذہب کے نام پر مفاد لینے والے ہوں گے۔ جن کے استحصال کا تانہ بانہ مذہب کے گرد بنا ہوا ہو گا۔ (سارے نہیں بلکہ اکثر مذہبی لوگ مخالف ہوں گے) کیونکہ یہ لوگ ناحق دین کے نام پر مال بٹور رہے ہوں گے۔ جب دعوت حق کا پیغام عام ہو گا' مذہبی شعور بیدار ہو گا تو ان کی اجارہ داریاں خطرے میں پڑ جائیں گی اور وہ یکجان ہو کر اس دعوت حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو جائیں گے [۱۶] [۱۷]

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَ تَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَo لِيُحِقَّ الْحَقَّ وَ يُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَ لَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَo (۸:۷-۸)	اور (وہ وقت یاد کرو) جب اللہ نے تم سے (کفار مکہ کے) دو گروہوں میں سے ایک پر غلبہ و فتح کا وعدہ فرمایا تھا کہ وہ یقیناً تمہارے لئے ہے اور تم یہ چاہتے تھے کہ غیر مسلح (کمزور گروہ) تمہارے ہاتھ آ جائے اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ اپنے کلام سے حق کو حق ثابت فرما دے اور (دشمنوں کے بڑے مسلح لشکر پر

Marfat.com

مسلمانوں کی فتح یابی کی صورت میں)
کافروں کی (قوت اور شان و شوکت
کی) جڑ کاٹ دے تاکہ (معرکہ بدر اس
عظیم کامیابی کے ذریعے) حق کو حق
ثابت کر دے اور باطل کو باطل کر
دے اگرچہ مجرم لوگ (معرکہ حق و
باطل کی اس نتیجہ خیزی کو) ناپسند ہی
کرتے رہیں۔

ان آیات مبارکہ میں دعوت دین حق اور مقصد بعثت محمدی ﷺ کی جدوجہد کی مخالفت و مزاحمت کے حوالے سے درج ذیل رہنما نکات بیان کئے گئے ہیں۔

الف- غلبہ دین حق کی بحالی کی جدوجہد میں حق و باطل کا تصادم ارادہ الٰہی ہے۔ جب بذریعہ وحی آقائے دوجہاں ﷺ کو مطلع کیا گیا کہ آپ کو قافلہ تاجران مکہ اور قافلہ ابوجہل سے کسی ایک پر غلبہ ہوگا تو اکثر صحابہؓ نے اس تمنا کا اظہار کیا کہ انہیں وہ قافلہ ہاتھ لگ جائے جو تاجروں پر مشتمل ہے تاکہ بغیر لڑائی کے کثرت مال ان کے ہاتھ لگ جائے مگر اللہ کو یہ منظور نہ تھا بلکہ اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ اہل ایمان کا سامنا اس لشکر سے ہو جو جنگ کی نیت سے بدر میں ابوجہل کی قیادت میں ٹھہرا ہوا تھا۔

ب- گویا دین حق کی نفسیات محض بے ضرر عبادات نہیں بلکہ احقاق حق و ابطال باطل کے لئے باطل سے ٹکرا جانا ہے۔

ج- جب تک حق و باطل کا تصادم نہ ہو احقاق حق اور ابطال باطل ممکن نہیں۔

Marfat.com

د۔ حق وباطل کا تصادم ہی باطل کی جڑ کے کٹنے کا ذریعہ ہے۔

ہ۔ تصادم حق وباطل کی راہ کو وہی لوگ ناپسند کرتے ہیں جو مجرم ہیں۔

و۔ نصرت الٰہی ومدد الٰہی انہیں ملتی ہے جو اس کی رضا کے لئے میدان عمل میں صف آراء ہو جاتے ہیں۔(۹:۸)

۳۔ يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ ○ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ○ (۶۱:۸-۹)

یہ (حق ناشناس، منکر حق) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے (یعنی اپنی پھونکوں سے، اپنے پروپیگنڈے سے) بجھادیں لیکن اللہ اپنے نور (حق) کو پورا کر کے رہے گا، خواہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اس (دین اسلام) کو سب دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکوں کو کتنا ہی برا معلوم ہو (اللہ کی مشیت میں ان کا دخل نہیں وہ منہ سے جو چاہیں بک لیں لیکن یہ حق پر حجاب نہیں ڈال سکتے، یہ خود منور ہے اور عالم کو منور کر کے رہے گا)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ○

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو (آخرت کے) دردناک عذاب سے بچالے۔

Marfat.com

تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ o (۶۱:۸-۱۰)	تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ اگر تم سمجھ رکھتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہت بہتر ہے (بہت معمولی سی چیز دے کر آخرت کی ابدی راحتیں خرید رہے ہو، اس سے بڑھ کر کامیابی کیا ہو گی)۔

آیت نمبر ۹ میں مقصد بعثت نبوی ﷺ بیان کرنے سے قبل آیت نمبر ۸ میں اس کی راہ میں آنیوالی مزاحمت کا بیان ہے جس کی تفصیل گذشتہ گزر چکی ہے۔

آیت نمبر ۱۰ میں منہاج اور راہ عمل بیان کر دی گئی جبکہ مقصد بعثت نبوی کی تکمیل نور حق کا اتمام اور اس کی راہ میں آنے والی مزاحمت سے بچاؤ کا طریق کار کیا ہو گا؟ وہ طریق کار دو امور پر مشتمل ہے۔

۱- ایمان باللہ و ایمان بالرسول

۲- جہاد بالمال و جہاد بالنفس

یعنی مقصد بعثت نبوی ﷺ کے لئے جدوجہد کرنے والے انقلابی کارکن اگر چاہتے ہیں کہ ان کی راہ میں باطل و طاغوت کی مزاحمت حائل نہ ہو اور وہ بے اثر رہے تو انہیں ایمان میں رسوخ حاصل کرنا ہو گا اور اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینا ہو گی کہ اس طرح سے ہی ان کی جدوجہد نتیجہ خیز ثابت ہو سکے گی۔[۸]

مقصد بعثت محمدی ﷺ کی جدوجہد کرنے والی جماعت

ارشاد ربانی ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَ كَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًاo مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَ الَّذِیْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَ مَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْئَهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰی عَلٰی سُوْقِهٖ یُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِیَغِیْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًاo

(۴۸:۲۸-۲۹)

وہی (اللہ) تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو (کتاب) ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس دین کو تمام ادیان پر مکمل طور پر غالب کر دے (اور جملہ حقائق و معارف کو ظاہر فرما دے اور کلمہ طیبہ کی صداؤں سے عالم گونجتا رہے) اور (یوں تو دین حق کی صداقت اور رسول کی رسالت پر) اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ (کافر تو محمد ﷺ کے رسول ہونے پر کڑھتے ہیں، ذرا وہ آپ پر اور آپ کے اصحاب پر نظر کریں۔ دیکھیں کہ تابع امر کیسے ہوتے ہیں، ان کی کیا شان ہے۔ حضور محمد ﷺ کی رسالت اور ان کے برگزیدہ صحابہ کے جلال و جمال پر خود اللہ گواہی دیتا ہے کہ) محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت (اور زور آور) ہیں (لیکن) آپس میں رحم دل (ایک دوسرے کے ساتھ

Marfat.com

اخلاص اور محبت سے پیش آتے ہیں۔
ان کی حالت یہ ہے کہ ان کا غصہ ان کی محبت سب اللہ کے لئے ہے، اے دیکھنے والے!) تو (بھی) دیکھتا ہے کہ وہ (کبھی) رکوع (کبھی) سجود میں ہیں۔ (غرض ہر طرح) اللہ سے اس کے فضل اور اس کی رضامندی کے طلبگار ہیں ان کی علامت (ان کے پر نور پر رونق نشان سجدہ سے) ان کے چہروں پر نمایاں ہے جو سجدوں کا اثر ہے (ان کے چہروں پر عبادت کے آثار، پیشانی پر سجدہ کے نشان، ولایت کا بار ان کی جبین پر ہے، یہ تو الگ پہچانے جاتے ہیں) ان (صحابہ) کی تعریف توریت میں اور ان کے اوصاف انجیل میں (آئے) ہیں ان کی مثال ایک کھیتی کی مانند ہے کہ اس نے (پہلے) سوئی (کی طرح کی ایک پتی) نکالی، پھر (اردگرد کے ماحول اور زمین سے قوت حاصل کر کے) اس کو مضبوط (اور قوی) کیا۔

Marfat.com

پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر (بڑھ کر)
اپنے بل پر کھڑی ہو گئی (اور یہ سر سبز و
لہلہاتی ہوئی کھیتی) کاشتکاروں کو بھی
معلوم ہونے لگی (اسلام کی کھیتی بھی
لہلہا رہی ہے) تاکہ کافروں کا جی جلے
(اور یہ تو دنیا میں ان صحابہ کرام اور
مومنون کا انعام ہے، آخرت میں تو)
اللہ نے ان سے جو ایمان لائے اور نیک
عمل کئے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا
وعدہ کیا ہے۔

آیت نمبر ۲۸ میں مقصد بعثت محمدی ﷺ کو بیان کرنے کے بعد آیت نمبر ۲۹ میں اس جماعت کے اراکین کے اوصاف بیان کئے جو اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے جدوجہد کریں گے۔ جس طرح آقائے دوجہاں ﷺ تمام ادیان باطل پر ہمیشہ کے لئے دین حق کو غالب کر دینے اور ہمہ گیر و ابدی مقصد بعثت کے حامل ہیں اس طرح اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے والی جماعت کے بھی بانی ہیں۔ وہ جماعت' جماعت صحابہؓ ہے۔ قیامت تک جو جماعت بھی مقصد بعثت محمدی ﷺ کے حصول کے لئے جدوجہد کرے گی اس کے اراکین و کارکنان کو ان اوصاف کا حامل ہونا ہوگا۔

۱-اشداء علی الکفار

یہ دین حق کے دشمنوں پر سخت ہوں گے۔ انقلابی' جہادی اور باطل و طاغوت سے ٹکرا جانے والے کردار کے حامل ہوں گے۔ آقائے دوجہاں ﷺ کے

Marfat.com

زمانہ میں آپ کے مقابل کافر' ابو جہل و ابو لہب تھے مگر آج غلبہ دین حق کی جدوجہد کے مقابل مزاحم لوگ اصطلاحاً کافر نہیں مگر ابو جہل و ابو لہب کی پیروی کے درجہ میں ہوں گے کہ انہوں نے ایمان (غلبہ دین حق) کی راہ کے بجائے کفر (مزاحمت) کی راہ کو چنا۔ انقلابی جماعت وہی ہو گی جو ان مزاحم باطل قوتوں کو صرف وعظ و تبلیغ ہی نہیں سنائے گی بلکہ ان سے فیصلہ کن تصادم اختیار کرے گی جو احقاق حق اور ابطال باطل پر منتج ہو گا۔

۲-رحماء بینھم

انقلابی جماعت کے کارکن آپس میں رحمدل' برداشت والے اور ایک دوسرے کے دوست و غمخوار ہوں گے۔ یہ صفت تب حاصل ہو گی جب نفس و من میں سے "میں" کو مٹا دیا جائے گا۔

وَمَنْ يُوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ٥ (۹:۵۹)

جو کس (توفیق الٰہی سے) اس کے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا گیا تو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

۳-سراپا رکوع و سجود

انقلابی جماعت کے کارکن کردار کی پاکیزگی اور ذوق عبادت سے مملو ہوں گے۔ ان کی جلوتیں' جہاد اور خلوتیں مجاہدہ سے پر ہوں گی۔ وہ **فرسان فی النہار و رھبان فی الیل** کی تصویر ہوں گے۔

۴- فضل و رضائے الٰہی کی طلب

تمام تر قربانیوں اور جدوجہد کے باوجود انقلابی جماعت کے کارکن نام و نمود اور دنیاوی نیک نامی سے مستغنی ہوں گے۔ ان کا مقصود فقط اللہ کا فضل و رضائے الٰہی کا

Marfat.com

حصول ہو گا۔ ان کا ہر عمل ورضوان من اللہ اکبر کی روح سے عبارت ہو گا۔[19]

مقصد بعثت محمدی ﷺ اور دین کا تصور

ارشاد ربانی ہے۔

اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ فَلَا تَخْشَوْھُمْ وَاخْشَوْنِ o اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً۔ (۵:۳)

آج کافر لوگ تمہارے دین (کے غالب آ جانے کے بعث اپنے ناپاک ارادوں) سے مایوس ہو گئے سو (اے مسلمانو!) تم ان سے مت ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرا کرو آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور) دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

اس آیت مبارکہ میں کفار کی دین حق پر غلبہ پانے سے مایوسی کو بیان کر کے مقصود بعثت محمدی ﷺ کی ابدیت کو بیان کیا جا رہا ہے کہ مقصود بعثت محمدی ﷺ عبارت ہے کفر و طاغوت پر غلبہ پانے سے اور یہ غلبہ ابدی شان کا حامل ہے۔ اسی لئے نئی بعثت کی احتیاج ختم ہو گئی۔ پھر یہ کہ کفار کی مایوسی اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے لئے نور الٰہی کو اپنی پھونکوں سے بجھانا نہ صرف ممکن نہیں رہا بلکہ قیامت تک مقصد بعثت محمدی ﷺ کے لئے کی جانے والی جدوجہد اس طرح نتیجہ خیز رہے گی جس کا دوسرا نتیجہ کفر کی مایوسی ہو گا۔

کافر مایوس کیوں ہوئے؟ اگر ان کی مایوسی کا سبب سمجھ میں آ جائے تو تکمیل

Marfat.com

دین کا مفہوم خود بخود روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ اس ایہ کریمہ میں کفار کی مایوسی کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے **ولو کرہ المشرکون** "اگرچہ کفار غلبہ دین کو ناپسند کریں" کے چیلنج کے بعد جب اسلام غالب آ چکا اور اعلان کے دن (حجۃ الوداع) تک قرآن مسلمانوں کو حصول مقصد (حصول غلبہ) کی خاطر پیش کردہ طریق میں کامیابی و کامرانی کی ضمانت دے چکا تو کافر مایوس و ناامید ہو گئے کہ لات و جبل کے اوندھے منہ گرنے اور اسلام کے آج کے دن غلبہ کے بعد ہمارا (کفر) کبھی غالب نہیں آ سکتا۔ کفار کی مایوسی کا سبب صرف اور صرف یہی تھا کہ اب غلبہ اسلام کے پاس چلا گیا حالانکہ وہ کافر اسے ناپسند کرتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تنبیہ فرمائی **فلاتخشوھم واخشون** کہ "اب کفار سے مت ڈرنا بلکہ مجھ سے ڈرنا"۔

قرآن نے اب تمہیں غلبہ و اقتدار حاصل کرنے کا مکمل طریق بتا دیا ہے اور تاقیامت اس طریقہ میں کامیابی و کامرانی اور حصول نتائج کی ضمانت بھی دے دی ہے۔

پس **الیوم اکملت لکم دینکم** "آج کے دن تکمیل دین ہو گئی" اور تم قیامت تک نئی وحی، نئی رسالت اور نئی نبوت کی احتیاج سے بے نیاز ہو گئے۔ زوال کے بعد مطلوبہ نتائج (یعنی حصول غلبہ) تمہیں بغیر پیغمبرانہ قیادت کے اسی قرآن مجید کی ہدایت سے حاصل کرنا ہو گا اور حصول غلبہ کے لئے وہی طریق کار اپنانا ہو گا جو اس قرآن میں مکمل طور پر بیان ہو چکا۔ اب زوال پذیر ہونے کے بعد عروج حاصل کرنے کے لئے نئی بعثت کی ضرورت جنم نہیں لے سکتی بلکہ حضور ﷺ کی رسالت ہی تاقیامت رہے گی۔ "یہی خاتمیت محمدی ﷺ" کا معنی اور تقاضا ہے۔

اگر حصول نتائج کی ضمانت قرآن مجید کے بیان کردہ طریقہ میں نہ ہو تو "خاتمیت محمدی" ﷺ (معاذاللہ) محض شاعرانہ تعلّی رہ جاتی ہے اور ہم نئی بعثت کی

Marfat.com

احتیاج سے بے نیاز نہیں ہو سکتے۔ خصوصاً اس ذہن کے لئے تو زوال کے بعد عروج حاصل کرنے کے لئے نئی بعثت لابدی قرار پائے گی جو خدا، رسول اور قرآن مجید کو مراسم پرستی کے زاویہ نگاہ کے تابع تصور کرتا ہو۔

اگر تکمیل دین کا مفہوم محض احکام شریعت کی تکمیل ہی ہے تو پھر کفار کی مایوسی اور ان سے نہ ڈرنے کا حکم چہ معنی دارد؟ اگر قانون ساز مذہبی ذہن کے بقول تکمیل دین "تکمیل فقہ" کا دوسرا نام ہے تو گویا اس کے نزدیک تکمیل دین فقط یہ ہے کہ آج حجۃ الوداع کے دن اوامر و نواہی اور حلت و حرمت کے تمام احکام مکمل ہو گئے اور یہی تکمیل دین ہے۔ اگر مذکورہ ذہن کی پیش کردہ یہ تعبیر مان لی جائے تو سوال یہ ہے کہ حلت و حرمت کے احکام کی تکمیل سے کفار کو کیونکر مایوسی ہو گی؟ اور مسلمانوں کو کافروں سے نہ ڈرنے کا حکم کیونکر دیا گیا؟ حلت و حرمت کے احکام کی تکمیل کی وجہ سے کفار پر مایوسی کا سورج طلوع ہونا اور مسلمانوں ان سے عدم خوف کا حکم سنانے بے ربط و بے ہنگم بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کافروں کا مایوس ہونا اور مسلمانوں کو آئندہ ان سے نہ ڈرنے کا حکم دیا جاتا اس لئے تھا کہ سیاسی غلبہ و اقتدار کفار کے ہاتھوں سے چھن کر مسلمانوں کو منتقل ہو گیا تھا اور کفار مستقبل میں اپنے (کفر کے) غلبہ کی نسبت مایوس ہو گئے تھے۔

نتیجہ خیزی

اگر اسلام نے "جامع نظام حیات" پیش کر دیا ہو اور مسلمان اس کے نفاذ کی کوشش میں ناکام ہو رہے ہوں مگر قرآن خود اس نظام کو غالب و نافذ کرنے کی سو فیصد کامیاب تدبیر (ٹیکنیک) بتانے میں خاموش ہو تو پھر "تکمیل دین" کا کیا مطلب اور کیا

Marfat.com

فائدہ؟اور انسان کو نئی وحی نبوت کی احتیاج سے بے نیاز کرنے کی کیا وجہ ہے؟اس لئے تکمیل دین اور خاتمیت محمدی ﷺ جو لازم و ملزوم ہے' ان کا مفہوم ہی یہی ہے کہ اسلام خود اپنے پیش کردہ نظام کو غالب و نافذ کرنے کا ایک طریقہ بتاتا ہے اور اس میں ہمیشہ ہمیشہ (ہر وقت جب اپنایا جائے) کامیاب ہونے کی ضمانت دیتا ہے اور حضور ﷺ نے اپنی عملی زندگی میں اس طریقے سے کامیاب ہو کر دکھا دیا۔ پس جس رہنمائی نے یہ نتیجہ پیدا کیا اسی رہنمائی اور لائحہ عمل کے نتیجہ خیز ہونے کی ضمانت مہیا کر دیئے جانے کا نام تکمیل دین ہے۔

قابل غور امر

اس موقع پر یہ امر غور طلب ہے کہ کامیابی و کامرانی جس کا اعلان کافروں کی مایوسی اور تکمیل دین کی صورت میں حجۃ الوداع کے دن کیا گیا محض ایک تاریخی اتفاق تھا یا کسی باقاعدہ ٹیکنیک اور پروگرام کا نتیجہ؟

اگر یہ فتح محض حادثاتی طور پر ایک اتفاق کی صورت میں حاصل ہوئی تھی تو اس میں نہ خدا کا کوئی کمال رہا نہ رسول کا کارنامہ اور نہ قرآن کا کوئی دخل۔

اور اگر یہ کامیابی محض تاریخی اتفاق نہ تھی بلکہ کسی باقاعدہ پروگرام اور ضابطہ عمل کا نتیجہ تھی تو سوال یہ ہے کہ یہ پروگرام رسول اللہ کی قیادت و سیادت نے اور قرآن کی ہدایت نے صرف دور رسالت کے لئے مہیا کیا تھا یا قیامت تک کے دور مابعد رسالت کے لئے بھی۔

اگر صرف دور رسالت کے لئے ہی تھا تو پھر تکمیل دین اور ختم نبوت کے دعاوی محض شاعرانہ تعلی رہ جاتے ہیں۔ ان کا حقیقت سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا اور اگر یہ پروگرام دور مابعد رسالت میں بھی اسی طرح موثر اور نتیجہ خیز ہے تو وہ کہاں

Marfat.com

ہے؟

مفاد پرست ذہن حقیقت کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہتا اور قانون ساز مذہبی ذہن کے نزدیک بے جان عقائد' مردہ رسوم' فرقہ پرستانہ آرزوئیں اور مفاد پرستانہ گروہ بندیاں ہی پیغمبرانہ راہ اور حق پرستی ہیں اس لئے متحد ہونا کفر سمجھا جاتا ہے۔

فرقہ پرستی کا خاتمہ صرف اور صرف دین کی حقانیت کا معیار اور تکمیل دین کا مذکورہ معنی متعین کرنے سے ہی ممکن ہے اور زوال کے بعد اس کی نتیجہ خیزی کا چیلنج قبول کیا جائے مگر اس چیلنج کو قبول کرنے کی جو ضمانت بیان کی گئی ہے اس کو قبول کرنے کی اشد ضرورت ہے۔

غلبہ واقتدار کے حصول کے لئے قرآن مجید نے اپنے دیئے ہوئے لائحہ عمل اور طریق کار کو نتیجہ خیزی کی جس ضمانت کے ساتھ بیان کیا ہے اس کو قبول کرنے کی اشد ضرورت ہے مگر اس چیلنج کو قبول کرنے میں یہ بے یقینی حائل ہے کہ نتیجے کے پیدا ہونے کی کوئی ضمانت نہیں ہے۔

اگر رسالت محمدی ﷺ اور قرآن ہدایت کے ذریعے نتیجہ خیزی کی ضمانت نہ ہو تو خدا کی کبریائی کے دعوے شاعرانہ تعلّی بن جائیں گے اور دور مابعد رسالت میں قرآن حجت نہ رہ سکے گا اور نسل انسانی کو از سر نو اپنے عروج کے لئے نئی بعثت کی احتیاج وضرورت سے محروم رکھنے والا ختم نبوت کا تصور (معاذ اللہ) ایک تحکمانہ فیصلہ (Arbitrary Decision) قرار پائے گا اور اس پراگندہ خیالی (اپنے نظریات میں تشتت' کشمکش' ابہام اور تضاد) کے ہوتے ہوئے ہم ان نظام ہائے افکار کا تدارک قطعاً نہیں کر سکتے جو اسلام کو مٹانا چاہتے ہیں۔

Marfat.com

Marfat.com

حواشی

(باب دوم)

۱۔ ۵۵:۲‘۱۵۳:۴

۲۔ ۳۹:۱۵‘۸۲:۳۸

۳۔ ملاحظہ ہوں مستند کتب تواریخ

۴۔ ملاحظہ ہو۔

Islamic Penal System & Philosphy

by Dr. Tahir-ul-Qadri.

۵۔ دیگر مقامات: ۷۱:۱۰‘۳۷:۲۵‘۱۰۵:۲۶‘۷۵:۳۷‘۲۱:۷۱ و دیگر مقامات قرآن حکیم

۶۔ ۱۲۴:۲۶

۷۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ قرآن حکیم میں کم و بیش ۶۹ مرتبہ آیا ہے دعوت کے حوالے سے اہم مقامات:

۲۵۸:۲‘۷۴:۶‘۸۳:۶‘۱۳:۴۲

۸۔ دیگر:۱۴۲:۲۶‘۴۵:۲۷

۹۔ دیگر:۵۹:۱۵‘۱۶۰:۲۶‘۵۶:۲۷‘۲۶:۲۹‘۱۳۳:۳۷‘۳۳:۵۴

۱۰۔ دیگر:۱۷۷:۲۶‘۳۶:۲۹

۱۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کم و بیش ۱۳۶ مرتبہ قرآن حکیم میں آیا اہم مقامات سورہ البقرہ‘ آل عمران‘ النساء‘ المائدۃ‘ الانعام‘ الاعراف‘ یونس‘ ہود‘ ابراہیم‘ اسراء‘ الکھف‘ مریم‘ طٰہٰ‘ الانبیاء‘ الحج‘ المومنون‘

الفرقان' الشعراء' النمل' القصص' العنکبوت' الاحزاب' الصافات' الغافر' الفصلت' النور' الزخرف' الاحقاف' الذاریات' النجم' الصّف' النازعات' الاعلیٰ۔

۱۲۔ تفصیلات کیلئے ملاحظہ ہوں

i۔ پیغمبرانہ جدوجہد اور اس کے نتائج

ii۔ حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی

iii۔ پیغمبر انقلاب و صحیفہ انقلاب

(از ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ)

۱۳۔ دیگر: ۲۸:۴۸' ۹:۶۱

۱۴۔ آقا علیہ ﷺ کا مقصد بعثت بیان کرنے والی آیات (۹:۳۳' ۴۸: ۲۸' ۹:۶۱) میں آنے والے الفاظ مبارکہ پر غور و فکر سے بعثت محمدی کی اتمامی و تکمیلی جہت مزید واضح ہو جاتی ہے۔

الھدی : اس سے مراد ہدایت ہے اور خود قرآن حکیم کی روشنی میں اس سے مراد قرآن حکیم کیونکہ قرآن حکیم ہی ھدی للمتقین (البقرہ:۲) اور ھدی للناس (بقرہ: ۱۸۵) ہے۔ اس سے ہدایت و روشنی میسر آتی ہے (ولکن جعلنہ نور انھدی به م نشاء من عبادنا (شوریٰ: ۵۲) اس کہ یہ شان ہے کہ: ان ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم (بنی اسرائیل: ۹) حتی کہ قرآن کی شان ہدایت یابی کی آفاقیت کا یہ عالم ہے کہ انسان ہی نہیں جنات نے بھی اسے سنا تو پکار اٹھے:۔

انا سمعنا قرانا عجباً. یھدی الرشدفا منابه(۷۲:۱۔۲)

Marfat.com

دین الحق: اس سے مراد وہ نظام زندگی ہے جو اللہ کو پسند ہے اور جسے دین کے طور پر اہل ایمان کیلئے رب ذوالجلال نے پسند فرمایا ہے۔ اورذات حق بھی رب ذوالجلال ہی ہے۔

ذلك بان الله هو الحق.............. ۲۲:۶۲

ویعلمون ان الله هو الحق المبین........... ۲۴ :۲۵

پھر مختلف مقامات پر اس امر کی وضاحت بھی کردی گئی کہ حق اور راست وخالص دین اللہ ہی کا دین ہے۔

الا لله الدین الخالص ۳۹ :۳

وله الدین واصبا ۱۶ :۵۲

اسی طرح اسے بطور نظام زندگی کے بیان کیا:

اذا جاء نصر الله والفتح. ورایت الناس یدخلون فی دین الله افواجاً. فسبح بحمد ربك واستغفره انه کان توابا۔

(سورۃ النصر)

گویا دین حق سے مراد اللہ کا دیا ہوا (ورضیت لکم الاسلام دینا) وہ نظام زندگی ہے جو اپنے اندر شان کمال کا حامل ہے۔ اور اس میزان (لقد ارسلنا رسلنا بالبینتِ وانزلنا هم الکتب والمیزان۔ سورۃ الحدید:۲۵) کی جو سابق انبیاء ورسل کو عطا کی جاتی رہی کی تکمیلی واتمامی صورت ہے۔ جس میں انسانی معاشرے کے لئے مکمل ضابطہ حیات کی فراہمی اس کے ہر حق وفرض کا یقین کر کے دے دیا گیا ہے۔ تاکہ لیقوم الناس بالقسط (۲۵:۵۷)

علی الدین کله: الدین کلہ سے مراد تمام ادیان مخالف ہیں آیۃ ہذا کا

Marfat.com

ترجمہ ملاحظہ ہو "وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول) کو ہر دین (والے) پر غالب کردے اگرچہ مشرکین کو برا لگے" (۹:۳۳) عرفان القرآن

صاحب جلالین نے لکھا۔

هو الذى ارسل رسوله محمدا بالهدى و دين الحق يظهره يگلبه على الدين كله جميع الاديان المخالفة له ولو كره المشرکون۔ (سورۃ توبہ)

گویا اظہار علی الدین کلہ کا اعلان فرما کر مقصود بعثت محمدی ﷺ کی اتمامی و تکمیلی حیثیت کو اس طرح بیان کر دیا کہ دین نو کی احتیاج سے آئندہ انسانیت کو ہمیشہ کیلئے مستغنی کر دیا گیا کہ ان کی فلاح و بقا اسی دین کے اندر ہے جس کا تمام ادیان عالم پر غلبہ پا جانا مقصود بعثت محمدی ﷺ ٹھہرا۔

۱۴۔ اگر مکی اور مدنی سورتوں میں بیان کردہ مضامین کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو حقیقت مزید نکھر جاتی ہے مکی سورتیں چھوٹی جبکہ مدنی سورتیں مقابلۃً بڑی ہیں مکی سورتوں میں کثرت کے ساتھ دو مضامین بیان ہوئے ہیں۔

i۔ ردشرک اور بیان توحید

ii۔ آخرت کا یقین پیدا کرنا۔

جبکہ مدنی سورتوں میں اتنی کثرت سے توحید و آخرت کا مضمون نہیں ہے۔ حسب ضرورت کہیں کہیں ضرور بیان ہوا ہے۔ مگر کثرت کے ساتھ مسائل، احکام، حقوق، فرائض، قوانین، سزائیں بیان ہوئے

یعنی ایک اسلامی معاشرے میں نظام کو چلانے کے لئے جو امور ضروری تھے انہیں بیان کیا گیا۔ جنگ کے قوانین' عورتوں کے حقوق نکاح طلاق' حدود' حج' نماز' روزہ' زکواۃ اور احکام شریعت کا بیان ہے۔

یہاں نزول قرآن میں بھی ہمیں ایک تدریجی عمل نظر آتا ہے کہ مکہ میں معاشرہ کفر و شرک کا معاشرہ تھا وہاں توحید و آخرت کے مضامین کا بیان ضروری تھا مگر مدینہ میں جب مسلم معاشرہ قائم ہو گیا تو اب توحید و آخرت کے ساتھ نظام زندگی بھی دینے کی ضرورت تھی۔ مگر یہ امر کتنے افسوس کا باعث ہے کہ آج مسلم معاشرے میں بھی اکثر و بیشتر جب قرآنی تبلیغ کا کام کیا جاتا ہے تو قرآن سے صرف رد شرک جیسے موضوعات کو ہی لیا جاتا ہے گویا آج کا مبلغ آج سے ۱۴۰۰ سو سال پہلے کے مکی معاشرے میں کھڑا ہے۔ اس کی قرآنی تبلیغ کو دیکھ کر معاذ اللہ یوں لگتا ہے گویا قرآن کو رد شرک کے علاوہ زندگی کے نظام کو انقلاب آشنا کرنے سے کوئی سروکار نہیں۔ حالانکہ اسلام اور قرآن کا مقصود صرف عقیدہ و اعمال کی اصلاح عمل کی تہذیب ہی نہیں بلکہ پورے معاشرے کو لیظھرہ علی الدین کلہ کے مصداق انقلاب آشنا کرنا ہے۔

وہ نبوت ہے مسلمان کیلئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیغام
(ضرب کلیم)

۱۵۔ جس طرح انقلابی تحریکوں (جن کا مقصود اصل مقصد بعثت

Marfat.com

محمدی ﷺ کی اتباع ہو) کو کفر و طاغوت کی طرف سے جس مزاحمت کا سامنا ہو گا اسے قرآن حکیم نے بیان کیا ہے اسی طرح انقلابی تحریکوں کے کارکنوں کے اس رد عمل پر رد عمل کو بھی قرآن بیان کرتا ہے۔ ۷:۱۲۹‘ ۸:۷

مگر اس کا مقابلہ ۷:۱۲۸ میں بیان کردہ ضابطہ عمل سے کرنا ہو گا۔

۱۶۔ یہیں سے اس سوال کا جواب یوں معلوم ہو گیا کہ دینی قیادتیں آج ایک پلیٹ فارم پر اکٹھی کیوں نہیں ہوتیں۔ کہ ان کے مفادات (یاکلون اموال الناس) اس راہ میں حائل ہیں۔

۱۷۔ حقیقی دینی قیادت وہی ہو گی جو یاکلون اموال الناس بالباطل کے شائبہ سے پاک ہو گی وہ کمائی نہیں خدمت کرے گی اور اس کا حال یہ ہو گا۔ ان اجری الا علی اللہ رب العلمین۔

کہ یہی حال خدمت دین کرنے والے انبیاء کا تھا (۱۰:۷۲‘ ۱۱:۵۱‘ ۲۶:۱۰۹‘ ۱۲۷‘ ۱۴۵‘ ۱۶۴‘ ۱۸۰‘ ۳۴:۴۷)

۱۸۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: اسلامی فلسفہ زندگی از ڈاکٹر محمد طاہر القادری (خصوصاً باب ۵: حصول نصب العین کی عملی اساس)

۱۹۔ تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو: نظام مصطفیٰ از ڈاکٹر محمد طاہر القادری (باب ۵: نظام مصطفیٰ کیا ہے؟)

Marfat.com

باب سوم

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن. (۱۲۵:۱۶)

قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا ومن اتبعنی و سبحن الله وما انا من المشرکین. (۱۰۸:۱۲)

دعوت اور اسکی اہمیت

قرآنی فلسفہ انقلاب کے باب میں جب انقلاب کے حوالے سے بنیادی فلسفہ 'طریق کار' جزئیات اور دیگر تمام حوالوں سے رہنمائی قرآن حکیم اور سنت طیبہ سے حاصل کی جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ انقلابی جدوجہد کا سب سے پہلا مرحلہ دعوت ہے انقلابی جدوجہد میں اس کی اہمیت اور ناگزیریت سمجھنا ضروری ہے کیونکہ آج ہماری زندگی میں دینی ومذہبی جدوجہد کے کاموں میں دعوت کا کام رک گیا ہے جب دعوت کا کام رک جائے تو گویا انقلاب کی راہ پر پہلے قدم کا اٹھنا بھی محال ہوگیا۔ آج دینی جدوجہد کے میدان میں علم اور عمل پر تو مختلف طبقات کی طرف سے محنت جاری ہے مگر ان دونوں طبقات میں دعوت پر وہ محنت نہیں ہورہی جو ہونی چاہیئے تھی کیونکہ تحرک' تحریک' انقلابیت اور جہادیت صرف تعلیم و تعلم' عمل وریاضت' تدریس یا تصنیف و تالیف سے پیدا نہیں ہوتی یہ سارے امور انقلابی جدوجہد کے مختلف مراحل اور دعوت کے بنیادی کام میں ممد ثابت ہوتے ہیں اصلاً باعث ذریعہ انقلاب نہیں۔ تعلیم و تعلم سے نظریات وافکار درست ہوں گے امت کو دین کے صحیح تصور کی واضحیت ہوگی ان کی عدم موجودگی میں اصل کام یعنی دعوت کا معیار برقرار نہیں رہے گا مگر یہ تمام امور انقلاب کی اساس نہیں ہیں بلکہ انقلاب کی اساس عمل دعوت ہے۔[1]

قرآن مجید کی کچھ آیات کی روشنی میں ہم نفس دعوت کا فلسفہ و حکمت' اہمیت وناگزیریت اور دعوت کا اسلوب و منہج زیر بحث لائیں گے مگر اس سے قبل فلسفہ انقلاب کے زاویہ نگاہ سے قرآنی مطالعے کے چند اصولوں میں سے ایک نہایت اہم

Marfat.com

اور ناگزیر اصول کا سمجھنا اشد ضروری ہے۔

قرآن حکیم کے ہر بیان میں ہمہ گیر کائناتی وحدت کا اصول

جب ہم انقلابی جدوجہد اور اس کے فلسفے کے نقطہ نظر سے قرآن مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ امر ملحوظ خاطر رکھنا از بس ضروری ہے کہ قرآن مجید جب انفرادی، نجی اور ایک فرد کی خالصتاً ذاتی کیفیت 'حالت' وصف 'ارتقاء' تبدلی یا عمل کا ذکر کرتا ہے تو وہ بیان صرف اس فرد تک محدود نہیں ہوتا بلکہ اس کا اطلاق اجتماعی اور قومی وملی زندگی پر بھی اسی طرح ہوتا ہے جس طرح اس فرد کی انفرادی اور ذاتی زندگی یا اس کے متعلقات پر ہوتا ہے ایسا کیوں ہے؟ اس کی کئی وجوہات اور حکمتیں ہیں۔ جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- کل وجزو کی خصوصیات میں مطابقت کا مسلمہ اصول

جس طرح یہ ایک آفاقی حقیقت ہے کہ ہر کل اجزاء سے مل کر بنتا ہے اس طرح یہ بھی مسلمہ اصول ہے کہ جو خصوصیات اجزاء میں متفرق طور پر پائی جاتی ہیں وہ کل میں جمع ہو کر ایک وحدت کی شکل اختیار کر لیتی ہیں جب ہم کسی معاشرے کی خصوصیات کا جائزہ لیتے ہیں تو اس کے افراد کے عقیدہ و عمل 'فکر و نظریئے اور بود وباش پر نظر ڈالتے ہیں افراد کے وجود کی ہر خصوصیت معاشرے کا اجتماعی کردار ہوتا ہے اور معاشروں کی خصوصیات جمع ہو کر پورے ملک کا اجتماعی کردار تشکیل دیتی ہیں ایسے ہی اگر ہم کائنات اصغر یعنی انسان کا مطالعہ کریں تو اس کی ہر خصوصیت کائنات اکبر یعنی دنیا و مافیھا میں پائی جانے والی اشیاء میں متفرق طور پر پائیں گے۔

۲-کائنات میں اصولی وحدت

فطرت وحدت کا نام ہے اور فطرت کے عطا کردہ اصول وحدت کی کڑی میں اس طرح پروئے ہوئے ہیں کہ کسی ماحول یا معاشرے کے اندر ان میں تغیر و تبدل نہیں آتا باری تعالیٰ نے فرمایا:

۱- فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ٥ (۴۳:۳۵)

اور اللہ کے دستور میں آپ کوئی تغیر نہ پائیں گے۔

حیوانات کے ارتقاء اور نشوو نما کے اصول 'جمادات کے ارتقاء پر منطبق ہوتے ہیں اسی طرح نباتات کے ارتقاء کے سارے اصول دیگر عوالم کے نشوو ارتقاء میں کار فرما نظر آئیں گے انسانی' حیوانی' نباتاتی اور جماداتی کائنات کے جس فرد کا تذکرہ کریں اس کی نشوو ارتقاء کا جو باب کھولا جائے سب میں زندگی کا ایک ہی اصول کار فرما ہو گا۔

بقول حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ[۲]

حقیقت ایک ہے ہر شئے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

مذکورہ استدلال پر قرآنی شہادتیں

۱- اس سلسلے میں پہلی شہادت یہ ہے کہ حیات و ممات کے تذکرے کے پس منظر میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک نبی علیہ السلام کی نسبت ارشاد فرمایا کہ ان کا گزر ایک ایسی بستی سے ہوا جو موت کی وادی بن چکی تھی جہاں زندگی کے جملہ نشانات کھنڈرات میں تبدیل ہو گئے تھے ہر طرف ویرانیوں کا دور دورہ تھا اس صورت

Marfat.com

حال میں انہوں نے اپنے آپ سے کہا اللہ تعالیٰ اس قوم کو حیات کیسے عطا کرے گا؟

ایک قوم کی اجتماعی موت کا مسئلہ سوال بن کر ایک مکرم نبی علیہ السلام کے زبان پر آیا انہوں نے سوال کیا اے مولا اس قوم کی اجتماعی موت کو تو حیات سے کیسے تبدیل کرے گا کیا یہ انقلاب آشنا ہو سکتے ہیں؟ اگر ہو سکتے ہیں تو کیسے؟ باری تعالیٰ نے جواب میں پوری قوم اور اجتماعی آبادی کو بحیثیت مجموعی زندہ کر کے انہیں عین الیقین کے مقام پر فائز نہ کیا بلکہ خود ان پر موت طاری کر دی ایک سو سال بعد جب انہیں دوبارہ زندگی دی گئی تو سوال کیا کہ آپ کتنا عرصہ اس صورت حال میں رہے انہوں نے عرض کیا پورا دن یا دن کا کچھ حصہ جواب دیا گیا ایک دن نہیں بلکہ آپ ایک سو سال اس کیفیت سے دوچار رہے ہیں ایک انسان کے ساتھ موت و حیات کا یہ معاملہ جس سوال کے پس منظر میں کیا گیا وہ ذہن میں رہے سوال تھا ایک قوم کو بحیثیت مجموعی کیسے زندگی ملے گی؟

یہاں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ چونکہ انسانوں کے ایک معاشرے کی موت و حیات کا فلسفہ مشاہدہ کی آنکھ سے ملاحظہ کرنا چاہتے تھے سو ان پر موت طاری کر کے سمجھا دیا گیا کہ قوم چونکہ افراد سے بنتی ہے اور افراد کی کیفیات ایک کل کے طور پر قوم پر طاری ہوتی ہیں انہیں موت و حیات کے آئینے میں کل کی موت و حیات کا نقشہ دکھا‘ سمجھا اور بتا دیا گیا مگر اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ عالم حیوانات و جمادات کے نشو نما اور ارتقاء کے اصول بھی یہاں جاری ہوئے ہوں یہ اعتراض درست ہے مگر جب بات صرف اس نبی محترم علیہ السلام کے موت و حیات پر روک دی جاتی۔ بلکہ بڑی دلچسپ بات یہ ہے کہ معاملہ اس پر نہیں رکا بلکہ قرآن حکیم کا اس سے اگلا ارشاد اس سلسلے میں دوسری شہادت فراہم کرتا ہے‘ فرمایا:

Marfat.com

۲- فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ (۲۵۹:۲)

پس (اب) تو اپنے کھانے اور پینے (کی چیزوں) کو دیکھ (وہ) متغیر (باسی) بھی نہیں ہوئیں۔

طعام و شراب جماداتی عالم کی چیزیں ہیں ان کی سلامتی اور باسی نہ ہونے کو سوال کے جواب کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے کھانا پینا چونکہ اپنا کوئی ارادہ اور اختیار نہیں رکھتا اس کا مالک اس کو جس حال میں رکھتا ہے وہ اس پر برقرار رہتا ہے جب تک اسے کوئی حرکت نہ دے یعنی اس اس کی کوئی حرکت نہیں ہوتی اور جو ہوتی ہے وہ مالک کے ارادے کے تحت ہوتی ہے بنی اسرائیل کے اس نبی مکرم علیہ السلام کو عالم کے ایک جماداتی فرد کے ذریعے ایک حقیقت ثابتہ مشاہدہ کروائی جا رہی ہے اور اس حقیقت کو عالم انسانیت پر منطبق کیا جا رہا ہے جس طرح کھانا اپنی حرکت مالک کی حرکت اور ارادے کے تابع کر کے سو سال میں باسی نہیں ہوتا اسی طرح عالم انسانیت کا ہر فرد اور ہر قوم جو اپنے مالک کے ارادے میں فنا ہو چکی ہو کئی سو سال گزرنے کے باوجود باسی پن (موت) سے ہمکنار نہیں ہوتی گویا عالم جمادات کی ایک حقیقت کو عالم انسانیت کے اوپر منطبق کیا گیا۔

۳- کائنات میں اصول وحدت کی تیسری شہادت بھی زیر نظر آیت کریمہ میں دی گئی یعنی جب نبی علیہ السلام پر ظاہر کی جانے والی حقیقت عالم حیوانات کے ایک فرد گدھے میں بھی دکھائی اور دہرائی گئی ان کے گدھے کو موت دی گئی اور ان کی آنکھوں کے سامنے اسے زندہ کیا گیا گدھے کو انسانی آنکھوں کے سامنے زندگی دے کر اس حقیقت کو عالم انسانیت (فرد و قوم) دونوں پر منطبق کیا گیا کیونکہ قرآن مجید بنیادی طور پر عالم انسانیت کی راہنمائی کے لئے نازل ہوا۔ فرمایا:

وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰيَـةً لِّلنَّاسِ : اور (اب) اپنے گدھے کی طرف نظر کر (جس کی ہڈیاں بھی سلامت نہیں رہیں)۔ (۲۵۹:۲)

ہمارا محل استدلال آیۂ کریمہ کے یہ الفاظ ہیں ''آیۃ الناس ''لوگوں کے لئے نشانی یعنی عالم انسانیت کے ایک فرد اور عالم حیوانات کے ایک فرد میں ظاہر کی جانے والی حقیقت کو پوری ایک قوم پر منطبق کیا جارہا ہے۔

۴- مذکورہ بالا اصول کی چوتھی شہادت مندرجہ بالا آیت کریمہ سے متصل ارشاد ربانی سے متعلق ہے یہاں بھی قرآن طرز استدلال اسی وحدت کا آئینہ دار ہے جس کا ہم ذکر کرتے چلے آرہے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔

باری تعالیٰ مجھے دکھا تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے؟ یہ مطلق سوال ہے اس میں کسی عالم سے متعلق خاص مردوں کی زندگی کا سوال نہیں کیا گیا کہ وہ کیسے زندہ ہوتے ہیں یعنی انسانوں یا حیوانوں کی تخصیص نہیں بلکہ علی الاطلاق سوال ہے کیونکہ جد الانبیاء امام الناس سیدنا ابراہیم علیہ السلام اس حقیقت سے آگاہ تھے کہ فطرت کے تمام اصول ایک وحدت کے طور پر نظام عالم میں کارفرما ہیں کسی ایک عالم کے مردوں کو زندہ کرنے کا جو اصول ہوگا تمام عالم میں موت کو حیات میں بدلنے کا وہی اصول ہوگا اس لئے مطلقاً سوال کیا کہ باری تعالیٰ مجھے دکھا کہ تو مردے کیسے زندہ کرتا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے دریافت کیا ابراہیم کیا تمہیں اس پر ایمان نہیں ہے کہ ہم مردے زندہ کرتے ہیں۔ عرض کی مولا! کیوں نہیں میں محض اطمینان قلب کے لئے یہ مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے چار پرندے پکڑنے کی ہدایت فرمائی اور حکم دیا کہ ان کو

Marfat.com

اپنے ساتھ مانوس کرلیں پھر انہیں ذبح کر کے ان کے گوشت کو پہاڑ پر رکھیں پھر انہیں بلائیں وہ زندہ ہو کر آپ کی طرف بھاگتے آئیں۔ (البقرہ ۲:۲۶۰)

ثم ادعھن (انہیں بلائیں) اس میں نفس دعوت، فلسفہ دعوت اور اسلوب دعوت کا بڑا حسین تذکرہ ہے جو ہم آگے کریں گے۔

سورۃ بقرہ کی اس آیت (۲۶۰) میں بھی عالم انسانیت کی ایک حقیقت حیوانات پر منطبق کر کے سمجھائی گئی۔ دعوت ابراہیم کے ذریعے چند پرندوں کو زندہ کر کے ایک اصول تعمیر و انقلاب بتایا گیا کہ مردہ افراد ہوں یا قومیں وہ اپنی دینی و مذہبی، سیاسی و معاشی، فکری و نظریاتی علمی و عملی اور تہذیبی و ثقافتی موت سے نجات صرف نظام دعوت بپا کرنے سے ہی پا سکتی ہیں۔

۵- اصول وحدت کی پانچویں شہادت اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ملتی ہے۔

مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَھُمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْۢبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضٰعِفُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ○ (۲:۲۶۱)	جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال (اس) دانے کی سی ہے جس سے سات بالیاں اُگیں (اور پھر) ہر بالی میں سو دانے ہوں (یعنی سات سو گنا اجر پاتے ہیں) اور اللہ جس کے لئے چاہتا ہے (اس سے بھی) اضافہ فرما دیتا ہے اور اللہ بڑی وُسعت والا خوب جاننے والا ہے۔

اس آیۃ کریمہ میں عالم نباتات کی ایک حقیقت کو عالم انسانیت کے ایک عمل کی حقیقت پر منطبق کیا گیا ہے یہ امر روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ایک دانے سے سات سو دانے اگتے اور بنتے ہیں سو اس مشاہدہ حقیقت کو انسانوں کے عمل انفاق کے اجر پر

منطبق کیا گیا تاکہ قوموں کو زندگی دینے والا عمل معاشرے میں مضبوطی سے جڑیں پکڑ سکے۔

گویا قرآن مجید میں عالم انسانیت' عالم حیوانات' عالم نباتات اور عالم جمادات کی مبنی بر وحدت حقیقتوں کا ایک دوسرے پر انطباق کر کے اس حقیقت کو واضح کیا گیا ہے کہ

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو۔

قرآن مجید سب سے پہلے اپنا مفسر خود ہے ہمیں قرآن حکیم کے طرز استدلال کو قطع نظر نہیں کرنا چاہیے بصورت دیگر گمراہی ہمارا نصیب ہوگا (اعاذنا اللہ) اس طرز استدلال کو مد نظر رکھ کر ہم ایک اور آیہ کریمہ کا مطالعہ کرتے ہیں جس سے حقیقت مزید نکھر جائے گی۔

اصول وحدت کے اسلوب استدلال کی روشنی میں مطالعہ آیات

سورۃ مریم میں سیدنا زکریا علیہ السلام کے حوالے سے قرآن مجید نے بیان کیا کہ انہوں نے دھیمی آواز میں اپنے رب کو صدائیں دیں اور عرض کی میرے رب میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں اور مجھے بڑھاپے نے آلیا میں کمزور و ناتواں ہو گیا اور اعضاء و قوا مضمحل ہو گئے مگر اس کے باوجود میں تیری رحمت سے مایوس نہیں ہوں۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّیْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَیْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِیًّا o

(۱۹:۴)

(انہوں نے) عرض کی اے میرے رب! (میں بالکل بوڑھا اور ضعیف ہو گیا ہوں) میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور بڑھاپے کا شعلہ سر سے نکلا ہے (جس نے سر کے سب بال بالکل

Marfat.com

سفید کر دیئے ہیں۔ اے اللہ! تو نے ہر
حال میں میری دعاؤں کو قبول کیا ہے)
اور اے میرے پروردگار!) میں تجھ
سے مانگ کر کبھی محروم نہیں رہا۔
(میری یہ دعا بھی سن لے کہ مجھے اس
کی ضرورت ہے)۔

یہ اگرچہ ایک فرد کی بات ہے زیر بحث قرآنی اسلوب بیان کے حوالے سے جب ہم اس آیہ کریمہ کا مطالعہ کریں گے اور ایک فرد کی بات کو قومی واجتماعی زندگی پر منطبق کریں تو درس یہ ہوگا کہ قوم اضمحلال اور ضعف کی جس انتہاء کو بھی کیوں نہ پہنچ جائے مگر اسے رحمت الٰہیہ سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے اس کی بارگاہ سے رحمت وکرم کی بارش کی امید رکھنی چاہیئے وہ کسی وقت بھی احیاء وانقلاب کی بارش کے ساتھ بشارت دے سکتا ہے اور ایسی حیات بھی عطا کر سکتا ہے جو پہلی قوموں نے سنی نہ دیکھی ہو۔

يَا زَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اسْمُهٗ يَحْيٰى لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ○ (۱۹:۷)

(فرمایا) اے زکریا! ہم تم کو ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہے (اور) اس سے پہلے ہم نے اس کا کوئی ہم نام نہیں بنایا۔

مایوسی کی دلدل میں پھنسی ہوئی قوم کے بعض افراد اگر تعجب کریں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ اتنے بگاڑ کا شکار ملت کی کشتی کس طرح بھنور سے پار ہو سکتی ہے یہ تو ناممکن سا لگتا ہے تو باری تعالیٰ نے فرمایا مایوسی اور قنوطیت میں دبے انسان تم اسے ناممکن خیال کرتے ہو حالانکہ تمہارا رب تو اس سے پہلے ایک کمال شان کا اظہار فرما چکا ہے۔

Marfat.com

وَقَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَيْئاً ○

(۹:۱۹)

فرمایا (اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں جو کہا ہے) یونہی ہو گا تمہارا رب فرماتا ہے کہ یہ کام (یعنی اس عمر میں بھی بیٹا دینا) میرے لئے آسان ہے اور (آخر) اس سے پہلے میں نے ہی تو تم کو پیدا کیا تھا حالانکہ (اس وقت تو) تم کچھ بھی نہ تھے۔

جب اس نے تمہیں کفر و سامراج کے سیاہ سایوں سے نکال کر ایک خطہ زمین عطا کیا تھا وہ مشکل تھا یا آج آزاد وطن کو شعور و آگہی دے کر ہمکنار انقلاب کرنا' یقیناً اس وقت کا کام آج کے کام سے مشکل تھا جب اس نے وہ کر دیا تو وہ آج یہ کیوں نہیں کر سکتا؟ سو مایوس نہ ہو۔

قرآن حکیم کے بیان کردہ انفرادی موت و حیات کے فلسفے میں بھی اجتماعی و قومی موت و حیات کا فلسفہ مذکور ہے قومیں اجتماعی طور پر دعوت کے کام کو چھوڑ کر ہلاکت کے انجام کو پہنچتی ہیں اور دعوت کے کام سے انہیں دوبارہ زندگی عطا ہوتی ہے وہ کون سی دعوت ہے جس سے موت حیات سے بدل جاتی ہے اور جو قوموں کو طویل مدت تک زندہ رکھتی ہے اس کا بیان آگے آ رہا ہے۔[۱]

دعوت کی اہمیت و ناگزیریت

دعوت کی اہمیت و ناگزیریت تو یہ ہے کہ یہ عمل اساس انقلاب ہے تعلیم و تعلم' ریاضت و عمل' تصنیف و تدریس' فکر و فلسفہ اور تحرک و تحریک جیسے تمام عناصر متعاون انقلاب ہیں انقلاب عمل دعوت بپا کرنے سے عبارت ہے مذکورہ عناصر کی

عدم موجودگی سے کام کی کوالٹی اور معیار اپنی سطح سے اصلاً گرجاتا ہے مگر یہ چیزیں اساس انقلاب نہیں بنتیں قرآنی فلسفہ انقلاب میں عمل دعوت کو وہ بنیادی اور کلیدی اہمیت حاصل ہے جو تناور درخت میں بیج کو ہے فرسودہ' باطل' شیطانی اور طاغوتی نظام کی تبدیلی کا آغاز جس امر سے ہوتا ہے وہ دعوت ہے مردہ فرد ہو یا قوم اس کی زندگی فقط عمل دعوت بپا کرنے کی مرہون منت ہے ہم نے بدقسمتی سے دعوت کی اس اہمیت و ناگزیریت سے عملاً انحراف کا رویہ اپنایا ہوا ہے جس کی وجہ سے ہمارے نظام کے ہر پہلو (سیاست' معیشت' تہذیب و تمدن' فقہی و قانونی اور تعلیمی و سائنسی) پر موت کے سائے گہرے ہوتے چلے جاتے ہیں دعوت کی اس اہمیت وافادیت کا مطالعہ قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں کرتے ہیں۔

سلسلہ موت وحیات اور فلسفہ دعوت

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا کہ قرآن مجید کے ہر بیان میں ہمہ گیر کائناتی وحدت پائی جاتی ہے اور اس اصول کے تحت ہم نے کچھ آیات کا مطالعہ بھی کیا تھا اسی اصول کے تحت ہم اپنی محل استدلال آیات کا مطالعہ کریں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ هُوَ الَّذِیۡۤ اَحۡیَاکُمۡ ثُمَّ یُمِیۡتُکُمۡ ثُمَّ یُحۡیِیۡکُمۡ ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَکَفُوۡرٌ ﴿۶۶﴾ (۲۲:۶۶)

اور وہی ہے جس نے تم کو زندگی بخشی پھر تم کو موت دے گا پھر تم کو (قیامت کے دن) زندہ کرے گا بے شک انسان بڑا ہی ناشکرا ہے (کہ اللہ کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتا)۔

اس آیت کریمہ میں اگرچہ افراد کی زندگی و موت کے مراحل کو بیان کیا گیا ہے مگر اصول وحدت پر مبنی ہوں گے کہ رب وہی ہے جو مردہ قوموں کو ان کی ابتدائی

Marfat.com

پست حالت (جو اپنی پستی کی وجہ سے نا قابل ذکر ہوتی ہے) سے نکال کر زندگی سے ہمکنار کرتا ہے ایسی مردہ قوم کو انقلاب آشنا کیا جاتا ہے "احیاکم" میں اس چیز کی طرف اشارہ ہے انسانی ضمیر میں زندگی کی نشو و نما کے سب تقاضے رکھے گئے ہیں وہ بارگاہ الوہیت سے زندہ قوائے حیات کا مالک بنایا گیا ہے ہاں! جب وہ ان سے کام لینا چھوڑ دیتا ہے ان قوائے حیات کی نشو و نما اور ارتقاء کے تقاضے پورے کرنا چھوڑ دیتا ہے اور اجتماعی طور پر قوم جب حیات بخش قوت (دعوت) پر بے حسی کے پردے ڈال دیتی ہے تو مردہ کردی جاتی ہے "یمیتکم" کا اشارہ اسی امر کی طرف ہے یعنی عمل دعوت اپنے تمام تر تقاضوں کے ساتھ معاشرے اور قوم میں بپا ہوتا رہے تو قوم زندہ رہتی ہے اگر یہ چھوڑ دیا جائے تو یمیتکم کا مرحلہ آجاتا ہے اب زوال انحطاط اور اجتماعی موت کا شکار ہونے والی قومیں اس تنزل کو اپنا مقدر سمجھ کر سینے سے نہ لگالیں بلکہ نظام دعوت کے ذریعے اجتماعی قوائے حیات کو بروئے کار لائیں تو اللہ تعالیٰ انہیں پھر زندہ کردے گا ثم یحییکم کے الفاظ اس امر کے ناطق ہیں۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور قوموں میں زندگی کے قواء اعضاء کی نشوو ارتقاء کے تمام تقاضے پورا کرنے کی صلاحیت اول یوم سے ودیعت کردی ہے انہیں زندہ امور کا نہ صرف مالک و مختار بنایا ہے۔ بلکہ انہیں سراپا زندگی بنایا پھر موت و حیات کا ایک سلسلہ قائم کیا اور اس کی بنیاد امر دعوت اور اس کے بنیادی تقاضوں پر رکھی جیسا کے اگلی آیات میں اس کی وضاحت ہے

اس کے ساتھ انسان کی ایک بنیادی کمزوری کا ذکر کردیا گیا ہے تاکہ اسے بے خبری میں مارے جانے کے خطرے سے بچایا جاسکے فرمایا۔

ان الانسان لکفور (بے شک انسان بڑا ناشکرا ہے) وہ کیسے؟ عروق مردہ

Marfat.com

میں زندگی آئی تو خوش ہو گیا اور وہ عمل جو زندگی برقرار رکھنے کی شرط یعنی دعوت کو ترک کر دیا اس وجہ سے موت کے سائے گہرے ہونا شروع ہوئے تو یاس و قنوطیت چھا گئی اس مایوسی کو کفر کہا کیونکہ مایوس ہونا کفران نعمت ہے اس بیان سے خبردار کیا گیا کہ موت کی اس حالت میں مایوس نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ دوبارہ زندگی عطا فرمائے گا۔

سلسلہ موت و حیات اور امر دعوت کے اسی مضمون کو سورہ بقرہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ هُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ٥ (۲:۲۴۳)	(اے حبیب ﷺ!) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو موت کے ڈر سے اپنے گھروں سے نکل گئے حالانکہ وہ ہزاروں (کی تعداد میں) تھے تو اللہ نے انہیں حکم دیا مر جاؤ (سو وہ مر گئے) پھر انہیں زندہ فرما دیا۔ بے شک اللہ لوگوں پر فضل فرمانے والا ہے مگر اکثر لوگ (اس کا) شکر ادا نہیں کرتے۔

قومی سلسلہ موت و حیات میں یہ امر بڑا قابل غور ہے کہ جو قوم موت سے ڈر جائے اس پر موت مسلط کر دی جاتی ہے اور جو موت سے ٹکرا جائے وہ حیات پا جاتی ہے۔ موت سے ڈرنے والی قوم کا مقدر ہمیشہ سے موت رہا ہے اور موت سے لڑنے والوں کا مقدر ہمیشہ حیات رہا ہے۔ بنی اسرائیل کے ہزاروں لوگ جب موت سے فرار اختیار کرنے لگے تو انہوں نے بزدلی کو وطیرہ حیات بنایا یہ طرزِ عمل دعوت کے تقاضوں کے سراسر خلاف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی۔ پھر انہوں نے بزدلی کے اس امر کو ترک کیا تو زندگی عطا کر دی گئی۔ ذہن نشین رہے کہ موت و حیات

Marfat.com

کی صدا نہیں لگائی جاتی۔ موتوا ثم احیاھم (مر جاؤ پھر اس نے انہیں زندہ کیا) موت وحیات کے مراحل سے گزرنے والے نے فرمایا: بزدلو! اس بزدلی نے تمہیں موت سے ہمکنار کر دیا تھا، زندہ قومون کی طرح رہنے کا سلیقہ موت سے ڈرنا نہیں بلکہ موت سے لڑنا ہے۔ سو مرنا سیکھو تب حیات کے آثار تمہاری زندگیوں میں ظہور پذیر ہوں گے۔ فلسفہ انقلاب میں یہ طے شدہ امر ہے کہ جہاد اور انقلاب کے بغیر باعزت زندگی کا کوئی تصور نہیں۔ زندہ رہنے کا یقین ووثوق مرنا بھی اس یقین اور شان کے ساتھ کہ اس موت میں حیات کار فرما ہے ورنہ بزدلی کا مرنا یا طبعی مرنا زندگی میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کرتا۔ ہاں ویرانی اور بربادی میں اضافہ ضرور ہوتا ہے۔

موت کے گہرے سائیوں کو دیکھ کر مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ زندگی سے آشنا ہونے کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ حیات مل جانے پر اس کو برقرار رکھنا بڑا ضروری ہوتا ہے۔ قوموں کو اس سلسلے میں ذرا بھر غفلت شعاری نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اس غفلت شعاری کا مطلب کفرانِ نعمت ہوگا جو صانع وخالق فطرت جل جلالہ اور مزین وکامل مظہر فطرت ﷺ کی بارگاہ میں بہت بڑا جرم ہے اور اس جرم کی سزا ہمیشہ اچانک مرگ ہوتی ہے۔ بقول حکیم الامتؒ

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

مضامین قرآن کی یکسانیت ملاحظہ فرمائیں کہ سورہ حج میں انسان کی کفران نعمت اور مایوسی والی حالت کو ان الانسان لکفور اور سورہ بقرہ میں ولکن اکثر الناس لایشکرون کہہ کر بیان فرمایا۔ اس معنوی یکسانیت کا مطالبہ یہ ہے کہ گہرے تدبر سے قرآن مجید پڑھا جائے تو وحدت نتائج قرآنی فکر کا لازمی عنصر بن جاتا ہے۔

Marfat.com

نظام دعوت کی کامیابی کے لئے شرائط

انقلاب پر منتج ہونے والی دعوت کی دو شرائط ہیں۔

۱-جان کی بازی ۲-مال کی قربانی

یہ طے شدہ امر ہے کہ جو لوگ موت سے لڑیں گے وہ زندگی پا جائیں گے اور جو مال خرچ کریں گے وہ منزل آشنا ہوں گے۔ اس مضمون کو بنی اسرائیل کے حوالے سے قرآن میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللهِ وَ اعْلَمُوْآ اَنَّ اللهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ○ مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللهَ قَرْضًا حَسَنًا فَیُضٰعِفَهٗ لَهٗ اَضْعَافًا کَثِیْرَةً وَاللهُ یَقْبِضُ وَ یَبْصُطُ وَاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ○

(۲:۲۴۴-۲۴۵)

(اے مسلمانو!) اللہ کی راہ میں جنگ کرو اور جان لو کہ اللہ خوب سننے والا جاننے والا ہے۔ کون ہے جو اللہ کو قرض حسنہ دے پھر وہ اس کے لئے اسے کئی گنا بڑھادے گا اور اللہ ہی (تمہارے رزق میں) تنگی اور کشادگی کرتا ہے اور تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

بنی اسرائیل کے دو ہزار لوگ جن کو بزدلی اور موت کے ڈر نے موت سے ہمکنار کیا بزدلی چھوڑنے پر انہیں زندگی مل گئی تو اس زندگی کو قائم رکھنے کا شعور دیا اور وہ شعور انقلاب جہاد تھا۔ اسی کا دوسرا اہم عنصر انفاق فی سبیل اللہ ہے جب انہیں بقائے حیات کا یہ تصور نصیب ہوا تو چل کر اپنے نبی محترم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ مقصد کو منزل آشنا کرنے کے لئے ہمیں قیادت درکار ہے جس کی سرکردگی میں جہاد و قتال کا فریضہ سرانجام دیں گے تاکہ عطا شدہ حیات مرحلہ بقاء ہی سے ہمکنار رہے۔ ان کے نبی مکرم علیہ السلام نے ان سے دریافت فرمایا جہاد و قتال کے لئے قیادت

Marfat.com

مانگنے والو! قیادت ملنے پر اس کا ساتھ چھوڑ کر کہیں بھاگ تو نہیں جاؤ گے؟ انہوں نے کہا کہ یہ بھلا کیسے ہو سکتا ہے ہمیں اپنے گھر بار چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کھانی پڑیں۔ ہم اپنے اعزاء و اقارب سے محروم کیے گئے اور ہمارے سیاسی معاشی سب حقوق پر ڈاکہ ڈالا گیا۔ اس صورتحال کے پیش نظر ہم جہاد سے کیسے راہ فرار اختیار کر سکتے ہیں۔ سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۴۶ تا ۲۴۹ میں مضمون بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ان کے کردار کو بھی قرآن مجید نے بیان کر دیا ہے۔ جب ان پر جہاد فرض کیا گیا اور قیادت فراہم کر دی گئی تو اکثریت حق سے منکر ہو گئی۔ بہت تھوڑے لوگوں نے حق کی خاطر اٹھنے والی تحریک اور احیائے دین کی خاطر بپا کیے جانے والے نظام دعوت کا ساتھ دیا جس سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ حق کی خاطر قربانی دینے والے ہمیشہ قلیل ہوتے ہیں۔ خواہ قوم کے سامنے دلائل و براہین کا رنگ روپ کچھ ہی کیوں نہ ہو مگر قربانی پھر بھی تھوڑے دیتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی اس قوم کو

۱۔ وقت کے نبی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خبر دی۔

۲۔ ملائکہ ان کے سروں پر تھے۔

۳۔ مقدس تبرکات تابوت میں ان کے ہمراہ تھے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا ان پر سایہ تھا۔

اس قدر واضح براہین و آیات دیکھ کر بھی اکثریت حق کا ساتھ دینے سے گھبرا گئی۔ حق کا ساتھ کن لوگوں نے دیا قرآن نے ارشاد فرمایا:-

اَلَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا اللّٰهِ (۲۴۹:۲)

جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ (شہید ہو کر یا مرنے کے بعد) اللہ سے ملاقات کا شرف پانے والے ہیں۔

مراد یہ کہ جو لوگ گولیوں، بموں اور میزائلوں کو خاطر میں نہیں لاتے بلکہ

Marfat.com

جلوہ یار کی آرزو میں جان کھپا دیتے ہیں، جو محبوب کی مسکراہٹ کی خاطر کشتیاں جلا کر سمندروں میں کود پڑتے ہیں اور ہر خواہش کو فراموش کر کے پہاڑوں سے ٹکرا جاتے ہیں جب تک اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مجنونانہ تعلق نہ ہو قربانی سہل نہیں ہوتی اور ایسا تعلق عشقی رکھنے والے ہمیشہ تھوڑے ہوتے ہیں سو قربانی بھی وہی دیتے ہیں اور پھر قربانی کے بغیر موت حیات میں نہیں بدلتی۔ ملاحظہ ہو قرآن مجید کا بیان ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًاهُمْ نَاسِكُوْهُ فَلَايُنَازِعُنَّكَ فِي الْاَمْرِ وَ اُدْعُ اِلٰى رَبِّكَ اِنَّكَ لَعَلٰى هُدًى مُّسْتَقِيْمٍo

(۲۲:۶۷)

ہم نے ہر امت کے لئے ایک راہ عبادت مقرر کر دی ہے جس پر وہ چلیں اب (آپ کی تشریف آوری کے بعد) لوگوں کو آپ کے اس (وحی الٰہی کے) معاملے میں جھگڑنا نہ چاہئے (کم از کم یہی سمجھیں کہ یہ بھی اللہ کی دی ہوئی شریعت ہے پھر تبلیغ نبی سے ان کے دل نرم ہو جائیں گے اور قبولیت کی استعداد بھی پیدا ہو جائے گی) بہر حال آپ (ان کو) اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں۔ بلاشبہ آپ ہی صحیح ہدایت پر ہیں۔

پچھلی آیت کے مفہوم کو ساتھ ملا کر بات یوں بنتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندہ کیا پھر وہ مارتا ہے اور پھر زندہ کرتا ہے۔ اگر سوال کیا جائے مولا موت حیات سے کیسے بدلتی ہے؟ فرمایا ناشکری نہ کرو اور ہر امت کو قربانی کی راہ بتا دی ہے جو اس پر چلے گا

Marfat.com

زندہ ہوگا۔ یہ امر واضح ہو گیا ہے کہ قوموں کا زندہ ہونا حق ہے اور زندگی جان و مال کی قربانی کے بغیر ناممکن ہے۔

اس امر میں جھگڑا نہ کریں..... فلاینازعنك فی الامر قومیں زندہ ہوتی ہیں تو جان و مال کی قربانی سے ہی زندہ ہوتی ہیں۔ یہ قابل نزاع امر نہیں ہے بلکہ یہ متفق علیہ معاملہ ہے۔ اسی میں بعد میں فرمایا:

وادع الی ربك — اور اپنے رب کی طرف دعوت دیں۔

حتی کہ ہدایتِ نصیب ہو اور وہ ہدایت استقامت سے بہریاب کر دے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو نظام دعوت بپا کریں وہ دعوت مبنی بر منسک ہو۔ منسک سے مراد جان و مال کی قربانی ہے۔ یہ قربانی موت کو حیات سے بدل دے گی اور یہ قربانی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے تعلق عشق رکھنے والے دیں گے۔ الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم (جو یقین رکھتے ہیں کہ قربانی کے بعد رب کی ملاقات سے شرف یاب ہونگے) اور یہی ہدایت مستقیم ہے اسی ہدایت مستقیم کا جو منزل پر لے جائے پہلا قدم دعوت ہے۔ دعوت منسک (قربانی) والی۔ اس کا مطلب ہے جو دعوت منسک کے جذبہ (قربانی) کی طرف نہ لے جائے وہ دعوت مقبول و مستقیم نہیں ہے۔

موثر دعوت کے تقاضے

سنت ابراہیمی علیہ السلام کی روشنی میں

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰھِیْمُ رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ	اور (وہ واقعہ بھی یاد کریں) جب ابراہیم
تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ	نے عرض کیا میرے رب! مجھے دکھا
قَالَ بَلٰی وَ لٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ	دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ
قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّیْرِ	فرماتا ہے۔ ارشاد ہوا کیا تم یقین نہیں

Marfat.com

فَصُرْهُنَّ اِلَیْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰی كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ یَاْتِیْنَكَ سَعْیاً وَ اعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ٥

(۲۶۰:۲)

رکھتے؟ اس نے عرض کیا کیوں نہیں (یقین رکھتا ہوں) لیکن (چاہتا ہوں کہ) میرے دل کو بھی خوب سکون نصیب ہو جائے۔ ارشاد فرمایا سو تم چار پرندے پکڑ لو پھر انہیں اپنی طرف مانوس کر لو پھر (انہیں ذبح کر کے) ان کا ایک ایک ٹکڑا ایک ایک پہاڑ پر رکھ دو پھر انہیں بلاؤ وہ تمہارے پاس دوڑتے ہوئے آجائیں گے۔

یوں تو مذکورہ آیت مبارکہ کے اندر اخلاقی و روحانی تربیت اور تعلیمات کا ایک سمندر موجزن ہے اور انفرادی زندگی کی اصلاح سے لے کر قومی زندگی کے ہر پہلو کے بگاڑ کا خاتمہ کرنے کے لئے کامل رہنمائی اور دعوتی و تبلیغی سرگرمیوں کو بطریق احسن انجام دینے کے لئے ایک لائحہ عمل بھی ہے، اقامت دین کی جدوجہد اور انقلابی کاوش کے لئے ہدایت کا سامان بھی میسر آتا ہے مگر ذیل میں اس آیت کریمہ کے اندر بیان کردہ فقط "دعوت و تربیت کے پہلوؤں" پر روشنی ڈالی جائے گی۔

داعی کو اپنے اندر کیا کیا خصوصیات پیدا کرنی چاہئیں، دعوت کو بپا کرنے کے کیا کیا تقاضے پورے کرنا ضروری ہیں۔ نیز انقلابی جدوجہد کس قسم کی کاوشوں محنت و مشقت، ذوق و شوق، صبر و استقامت اور عزم و استقلال کی متقاضی ہے۔ ہمارے اس موضوع کا مرکز و محور مذکورہ بالا چیزیں ہوں گی۔

آیہ کریمہ کا پس منظر

اس آیہ کریمہ سے پہلے دو آیات نہایت اہم انقلابی فکر پر مبنی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ یہ آیات قرآنی فصاحت و بلاغت کے دلنشین انداز میں اس بات کو واضح کرتی ہیں کہ مردوں کو زندگی کیسے ملتی ہے؟

اللہ تبارک و تعالیٰ کی احیائے موتی (مردوں کو زندہ کرنا) کی قدرت کا اظہار کب اور کیونکر ہوتا ہے۔ وہ کون سے مقدس اور بابرکت ہاتھ ہیں جن کے اٹھنے کے بعد قفس عنصری سے نکلی ہوئی روح اس میں لوٹ آتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِىْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِىْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰـهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّىَ الَّذِىْ يُحْىٖ وَ يُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْىٖ وَ اُمِيْتُ (۲:۲۵۸)

(اے حبیب ﷺ!) کیا آپ نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو اس وجہ سے کہ اللہ نے اسے سلطنت دی تھی ابراہیم سے (خود) اپنے رب (ہی) کے بارے میں جھگڑا کرنے لگا۔ جب ابراہیم نے کہا میرا رب وہ ہے جو زندہ (بھی) کرتا ہے اور مارتا (بھی) ہے تو (جواباً) کہنے لگا میں (بھی) زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں۔

اس آیہ کریمہ میں مردے جلانے اور زندگی کو موت سے ہمکنار کرنے کا ذکر ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعوت کی مخالفت و مزاحمت وقت کے جابر اور مستبد حکمران نمرود نے کی۔ اس مخالفت کی بنیاد دیانت، بصیرت اور دلائل پر ہرگز نہ تھی بلکہ محض حکومت اور اقتدار کو خطرہ لاحق ہونے کے سبب تھی۔ ہر داعی انقلاب جب اپنی

Marfat.com

دعوت قوم کے سامنے پیش کرتا ہے تو استحصالی مقتدر اور مفاد پرست طبقات ہمیشہ بلاجواز اس کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ وہ نمرود کے قول ”انا احی و امیت“ (میں لوگوں کو زندہ کرتا اور مارتا ہوں) کے مطابق اسی زعمِ باطل مین مبتلا ہوتے ہیں کہ عوام کا جینا اور مرنا اور ان کی عزت وذلت سب کچھ ہمارے ہاتھ مین ہے۔ وہ ایسا ہی نظام بر قرار رکھنا چاہتے ہیں جس میں لوگ انہی کے رحم و کرم پر جیئیں اور ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے پر کچل دیئے جائیں۔ چنانچہ پیغمبرانہ دعوت انقلاب اسی نمرودی نظام ظلم واستحصالی کے خلاف ہوتی ہے۔ پھر ایسے اہل دعوت کو مصائب و مشکلات کی نمرودی آگ میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اسی مضمون کو مزید شرح وبسط اور فصاحت وبلاغت کے علاوہ دیگر اسرار ورموز کے ساتھ اگلی آیت میں سیدنا عزیر علیہ السلام کے حوالے سے بھی بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا (۲۵۹:۲)	یا اسی طرح اس شخص کو (نہیں دیکھا) جو ایک بستی پر سے گزرا جو اپنی چھتوں پر گری پڑی تھی تو اس نے کہا کہ اللہ اس کی موت کے بعد اسے کیسے زندہ فرمائے گا۔

حضرت عزیر علیہ السلام یا حضرت یرمیاہ علیہ السلام (دونوں میں سے کوئی ایک پیغمبر) جب بیت المقدس کے شہر سے گزرا تو اس شہر کو دشت وبیاباں میں بدلا ہوا پایا۔ شہر کے باسی موت کی نیند سو رہے تھے اور اجڑے ہوئے دیاروں سے وحشت ٹپک رہی تھی وہاں سے گزرنے والی برگزیدہ ہستی کے دل میں سوال پیدا ہوا کہ اللہ ان اجڑے دیاروں کو بہاروں سے آشنا کیسے کرے گا؟ آغوشِ موت میں گہری نیند سوئے یہ لوگ دوبارہ زندگی کی کیفیت سے کیسے واقف ہوں گے۔ اس سوال پر اللہ تعالیٰ نے اس

Marfat.com

برگزیدہ ہستی پر موت طاری کردی اور سو سال بعد دوبارہ زندہ کیا اور چند مشاہدات میں گزار کر انہیں احیاء موتی کی قدرت میں حق الیقین تک پہنچادیا۔

اس واقعہ سے تمثیلاً رہنمائی کے تحت یہ بھی معلوم ہوا کہ خدائی نظام میں اسی طرح مردہ قوموں کو زندگی ملتی ہے مگر قوموں کی اجتماعی موت سے ہمکنار ہو جانے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے کے لئے ایک طویل عرصہ اور جدوجہد درکار ہوتی ہے۔ یہ عرصہ سو سال یا کم و بیش بھی ہو سکتا ہے۔ تب جاکر قوموں کو حیات نو نصیب ہوتی ہے۔

مذکورۃ الصدر دونوں آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت احیاء موتی کا ذکر ہے اور زیر نظر آیت میں بھی اسی مضمون کو تسلسل کے ساتھ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی درخواست کی شکل میں ایک جداگانہ انداز کے ساتھ بیان کیا گیا۔

مردہ زمین ہو یا ویران دل، بنجر دیار ہوں یا بے حال روح، بے جان جسم ہو یا حالت نزع سے گزری ہوئی کوئی قوم ان سب کو زندہ کرنے کا ایک الوہی نظام اور قدرت الٰہیہ کا خاص تصرف بروئے کار لانے کے کچھ تقاضے ہیں جو داعی کو پورے کرنے ہوتے ہیں۔ ان تقاضوں کو پورا کئے بغیر کارگہ حیات میں رقصاں موت کو دیس نکالا نہیں دیا جا سکتا یعنی ان تقاضوں کو پورا کئے بغیر نہ تو مردہ دل زندگی پا سکتے ہیں اور نہ مردہ روح کی رگ دمِ زیست سے تازگی پا سکتی ہے، نہ مردہ قوم زندہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی قبر میں پڑے ہوئے کسی مردے کو زندہ کیا جا سکتا ہے۔ وہ تقاضے کیا ہیں؟ ان کا بیان اس آیہ کریمہ میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی سنت کے طور پر کیا گیا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام کا اولین منصب کارِ دعوت تھا

ابتدائے آفرینش سے لے کر آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے بھی انبیائے

Marfat.com

کرام مبعوث کئے گئے ان کے ذمہ اگرچہ دیگر کئی متفرق قسم کی ذمہ داریاں بھی سپرد کی گئیں مگر ابتداء سے لے کر انتہاء تک جس ذمہ داری پر سب سے زیادہ زور دیا گیا وہ دعوت کی ذمہ داری تھی۔

ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام جنہیں آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے نے اپنی دعوت اور تبلیغی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی:

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلاً وَّ نَهَارًا ۝ — عرض کیا اے میرے رب! میں اپنی قوم کو رات دن (ہمہ وقت دین حق کی طرف) بلاتا رہا۔ (۵:۷۱)

یہ اللہ کے ایک ہی نبی کے دہن مبارک سے ادا ہونے والے الفاظ ہیں کہ مولا میں نے دعوتی ذمہ داری نبھانے کے لئے دن رات کی پرواہ نہیں کی۔ اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ تیری طرف سے سونپے جانے والے منصب کو بحسن و خوبی سرانجام دینے کے گزارا۔ گویا دعوت کے نظام کو بپا کرنے کے لئے دن رات ایک کر دینا سنت انبیاء ہے۔ پھر سیدنا نوح علیہ السلام نے دعوت دینے میں نہ صرف مثال قائم کی بلکہ قوم کے سخت ترین تنفر، بیزاری، سنگ زنی اور طعنہ زنی کے باوجود اپنی منصبی ذمہ داری نبھانے میں داعیانِ حق کو ایک کامل نمونہ فراہم کیا۔

۱- سیدنا نوح علیہ السلام کے بعد قرآن مجید نے ایک اور برگزیدہ پیغمبر سیدنا ھود علیہ السلام کی تبلیغی اور دعوتی ذمہ داری کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَ اَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِیْنٌ ۝ — میں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچا رہا ہوں اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ (۶۸:۷)

Marfat.com

۲- سیدنا ھود علیہ السلام کے بعد سیدنا صالح علیہ السلام نے بھی اپنی منصبی ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے فرمایا:

یَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ (۷:۷۹)	اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچادیا تھا۔

۳- پھر سیدنا شعیب علیہ السلام نے اپنے تبلیغی اور دعوتی منصب کو بیان کرتے ہوئے قوم کو خطاب فرمایا:

یَا قَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَکُمْ (۷:۹۳)	اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچادیئے تھے اور میں نے تمہیں نصیحت (بھی) کردی تھی۔

۴- فرعون کے ظلم بھرے محل میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھنے والے ایک مجاہد نے دعوت دینے کا ایمان افروز مظاہرہ کیا جس کو قرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں پیدا ہونے والے داعیوں کے لئے ہمیشہ یاد رکھے جانے والے سبق کے طور پر محفوظ کیا۔

وَ یٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْکُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِo تَدْعُوْنَنِیْ لِاَ کْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ اَنَا اَدْعُوْکُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِo (۴۰:۴۱-۴۲)	اور (کہا) اے میری قوم! یہ کیا ہے کہ میں تم کو (راہ) نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم مجھ کو دوزخ کی طرف دعوت دیتے ہو۔ تم مجھ کو اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جس کی میرے

Marfat.com

پاس کوئی دلیل نہیں اور میں (تمہاری خیر خواہی کے لئے) تم کو غالب (اور) بخشنے والے (اللہ) کی طرف بلاتا ہوں (کہ تمہارے پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائیں اور تم راہ ہدایت بھی پا جاؤ۔ کیا میری نیکی کا یہی بدلہ ہے جو تم مجھے دے رہے ہو)۔

حضور نبی کریم ﷺ کو منصب دعوت ان الفاظ میں سونپا گیا:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ (۱۲۵:۱۶)	(اے رسولِ معظم ﷺ!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلایئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ہی ایک اور مقام پر فرمایا:

فَلَایُنَازِعُنَّکَ فِی الْاَمْرِ وَ ادْعُ اِلٰی رَبِّکَ (۶۸:۲۲)	لوگوں کو آپ کے اس (وحی الٰہی کے) معاملے میں جھگڑنا نہ چاہئے (کم از کم یہی سمجھیں کہ یہ بھی اللہ کی دی ہوئی شریعت ہے پھر تبلیغ نبی سے ان کے دل نرم ہو جائیں گے اور قبولیت کی استعداد بھی پیدا ہو جائے گی) بہر حال آپ (ان کو) اپنے رب کی طرف بلاتے رہیں۔

Marfat.com

اس ذمہ داری کو سورہ قصص میں یوں بیان کیا:

وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَ ادْعُ اِلٰى رَبِّكَ (۸۷:۲۸)

اور کہیں (کفار) آپ کو اللہ کی آیات (کی تبلیغ) سے روک نہ دیں جبکہ یہ آپ پر نازل ہو چکی ہیں اور آپ اپنے رب کی طرف لوگوں کو بلاتے رہئے۔

دعوت کے منصب پر زور دیتے ہوئے ایک اور مقام پر فرمایا:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَ اسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (۱۵:۴۲)

پس (آپ ان کا خیال نہ فرمائیں) آپ ان کو اسی (دین حق) کی طرف بلاتے رہئے اور (حسبِ معمول) آپ اسی پر قائم رہئے جیسا کہ آپ کو حکم ملا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کیجئے۔

امتِ مسلمہ کو اجتماعی طور پر دعوت کی ذمہ داری سپرد کرتے ہوئے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

فَلَا تَهِنُوْا وَ تَدْعُوْآ اِلَى السَّلْمِ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَ اللّٰهُ مَعَكُمْ (۳۵:۴۷)

پس تم ہمت نہ ہارو (کافروں سے مرعوب نہ ہو جاؤ) اور (دب کر) صلح کی دعوت نہ دینے لگو اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔

Marfat.com

پہلا تقاضا......حیات افروزی

ان سب آیات کریمہ کے اندر دعوت و تبلیغ کے منصب کو بڑی اہمیت اور شدومد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اگر دعوت سے معاشرے، قوموں اور افراد ملت کو زندگی نہ ملنے تو ایسی دعوت کار لاحاصل کے ذیل میں آکر مردہ تصور ہوتی ہے۔ زیرِ مطالعہ آیت کریمہ (سورہ بقرہ، ۲: ۲۶۰) میں زندہ دعوت کے نظام کو بپا کرنے کے تقاضوں کے بیان کے علاوہ درج ذیل مضامین بیان ہوئے ہیں۔

آیت کے مضامین

۱- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی "نظام احیائے موتی" کے مشاہدہ کی درخواست

۲- قدرتِ الٰہیہ پر ایمان کا اقرار و اعلان

۳- اطمینان قلب کے لئے مشاہداتی یقین کی افادیت

۴- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مختلف پرندوں کو پہلے اپنی ذات کے ساتھ مانوس کرنا

۵- بعد ازاں ان پرندوں کو ذبح کر دینا اور ان کے ٹکڑوں کو مختلف پہاڑوں پر بکھیر دینا

۶- حضرت ابراہیم ؑ کی آواز پر ذبح شدہ پرندوں کا جی اٹھنا

۷- مردوں کو جلانے کے نظام پر اللہ تعالیٰ کا قادر و غالب ہونا

۸- اس نظام اور بیان میں اللہ تعالیٰ کی الوہی حکمتوں کی طرف اشارہ ہے۔

آیت کا تعلیماتی پہلو

اولاً یہ بتایا گیا ہے کہ جس طرح پرندوں کی موت اور ان کے اجزائے جسم کے

Marfat.com

منتشر ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندہ کرنے پر قادر ہے اس طرح وہ سب انسانوں کے مرنے کے بعد قیامت کے دن ایک ہی آواز پر سب کو دوبارہ زندہ کر کے اپنے حضور کھڑا کر دے گا۔

ثانیاً یہ سمجھایا گیا ہے کہ پیغمبروں کی دعا سے مردوں کا زندہ ہونا حق ہے اور باری تعالیٰ چاہے تو یہ اثر اپنے دیگر محبوب اور مقرب بندوں یعنی اولیائے کرام کی دعا میں بھی رکھ سکتا ہے۔ یہی حال قلبی اور روحانی موت و حیات کا ہے۔ اگر دل اور روح مردہ ہو جائیں تو کسی صاحب دعوت کی دعا، توجہ اور صحبت کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ میسر آ جائے تو مردہ دل بھی زندہ ہو جاتے ہیں۔

ثالثاً یہ سمجھایا گیا ہے کہ مردہ قوموں کو دوبارہ زندگی کیسے مل سکتی ہے۔ انقلاب بپا کرنے والوں کو پہلے صاحبِ دعوت بننا پڑتا ہے۔ ضروری ہے کہ وہ دعوت مبنی بر انس و محبت ہو جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہلے مختلف پرندوں کو اپنی ذات کے ساتھ مانوس کیا، داعی اور دعوتِ حق سے تعلق محبت کا رشتہ مضبوط ہو گیا تو پھر انہیں کٹ مرنے کی طرف لایا گیا۔

یہ دوسرا اشارہ تھا کہ مردہ قوموں کو زندگی کٹنے مرنے اور جانوں کا نذرانہ دینے کے بغیر نہیں مل سکتی۔ یہ قانون قدرت اور پیغمبرانہ سنت ہے۔ ان مراحل سے گزرنے کے بعد قوموں میں دوبارہ زندگی کے آثار پیدا ہوتے ہیں۔

آیہ مبارکہ کے عارفانہ نکات

حضرت ابراہیم علیہ السلام مشاہدہ کے ذریعے اطمینان کے طالب ہوئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ پہلے اطمینان قلب نہ تھا حقیقت یہ ہے کہ سلوک میں اہل اللہ کے دو مقام ہوتے ہیں مقام عروج اور مقام نزول، نزول عروج سے افضل اور اکمل ہوتا ہے

Marfat.com

مقام عروج میں "سیر الی اللہ" ہوتی ہے اور مقام نزول میں "سیر من اللہ" پہلے مقام میں وہ صفات بشریت سے انخلا کرتے ہیں اور "اسباب" کو ترک کرتے ہیں دوسرے مقام میں وہ اپنی تکمیل کے بعد دوبارہ صفات بشریت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسباب کو اختیار کرتے ہیں۔ پہے مقام میں انہیں اسباب اور صفات بشریت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور اسباب کو اختیار کرتے ہیں۔ پہلے مقام میں انہیں اسباب اور صفات بشریت ترک کرنے سے اطمینان ملتا ہے مگر دوسرے مقام کو پالینے کے بعد انہیں وہی اطمینان اسباب اور صفات بشریت کو اختیار کرنے کے باوجود میسر آتا ہے گویا عروج میں اسباب بندے اور مولی کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں مگر نزول میں اسبب حجاب نہیں بن سکتے لہذا مقام نزول پر آکر اہل اللہ ظاہراً عوام جیسی "مبنی بر اسباب" زندگی اپنا لیتے ہیں تاکہ انہیں عوام کی عمومی زندگی میں حیرت انگیز اور غیر معمولی فرق نظر آئے اور وہ لوگوں میں رہ کر ان کے لئے قابل عمل نمونہ تقلید پیش کر سکیں۔ یہ مقام دعوت ہوتا ہے اور داعی کو غیر فطری کرشماتی اور محیر العقول طرز کی زندگی بسر کرنے کی اجازت نہیں ہوتی انہیں سنت انبیاء پر چلنا ہوتا ہے مقام نبوت یہی ہے کہ وہ اس کے اندر رہ کر اپنا تعلق سبب سے قائم رکھتے ہیں اور عام مخلوق جیسی بشری زندگی گزار کر مخلوق جیسی بشری زندگی گزار کر مخلوق کو دعوت الی الخالق دیتے ہیں وہ صفات بشریت کے اندر احوال ملکوتیت کا مزہ پاتے ہیں مخلوق کی حکومت میں بیٹھ کر خالق کے ساتھ خلوت کرتے ہیں اور اس کو بھرپور طریقے سے اپنا کر اللہ پر توکل برقرار رکھتے ہیں جیسے حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ کی حفاظت کے لئے خندق کھودی اور غزوات میں اپنی حفاظت کے لئے لوہے کی ڈھال استعمال کی گویا ظاہراً اس کو اپنایا مگر توکل اللہ تعالی پر کیا یہ اطمینان قلب کی وہ اعلی اور مضبوط حالت ہے جو ترک اسباب میں میسر نہیں آسکتی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نبوت کے مقام جلیل پر اسباب

Marfat.com

یعنی مشاہدہ کیفیت میں اسی حالت اطمینان کو چاہا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی بعض کم فہم لوگ عروج و نزول اور طریق ولایت اور طریق نبوت کے احوال کو فرق کو نہ سمجھنے کے باعث کئی اہل اللہ کے معاملات سے مغالطہ اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں سو آگاہ رہنا چاہیے کہ اہل عروج کے لئے ترک اسباب میں کمال ہے جبکہ اہل نزول کے لئے اختیار اسباب میں کمال ہے اور اہل نزول کا درجہ اہل عروج سے بہت بلند ہوتا ہے عوام کا اسباب کو طلب کرنا اور ہے اور خواص کا اسباب کو طلب کرنا اور ہے دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

اس آیت میں ایک سالکانہ تربیت کا نکتہ ہے چار پرندے جو ذبح کئے گئے مور' مرغ' کوا اور کبوتر تھے یہ نفس کی چار صفات سے استعارہ ہے موز سے تکبیر اور خود پسندی مراد ہے' مرغ سے شہوت پرستی' کوے سے حرص و لالچ اور خساست' کبوتر سے عجلت اور جلد طلبی' سالکان راہ حق کو تعلیم دی گئی ہے کہ اگر نفس کی ان چار شہوات اور صفات کو ذبح کر دیا جائے تو قلب و روح زندہ ہو جاتے ہیں یوں نفسانی موت' روحانی زندگی میں بدل جاتی ہے اور اسی فنا سے حقیقی بقا میسر آتی ہے۔

اسی میں ایک عارفانہ تربیت انکتہ بھی ہے یہ استعارہ چار باطنی اور غیبی پرندوں سے ہے۔

عقل' قلب' نفس اور روح اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ۔

عقل کے پرندے کو باب ملکوت پر طاقت کی چھری سے ذبح کیا جائے۔

قلب کے پرندے کو باب لاھوت پر عشق کی چھری سے ذبح کیا جائے۔

نفس کے پرندے کو باب جبروت پر شوق کی چھرے سے ذبح کیا جائے۔

اور روح کے پرندے کو باب احدیت پر عبدیت کی چھری سے ذبح کیا جائے۔

جب یہ چاروں غیبی طیور (پرندے) ذبح ہو جائیں اور انہیں اپنے اپنے باطنی

Marfat.com

محل پر رکھ لیا جائے تب انہیں دوبارہ بارگاہ الوھیت کی طرف بلایا جائے۔

عقل کو صوت طاعت سے بلایا جائے۔

نفس کو زمزمہ شق سے بلایا جائے۔

قلب کو جرس عشق سے بلایا جائے۔

اور روح کو سر عبدیت سے بلایا جائے۔

پھر یہ سب دوسری زندگی پالیں گے انہیں معرفت پر کھڑا کیا جائے گا۔ اور وصال و جمال صمدیت سے نوازا جائے گا۔

دوسرا تقاضا: ذکر و تسبیح

زیر مطالعہ آیات میں دعوت کا دوسرا تقاضا ان الفاظ میں بیان کیا گیا۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝ وَ سَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّ أَصِيلًا ۝

(۳۳:۴۱،۴۲)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت زیادہ یاد کیا کرو (یہاں تک کہ اللہ کا حاضر و ناظر ہونا تمہارے ذہن میں رچ جائے، تمہارا تصور و تخیل ہمیشہ اسی کی یاد سے معمور رہے۔ جب ایسا ہو جاتا ہے تو گناہ سرزد نہیں ہوتا)۔ اور صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرتے رہو (اس طرح تصور کے ساتھ عمل بھی ایمان کے سانچے میں ڈھل جائے گا)۔

ذکر کثیر اور تسبیح و تقدیس اپنی جامعیت کے اعتبار سے "صلوۃ و صیام" گریہ و زاری تبتل و تجل، قیام الیل، تلاوت و ترتیل اور صبر جمیل سب کا احاطہ کئے ہوئے

Marfat.com

ہیں ایک داعی کو اپنی دعوت موثر بنانے کے لئے ان امور پر عمل پیرا ہونا بڑا ضروری ہے یہ امر مسلم ہے کہ ایک داعی جتنا طہارت کیش ہو گا جتنا زیادہ تقوی شعار ہو گا ذکر و فکر کی غرقابی سے جتنی سیرابی لے گا۔ محبت بھرے ترانوں اور سرمدی نغموں سے زبان عبدیت جتنی تر رکھے گا بات میں موثریت اتنی بڑھتی چلی جائے گی یاد محبوب میں روندے ہوئے جسم' جھکے ہوئے بازو' بہتی ہوئی آنکھیں من کی وادیوں کو دولت اخلاص سے مالا مال کر دیتی ہے اور قوت اخلاص سے ادا کئے ہوئے لسان ناطق کے الفاظ ایسے نشتر ہوتے ہیں جو قلب و روح کے سالوں پرانے شیطانی' طاغوتی اور نفسانی سوروں کی جڑیں کاٹ دیتے ہیں سو عمل دعوت کے اس تقاضے کو بڑی شدومد سے بیان کیا گیا تاکہ دعوت ہدایت مستقیم تک لے جائے۔

تیسرا تقاضا: باطل کیلئے چیلنج بننے کی اہلیت

دعوت حق کا من وجہ امتیازی وصف اور من وجہ یہ تقاضا ہے کہ اس پر باطل کا ہر روپ پیچ و تاب کھانے لگے اس کی حاکمیت کے بڑے ادارے سے لے کر اس کی تشکیل و تعمیر کا ہر عنصر' جز اور فرد اپنی طبعی شیطنت' طاغوتیت اور بطلان کا دفاع کرنے کے لئے بر سر پیکار ہو جائے اس کے داخلی اور خارجی محافظ اپنے سازشی حربوں اور لات و ہبل سے پر سومناتوں کو خطرے میں محسوس کریں اور یہ اپنے ہر روپ کے ساتھ اکٹھے ہو کر دعوت حق کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیں۔ باری تعالیٰ نے اس تقاضے اور وصف کو اس طرح بیان فرمایا ہے۔

Marfat.com

يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ يَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ٥ (۳۲:۹)

وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنی پھونکوں سے بجھا دیں اور اللہ (یہ بات) قبول نہیں فرماتا مگر یہ (چاہتا ہے) کہ وہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے اگرچہ کفار (اسے) ناپسند ہی کریں۔

اس تقاضے کے پیش نظر دعوت حق کی پرکھ ہوتی ہے سوچنے والی بات یہ ہے کہ کیا وجہ ہے ایک طبقہ دعوت لے کر نکلتا ہے تو اس کے خلاف سارے گرد و غبار کا ہنگامہ ایک محشر بپا کر دیتا ہے صدود و مخالفت کے طوفان باطل کی رات کی تاریکی کو زیادہ ڈراؤنا اور خوفناک بنا دیتے ہیں اور دوسرا طبقہ جب دین کی دعوت لے کر اٹھتا ہے تو کوئی مخالفت نہیں کرتا جبکہ قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ جو دعوت' دین کے دشمن کو پریشان کرنے کی تقاضی نہ ہو یعنی اس دعوت کی عبارت دینی دشمنوں کو تقاضائے عداوت پر مجبور نہ کر دے وہ محض نقش باطل ہے فاسق و فاجر حکمرانوں سے لے کر امر حق یہ ہے کہ جو دعوت باطل کو خطرہ لاحق نہ کرے اس دعوت میں باطل ہے اور جنیس کو جنس سے موانست ہوتی ہے مخالفت نہیں۔

اس مقام پر اگر کوئی یہ سوال کرے کہ ممن ہے دعوت مبنی بر حق ہو اور داعی کی حکمت عملی نے دشمنی کی مخالفت و مزاحمت کو موقع ہی نہ دیا ہو تو اس کا جواب یہ ہے پیغمبرانہ دعوت سے بڑھ کر کس کی دعوت حکیمانہ ہو گی؟ وہ حکمت کے سر چشمے اور خیرات حکمت تقسیم کرنے والے ہیں ان کی دعوت مخالفت و مزاحمت سے نہیں بچ سکی ان کے علاوہ کون سا حکیم داعی ہے جو اس تقاضے سے کنارہ کش ہونا چاہتا ہے باری تعالیٰ نے فرمایا:

Marfat.com

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ۔ (۳۱:۲۵)

اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے گنہگاروں میں سے دشمن بنا دیئے اور (ان کی دشمنی راہ حق میں رکاوٹ نہیں بن سکتی)۔

اسلوبِ دعوت

کسی بھی چیز کی موثریت میں لوگوں کے سامنے اس کی پیشگی کا اسلوب بڑا فعال کردار ادا کرتا ہے دعوت ایک نظام ہے اور خیر و شر کی ساری عمارتیں اس کے سہارے کھڑی ہیں خیر کی دعوت کا اسلوب مؤثر اور کارگر ہو جائے تو تمدن کی اقدار پر صالحیت غالب آجاتی ہے اور اگر شر اپنے اسلوب کو مزین کر کے پیش کر دے اور تاریکی کے پردوں میں مصنوعی' فانی اور باطل روشنیوں کا شہر آباد کر لے تو کلچر پر اس کا غلبہ ہو جائے گا سورہ احزاب کے زیر مطالعہ آیہ کریمہ میں قرآن مجید نے اسلوب دعوت کے تین ضروری عناصر کا ذکر کیا ہے اور آیت کے اختتام پر سراجاً منیرا کے الفاظ لائے گئے ہیں جن کا ایک مفہوم یہ بھی بنتا ہے کہ تقاضاہائے دعوت کو پورا کرنے اور اسلوب دعوت کے تشکیلی عناصر پر ہمہ پہلو عمل معاشرے کی سیاسی' معاشی' معاشرتی اور تہذیبی وثقافتی اقدار حیات پر وہ اثرات مرتب کرے گا جن سے کفر' شیطنت' طاغوتیت اور باطل کی تاریکیوں کے سب پردے چاک ہو جائیں گے ہر طرف حق کی برکھا نور بن کر برسے گی اور پورا عالم بقعہ نور بن جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

Marfat.com

يَـٰٓأَيُّهَا النَّبِىُّ اِنَّـآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًاo وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًاo

(۳۳:۴۵،۴۶)

اے نبی! ہم ہی نے آپ کو گواہ (بنا کر) اور خوشخبری سنانے والا اور نصیحت کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ اور (آپ کو) اللہ کے اذن (اس کے اشارہ) سے اللہ کی طرف بلانیوالا اور ایک روشن چراغ (بنا کر بھیجا ہے۔ آپ نور ہیں)

لہٰذا اس آیہ کریمہ کی روشنی میں عظیم داعی کے دعوتی منہاج کے تشکیلی عناصر تین ہیں۔

۱-شاہدیت ۲- مبشریت ۳-نذیریت

شاہدیت کا تقاضا ہے کہ داعی اپنی دعوت پر گواہ ہو اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس کے سراپا کے ظاہر و باطن سے اس کی دعوت جھلکے۔ وہ اپنی دعوت کو محض زبان سے اس طرح پیش نہ کرے کہ اس کا عمل خود اس قول کا رفیق نہ ہو پائے۔ یہ موثر دعوت کے اسلوب تقدیم کے سرار خلاف ہے۔ مؤثر نظام دعوت کا اسلوب پیشگی اس بات کا بڑی شدت سے متقاضی ہے کہ داعی اپنی دعوت پر گواہ ہو اس کے قول و عمل' احوال واطوار' قیام و جلوس اور خورد و نوش کے اعمال سے لے کر اس کی ہر حرکت جب تک اس کی دعوت کا مظہر نہیں بنتی وہ اپنی دعوت پر گواہ نہیں ہو سکتا اور وہ دعوت نہیں بنتی جب تک اس پر شہادت نہ ہو۔

اُسلوب دعوت میں مبشریت کے عنصر کا تقاضا ہے کہ داعی اپنی دعوت کو پیش کرتے وقت رحمت کے پہلو غالب رکھے۔ یاس و قنوطیت میں دبے لوگوں کو امید و آس کی حقیقتوں سے آشنا کر دے۔ اپنے رب کی رحمتوں کا تذکرہ یوں کرے کہ گھپ اندھیروں میں کھڑی انسانیت وہیں کھڑے کھڑے فضل الٰہی کی روشنیوں کے میناروں کا

Marfat.com

مشاہدہ کر لے۔

اُسلوب دعوت میں شان نذیریت یہ چاہتی ہے کہ باطل حق کی گرج سے لرزہ براندام ہو جائے اکھڑ، اجڈ اور گنوار جہالت کی کیسی ہی دبیز تہوں میں دبے ہوئے کیوں نہ ہوں اسلوب دعوت کا تقاضائے نذیریت انکے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لئے کافی ہے بشرطیکہ اس کی موثریت پر زد نہ پڑنے دی جائے یعنی اس کو مناسب حال و مقام کے ساتھ ساتھ مناسب وقت پر استعمال کیا جائے یہی عنصر داعی سے تقاضا کرتا ہے کہ ظالم جابر حکمران کے سامنے وہ بلا جھجک کلمہ حق کہہ کر عظیم جہاد کرے اس طرح کہ فرعونی محلات میں بھی اللہ کے ڈر کی صدا لگانے سے اسے کوئی باز نہ رکھ سکے۔

اُسلوب دعوت کے یہ عناصر بروئے کار لا کر ہی نبوی و مصطفوی دعوت کے نظام کو معاشرے میں جاری و ساری کیا جا سکتا ہے اور اس کی اثراندازی کی پیمائش اس روشنی سے کی جائے گی جو اس نظام کے داعیوں کے قول و عمل اور فکر و نظر سے شعاعوں کی صورت میں نکل کر معاشرے میں پھیل رہی ہو گی جس کا نظام دعوت اور اس کی حکمت سراجاً منیراً علیہ السلام کے جتنی زیادہ قریب ہو گی وہ معاشرے میں تبدیلی کے لئے اتنا موثر ہو گا۔

داعی کا نصاب

موثر دعوت کے لئے ضروری ہے کہ اس کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں اور داعی بھی کردار کے ان تقاضوں سے بہرہ ور ہو جو اس کی دعوت کو موثر بناتے ہیں۔ داعی کے کردار کے حوالے سے مکی دور کی ابتدائی سورتیں سورہ مزمل اور سورہ مدثر اپنے اندر ایک پورا نصاب رکھتی ہیں۔ کہ داعی کے اوصاف کیا ہونے چاہئیں ان

Marfat.com

کی ذات و کردار میں کیا محاسن ہونے چاہئیں۔

سورۃ مزمل اور داعی کا نصاب

سورۃ مزمل اخلاقی و روحانی تربیت سے متعلق نصاب بیان کرتی ہے یہ مکی سورت ہے جب آقا علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ کو دعوت و تبلیغ کا منصب عطا کیا گیا امر نبوت اور امرِ رسالت پر آپ کو متمکن کرنے کے بعد رب ذوالجلال نے آپ کی تربیت فرمانا اپنے ذمہ لیا۔ امت کی تربیت بالخصوص اور تمام انسانیت کی تربیت بالعموم آقا علیہ السلام کے ذمہ ٹھہری۔ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلاً مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (۱۵۱:۲)	اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہی میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرارِ معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔[۵]

یعنی دعوت و تربیت کے تمام مراحل سے گزر کر رسول علیہ السلام تمہیں باطن کی ظلمتوں سے نکال کر عرفان و معرفت کے نور سے منور کر رہے ہیں اور جو تم جانتے یہ رسول تمہیں عطاء کر رہے ہیں جب رسول کی تربیت کی تمام تر ذمہ داری نجی معاملات سے لے کر بین الاقوامی معاملات تک رب نے اپنے ذمہ کرم پر لے رکھی تھی۔

Marfat.com

تربیت کہتے ہی اس امر کو ہیں کہ مربی اپنا حسن علم و عمل تربیت یافتہ میں منتقل کر دے اگر استاد' مربی' مرشد کا فیض مربوب اور تلمیذ کو پہنچ رہا ہے تو وہ رفتہ رفتہ اپنا کردار منتقل کر رہا ہوگا' بصورت دیگر یا مربی میں نقص ہے یا مربوب میں۔ اگر عمل تربیت کامل ہو تو صاحب صحبت کے کردار کی جھلک صحبت پانے والے کے آئینہ کردار میں چمکنے لگ جائیں آقا علیہ ﷺ نے انہیں صحبت کے انوار کو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں منتقل کیا اور نہ صرف آج تک یہ سلسلہ جاری ہے بلکہ قیامت تک یہ فیض نبوت و رسالت تلاوت' تزکیہ تعلیم اور معرفت کی صورت میں ہر اس فرد کو روشن کرتا رہے گا جو اپنا کاسہ مراد آقا علیہ ﷺ کی بارگاہ میں لے کر کھڑا ہوگا۔

گویا فیض تربیت افراد تک منتقل ہونے کا قرآنی تصور یہ ہوا کہ آقا علیہ ﷺ کی تربیت اللہ نے اپنے ذمہ کرم رب لی۔

وَاَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَ عَلَّمَكَ مَالَمۡ تَكُنۡ تَعۡلَمُ وَ كَانَ فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكَ عَظِيۡمًاo (۱۱۳:۴)	اور اللہ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل فرمائی ہے اور اس نے آپ کو وہ سب علم عطا کر دیا ہے جو آپ نہیں جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

اس طرح جو اخلاقِ الٰہیہ' عنایات ایزدی اور فیوضات ربانیہ تھے وہ آقا علیہ ﷺ کو تربیت کے عمل کے تحت منتقل ہوئے۔ حتیٰ کہ جب تربیت کا عمل مکمل ہوا تو تکنے کو مصطفیٰ تھے مگر اندر سب اخلاق خدا تھے یہی وجہ تھی کہ جب آپ کی انگلی اٹھی تو چاند کا سینہ چر گیا چہرہ اٹھا تو سورج الٹا پلٹا' زبان ہلی تو مردے زندہ ہو گئے' نگاہ اٹھی تو پتھر بول اٹھے اشارہ ہوا تو درخت زمین پر گر گئے کیونکہ آپ کے اندر اخلاق برکات فیوضات الوہیت منتقل ہو گئے تھے۔ تربیت اسی کا نام ہے کہ بندہ تربیت لے کر خدا نما ہو جائے۔

صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً۔ (۱۳۸:۲)

اللہ کے رنگ (میں رنگے گئے ہیں) اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے۔

جب رنگساز رنگ چڑھاتا ہے تو اپنے رنگ مٹتے جاتے ہیں اور رنگ ساز کے رنگ چڑھتے جاتے ہیں۔ اس طرح رب نے اپنے سارے رنگ۔ حضور ﷺ پر چڑھا دیئے یہ عمل تربیت تھا یہی فیض تربیت و یعلمکم مالم تکونوا تعلمون کے تحت صحابہ کرام وامت تک آقا ﷺ کے ذریعے سے منتقل ہوئے۔ داعی پر رنگ چڑھانے کا نصاب سورۃ مزمل دیتی ہے اس نصاب میں درج ذیل نکات بیان کئے گئے ہیں۔[8]

قیام الیل

ارشاد فرمایا:

قُمِ الَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاًo نِّصْفَہٗٓ اَوِ انْقُصْ مِنْہُ قَلِیْلاًo اَوْزِدْ عَلَیْہِ۔ (۲:۷۳-۴)

(آپ ﷺ) رات کو (نماز کے لئے) قیام فرمایا کیجئے مگر تھوڑی رات (اور کچھ حصہ آرام بھی کیجئے۔ یہ قیام آپ کو اختیار ہے کہ) آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کیجئے یا اس سے کچھ زیادہ۔

آغاز کلام رات کے قیام سے کیا۔ کیونکہ ہر کام کا ایک موسم اور وقت ہوتا ہے تربیت کا رنگ چڑھنے کا وقت رات ہے۔ جس طرح ہر پھل اور فصل کے بیج بونے کا ایک موسم ہوتا ہے اس طرح رنگ چڑھانے کا بھی ایک موسم ہے۔ اللہ نے وقت کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے دن اور رات۔ اس طرح تربیت کے مہینے رمضان کو بھی دن اور

Marfat.com

رات کے تربیتی حصوں میں تقسیم کر دیا کہ دن کو روزہ دار ہو اور رات کو تراویح، تسبیح اور شب خیزی کے ذریعے سے قیام کا التزام کرو۔ یہاں قیام لیل کا تذکرہ بھی تین طرح سے فرمایا۔ نصفه' اونقص منه اور اوزدعليه۔ کہ بعض طبیعتیں ایسی ہوتی ہیں کہ قلیل وقت بھی ان کے لئے کافی ہوتا ہے۔ طبیعتوں کے اس فرق کو سلطان باھوؒ نے یوں بیان کیا:

کئی جاگن کئی جاگ نہ جانن تے کئی جاگدیاں وی ستے ہو!
کنیاں نوں رب ستیاں ملیا تے کئی جاگدے وی مٹھے ہو[9]

قرآن میں ہر بات ایک واضح الوہی حکم ہوتی ہے مگر قیام لیل کے ایک ہی مضمون کو بدل بدل کر بیان کرنا در اصل کلام محبت ہے جو ایک طرف رب کائنات کے ساتھ آقا ﷺ کی قربت و شان محبوبیت کا اظہار ہے تو دوسری طرف قیام الیل کی روح یعنی جذبہ عشق و محبت الٰہی کو بیان کر رہا ہے[10]۔

ترتیل قرآن

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًاؕ (۴:۷۳) اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر (وقوف، اعراب، تمام کیفیات، مفہوم و معنیٰ کے ساتھ جس طرح آپ کا معمول ہے) پڑھتے رہئے۔

تلاوت و ترتیل قرآن تربیت نفس و اصلاح نفس کے لئے دوسرا عنصر ہے۔ آج نوجوانوں کی جوانیوں کی اصلاح و تربیت قرآنی انوار سے ہی کی جا سکتی ہے جب کہ زمانہ تیزی سے فحاشی' عریانیت اور مادیت کی طرف جا رہا ہے۔ اور طبیعتیں دن بدن دین اسلام کی حلاوتوں سے دور ہو رہی ہیں یہ راہ تباہی اور بربادی کی راہ ہے اس کا مزہ چ

Marfat.com

لمحوں کا ہے چند سالوں کی لذت کی خاطر قیامت تک کی زندگی تباہ کرنے کا سودا خسران وگھاٹے کا سودا ہے کیونکہ آخرت کا آرام تو دنیا کے آرام کو لٹانے پر منحصر ہے۔

تشکیل کردار کے نورانی سفر کا آغاز رات سے ہوتا ہے کہ رات کے اندھیرے میں تلاوت قرآن کی جائے مگر یہ تلاوت بے اعتنائی سے نہ ہو اسے رک رک کر اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے جس طرح کوئی محبوب کے خط کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھتا ہے اس قرآن کو رب نے لوح محفوظ میں رکھا اسے بیت المعمور میں رکھا پھر اسے قلب مصطفیٰ ﷺ میں رکھا اور حضور ﷺ کی زبان مبارک سے ادا کروایا۔

قرآن کو پڑھنا بندے کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی صحبت عطا کرتا ہے۔ اور راہ نقاب کے سپاہیوں کے لئے قرآن سے بہتر اللہ تعالی کے رسول ﷺ تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے قرآن کو اس طرح نہ پڑھا جائے جس طرح کوئی اجنبی پڑھتا ہے اسے گلے پڑی چیز سمجھنے کی بجائے گلے سے لگایا جائے کہ پڑھتے پڑھتے قاری قرآن میں گم ہو جائے۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

(اقبالؒ)

پہلی امتوں میں سے وہ اہل کتاب جو رات کو اٹھ کر تلاوت کرتے تھے اللہ کو ان کی بھی یہ ادا پسند آئی اور اسے قرآن میں تعلیم کی خاطر بیان بھی فرمایا۔

لَيْسُوْا سَوَآءً مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ

یہ سب برابر نہیں ہیں، اہل کتاب میں سے کچھ لوگ حق پر (بھی) قائم ہیں وہ رات کی ساعتوں میں اللہ کی آیات

Marfat.com

الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَo (۳:۱۱۳) کی تلاوت کرتے ہیں اور سربسجود رہتے ہیں۔[1]

القاء قول ثقیل

ارشاد فرمایا:

اِنَّا سَنُلْقِیْ عَلَیْكَ قَوْلاً ثَقِیْلاًo (۷۳:۵) بے شک ہم آپ پر عنقریب ایک بھاری کلام (یعنی قرآن پاک) نازل کریں گے۔

قول ثقیل سے مشقت مراد ہے کہ نفس کو روندنے کے لئے کچھ مشقت کی بھٹی سے گزرنا پڑتا ہے کیونکہ جب تک بوجھ نہ پڑے من نہیں سنورتا۔ اتنی محنت کرو کہ تن ٹوٹ جائے آپ ﷺ نے کار دین میں اتنی محنت فرمائی کہ رات کو جب اٹھتے تو بیٹھ کر نوافل ادا کرتے۔ شب و روز کی یہ محنت شاقہ ہی تھی کہ آپ ﷺ کے اس حال کو دیکھ کر رب ذوالجلال نے ارشاد فرمایا:

طٰهٰo مَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰیo (۲۰:۱-۲) طٰہٰ (حضور ﷺ کے اسمائے مبارکہ میں سے ایک اسم مبارک ہے۔ اے میرے محبوب ﷺ!) ہم نے آپ پر یہ قرآن اس لئے تو نہیں اتارا کہ آپ محنت شاقہ میں پڑجائیں۔

ناشئة الیل

ارشاد فرمایا:

اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْأً وَّ اَقْوَمُ قِيْلًاo (۶:۷۳)

بے شک رات کا اُٹھنا (نفس کو) سختی سے روندتا ہے اور (وقتِ دعا دل و زبان کی یکسانیت کے ساتھ) سیدھی بات نکلتی ہے۔

رات کے اٹھنے سے مراد خلاف نفس کچھ کرنا ہے کہ اس سے نفسانی تمرد کا خاتمہ ہوتا ہے اور ثابت قدمی پیدا ہوتی ہے رسوخ فی الطاعت والعبادت حاصل ہوتا ہے اس لئے خلاف نفس بھی کچھ کرنا چاہیے کہ فلاح مخالفت نفس میں ہے۔

صداقت و ثقاہت قول (اقوم قیلا)

دعوت دین کا کام کرنے والے اپنی طبیعتوں سے کچا پن ختم کریں کھری اور سچی بات کرنا ہی اہل حق کا شیوہ ہے داعی جب تک حق پر قائم نہیں ہوتا اس کی زندگی نیتجہ خیزی سے خالی رہتی ہے۔ نیتجہ خیزی اور ثقاہت و صداقت قول حضور قلب سے آئے گی اور حضور قلب کے حصول کا ذریعہ قیام لیل ہے۔

تیری نماز بے سرور تیرا امام بے حضور!
ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر!

(اقبالؒ)

انسان کے اندر کی ویرانیوں کو آباد کرنے کا سامان ملاء اعلیٰ سے تعلق پیدا کرنے میں ہے کیونکہ انسان نیچے سے نہیں آیا بلکہ اتارا گیا ہے اس دنیا میں آنے سے پہلے انسان ناسوت، جبروت، لاھوت اور ہاھوت کے مقامات پر تھا۔

ارشاد ربانی ہے۔

Marfat.com

هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَكُنْ شَیْئًا مَّذْكُوْرًاo (۱:۷۶)

بے شک انسان پر زمانے میں ایک ایسا وقت بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر چیز ہی نہ تھا، (اس کا نام و نشان بھی نہ تھا، پھر ایک نطفہ کی شکل اختیار کی اور تب کہیں بتدریج انسان بنا)۔

حدیث قدسی ہے کنت کنزا مخفیاً کہ اے انسان تو رب کے خفیہ خزانے کا خفیہ راز ہے۔ تو عالم دنیا میں بھیجا گیا رب کی محبت کا مظہر بنا کر اور اس جذبہ محبت کی آزمائش کے لئے۔ یہ ایک بازی اور امتحان ہے جس میں بندے کو ڈالا گیا لہذا اس بازی کو جیتنے کی کوشش کرو اور اپنے اصل مقام کو نہ بھولو۔ وہی امتحان میں کامیاب ہوں گے جن کے وجود اور جسم یہاں ہیں مگر ان کی روحیں وہاں ہیں جن کا بیان ادھر اور گیان ادھر ہے۔

اس کامیابی کے حصول کا ذریعہ نماز اور قیام الیل ہے نماز میں یوں کھڑے ہو کہ تمہارا دھیان نماز میں ہو قلب مولی کی تلاش میں روح اس کی قربت کی تلاش میں باطن اس کی معرفت و وصال کی تلاش میں ہو یعنی قبلہ جسم، کعبۃ اللہ' قبلہ دل محبت الہی قبلہ روح قربت الہی اور قبلہ باطن وصال الہی ہو۔ اس طرح جسم' دل' روح اور باطن سب توحید آشنا بنیں گے یہی توحید داعی کے قول کو صداقت و ثقاہت عطا کرے گی۔

اسی سے ٹوٹ سکتا تھا یہ طلسم رنگ و بو
یہی توحید جسے نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا

(اقبالؒ)

اشغال یومیہ

ارشاد فرمایا:

اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحاً طَوِيْلاًo — بے شک آپ کو دن میں بہت سی مشغولیتیں ہیں۔ (۷۳:۷)

یہاں امور دنیا کے انتظام وانصرام کا تذکرہ فرمایا کہ داعی کی زندگی معمولات زندگی سے خالی یا ترک پر مشتمل نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنی تمام تر ذمہ داریوں اور حقوق العباد کی ادائیگی سے بھی غافل نہیں ہوتا بلکہ دنیاوی ذمہ داریوں کی ادائیگی کا مناسب و احسن انتظام وانصرام بھی داعی کے کردار کا ایک اہم جزو ہے۔

ذکر کثیر

ارشاد فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ — اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہئے۔ (۷۳:۸)

ذکر کثیر داعی کے لئے ایک اسلحے اور ہتھیار کی حیثیت رکھتا ہے کہ یہ جہاں ایک طرف داعی کے اندر اس کی دعوت کا رنگ پیدا کرتا ہے وہاں دوسری طرف رب ذوالجلال کے ساتھ اسے متعلق رکھتا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب فرعون کے پاس دعوت حق دے کر بھیجا گیا تو ارشاد فرمایا کہ لا تنیافی ذکری اے موسیٰ میرے ذکر میں سستی نہ کرنا کیونکہ ذکر کثیر دراصل مذکور سے وابستہ ہونے اور داعی کے تعلق کو زندہ و تازہ رکھنے کا ذریعہ ہے جو ذکر زبانی سے ترقی کرتے کرتے حال تک پہنچ جاتا ہے۔

ذکر و ذاکر محو گردد بالتمام
جملگی مذکور ماند والسلام ۱۲

Marfat.com

تبتیل الی اللہ

وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًاo (۸:۷۳)

اور آپ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہیے اور سب کو چھوڑ کر (سب سے الگ ہو کر) اسی کے ہو جایئے۔

جب رب کو یاد کرنے بیٹھو تو ہر ایک شے سے کٹ کر اسی سے جڑ جاؤ کہ جسم یہاں ہو روح وہاں ہو تعلق باللہ میں یہ رسوخ اور فنائیت سوائے جذبہ محبت کے میسر نہیں آتی۔[۱۲]

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ آپ ایک باغ کے پاس سے گزرے ایک نوجوان باغبان کو آپ نے دیکھا جب اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے آپ سے التجا کی کہ اس کے لئے عشق الٰہی کا ایک ذرہ عطا ہو جانے کی دعا فرمائیں عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو برداشت نہیں کر سکے گا اس نے کہا کہ آدھا ذرہ ہی مل جائے آپ نے دعا فرمائی اور دعا قبول ہوئی آپ تشریف لے گئے کچھ عرصہ بعد آپ آئے اور اس باغ میں اس نوجوان کا حال پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ جوان ایک چٹان پر کھڑا آسمان کو مست و بے خود دیکھ رہا ہے۔ آپ نے اسے سلام کیا اور فرمایا کہ میں عیسیٰ ہوں اسے کوئی خبر نہ تھی وحی آئی اے عیسیٰ جس کے دل میں ہم اپنے عشق کا آدھا ذرہ بھی دے دیں وہ کسی کو نہیں پہچان سکتا نہ کسی کی طرف دیکھ سکتا ہے تو اگر اس نوجوان کے بدن کو بھی چیر دے تو اسے معلوم نہ ہو گا یہ اب اندیشہ سود و زیاں سے گزر گیا ہے اور یہ حالت بغیر شراب عشق الٰہی کے حاصل نہیں ہوتی اور اس کے بغیر زندگی بے سرور اور عبادت بے حضور رہتی ہے۔

توکل

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًاo (۹:۷۳)

(وہی آپ کا رب) مشرق و مغرب کا مالک ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو (پھر) اسی کو آپ اپنا کارساز بنائے رکھیے۔

دعوت حق کا کام کرنے والوں کے لئے توکل اور تفویض بہت بڑی نعمت ہے اگر داعی میں توکل ہوگا تو وہ کبھی ڈپریشن اور نفسیاتی امراض کا شکار نہ ہوگا اور اس کا حال یہ ہوگا کہ

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ o ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةًo (۸۹:۲۷-۲۸)

اے (وہ شخص، وہ جان، وہ روح) وہ نفس! جس نے اطمینان حاصل کر لیا۔ تو اپنے رب کی طرف واپس چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی۔

یہ اطمینان اور رضائے الٰہی کی کیفیت توکل سے داعی کو حاصل ہوگی۔

بیرون کشید ز پیچاک ہست و بود مرا
چہ عقدہ ھا کہ مقام رضا کشود مرا

(اقبالؒ)

صبر و استقامت

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَo (۷۳:۱۰)

اور جو کچھ وہ کہتے ہیں اس پر صبر کئے جائیے۔

Marfat.com

راہ حق کی مشکلات پر صبر کرنا داعی کا شیوہ ہے کہ داعی حق کی راہ میں لوگ رکاوٹیں کھڑی کریں گے طعنے گالیاں ظلم اور زیاتیاں اس کے راستے میں آئیں گی انبیاءؑ کے ساتھ یہی کچھ ہوا مگر اس سب کے باوجود داعی کو چاہیے کہ وہ نہ اپنا کام ترک کریا ور نہ ہی صبر کا دامن چھوڑے اقامت دین کا کام کرنے والے گالی اور طعنے کا جواب گالی اور طعنے سے نہ دیں مخالفین کے کام گالیاں اور طعنے واذیتیں ہیں مگر داعی کا کام خوش خلقی اور خیر خواہی ہے ہ وہ مشکلات کے پہاڑ ہی کیوں نہ ہوں انہیں خندہ پیشانی سے سامنا کرے اور صبر واستقامت کے ساتھ آگے بڑھتا جائے۔

ھجر جمیل

وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا٥ اور وضع داری کے ساتھ ان سے الگ رہئے۔ (۱۰:۷۳)

جہاں مخالفین رکاوٹ بنیں تو داعی کو ھجر جمیل کا راستہ اپنانا ہوگا کہ وہ شرافت اور وضع داری سے ان سے علیحدگی اختیار کرلے۔ الجھنے سے توانائیاں اور صلاحیتیں برباد ہوں گی یہی تعلیم ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے ملتی ہے کہ لوگوں نے آپ پر ظلم کیا جنگیں ہوئیں مصائب و آلام آئے آپ نے اپنا وطن چھوڑا مگر آپ نے مخالفین کے لئے بددعا تک نہیں کی کہ داعی کی شان یہ ہے کہ وہ دعوت دین کے کام کے اندر انتقام اور بے صبری پر نہ آئے داعی کا زیور صبر اور ہجر جمیل ہے کہ اس کی برکت یہ ہے کہ داعی دین حق کا سپاہی ہے اس لئے داعی پر حملہ دین پر حملہ ہے اسی لئے داعی کے صبر وہجر جمیل کا ثمر رب ذوالجلال نے یوں بیان فرمایا۔

وَ ذَرْنِىْ وَ الْمُكَذِّبِيْنَ اُولِى النَّعْمَةِ وَ مَهِّلْهُمْ قَلِيْلًاo اِنَّ لَدَيْنَآ اَنْكَالًا وَّجَحِيْمًاo

(۷۳:۱۱-۱۲)

اور مجھے اور ان جھٹلانے والوں کو جو دنیا کی نعمتوں سے مالا مال ہیں چھوڑ دیجئے (کہ گرفت کے وقت ہی ان کی گرفت ہو گی) اور ان کو کچھ ڈھیل دے دیجئے (یہاں تک کہ ان کی تقدیر کا فیصلہ ہو جائے اور ان کے اعمال بد کے نتائج ان پر روشن ہو جائیں)۔ بلاشبہ (ان کے لئے) ہمارے پاس بیڑیاں ہیں اور دوزخ ہے۔

یعنی یہاں مخالفین حق کو اجام سے آشنا کرنے کا رب ذوالجلال نے خود اپنے ذمہ لے لیا کہ یہ مالدار جاگیردار' صنعت کار لوگوں کی عزتوں سے کھیلنے والے میرے دین کے خلاف جنگ بپا کرنے والے کتنے ہی بڑے ہوں انہیں مہلت دی جائے گی تاکہ اپنے انجام کو پہنچ جائیں جب ان پر گرفت ہو گی تو قیامت تک نشان عبرت بنا دیئے جائیں گے۔

دین حق کے داعیوں اور انقلاب کے سپاہیوں کو دفاع ضرور کرنا چاہیے کہ آقا ﷺ کی حیات مبارکہ میں بھی غزوات ہوتے رہے مگر انتقام میں حد سے نہ بڑھیں کہ مخالفین حق سے دنیا و آخرت میں انتقام اللہ لے گا۔

دین کا کام اور دعوت حق کا کام کردار طلب کام ہے جب تک داعی مطلوبہ کردار اور صفات سے متصف نہ ہو گا اس کی تمام تر محنت نتیجہ خیز نہ ہو گی۔

یوں سورہ مزمل میں قیام لیل سے ہجر جمیل تک گیارہ نکاتی ضابطہ عمل فراہم کر دیا گیا ہے جو نوجوان نسل خصوصاً داعین کے کردار کو سنوارنے کا سامان ہے۔

Marfat.com

سورہ مدثر اور داعی کا نصاب

اگرچہ تدوینی ترتیب سے سورہ مدثر، سورہ مزمل سے بعد ہے مگر ترتیب نزولی کے اعتبار سے سورہ مزمل سے پہلے نازل ہوئی۔ سورہ مدثر ابتدائی دور میں نازل ہوئی رسول کریم ﷺ کو اس سورہ مبارکہ سے منصب رسالت پر فائز کر دیا گیا۔ اقراء سے اعلان نبوت ہوا اور یاایھا المدثر سے اعلان رسالت ہوا اس سورہ مبارکہ کا کلمہ آغاز ہی رسالت محمدی ﷺ اور رسالت انبیاء کے فرق کو بیان کر رہا ہے کہ جب بھی دوسرے انبیاء کو مخاطب کیا گیا تو انہیں اُن کے ناموں سے پکارا گیا مثلاً یا موسیٰ، یا نوح، یا لوط مگر جب آپ سے کلام فرمایا تو آغاز یاایھا المدثر سے کیا آپ کو شفقت، محبت اکرام اور اجلال سے بلایا کبھی بھی یا محمد (ﷺ) نہیں کہا۔[۱۵]

سورہ مدثر میں داعی کی تربیت کے حوالے سے درج ذیل نکات بیان ہوئے ہیں۔

قیام: (قم)

قم حکم قیام و انقلاب ہے اور دنیا میں زلزلہ بپا کر دینے کا جہادی اعلان ہے اگرچہ یہ ایک جہادی اعلان ہے مگر انداز مخاطب محبت ولا ہے یہیں سے داعیوں کو ایک سبق ملا کہ دین حق کی دعوت اور سمت کی تربیت کرنے کا کام کرنے والے جب دین کی بات کریں تو پیار سے بلائیں یہی فرق ہے ایک مولوی اور صوفی میں کہ مولوی فتوے کی زبان میں بات کرتا ہے صوفی محبت کی زبان میں بات کرتا ہے مولوی گناہگاروں کو دھتکارتے ہیں خواجہ اجمیرؒ کے پاس ہندو بھی آئیں تو کچھ نہیں کہتے وہ گناہ سے نفرت کرتے ہیں گناہگار سے نہیں وہ مثل طبیب ہیں اور طبیب مریض سے نفرت نہیں کرتا مرض سے کرتا ہے۔[۱۶]

Marfat.com

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا ایک واقعہ ہمیں ملتا ہے کہ آپ کو پتہ چلا کہ شہر میں ایک طوائف نے اپنا کاروبار شروع کر رکھا ہے اور شہر کے نوجوانوں کو گمراہ کر رہی ہے آپ اس کے گھر تشریف لے گئے اور اس کے دروازے کے سامنے مصلیٰ بچھا کر بیٹھ گئے جب صبح سے شام تک کوئی شخص اس طوائف کے گھر نہ آیا تو اس نے خادمہ کو باہر بھیجا کہ دیکھ ماجرا کیا ہے؟ خادمہ نے جا کر بتایا کہ باہر آج ایک بزرگ بیٹھے ہیں جنہیں دیکھ کر لوگ واپس جا رہے ہیں۔ طوائف نے آپ کو بلا بھیجا اور آنے کا سبب پوچھا آپ نے فرمایا کہ لوگ تیرے پاس کیوں آتے ہیں؟ طوائف نے بتایا کہ یہی تو اس کی کمائی اور آمدنی کا ذریعہ ہے روزانہ جتنی آمدنی اس طوائف کو ہوتی تھی بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ادائیگی طوائف کو کی اور اسے کہا کہ اب تو میرے تصرف میں ہے جس طرح میں کہوں اس طرح کر۔ اب اسے بایزید بسطامی نے وضو کرنے کا کہا وضو کرا کر مصلیٰ پر کھڑا کر دیا اور خود سجدے میں گر گئے کہ رب کریم یہاں تک لانا میرا کام تھا اور اسکے دل کو بدلنا تیرا کام ہے آپ کے اس طرز عمل نے طوائف کے دل کی دنیا کو بدل دیا۔

داعی کی دعوت کا عمل اس طرح خیر خواہی اور جذبہ محبت سے پر ہونا چاہیے تاکہ دلوں کی زمین کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو وہ اس پر اپنی تاثیر چھوڑے جبکہ آج کل معاملہ الٹ ہو چکا ہے آج کل ایک دوسرے کو کافر بنانے پر زور ہے جبکہ پہلے دور میں کافروں کو مسلمان بنانے پر محنت ہوتی تھی۔

فانذر

پھر ڈر سناؤ۔ اگرچہ یہ ابتدائی دور کا کلام ہے مگر کفر و طاغوت کے خلاف حکم قیام مل گیا معلوم ہوا کہ ابتدائی دور میں بھی غفلت کا کوئی تصور نہیں یہ ممکن نہیں کہ

Marfat.com

داعی عابد بھی ہو اور غافل بھی۔ جب تک قیام نہ ہو باطل سے ٹکرا جانے کا جذبہ نہ ہو دعوت حق نہیں دی جا سکتی۔

ایسا ماحول جس میں کفر و طاغوت' شرک' بت پرستی' ظلم و بربریت کا عالم ہو کوئی کسی سردار' کسی جاگیردار' سرمایہ دار کو دیکھ کر ڈر رہا ہو اور کوئی تلوار' گولی سے اور کوئی اپنی عزتوں اور مال کے لٹ جانے سے ڈر رہا ہو ایسے ماحول میں داعی کے لئے دین کا جھنڈا بلند کرنے کے لئے پہلا قدم قیام ہے جس کی زبان حق کا کلمہ کہنے' جس کا دل حق کے تسلیم کرنے اور جس کی گردن حق کے لئے کٹنے اور باطل کے سامنے اکڑنے کی طاقت نہیں رکھتی وہ دین کا کلمہ بلند نہیں کر سکتا' آج المیہ یہ ہے کہ بدعت دین کا کام جن کے ذمے ہے وہ اس کے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے سے عاجز ہیں مساجد میں امام خطیب کمیٹی و چندوں کے اسیر ہو گئے اور محتاج کر دیئے گئے جب سب کا گلا گھٹ گیا تو لا الہ الا اللہ کہاں سے بلند ہوتا؟ رہ گئی بڑی بڑی جماعتیں تو وہ مشرق و مغرب سے آنے والے سرمائے کی اسیر ہو گئیں اسلام کا کلمہ تو اس وقت بلند ہو گا جب استغنا کا یہ عالم ہو کہ اگر مشرق و مغرب کی ساری دولتیں بھی قدموں میں ڈال دی جائیں تو پھر بھی وہ کہے کہ یہ ساری دولتیں چھوڑی جا سکتی ہیں مگر کلمہ حق بلند کرنا نہیں چھوڑا جا سکتا یہی آقا ﷺ کی سنت ہے کہ جب کفار مکہ تمام تر ترغیبات لے کر آپ ﷺ کے پاس آئے اور آپ کے دعوت حق ترک کرنے کا کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم میرے ایک ہاتھ پر چاند اور دوسرے پر سورج بھی رکھ دو تو تم مجھے دعوت حق سے باز نہیں رکھ سکتے۔ یہ قیام الحق ہے جو داعی کے لئے شرط اولین ہے۔ قیام کے بعد اگلا مرحلہ تنذیر یعنی ڈرانا ہے یہ بھی دو طرح کا ہے۔

Marfat.com

ا-عامۃ الناس کو ڈرانا

ان لوگوں کو ڈر سناؤ جو دین کو چھوڑ کر طاغوت کے غلام بن گئے نماز کا قبلہ تو کعبۃ اللہ کو رکھا مگر دل کا قبلہ کسی اور کو بنادیا۔ جو دنیا میں بھٹک گئے آخرت اور اللہ کو بھول گئے انہیں ان کے انجام سے باخبر کرو کہ یہ راہ تباہی کی راہ ہے تباہی بربادی اور ہلاکت کی راہ ہے۔ یہ ڈرانا نڈروں کو ڈرانا ہے۔

۲-عشاق کا ڈرانا

جو اللہ سے ڈرتے ہیں اسکی راہ میں ان کو بھی ڈرانا ہے کہ کہیں دل کسی غیر سے نہ لگالیں۔ جب دوستی کا دعوی اللہ سے ہو تو دل کا غیر سے لگانا کہاں جائز ہو سکتا ہے؟ عشاق کی زندگیاں اس امر کی گواہ ہیں۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کو بخار آگیا تو فرمایا کہ اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا ہے۔ پوچھا گیا کیوں؟ تو فرمایا کہ قرآن میں جنت کی نعمتوں کا ذکر آئے تو میرا دل للچا گیا۔ کہ کاش یہ مجھے مل جائیں۔ اللہ نے عتاب بھری نگاہ بھیجی کہ محبت کا دعوی ہم سے اور طلب جنت کی! محبوب ہمیں کہتی ہو اور مطلوب جنت کو بتاتی ہو۔ ؎

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

داعی کا دل خشک پتے کی طرح نہیں ہونا چاہیے کہ جس طرف ہوا چلے اڑا کر چلے جائے بلکہ دنیا کی رعنائیوں میں الجھنے کی بجائے ایک ہی محبوب پر مستحکم ہونا چاہیے اگر غیر کی چاہ رکھی اور دعوی تعلق باللہ کا بھی ہوتا رہا تو یہ حق کی ناراضگی کا باعث ہوگا گویا داعی کو حق کی ناراضگی سے ڈرنا چاہیے۔

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (۱۶۵:۲)

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

اہل حق کی رب ذوالجلال کے ساتھ یہی محبت ہے کہ جسکا اظہار روز محشر بھی ہوگا قاضی ثناء اللہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں کہ قیامت کے دن کافروں کے سامنے ان کے وہ بت پڑے ہوں گے جن کو وہ پوجتے تھے حکم ہوگا کہ ان بتوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے ان کافروں سے کہا جائے گا کہ تمہیں اگر ان بتوں سے محبت ہے تو تم بھی دوزخ میں کود جاؤ کافر کہیں گے کہ اے اللہ انہیں جلنے دے ہمیں معاف کر دے پھر ارشاد ہوگا ایں احبائی! مجھ سے محبت و عشق کرنے والے کہاں ہیں؟ کچھ خوش نصیب اٹھ کھڑے ہوں گے ارشاد ہوگا تم مجھ سے محبت کے دعویدار ہو تو دوزخ میں چھلانگ لگادو! وہ وجد کرتے ہوئے دوزخ میں چھلانگ لگادیں گے یہ اشد حباللہ ہے جو بندے کو ہر اندیشہ سود وزیاں سے مستغنی کر دیتا ہے۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْيَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۝ (۱۶۲:۶)

بے شک میری نماز اور میرا حج و قربانی (سمیت سب بندگی) اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

جب اس طرح عشاق الٰہی دوزخ میں قدم رکھیں گے تو دوزخ بھی ان کے لئے جنت بنادی جائے گی تو داعی کو عبد دنیا یا عبد جنت بننے کی بجائے اللہ کی بندگی و طلب میں صادق بننے کی کوشش کرنا چاہیے۔

حضرت رابعہ بصریؒ حالت جذب میں آگ و پانی لئے جارہی تھیں کسی نے پوچھا کدھر کا قصد ہے فرمایا آگ سے جنت کو جلانے اور پانی سے دوزخ کو بجھانے جا

Marfat.com

رہی ہوں کہ لو جنت دوزخ کے رب کی بندگی کریں۔

وربك فكبر

داعی کو رب کی بڑائی بلند کرنے والا ہونا چاہیے جس دن لمن الملك اليوم لله الواحد القهار کی صدا بلند ہو گی اس دن ہر فرعون کی گردن کاٹ دی جائے گی سب تخت الٹ دیئے جائیں گے جھوٹی بڑائیوں کے بت توڑ دیئے جائیں گے داعی کو آگاہ ہونا چاہیے کہ بڑائی کا حقدار صرف اللہ ہے طاعت و کبریائی اسی اللہ کے لئے ہے کسی سے نہ ڈرو اللہ سے ڈرو دنیا کے بندے نہ بنو اللہ کے بندے بن جاؤ۔ آج ہم مسجد میں اللہ کے اور مسجد سے باہر لا تعداد خداؤں کے بندے بن گئے۔ ہر وہ چیز جو بندے کو خدا کی اطاعت اور شریعت محمدی سے دور کرے وہ خدا ہے ان تمام خداؤں سے کٹ کر رب ذوالجلال کی کبریائی کے سامنے جھکنا اور اس کا اعلان و ابلاغ ہی داعی کے کردار کا شیوہ ہے۔

و ثيابك فطهر

داعی کو چاہئے کہ وہ اپنے کردار و شخصیت اور قلب و باطن کے لباس کو پاک کرے یہ پاکیزگی تقوی و اطاعت اور عبادت و پیروی حق سے ملے گی رب کی بندگی کے پانی سے تعصب کی آلودگیوں کو پاک کرے اور یہ حال ہو کہ جدھر جھانکے نور ہی نور نظر آئے کہ ظاہر بھی پاک ہو باطن بھی پاک ہو۔[18]

والرجز فاهجر

اور (شرک کی) آلودگی سے دور رہو۔

اس پاکیزگی کے حصول کا طریق یہ ہے کہ ہر باطل سے جدا ہو جائے جو

Marfat.com

معاشرہ اپنے آپ کو باطل سے جھوٹ غیبت خیانت سے ' فتنہ و محاصل فتنہ سے شرو فساد اہل شر و فساد سے کلیتہً جدا نہیں کرتا تب تک تن من پاک نہ ہوگا جھوٹ و سچ کے درمیان سازگاری کا ماحول پیدا کر کے آج یہ رویہ ہو چکا ہے کہ

چمن والو چمن میں یوں گزارا چاہئے   باغبان بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

مگر یہ رویہ کہ چمن سے بھی تعلق رہے اور شیطان سے بھی دوستی تباہی کا رویہ ہے۔ اس سے نجات حاصل کئے بغیر تباہی سے باہر نہیں آسکتے۔

باطل دوئی پسند اور حق لاشریک ہے   شرکت میان حق و باطل نہ کر قبول

ولا تمنن تستكثر

"اور زیادہ لینے کی نیت سے کسی پر احسان نہ کرو"۔

داعی کو سراپا ایثار ہونا چاہئے۔ غریبوں پر احسان وایثار داعی کا شیوہ ہونا چاہئے یہ عوام کے لئے ہے اور خواص کے لئے یہ کہ ہر لمحہ اللہ کی اطاعت میں رہیں رات کو جاگتے ہوئے سر کریں مگر اسے زیادہ نہ جانیں بڑی نیکیاں کریں مگر انہیں چھوٹا جانیں۔

ولربك فاصبر

"اور اپنے رب کے لئے صبر کرو"

داعی کو راہ حق پر سراپا صبر ہونا چاہئے کہ جب دین کی راہ پر اخلاص سے سفر کرے گا تو مصائب و آلام اور دکھ ضرور آئیں گے۔ یہ راہ حق کی علامت ہے اگر باطل حق پر حملہ آور نہ ہو اور اس کی راہ میں مزاحم نہ ہو تو وہ کلمہ، کلمہ حق نہیں ہے۔ اس میں باطل کی ملاوٹ ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ٥ (سورۃ العصر)

اور (یہی نہیں بلکہ وہ) آپس میں ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر (و

استقلال) کی تاکید کرتے رہے۔

گویا جب حق کا نام لیا جائے تو مرحلہ صبر ضرور آئے گا اور مرحلہ صبر بغیر مشکلات و آلام کے آنا بے معنی ہے۔ جس دعوت دین کی مخالفت نہ ہو ہندو، عیسائی، یہودی، منافق، فاجر و فاسق کی طرف سے بھی مخالفت و مزاحمت نہ ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ یہ دعوت حق خالص نہیں ہے کیونکہ یہ ممکن ہی نہیں کہ دین کا کام خالص ہو اور اس کی مخالفت و مزاحمت نہ ہو۔ جب داعی راہ حق پر نکلتے ہیں تو صبر کا دامن تھام کر چلتے ہیں اور استقامت پر رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمتوں اور فتوحات کے دروازے کھول دیتا ہے۔

دعوت پر استقامت کے ثمرات

دعوت کے باب میں اس امر پر سورہ حج (آیت ٦٦ تا ٦٩) کی روشنی میں بحث ہو چکی کہ مردہ قوموں کا احیاء عمل دعوت سے ہو گا۔ گویا دعوت کے اندر اللہ نے قوموں کی زندگی اور بقا کا راز رکھا ہے مگر وہ دعوت جو مبنی بر منسک ہو اور اس میں جان و مال کی قربانی شامل ہو اور داعی بھی اس کردار سے متصف ہو جس کا نصاب سورہ مزمل اور سورہ مدثر کی روشنی میں بیان کیا گیا کہ دین کی اقامت، غلبہ و تمکن اور تبلیغ کا کام کرنے والے دعوت کے ساتھ جانی و مالی قربانی بھی دیں اور داعی کے فعال کردار سے متصف بھی ہوں تو ان کی دعوت قوموں کی زندگی کی ضمانت بنے گی۔

دعوت پر استقامت کے ثمرات کو سورہ حم السجدہ "۴۱" میں بیان کیا گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ	بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں (جو

Marfat.com

اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَo نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِی الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَo نُزُلاً مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍo

(۳۲-۳۰:۴۱)

ان سے کہتے ہیں) کہ تم مت ڈرو۔ اور غم نہ کھاؤ (تم اللہ سے ڈرتے رہے اللہ تم سے راضی ہوا) اور تم جنت کی خوشخبری سنو جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ اور ہم تمہارے دنیا میں رفیق ہیں اور آخرت میں (بھی تمہارے رفیق رہیں گے) اور تمہارے لئے وہاں وہ سب موجود ہے جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لئے وہ سب بھی جو تم مانگو موجود ہے۔ (جن کی نظر کے سامنے اللہ ہی اللہ ہے جو اللہ کے ہو گئے اللہ ہی کے ہو کر رہے۔ انہیں جنت نگاہ اور تسکین قلب دنیا ہی میں حاصل ہو گئی وہ مقامِ قرب و رضا دنیا ہی میں پا گئے۔ یہ مہمانی ہے بخشنے والے، رحم فرمانے والے (پروردگار) کی طرف سے (یہ اس کا کرم ہے کہ اپنے بندوں کو اپنا مہمان بناتا اور مہمانوں کی سی نوازشیں فرماتا ہے)۔

ان آیاتِ مبارکہ میں دعوت پر استقامت کے درج ذیل ثمرات بیان کئے گئے ہیں۔

۱-نزولِ ملائکہ ۲-خوف سے نجات

۳-حزن سے نجات ۴-جنت کی بشارت

۵-دنیاو آخرت میں ملائکہ کی معیت ۶- مدعا کا عطا کیا جانا

۷-رب ذوالجلال کی مہربانی

مگران عظیم ثمرات کے عطا کئے جانے کے ساتھ ہی آیت نمبر ۳۰اور ۳۳ تا ۳۵ میں ان بنیادی شرائط کا تذکرہ بھی کر دیا گیا جو ان ثمرات کو حاصل کرنے کے لئے اولین تقاضوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَ عَمِلَ صَالِحاً وَّ قَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥ وَلَا تَسْتَوِی الْحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَہٗ عَدَاوَۃٌ كَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ٥ وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَمَا یُلَقّٰھَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ٥

(۴۱:۳۳-۳۵)

اور اس سے بہتر کس کا قول ہے جو (دوسروں کو) اللہ کی طرف بلائے اور (خود) عمل صالح کرے اور یہ کہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں اور (اے حبیب ﷺ!) بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی۔ (آپ حسب معمول لوگوں کی سختی اور برائی کو اپنے) نیک برتاؤ سے ٹال دیا کیجئے تو جس شخص میں اور آپ میں دشمنی ہے وہ ایسا ہو جائے گا جیسا ایک ولی دوست اور (یہ رفعت) یہ بات انہی کو نصیب

Marfat.com

ہوتی ہے جو تحمل سے کام لیتے ہیں اور
یہ بات انہی کو نصیب ہوتی ہے جو
بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں

ان آیاتِ مبارکہ میں ثمرات مذکورہ کے حصول کے لئے درج ذیل بنیادی تقاضوں کو شرائط بیان کیا گیا۔

۱-اعلان توحید ۲-استقامت بر توحید ۳-دعوت الی اللہ
۴-عمل صالح ۵-برائی کو نیکی سے مٹانا ۶-صبر
۷-صاحب حظ عظیم ہونا

۱-توحید کا اقرار واعلان

آیت نمبر ۳۰ میں اس کا ذکر فرمایا کہ انعاماتِ الٰہیہ کے مستحق وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمارا رب اللہ ہے اور پھر اس پر استقامت کے ساتھ ڈٹ جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ یہ کلمہ کہ ربنا اللہ تو فاسق و فاجر بھی کہتے ہیں تو اس کلمہ کے کہنے کی وہ کونسی خصوصیت ہے جو مقربان بارگاہِ الٰہی کو عامۃ الناس سے ممتاز کرتی ہے وہ خصوصیت یہ ہے کہ اہل حق توحید کو اپنے قلب و باطن میں جاگزیں کر لیتے ہیں یعنی جن کے قلوب میں توحید روح و جان کی طرح موجود ہے۔ ہماری توحید زبان تک ہے، علم والوں کی توحید مناظروں اور مجادلوں تک ہے۔ عام مسلمانوں نے توحید کو کلمہ میں بدل دیا ہے حالانکہ اصل توحید کی شان تو یہ ہے کہ:

اسی سے ٹوٹ سکتا تھا یہ طلسم رنگ و بو
یہی توحید تھی جسے نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا
(اقبالؒ)

Marfat.com

اصل توحید تو یہ ہے کہ من وروح اور قلب کی گہرائیوں اور انگ انگ سے یہ آواز نکلے کہ میرا رب اللہ ہے۔ من کے تار بولیں کہ ہمارا رب اللہ ہے۔ ساز و سوز زندگی چھڑ جائے اور توحید بندے کے قلب و باطن کی کیفیت بن جائے۔ اس پر محنت ہونی چاہئے۔ اصل توحید توحید قالی نہیں توحید حالی ہے، نور توحید اندر روح میں جائے جب اندر سے آواز آتی ہے تو توحید ایک نور بن جاتی ہے اور اندر جھانکنے سے وہ نظر آتا ہے۔ یہ توحید بندے کو ماسوا اللہ سے مستغنی کر دیتی ہے۔

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

داعی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے اندر توحید کو متمکن کرے، توحید صرف ایک عقیدہ نہیں بلکہ ایک انداز زندگی ہے مثلاً شادی کی رسموں میں باطل کو رد کرنا اور اللہ و رسول ﷺ کے احکامات پر عمل کرنا توحید ہے یعنی جس کو آقا و مولیٰ مان لیا زندگی پر اب اس کا ہی حکم چلے گا۔ برادری، بیوی، اہل خانہ، مالدار لوگ، چاہے کچھ کہے مگر یہ اللہ کے حکم پر ترجیح حاصل نہ کر سکیں گے کہ توحید پوچھتی ہے کہ اے بندے ان بتوں کو پوجنا ہے یا اللہ کو پوجنا ہے۔ آج مسلم معاشرے نے اللہ کو صرف مسجد میں سجا کر رکھا ہوا ہے۔

غرض یہ کہ توحید ایک انداز زندگی ہی نہیں بلکہ انسان کے ذوق، خواہشات میں بھی توحید کو دخل ہے کہ انہیں اللہ کی رضا کے تابع کر دیا جائے۔ اگر یہ سوچ زندگی میں داخل ہو گئی تو زندگی میں توحید آ گئی۔ خوشی، ناراضگی، فکر و عمل کی پوری زندگی ایک سوچ کے تابع ہو جائے کہ ان الحکم الا للہ تو یہ توحید ہے رسول کا حکم بھی اللہ کا بھی ہے وما اتاکم الرسول فخذوه و مانهكم عنه فانتهوا

(۵۹:۷)

Marfat.com

یہی پیمانہ توحید ہے۔ آج یہ توحید سننے کو ملتی ہے نہ برتنے کو ملتی ہے اور جو لوگ اس توحید کو عمل میں لائیں وہ توحید کو چکھ لیں گے۔ اس کا ذائقہ و سرور ان کو حاصل ہو گا جس کے من میں توحید آ جائے وہ بندہ بھی یکتا و نرالا ہو جاتا ہے۔ وہ بندہ مقام بندگی پر اس کی شان یکتائی کا مظہر بن جاتا ہے۔ یہاں سے زندگی کے بننے کا آغاز ہوتا ہے۔ داعی اگر قرآن کا قاری بھی ہو، دعوت کی تحریک وجدوجہد اور اس کے جملہ مراحل کا علم بھی رکھتا ہو مگر اس کے ذوق، مزاج، طور طریقے، برتاؤ، اخلاق، میل ملاپ اور نشست و برخاست میں سرے سے تبدیلی ہی نہ آئے تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو کسی دینی تحریک سے متاثر نہیں۔ دونوں دنیاداری میں ایک جیسے ہیں۔ جب مشن اور دعوت کا کام صرف قال تک ہی رہ جائے تو اس سے بڑی منافقت نہیں۔

یہودیوں کے اسی عیب کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا گیا:

اَتَامُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ٥ (۲:۴۴)	کیا تم دوسرے لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم (اللہ کی) کتاب (بھی) پڑھتے ہو، تو کیا تم نہیں سوچتے؟

داعی کو چاہئے کہ اپنے دل، اخلاق، معاملات کو بدلے، اپنے اقوال، افعال اور انداز اطوار کو بدلے، اگر زبان رحمٰن کے ساتھ اور باقی معاملات شیطان کے ساتھ رہیں تو یہ بھی ایک طرح کا شرک ہے۔ اس تصور کے ساتھ جب داعی ربنا اللہ کہے گا تو اس کے اخلاق، معاملات اور زندگی کا ہر جزو ربنا اللہ پکارے گا جس طرح مرغی اپنے بچوں پر پروں کو لے کر چھا جاتی ہے اس طرح جب ساری زندگی ایک اللہ کی رضا کے تابع ہو گئی تو اسے توحید مل گئی۔

کچھ لوگوں نے توحید کو مجادلہ اور جھگڑا بنالیا۔ کچھ نے توحید کا تذکرہ کرنا ہی

Marfat.com

چھوڑ دیا۔ اگر صوفیاء کو دیکھیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ تصوف سارا توحید ہے۔ اولیاء سے بڑے موحد انبیاء تھے۔ سارے تصوف میں توحید ہی کے تذکرے ہیں۔ جب اس طرح توحید اپنی روح کے ساتھ بندے میں آجائے تو اسے کوئی توڑ مروڑ نہیں سکتا کہ بندہ اپنے آپ کو اللہ کے سپرد جو کر دیتا ہے۔ آج معاشرے شرک کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں مگر ہم نے مسجدوں کا نام توحیدیہ مسجد رکھا ہوا ہے۔ توحید کو مسجدوں تک نہیں بلکہ زندگی تک لانے کی ضرورت ہے۔ یوں نظام زندگی کا ایک اللہ کے سپرد ہو جانا توحید ہے۔ توحید کو داعی نے اپنے اپنی زندگی میں متمکن کرنا ہے۔

۲-استقامت

ارشاد فرمایا ثم استقاموا کہ دعویٰ توحید کے بعد اس پر قائم ہو گئے۔ عام حالات میں قائم رہنا استقامت نہیں بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ جب مشکلات آئیں حالات انسان کو ڈگمگانے لگیں، کہیں حرص و لالچ، کہیں خوف و نقصان، کہیں مال و جان اور اولاد کو نقصان کا خطرہ اور کہیں مفادات درپیش ہوں اس وقت قائم رہے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَo الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْآ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَo (۱۵۶-۱۵۵:۲)	اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے اور (اے حبیب ﷺ!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیں۔ جن پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم بھی اللہ ہی کا

Marfat.com

(مال) ہیں اور ہم بھی اسی کی طرف
پلٹ کر جانے والے ہیں۔

یعنی استقامت یہ ہے کہ جب ڈگمگانے کے حالات پیدا ہوں ان حالات میں بھی جو توحید پر قائم رہیں ان کو صاحبان استقامت کہیں گے۔ ہمارا معاملہ بر عکس ہے۔ اگر حالات موافق رہیں، ماحول سازگار رہے، کام بنا رہے تو قدرے استقامت رہتی ہے۔ جب حالات خراب ہوتے ہیں، مصائب و آلام کی آندھیاں چلتی ہیں، جہاں استقامت کی ضرورت ہوتی ہے وہیں ہمارے قدم ڈگمگا جاتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَالْعَصْرِ o اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ o اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوْا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ تَوَاصَوْ بِالصَّبْرِ o

(۱۰۳:۱-۳)

قسم ہے زمانہ کی۔ یقیناً انسان خسارے میں رہا (کہ کسبِ سعادت اور کسبِ فیض سے محروم رہا۔ یہ آخری دور پایا اور ایمان نہ لایا) مگر (اس ناقابل تلافی نقصان سے وہی محفوظ رہے) جو (خدا اور خدا کے رسول پر) ایمان لائے اور (ایمان ہی پر اکتفاء نہ کی بلکہ) نیک عمل کئے اور (یہی نہیں بلکہ وہ) آپس میں ایک دوسرے کو حق کی تلقین اور صبر (و استقلال) کی تاکید کرتے رہے۔

یعنی خسارے سے وہی انسان بچتے ہیں جو حق کہنے کے بعد صبر کے ساتھ ثابت قدم رہیں۔ حق اور صبر کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ مشکل حالات میں ہی تو استقامت ہوتی ہے اور ہم مشکل حالات میں ہی استقامت چھوڑ دیتے ہیں کہ پوری

Marfat.com

زندگی ہی نیکی میں گزار دی۔ اب حالات قابو سے نکل گئے۔ اب ہی تو وقت تھا استقامت کا مگر عملی زندگی میں آج ہمارا معاملہ الٹ ہو چکا۔ تو داعی کو اپنے دعویٰ توحید پر قائم ہونا چاہئے تاکہ اس کی دعوت توحید موثر ثابت ہو سکے۔

۳- دعوت الی اللہ

توحید اور اس پر استقامت کے بیان کے بعد دعوت الی اللہ کا تذکرہ فرمایا گیا کہ جب تک معاشرے کا ہر فرد داعی نہیں بنے گا مردہ قوم زندہ نہ ہو سکے گی۔ انحطاط و زوال کے اثرات کے تحت اجتماعی سطح پر موت واقع ہو چکی ہے یا معاشرہ موت کے اثرات کی زد میں ہے۔ ایسے حالات اس بات کے متقاضی ہیں کہ ہر شخص داعی بن کر کھڑا ہو جائے اور آقائے دوجہاں ﷺ کی سنت دعوت کو زندہ کرنے والا بن جائے کہ قوموں کی زندگی دعوت کے عمل کے دم سے ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ○

(۶:۶۶)

تم اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے اس (نارِ جہنم) پر بڑے سخت مزاج اور زبردست فرشتے (متعین) ہیں جو اللہ کے حکم کی (کسی صورت بھی) نافرمانی نہیں کرتے اور (نہ احکام کی بجا آوری میں کسی قسم کا تساہل کرتے ہیں بلکہ) جو بھی حکم دیا جائے اسے (فوراً) بجالاتے ہیں۔

Marfat.com

سب سے پہلے دعوت کا مخاطب داعی خود ہے کہ وہ خود اپنا جائزہ لے کہ وہ دین سے کتنا دور ہو چکا ہے۔ اس کے اندر کتنے اندھیرے اور تاریکیاں آ چکی ہیں۔ اس حال میں وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ میں کس طرح جائے گا۔ پھر داعی اپنے گھر اور اپنے معاشرے پر محنت کرے۔

مگر ہم نے اپنے تصور دعوت سے پہلے دونوں عناصر کو نکال دیا ہے۔ ہماری دعوت اوروں سے شروع ہوتی ہے۔ جب بنیاد ہی نہ رہی تو عمارت کس طرح کھڑی ہو گی۔ اگر داعی انقلاب لانا چاہتا ہے تو وہ اپنے من اور اپنے گھر میں انقلاب بپا کرے۔ دعوت کے عمل کے بغیر کوئی زندگی نہیں۔ ہماری پوری زندگی دعوت کے عمل سے عبارت ہے اور آخر تک اس عمل کا کوئی اختتام نہیں۔

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ فرما کر اس حقیقت کی تشریح کر دی کہ اللہ کی طرف دعوت دینے والے ساری نعمتوں حتیٰ کہ نعمت والے کے حقدار بن گئے کہ باقی سب رد کر کے فرمایا کہ سب سے اچھی بات اس کی ہے جس نے اللہ کی طرف دعوت دی اور داعی کے لئے میدان عمل کی کوئی پابندی نہیں۔ گھر، دفتر، دکان، کھیت، کھلیان ہر جگہ داعی اپنے کار دنیا کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ کا کام کرے۔ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائے کہ لوگو! تباہی کی طرف نہ جاؤ بربادی کی طرف نہ بڑھو۔ اللہ کی طرف بڑھو کہ یہی راہِ فلاح ہے۔

۴۔ عملِ صالح

داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی کو عمل صالح سے آراستہ کرے کہ یہ مستحسن نہیں کہ داعی اوروں کو تو عمل صالح کی دعوت دے مگر وہ خود صالح نہ ہو۔ عمل صالح کے ذکر کے ساتھ متصل فرمایا اننی من المسلمین کہ بندگی بچی

Marfat.com

بندگی و مسلمانی پر قائم رہنا دعوت کے لئے ضروری ہے کہ وہ امت مسلمہ کے تشخص کو اجاگر کرے۔ اسی کی دعوت کارگر ہو گی جو کسی فرقے، مسلک کا نہیں پوری امت کی فکر کرے گا۔ حضور ﷺ نے صرف عرب کا فکر نہیں کیا بلکہ پوری نوع انسانیت کا فکر کیا حتی کہ جنہوں نے پتھروں اور نیزوں کی بارش کی آپ ﷺ نے ان دشمنوں کے لئے بھی ہدایت طلب کی۔

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ بادشمناں نظر داری

حتیٰ کہ جب آپ ﷺ پر مظالم کی انتہاء ہو گئی تو ظالموں کے لئے بددعا کرنے کی بجائے فرمایا:

انما بعثتُ رحمة و لم ابعث لعانا	میں رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہوں، دھتکارنے والا، تباہ کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا"۔
	(الحدیث)

طائف میں جب کفار نے آپ ﷺ پر مظالم کی انتہاء کر دی تو حاضر خدمت ہونے والے فرشتوں سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ فرشتو! ابھی میرے صبر کا پیمانہ لبریز نہیں ہوا جنہوں نے پتھر مارے انہوں نے مجھے پہچانا نہیں، یہ نہ سہی ان کی اگلی نسلیں ایمان لائیں گی۔

داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ عمل صالح سے آراستہ ہو، پوری امت کی فکر رکھنے والا ہو کہ عالمی سطح پر اسلام کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

۵-دفع سیئة بالحسنة

داعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ برائی کو اپنے حسن کردار اور بھلائی سے دور

Marfat.com

کرے۔ داعی کا اتنا حوصلہ اور ظرف ہو کہ اس کا اپنا مستقل کردار ہو، ہر وقت دوسروں کو بدنام کرنا ان کی برائیاں دہرانے میں لگا رہنا دراصل اپنے لئے برائیاں کمانا ہے۔ فرمایا کہ اگر تمہاری بھلائیاں طاقتوں ہو گی تو وہ ان کی برائیوں کو ختم کر دیں گی، اس لئے کہا گیا ہے Blood can not be washed by blood. کہ برائی کا خاتمہ برائی سے نہیں کیا جا سکتا۔ اگر برائی کا جواب بھلائی سے دیا جائے تو برائی کا اثر خود بخود مٹ جائے گا اور یہی داعی کا شیوہ ہونا چاہئے۔

۶- صبر

ارشاد فرمایا:

وما یلقھا الا الذین صبروا کہ یہ سب کچھ صبر سے ملتا ہے، بے صبری سے نہیں کہ یہ راہ جو عظمت واستقامت اور ثمرات کی راہ ہے اس پر چلنا صرف اور صرف صبر سے ہی ممکن ہے۔ داعی کو چاہئے کہ کسی حال میں بھی وہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا وَ اتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ o (۲۰۰:۳)	اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدمی میں (دشمن سے بھی) زیادہ محنت کرو اور (جہاد کے لئے) خوب مستعد رہو اور (ہمیشہ) اللہ کا تقوےٰ قائم رکھو تاکہ تم کامیاب ہو سکو۔

۷- ذو حظ عظیم

ارشاد فرمایا: وما یلقھا الا ذو حظ عظیم یعنی اسے نہیں پاتا مگر بڑے نصیب والا یعنی یہ سب کچھ اسے ہی عطا ہوتا ہے جو خوش نصیب ہو کہ اگر داعی مذکورہ

بالا اوصاف کو اپنا لے تو یہ اس کے ذوحظ عظیم ہونے کی دلیل ہے۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ اگر کسی کو یہ سب کچھ عطا و وہب کے طور پر مل جائے تو اسے دیکھ کر حسد نہ کریں بلکہ صبر کریں کہ یہ نعمتِ عظمیٰ کچھ کو تو حصہ کے طور پر مل گئی، جن کا مقدر نہ تھا وہ صبر کریں۔ اگر صبر پر قائم رہے تو انہیں بھی اللہ کی عطا سے مل جائے گا کہ وہ جس پر چاہے بے حساب عطا کرتا ہے۔ جن کا حصہ مقدر نہیں ان کا طریق یہ ہے کہ وہ صبر کی راہ اختیار کریں۔ استقامت سے اس پر قائم رہنے سے ان کا دامن مراد بھی بھر جائے گا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی طرف سے نعمت ہر ایک کے لئے کھلی ہے۔ بندوں پر انحصار ہے کہ وہ کس حد تک اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت کرتے ہیں۔ ان کے بعد اب ان ثمرات کا تذکرہ کیا جاتا ہے جو توحید و دعوت پر استقامت اختیار کرنے والوں کو عطا ہوتے ہیں۔

ا۔ نزول ملائکہ

جب بندہ (داعی) صاحب توحید واستقامت بن جائے تو اس پر فرشتے اترتے ہیں۔ حدیث پاک میں ہے جس مجلس میں اللہ کا ذکر ہو ملائکہ اس کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں اور آسمانوں تک اس جگہ کو بھر دیتے ہیں۔ تہجد کے عادی لوگ ملائکہ کے اترنے کی آوازیں بھی سنتے ہیں۔ یہ باتیں ان لوگوں کے لئے مشکل اور ناقابل فہم ہیں جو اس راہ کے مسافر نہیں ہیں۔ جب بندے پر ملائکہ اترنے شروع ہو جائیں تو اسے ایک الہامی کیفیت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ رؤیائے صادقہ کی صورت میں اور عالم بیداری میں الہام والقا کی صورت میں بھی ہوتی ہے۔

۲، ۳۔ خوف و حزن سے نجات

جب ملائکہ اصحاب توحید و دعوت پر اترتے ہیں ہیں تو الہامی کیفیت میں ان

Marfat.com

پر اتر کر الہام کرتے ہیں کہ بے خوف ہو جاؤ یعنی داعی کو بے خوفی کی کیفیت نصیب ہو جاتی ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا سامنے آجائے اس کا دل اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔ استقامت نزول ملائکہ کا باعث بنتی ہے اور نزول ملائکہ بے خوفی اور عدم حزن یعنی حوصلہ مندی دیتی ہے۔ داعی میں یہ دو خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اگر کسی صاحب دعوت کو بے خوف دیکھو اور وہ عدم حزن کی کیفیت رکھتا ہو اور حوصلہ مند ہو تو یہ دو علامتیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ اس پر ملائکہ اتر رہے ہیں۔

وہی لوگ منزل کو پاتے ہیں جو اللہ کے سوا سب سے بے خوف ہو جاتے ہیں۔ حفاظت کی تدبیر اختیار کرنا اللہ کے حکم اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ بے خوف ہونا قلب کی کیفیت ہے۔ تدبیر ذمہ داری ہے تاہم بھروسہ اس اہتمام پر نہ ہو توکل اللہ پر ہو جیسا ماحول معاشرہ ہو ویسی حفاظت کی تدبیریں اختیار کرو۔ قیمتی اشیاء کی حفاظت کی جاتی ہے۔ بے خوفی کا مطلب ترک تدبیر نہیں ہے، تدبیر کرنا فرائض و واجبات میں سے ہے مگر توکل اللہ پر رہے۔ اس سے حوصلہ مندی اور بے خوفی پیدا ہو گی جو دعوت والوں کا تقاضا ہے۔

وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَمَا ضَعُفُوْا وَمَا اسْتَكَانُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ○ (۱۴۶:۳)

اور کتنے ہی انبیاء ایسے ہوئے جنہوں نے جہاد کیا، ان کے ساتھ بہت سے اللہ والے (اولیاء) بھی شریک ہوئے، تو نہ انہوں نے ان مصیبتوں کے باعث جو انہیں اللہ کی راہ میں پہنچیں ہمت ہاری اور نہ وہ کمزور پڑے اور نہ وہ جھکے اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔[۲۰]

Marfat.com

گویا راہ کے مصائب کو خاطر میں نہ لانا اور سرعت و جرات سے اللہ پر توکل کرتے ہوئے استقامت کے ساتھ منزل کی طرف رواں دواں رہنے والے صابر اللہ کو بہت پیارے ہیں۔

۴- جنت کی بشارت

اترنے والے فرشتے یہ بھی القاء کرتے ہیں کہ تمہیں جنت کی خوشخبری ہو یعنی صاحب استقامت اہل ایمان پر اترنے والے فرشتے انہیں دنیا و آخرت کی خوشخبریاں دیتے ہیں۔

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (۱۰:۶۴)	ان کے لئے دنیا کی زندگی میں (بھی عزت و مقبولیت کی) بشارت ہے اور آخرت میں (بھی مغفرت و شفاعت کی، یا دنیا میں بھی نیک خوابوں کی صورت میں پاکیزہ روحانی مشاہدات ہیں اور آخرت میں بھی حسن مطلق کے جلوے اور دیدار) اللہ کے فرمان بدلا نہیں کرتے، یہی وہ عظیم کامیابی ہے۔

۵- دنیا و آخرت میں فرشتوں کی دوستی

صاحب استقامت داعین حق کے لئے ملائکہ کو دنیا و آخرت کا رفیق بنا دیا جاتا ہے کہ تم قرآن کے مشن کے رفیق بنے۔ دعوت توحید پر استقامت سے قائم رہے، بے خوف بے غم ہو کر سراپا توکل بن کر راہ حق کے مسافر بنے تو دنیا و آخرت میں

Marfat.com

ملائکہ کو تمہارا رفیق بنادیا جائے گا۔ اس پیکر خاکی کی عظمت کا کیا عالم ہو گا جسے فرشتے آ کر کہیں کہ ہم تمہارے رفیق ہیں۔ اقامت دین کے مشن کا سچا رفیق بن جانا دراصل زندگی بھر کو اعتکاف میں بدل دینا ہے اور یہ استقامت ملائکہ کی رفاقت کی نعمت سے بہرہ ور کرتی ہے۔

۶-اخروی انعامات

دنیا میں عطاء کئے جانے والے ثمرات کے بعد اخروی انعامات کا تذکرہ فرمایا کہ آخرت میں اہل ایمان کو جنت عطا کی جائے گی اور اس میں ان کے لئے وہ سب کچھ ہو گا جس کو ان کا دل چاہے گا اور جو کچھ وہ طلب کریں گے۔ یہ ایک جامع بشارت دی گئی کہ ہر ایک کو اس کی طلب کے مطابق وہاں عطا کیا جائے گا۔ اہل عبادت کو تو جنت اور اس کی نعمتیں ملیں گی مگر اہل محبت کو خود جنت والا ملے گا کہ کچھ لوگ اجرت کے طالب ہوتے ہیں اور کچھ قربت کے، طالبان قربت کو کیا ملے گا اس کا تذکرہ اگلی آیت مبارکہ میں فرمایا۔

۷-نزلا من غفور الرحیم

اہل محبت کو اللہ تعالیٰ اپنی قربت سے نوازے گا اور ان کی اپنی شان کریمی سے خود میزبانی فرمائے گا۔

یہ تمام ثمرات و انعامات انہی کا نصیب ہوں گے جو دعویٰ توحید میں صادق اور صاحب استقامت ہوں گے اور دعوت الی اللہ کے راستے پر زندگی بھر کاربند رہنے والے ہوں گے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حواشی

(باب سوم)

۱۔ خودذات نبوت ﷺ کے منصب کو قرآن نے یوں بیان کیا۔

داعیا الی اللہ باذنہ و سراجا منیرا (۳۳:۴۶)

قرآن حکیم میں مضمون دعوت کم و بیش ۲۰۰ مقامات پر آیا ہے اہم مقامات: ۳:۲۳، ۴۶:۳۱۔۳۲، ۱۳:۱۴، ۴۰:۴۱

ا۔ دعوت کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں۔

i۔ قرآنی فلسفہ تبلیغ۔ از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ii۔ دعوت کا انقلابی طریقہ کار۔ پروفیسر محمد رفیق

۲۔ اللہ تعالیٰ کے پورے نظام میں ایک وحدت ہے کہ جو مرحلے اور اصول نباتات کی زندگی میں ملتے ہیں وہ جمادات میں بھی ملیں گے اس طرح انسانی زندگی کے جو اصول ہیں ان کا انطباق حیوانی زندگی پر بھی ہوگا۔ گویا یہ باری تعالیٰ کے نظام قدرت میں ایک ہمہ گیر کائناتی وحدت کی آئینہ داری ہے۔ جو اللہ کی وحدت پر دلالت کرتا ہے۔ انسان کا بچپن سے بڑھاپے تک پہنچنا۔ پودوں کا پیدا ہونا حتی کہ مرجھا جانا' انسانی' حیوانی' نباتاتی و جماداتی زندگی ہر سطح پر ایک ہی طرح کے اصول کار فرما نظر آئیں گے۔

تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں

انسان اور کائنات کی تخلیق وارتقاء۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

Marfat.com

۳۔ یہاں یہ مغالطہ پیدا نہیں ہونا چاہیے کہ ان آیات کا موضوع تو انفرادی زندگی نہیں ہے بلکہ اسکا اطلاق اجتماعی زندگی پر بھی اسی طرح ہو سکے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم الیہ ترجعون (۲:۲۸)

یہاں انسانی زندگی کے ۵ مراحل بیان ہوئے جن کا اطلاق انفرادی و اجتماعی سطح پر یکساں طرح ہوتا ہے۔ اس لئے یہ وضاحت Quranic Relevance میں ہو گی کہ انفرادی سطح پر بیان کی گئی حقیقتوں کا اطلاق اجتماعی سطح پر بھی ہو۔ اس طرح آیۃ ان

اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم (۱۳:۱۱)

کا اطلاق بھی انفرادی و اجتماعی دونوں سطحوں پر ہو گا۔

اب اس آیت کریمہ پر غور کریں:

و ھو الذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ان الانسان لکفور (۲۲:۶۶)

یعنی وہ رب جس نے تمہیں پہلے زندہ کیا پھر موت سے آشنا کیا اور اب تمہیں دوبارہ زندگی عطا کر سکتا ہے۔ وہ زوال زدہ اقوام کو دوبارہ عروج آشنا بھی کر سکتا ہے مگر انسان ناشکرا ہے کہ پہلی بار زندگی ملنے پر زندہ قوموں کی صف میں شامل ہوتے ہی انسانی معاشرہ اللہ کے احکام کا تارک ہو گیا اور حیات افروز الوھی ضوابط ترک کر کے معصیت اختیار کر لی جس سے اسکی زندگی موت سے بدلنے لگی اور اس سے وہ مایوسی کا شکار ہوا اس مایوسی کو ناشکری (کفران) کہا جا رہا

Marfat.com

ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر مذکور ہے:

انه لا یائس من روح اللہ الا القوم الکافرون (۱۲:۸۷)

یعنی مایوسی کفر' کفران اور ناشکری ہے۔ ناشکرا نہیں بننا چاہیے عروج و زوال کے حالات قوموں کی زندگی میں آتے ہیں۔ وہ صرف الوحی ضوابط کی پابندی سے ہی بام عروج پر فائز رہ سکتے ہیں۔

۴۔ مذکورہ آیت مبارکہ (۳۳:۴۵'۴۶) میں آقا ﷺ کے درج ذیل مناصب کا تذکرہ ہوا:

i۔ رسالت۔ ii۔ شاہدیت iii۔ مبشریت

iv۔ نذیریت v۔ داعیت vi۔ سراجاً vii۔ منیرا

جہاں یہ اوصاف آپ کی عظمت کو بیان کرتے ہیں اور دعوت حق کیلئے اساسی نصاب واضح کرتے ہیں وہاں یہ امر بھی قابل غور ہے کہ ان سارے اوصاف کے بیان کے دوران سارے بیان کا مرکزی نکتہ ذات نبوی ﷺ ہے۔ گویا داعی کے طرز عمل کی شان یہ ہونی چاہیے کہ:

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے
دھر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے

مذکورہ مناسب نبوت کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

مومن کون ہے؟ از ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

۵۔ دیگر: ۲:۱۵۱' ۲:۱۲۹:۳:۱۶۴' ۲:۶۲

۶۔ تربیت کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں:

i۔ رب العلمین۔۔۔ از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

Marfat.com

ii۔ تربیت کا قرآنی منہاج از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۷۔ یعنی علمك مالم تکن تعلم (۱۱۳:۴) کے ذریعے آقاؐ نے رب سے تربیت پائی اور ویعمکم مالم تکونوا تعلمون (۱۵۱:۲) کے ذریعے امت نے آقاؐ سے تربیت پائی۔

۸۔ مزمل چادر کو کہتے ہیں۔ تربیت رنگ حاصل کرنا ہے۔ (۱۳۸:۲) تو چادر کا ذکر کیا کہ جس طرح چادر کو رنگ لیا جاتا ہے سورۃ مزمل کے نصاب کو اپنا کر داعین حق اپنے آپ کو رنگ لیں۔

۹۔ اردو ترجمہ:

کئی رب کے وصل کے انتظار میں جاگ رہے ہیں کئی جاگنے کی اہمیت سے غافل اور کئی ایسے ہیں جو جاگنے کے ادب سے محروم ہیں ادب سے محروم بیداروں کا بیدار رہنا نہ رہنا برابر ہے۔ مگر کئی خوش نصیب ایسے بھی ہیں کہ اگر وہ ظاہر جاگ نہ بھی رہے ہوں تو بھی وہ اپنے رب کے حضور حاضر اور واذکر ربک اذا انسیت کا پیکر بنے ہوتے ہیں۔

۱۰۔ بقول اقبالؒ:

مقام بندگی دیگر مقام عاشقی
زنوری سجدہ می خواهی، زخاکی بیش ازاں خواہی
مس خامے کردارم از محبت کیمیا سازم
کہ فرداچوں رسم پیش تو از من ارمغاں خواہی

(زبور عجم)

۱۱۔ قیام اللیل کی اہمیت قرآن حکیم میں کئی مقامات پر اجاگر کی گئی ہے چند

مقامات:

۳:۱۳۳، ۱۱، ۱۱۴، ۱۷:۷۸، ۱۳۰،

۹:۳۹، ۴۱:۳۸، ۵۰:۴۰ اور دیگر مقامات

۱۲۔ ھویا فنا فی الشیخ ایہہ طالب مرشد وچ سمایا
لا الہ دی پھیر بہاری الا اللہ گھر آیا
(عارف کھڑی میاں محمد بخشؒ)

ذکر کی تفصیل کیلئے: ذکر الٰہی از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۳۔ بقول اقبالؒ:

نہ در اندیشہ من کارزار کفر و ایمانے
نہ در جان غم اندوزم ہوائے باغ رضوانے
اگر کاوی در و نم را خیال خویش رایابی
پریشان جلوہ چوں ماہتاب اندر بیابانے
(زبور عجم)

۱۴۔ توکل کے حوالے سے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:
ارکان ایمان۔۔۔۔ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۵۔ یس، طہ، مزمل، مدثر اور کئی دیگر حوالہ جات قرآنی اس کی دلیل ہیں۔

۱۶۔ اس حوالے سے قائد انقلاب کی زندگی کا ایک واقعہ عملی طور پر پیش کیا جاسکتا ہے کہ جب آپ دوران طالب علمی ایک نوجوان کو فہم دین کے سلسلہ میں ایک عالم دین کے پاس لے گئے تو انہوں نے اس نوجوان کی محلق اللحیہ و غیر متشرع ہونے کا طعنہ دیا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ نوجوان ہمیشہ کے لئے دینی حلقوں سے دور ہو گیا۔

Marfat.com

۱۷۔ ۱۸:۲۸، ۲۵:۴۳، ۵:۴۶، ۲۳:۲۳ میں اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے

۱۸۔ یہ تب ممکن ہے جب داعی کا تن و من سراپا ذکر و اطاعت بن جائے:

اندر ہوتے باہر ہوایدم ہودے نال جلیندا ھو
ھو دا داغ محبت والا ہر دم پیا سڑیندا ھو
جتھے ھو کرے رشنائی چھوڑ اندھیرا دیندا ھو
میں قربان تنہاں توں باہر جہڑا ھونوں صحی کریندا ھو

(سلطان باہوؒ)

۱۸(الف) استقامت کے حوالے سے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

ایمان اور اسلام دو عملی تصورات از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۹۔ یہاں سے پتہ چلا کہ ملائکہ کا آنا انبیاء کیساتھ خاص نہیں بلکہ امتوں سے بھی جو صاحبان استقامت ہوں گے ان پر ملائکہ اترتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ انبیاء پر فرشتوں اور جبریل امین کا آنا وحی کی غرض سے اور انکی نبوت کی شان کے لائق ہوگا اور غیر انبیاء کے پاس فرشتے بغرض وحی نہیں آتے۔ بلکہ ان کی شان و مرتبہ کے مطابق ہوگا۔ جو انبیاء سے کم تر ہے۔ اور غیر انبیاء کے پاس نزول ملائکہ کا مقصد بھی وہی جو قرآن میں مختلف مقامات پر بیان ہوا ہے۔

۲۰۔ یہاں آیت مبارکہ (۱۴۶:۳) میں ربیون سے پتہ چلا کہ انبیاء سابقہ کے ساتھ بھی اولیاء اللہ کا گروہ ہوتا تھا۔ گویا گروہ اولیاء کا امم سابقہ میں موجود ہونا آیت مذکورہ سے ثابت ہوا۔

Marfat.com

باب چہارم

ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر و اولئك ھم المفلحون (۳:۱۰۴)

قیام جماعت اور اس کی شرائط

قرآن حکیم کی فکر اور رہنمائی کی روشنی میں جب یہ بات طے پا گئی کہ امت مسلمہ کی حیات اجتماعی کا تسلسل دعوت کے عمل سے منسلک ہے تو یہ امر لازمی قرار پاتا ہے کہ دعوت کا عمل ہر حال اور ہر زمانے میں جاری و ساری رکھا جائے جو نہ صرف اصلاح احوال کا باعث ہو بلکہ امت مسلمہ کو اپنی عظیم تر منزل جو کہ غلبہ دین حق سے عبارت ہے سے بھی متعلق رکھے گا اور امت انفرادی و اجتماعی سطح پر کہیں بھی رہے اس عظیم نصب العین سے غافل نہیں رہے گی۔ کسی بھی عمل کی انفرادی سطح پر انجام دہی اتنی موثر نہیں ہوتی جتنی اجتماعی سطح پر ہوتی ہے۔ دعوت کا عمل بھی اپنی موثر انجام دہی کے لئے اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے اجتماعی نظم ونسق کے ساتھ انجام دیا جائے خود اسلام کا پورا ڈھانچہ اجتماعی فکر و عمل پر مبنی ہے ہر روز پانچ دفعہ ادا کی جائے والی نماز باجماعت اس کی روشن و بین مثال ہے حتیٰ کہ انفرادی طور پر بھی نماز ادا کی جا رہی ہو تو کلمات اجتماعی ہی ادا کئے جاتے ہیں۔

نماز باجماعت کے متعلق اتنی تاکید ہے کہ اگر دو مسلمان بھی ہوں تو فرض نماز ادا کرنے کے لئے جماعت کا اہتمام کریں یعنی ایک امام بن جائے اور ایک مقتدی' تین مسلمان اگر سفر پر نکلیں تو اپنے مین سے ایک کو امیر بنالیں۔ امیر المومنین سیدنا عمر فاروقؓ کا قول ہے "لا اسلام الا بالجماعة" اسلام کے فکر و عمل میں جماعت کی ضرورت پر اس قدر زور دیا جانا ہی اس امر کا ثبوت ہے کہ دینی امور کی انجام دہی میں جماعتی نظم کی کتنی زیادہ اہمیت ہے پھر جب بدی اور لادینیت کا نظام اجتماعی سطح پر منظم ہو چکا ہو تو اس کے خلاف کاوشیں تب ہی موثر ثابت ہوں گی جب دینی جدوجہد کو بھی

اجتماعی قوت وطاقت حاصل ہو۔ قرآن حکیم نے اس اہمیت کے پیش نظر اقامت دین کے لئے جماعت کے قیام کو لازمی ہی نہیں بلکہ واجب قرار دیا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ○ (۳:۱۰۴)۔	اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور وہی لوگ بامراد ہیں۔

گویا قیام جماعت امر الٰہی ہے جس کی ادائیگی ہم پر واجب ہے جو لوگ مذکورہ امور کے لئے جماعت سازی کرتے ہیں وہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور دعوت کے موثر انداز میں ابلاغ کے لئے اس حکم کی اتباع لازمی ہے۔

پوری تاریخ اسلام میں جب بھی کوئی جماعت امر خیر کے لئے قائم ہوگی وہ اس آیت کے حکم کی تعمیل ہوگی۔ ہر مکتبہ وطبقہ فکر اپنی دانست میں اس امر کے لئے مصروف عمل ہے۔ اس راہ پر دوسروں کی تغلیط نہیں کرنی چاہئے۔ اپنی جدوجہد کے حوالے سے اقرب الی الصواب کا یقین رکھنا حق ہے۔ جس طرح چاروں مسالک میں سے ہر ایک کو حق ہے کہ وہ اپنے آپ کو اقرب الی الصواب سمجھے تاکہ زیادہ سے زیادہ یکسوئی اور دلجمعی سے کام ہو سکے تاہم آیت ۱۰۴ سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ قیام جماعت ایک فریضہ دین ہے۔ دین کی دعوت واقامت کے لئے اس کی ادائیگی ہماری اجتماعی ذمہ داری ہے آج جبکہ کفر' فسق وفجور' عریانی فحاشی اور وہ تمام عوامل جو ہمارے ایمان کو دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں ان کی اجتماعی یلغار ہے بلکہ عالمگیر یلغار ہے جس کے پیچھے دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں اور حکومتوں کا ہاتھ ہے' پوری مغربی دنیا بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے عنوانات کے درپردہ اسلامی انقلاب اور اسلام کے تجدید واحیاء کو

Marfat.com

ایک عالمی دباؤ کے ذریعے ختم کرنا چاہتا ہے۔ دنیا بھر میں جہاں بھی اسلام کی تجدید ہو رہی ہے اسلام کا احیاء ہو رہا ہے۔ علمی، فکری، معاشی، سیاسی، ثقافتی، سماجی سطح پر کسی بھی جگہ جاندار تحریک اٹھی ہے جس میں اسلامی تہذیب کا مستقبل ہے جس سے ایمان و عمل کو تقویت و تجدید مل رہی ہے۔ وہاں عالمی استعمار کی طرف سے بنیاد پرستی کا بہانہ بنا کر تہذیبی، فکری، ثقافتی، دفاعی، حکومتی، اقتصادی غرضیکہ طرح طرح کے حملے کیے جا رہے ہیں تاکہ اس خطہ زمین پر بسنے والے مسلمانوں کا عرصہ حیات تنگ کر دیا جائے ان کا جینا دوبھر کر دیا جائے۔ قرآن نے عالمی استعمار اور اسلام دشمن طاقتوں کی اس نفسیات کو کئی مقام پر بیان کیا ہے۔

وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يَرُدُّوْنَكُمْ مِّنْ بَعْدِ اِيْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ (۲:۱۰۹)

بہت سے اہل کتاب کی یہ خواہش ہے تمہارے ایمان لے آنے کے بعد پھر تمہیں کفر کی طرف لوٹا دیں، اس حسد کے باعث جو ان کے دلوں میں ہے اس کے باوجود کہ انؐ پر حق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ (۲:۱۲۰)

اور یہود و نصاریٰ آپ سے (اس وقت تک) ہرگز خوش نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے مذہب کی پیروی اختیار نہ کر لیں۔

غرضیکہ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر اس حقیقت کو بیان کیا کہ اہل کتاب کی مسلمانوں سے اس وقت تک دشمنی قائم رہے گی جب تک یہ ان کی ملت

Marfat.com

تہذیب و ثقافت کو نہ اپنالیں اور اپنے تشخص کو ان کے تشخص و نظریہ حیات سے نہ بدلیں۔

دین کو مٹانے کے لئے کفر و طاغوت کا اور باطل کا فتنہ عالمی سطح پر اور اجتماعی طور پر برسرپیکار ہے۔ اس کو انفرادی کوششوں سے نہیں دبایا جاسکتا بلکہ اس کے لئے زیادہ دباؤ درکار ہے جب امت مسلمہ منظم ہو گی اور باطل کے خلاف منظم جدوجہد کرے گی تب ہی وہ باطل کو دبا سکے گی اس لئے ارشاد فرمایا کہ دعوت کے لئے تمہارے اندر ایک جماعت ہونی چاہئے۔ یہ فرض کفایہ ہے ضروری نہیں کہ ہر شخص جماعت سازی کرے ہر شخص جماعت سازی کا مکلف بھی نہیں مگر قرآنی فکر کی علمبردار جماعت کا ساتھ ضروری ہے تاکہ اس جدوجہد کے نتیجے میں اسلام کے تشخص کی بحالی ممکن ہو سکے۔ آج یہ بھی ایک المیہ ہے کہ مختلف خطوں اور علاقوں (Spheres) میں کی جانے والی دینی محنتیں اپنے اپنے مسلکوں کے لئے ہیں مگر دین کی فکر کو اکثر نے چھوڑ دیا ہے حالانکہ یہ سارے مسلک تو امت کے اندر وجود میں آئے اگر امت ہی نہ ہوتی تو یہ مسلک کہاں سے آتے' ارشاد ربانی ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْناً (۵:۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو (بطور دین (یعنی مکمل نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ (۳:۱۹)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

Marfat.com

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

اورامت کی شناخت و تشخص کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ○

(۲۲:۷۸)

اللہ نے تمہارا نام (بھی) اگلی کتابوں اور اس (قرآن پاک) میں مسلمان رکھا ہے (تم جانتے ہو یہ کیوں ہے اس لئے تاکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک گھر ایک قبلہ ایک دین قرار دیا جائے) تاکہ رسول تم پر گواہ ہو (تمہارا نگران حال ہو) اور تم لوگوں پر (ان کے اعمال کے متعلق قیامت کے دن اللہ کے سامنے) گواہی دو (تم مسلمان ہو تم حق پر ہو تم ہی سچے گواہ بن سکتے ہو۔ اپنے اس مقام پر فائز رہو) پس نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہو۔ وہی تمہارا مولیٰ (تمہارا کارساز) ہے پس کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو جیسے

Marfat.com

حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ (۱۰۲:۳)

اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت صرف اسی حال پر آئے کہ تم مسلمان ہو۔

اس تشخص کو دعائے ابراہیمی کے ذریعے یوں اجاگر کیا گیا:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ (۱۲۸:۲)

اے ہمارے رب! ہم دونوں کو اپنے حکم کے سامنے جھکنے والا بنا اور ہماری اولاد سے بھی ایک امت کو خاص اپنا تابع فرمان بنا۔

گویا امت مسلمہ دعائے ابراہیمی کا حامل ہے آقا کی ساری زندگی اور اس کی تکالیف دین اسلام کے لئے ہی تھیں۔ کسی ایک مسلک کے لئے نہ تھیں گویا دعوت کے لئے وہی جماعت اپنے نصب العین کے قریب اور مقاصد کے حوالے سے قرآنی منشا کے مطابق ہوگی جو کسی ایک مسلک کے تشخص کے لئے نہیں بلکہ پورے دین اسلام کے تشخص کے لئے مصروف جدوجہد ہوگی جو عالمی سطح پر غلبہ اسلام کی جنگ لڑے گی کیونکہ مسلک مذہب اور مشرب سب کچھ دین اسلام کے ساتھ ہے۔ قیام جماعت کی شرائط اور لوازمات کیا ہیں اس کی تفصیل سورۃ آل عمران میں آیت ۱۰۱ سے ۱۱۱ تک میں بیان کردی گئی ہے۔

وَ كَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَ فِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِىَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ

اور تم (اب) کس طرح کفر کرو گے حالانکہ تم وہ (خوش نصیب) ہو کہ تم پر اللہ کی آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں اور تم میں (خود) اللہ کے رسول موجود

Marfat.com

اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ○

(آل عمران' ۱۰۱تا۱۰۳)

ہیں اور جو شخص اللہ (کے دامن) کو مضبوط پکڑ لیتا ہے تو اسے ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کی جاتی ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرا کرو جیسے اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہاری موت صرف اسی حال پر آئے کہ تم مسلمان ہو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو اور اپنے اوپر اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی اور تم اس کی نعمت کے باعث آپس میں بھائی بھائی ہو گئے اور تم (دوزخ کی) آگ کے گڑھے کے کنارے پر (پہنچ چکے) تھے پھر اس نے تمہیں اس گڑھے سے بچالیا یوں ہی اللہ تمہارے لئے اپنی نشانیاں کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم ہدایت پاجاؤ۔

Marfat.com

قیام جماعت کے اساسی تقاضے:

ان آیات میں قیام جماعت کے حوالے سے بنیادی اور اساسی تقاضوں کو بیان کر دیا گیا ہے جو کہ پانچ ہیں:

۱- تمسک باللہ ۲- تمسک بالرسول ۳- تمسک بالقرآن

۴- تمسک بالتقوی ۵- تمسک بالوحدۃ (وحدت امت)

۱- تمسک باللہ

اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق اہل حق کی بنیاد ہے کہ اس تعلق سے تقویٰ جنم لے گا۔ مذکورہ بالا آیات میں اس بنیادی تقاضے کو بیان کیا جا رہا ہے کہ اہل حق کو ایمان اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہونا چاہئے ان کی زندگی تقویٰ کے اصولوں پر گزرنی چاہئے اور ان کو موت بھی اسلام و تقویٰ پر ہی آنی چاہئے جو صرف تعلق باللہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

۲، ۳- تمسک بالرسول اللہ ﷺ و تمسک بالقرآن

تمسک بالرسول اللہ ﷺ اور قرآن سے تعلق کو کفر کی دوری کی دلیل کے طور پر بیان کیا گیا کہ اگر اہل ایمان میں قرآن کی تلاوت ہوتی رہے اور قرآن حکیم کی تعلیمات کا چرچا عام رہے اور وہ ذات رسالت ماب ﷺ سے اپنا غلامی کا تعلق پختہ رکھیں تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ایمان کی راہ کو چھوڑ کر کبھی کفر کی راہ پر چلیں گویا کفر سے محفوظ رہنے کی ضمانت تعلیمات قرآنی پر عمل اور ذات نبوی ﷺ سے تعلق میں بیان کی گئی ہے۔

۴- تمسک بالتقویٰ

مذکورہ تینوں تعلق کو حاصل کرنے سے متصل تقوی کا ذکر فرمایا گیا کہ یہ

Marfat.com

تعلق ایمان و عقیدہ سے گزر کر عمل میں ڈھلنے چاہیں اور عمل اور انداز طرز حیات میں ان کی تاثیر نظر آنی ثاہئے کہ بندہ حقیقی معنوں میں مسلم یعنی مطیع و فرمانبردار بن جائے۔

۵- تمسک بالوحدۃ امت

اہل حق کی بنیادی خصوصیت اہل اللہ سے تعلق وحدت کا حامل ہونا ہے۔ تفرقہ اور گروہ بندی اہل حق کی علامت نہیں' اہل حق ہمیشہ امت کو جسد واحد بنانے کے لئے مصروف جدوجہد رہتے ہیں۔ یہاں ایک بات بڑی توجہ طلب ہے کہ یہ ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے یہ خبر دی کہ امت میں ۷۳ فرقے ہو جائیں گے تو جو لوگ اتحاد امت کی بات کرتے ہیں وہ معاذ اللہ اس حدیث رسول ﷺ کی خلاف ورزی کر رہے ہیں' یہ سراسر غلط اور باطل ہے اور گمان ناقص ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے قول مبارک کا یہ مفہوم لیا جائے کیونکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا آقائے نامدار ﷺ نے یہ خبر خوشدلی سے دی یا آنے والے ایک فتنے کا تذکرہ فرمایا۔ حدیث پاک میں تو یہ بھی آیا کہ آخر دور میں گھر گھر گانا بجانا عام ہو جائے گا' اولاد نافرمان ہو جائے گی' اب اگر اس کی تعبیریوں کی جائے کہ آقا ﷺ نے خبر دے دی ان فتنوں کے خلاف جدوجہد اور ان کی بیخ کنی کرنا فرمان رسول کے خلاف ہے تو (معاذ اللہ) سارے موجودہ فتنوں کثرت زنا' شراب' قتل و غارت سب کے خلاف جدوجہد ترک کرنا ہوگی کہ یہ سب کچھ آقا ﷺ کی خبر کے مطابق ہو رہا ہے۔ ان کے خلاف وعظ و احتجاج کیا کیا ضرورت ہے؟ فاسق و فاجر حکمرانوں نے تو آنا ہی ہے ان کے خلاف جدوجہد کی کیا ضرورت ہے؟ اب تو پھر وعظ کا زمانہ گزر گیا فتنوں کا زمانہ آگیا۔

عقل سلیم والے کے لئے یہ امر واضح ہے کہ مذکورہ مفہوم اخذ کرنا غلط ہے یہ خوشخبریاں نہیں بلکہ آنے والے فتنوں سے آگاہ کرنا ہے۔ آقا ﷺ تو نہیں چاہتے کہ

Marfat.com

میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو بلکہ آقا علیہ السلام کی منشا تو یہ ہے کہ امت جس واحد بن کر رہے اور پوری دنیا پر دین حق کا غلبہ ہو اس امر کا تذکرہ ایسے ہی ہے جیسے دیگر ہزار ہا باتوں کی خبر دی گئی جس سے کتب احادیث کے ابواب الفتن بھرے پڑے ہیں مگر اس کے خلاف رد عمل کیا ہونا چاہئے حدیث پاک کے مطابق اس دور فتن میں اچھے لوگ وہ ہیں گے جو اس زمانے میں ان فتنوں کے خلاف جنگ کریں گے[۲]۔ ان فتنوں کے مقابلے میں دب کر نہیں بیٹھیں گے بلکہ دین کی اقامت کے لئے تن من دھن لٹا دیں گے۔ آخر دور میں معاشرے کے بدکردار لوگ جن کے ہاتھوں بے عزت ہو جانے کا ڈر ہو گا وہ حکمران بن جائیں گے مگر بہتر لوگ وہ ہوں گے جو ان سے ٹکرا جائیں گے اور دین کی اقامت کے لئے کٹ مریں گے۔

حدیث پاک میں آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ میری امت کو فتنہ تفرق کا سامنا کرنا پڑے گا[۳] بہتر لوگ وہ ہوں گے جو امت کی وحدت کے لئے لڑیں گے۔ منتشر امت کو متحد کریں گے اور علم جہاد بلند کریں گے فتنہ تفرق کے خلاف جہاد اتحاد ہے[۴]۔ ابواب الفتن میں ہے کہ آقا علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ فتنوں کے زمانے میں افضل ایمان کن لوگوں کا ہو گا۔ فرمایا افضل ایمان ان لوگوں کا ہو گا جو گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہو گا اور ان فتنوں کے خلاف جہاد کرے گا۔

دوسرے مقام پر فرمایا ولا تکونوا کالذین تفرقو کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے یہ اصل راستے اور منشا ایزدی ہے کہ تفرقہ بازی کے خلاف اتحاد کی کاوشیں کی جائیں حدیث پاک میں ہے کہ بنی اسرائیل ۷۲ فرقے ہو گئے تھے اس طرح تم نہ ہو جانا۔[۵]

گویا ۷۲ فرقے ہو جانا خبر تھی مگر حکم الٰہی اور حکم نبوی علیہ السلام یہ ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح فرقوں میں تقسیم نہ ہونا' خبر اور حکم میں فرق ہے۔ خبر پر نہیں حکم پر

Marfat.com

عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ لا تفرقوا پر عمل کرنے کی ضرورت ہے کہ امت کو وحدت کی طرف لانے کی کوششیں کی جائیں۔ تفرق کو مٹانے والی دعوت ہی اصل دعوت ہے۔ قیام جماعت اور جماعت کے کردار کے حوالے سے ارشاد فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ○ (۳:۱۰۴)

اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں اور وہی لوگ بامراد ہیں۔ اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور جب ان کے پاس واضح نشانیاں آ چکیں اس کے بعد بھی اختلاف کرنے لگے اور انہی لوگوں کے لئے سخت عذاب ہے۔

ان آیات مبارکہ میں بھی قیام جماعت کے حوالے سے پانچ نکات بیان ہوئے ہیں:

۱۔ وجوب قیام جماعت ۲۔ دعوت الی الخیر ۳۔ امر بالمعروف

۴۔ نہی عن المنکر ۵۔ وحدت امت

۱۔ وجوب قیام جماعت

ولتکن منکم امۃ سے دعوت حق دینے والی جماعت کے قیام کا وجوب ثابت ہے جس کی وضاحت آغاز باب میں ہو چکی ہے۔

۲-دعوت الی الخیر

اہل حق کی جماعت کا فریضہ اولین دعوت الی الخیر ہو گا کہ وہ معاشرے میں خیر کے فروغ اور شر کے استیصال کے لئے مصروف عمل رہے گی۔

۳'۴-امر بالمعروف و نہی عن المنکر

اہل حق کی جماعت کا اگلا فریضہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے[6] یعنی دعوت کے لئے قائم کی جانے والی جماعت صرف دعوت الی الخیر تک ہی محدود نہ رہے گی بلکہ امر تک آئے گی۔ دعوت اور امر میں فرق ہے وہ جماعت دعوت کی جماعت نہیں ہو سکتی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو تو ترک کر دے اور صرف دعوت الی اللخیر پر مکتفی ہو جائے۔ کسی کے گھر یا مسجدوں میں جا کر نیکی کی دعوت دینا اچھا اور اونچا کام ہے مگر اس سے برائی کا راستہ نہیں روکا جا سکتا اس کے لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو اپنانا ہو گا۔ حدیث پاک میں ہے[7]:

(ترجمہ) "جو کوئی برائی دیکھے اسے ہاتھ سے روکے اگر ہاتھ سے نہ روک سکے تو زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اسے دل سے برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے"۔

یعنی معاشرے میں برائی کو دیکھ کر لوگوں کو ذہنی طور پر اس کے خلاف تیار کیا جائے اور علم جہاد بلند کیا جائے اگر اتنا نہ ہو سکے تو کم از کم دل سے برا جانے مگر یہ ایمان کی کمزور ترین حالت ہے۔ اگر دعوت کا کام کرنے والے بھی کمزور ترین حالت پر ہوں جو کہ عام کمزور شہریوں کے ایمان کی حالت ہے تو دعوت کا فرض کس طرح ادا ہو گا۔ آج اس فرض کی ادائیگی کو سیاست کا نام دے کر گوشہ عافیت تلاش کیا جا رہا ہے۔ کیا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سیاست ہے اگر یہ سیاست ہے پھر تو سارا قرآن ہی سیاست ہے کہ قرآن کی تعلیمات اس بات کی متقاضی ہیں کہ معاشرے کو معروف کا

نمونہ دیا جائے اور منکر سے پاک کر دیا جائے۔

۴-وحدت امت

وجوب قیام جماعت اور اس کے فرائض بیان کر کے بار دگر وحدت اختیار کرنے کا ذکر فرمایا گیا تاکہ وحدت امت کی اہمیت اجاگر ہو سکے کہ جماعت کا قیام بھی منزل وحدت امت کے حصول کے لئے اور مذکورہ تمام مقاصد اور ان کی برکات بھی تب ہی حاصل ہوں گی اگر تمام جدوجہد وحدت کا باعث بنے نہ کہ تفرقہ کا۔

وجوب قیام جماعت اور جماعت کے اہداف کو بیان کرنے کے بعد اس حوالے سے آیات ۱۱۰، ۱۱۱ میں پھر اسی مضمون کو بیان کیا گیا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى وَ اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ○ (۳:۱۱۰،۱۱۱)	تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں (کی راہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یقیناً ان کے لئے بہتر ہوتا، ان میں سے کچھ ایمان والے بھی ہیں اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔ یہ لوگ ستانے کے سوا کچھ نہیں بگاڑ سکیں گے اور اگر یہ تم سے جنگ کریں تو تمہارے سامنے پیٹھ پھیر جائیں گے، پھر ان کی مدد (بھی) نہیں کی جائیگی۔

ان آیات مبارکہ میں درج ذیل نکات بیان کئے گئے:

Marfat.com

۱-امت مسلمہ کا خیر امتہ ہونا ۲-امر بالمعروف ۳- نہی عن المنکر
۴-رسوخ فی الایمان ۵-قتال فی سبیل اللہ

۱-امت مسلمہ کا خیر امۃ ہونا

امت مسلمہ کو خیر امتہ کہا گیا کہ تمہیں لوگوں کے لئے چنا گیا ہے کہ تم اچھائی کا حکم دیتے ہو' برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔ یہاں ان پانچ امور کا بیان کرتے ہوئے پوری امت مسلمہ کو خطاب ہے۔ ایک خاص طبقہ کو مخاطب نہیں کیا پہلے فرائض دعوت یعنی قیام جماعت دعوت الی الخیر' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بیان میں بھی پوری امت کو مخاطب کیا اور پھر جب خیر امۃ قرار دیا پھر بھی پوری امت کو مخاطب کیا کہ ان فرائض کی ادائیگی خیر امۃ ہونے کے ناطے پوری امت پر فرض ہے اور امت کا ایک فرد اس کا مکلّف ہے جب ولتکن منکم امۃ کے تحت اس فرض کی ادائیگی کے لئے قیام جماعت عمل میں آگیا تو اس کے اہداف کے حصول کے لئے ہر فرد کو اپنا کردار ادا کرنا ہو گا مزید یہ کہ یہ عظیم کام کوئی محدود یا علاقائی جماعت انجام نہ دے سکے گی بلکہ وہی جماعت انجام دے سکے گی جو شرق سے غرب تک اپنا حیطہ کردار رکھتی ہو۔

۲'۳-امر بالمعروف و نہی عن المنکر

بار دگر ان دونوں امور کا تزکرہ کر دیا کہ امت مسلمہ کے خیر امۃ ہونے کا سبب اس کا کردار ہے جو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے عبارت ہے۔ مشکوۃ شریف کے آخری باب ثواب ھذہ الامۃ میں آخری حدیث میں خیر پر قائم رہنے والوں کی علامتیں بیان کی گئی ہیں کہ وہ:[۶]

(ا) خیر کی طرف دعوت دیں گے۔

(ب) معروف کا حکم دیں گے۔

(ج) منکر سے روکیں گے۔[9]

(د) اہل فتن کے خلاف قتال کریں گے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ اہل حق کی جماعت ایسی جماعت ہے کہ وہ نیکی کے فروغ کا کام کرے اس میں سب کچھ ہو' دعوت الی الخیر کے ساتھ ساتھ اس میں قتال کا عنصر بھی ہو وہ باطل اور اہل فتن سے ٹکرا جانے والی ہو۔ تن من دھن کی بازی لگا دینے والی جماعت ہو۔

۴-رسوخ فی الایمان باللہ

خیر امۃ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ معروف کے فروغ اور منکر کے خاتمے کے لئے مصروف جدو جہد جماعت کے افراد ایمان باللہ میں کامل ہوں گے کہ صرف تعلق باللہ کی دولت سے مالا مال اور روحانی الذھن لوگ ہی دعوت کے کام کو کماحقہ انجام دے سکتے ہیں۔

۵-قتال فی سبیل اللہ

اہل حق کی دعوت تن من دھن کی قربانی سے مملو ہو گی اور جب وہ باطل سے ٹکرلیں گے تو باطل یولوکم الادبار ثم لا ینصرون کا سامنا کرے گا اور اہل حق غالب وکامیاب وکامران ہوں گے بشرطیکہ وہ ان تقاضوں کو پورا کرتے ہوں جو اہل حق اور دعوت دینے والوں کے لئے ضروری ہیں۔

اراکین جماعت کی شرائط

دعوت حق کے لئے قائم کی جانے والی جماعت کے اراکین جنہوں نے دعوت کے کام کو انجام دینا ہے کا کردار کیا ہونا چاہئے؟ ان کی شخصیتیں کن اوصاف کی آئینہ دار ہونی چاہئے اس کا تفصیلی تذکرہ سورۃ توبہ آیات ۱۱۱'۱۱۲ میں فرمایا گیا ہے:

Marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ وَعْداً عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰكِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ○

(۹:۱۱۱، ۱۱۲)

بے شک اللہ نے اہل ایمان سے ان کی جانیں اور ان کے مال ان کے لئے جنت کے عوض خرید لئے ہیں (اب) وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں، سو وہ (حق کی خاطر) قتل کرتے ہیں اور (خود بھی) قتل کئے جاتے ہیں (اللہ نے) اپنے ذمہ کرم پر پختہ وعدہ (لیا) ہے، تورات میں (بھی) انجیل میں (بھی) اور قرآن میں (بھی) اور کون اپنے وعدہ کو اللہ سے زیادہ پورا کرنے والا ہے سو (ایمان والو!) تم اپنے سودے پر خوشیاں مناؤ جس کے عوض تم نے (جان و مال کو) بیچا ہے اور یہی تو زبردست کامیابی ہے (یہ مومنین جنہوں نے اللہ سے اخروی سودا کر لیا ہے) توبہ کرنے والے، عبادت گزار، (اللہ کی) حمد و ثنا کرنے والے، دنیوی لذتوں سے کنارہ کش روزہ دار، (خشوع و خضوع سے) رکوع کرنے والے، (قرب الٰہی کی خاطر) سجود کرنے والے، نیکی کا حکم کرنے والے

اور برائی سے روکنے والے اور اللہ کی
(مقرر کردہ) حدود کی حفاظت کرنے
والے ہیں اور ان اہل ایمان کو
خوشخبری سنادیجئے۔

ان آیات مبارکہ میں دعوت حق کے لئے قائم کی جانے والی جماعت کے اراکین کی درج ذیل خصوصیات بیان کی گئی ہیں:

۱-رسوخ فی الایمان	۲-بیع نفس اللہ	۳-بیع مال اللہ
۴-توبہ	۵-عبادت	۶- تحمید
۷-خلوت باللہ (السائحون)	۸-رکوع	۹- سجود
۱۰-امر بالمعروف	۱۱-نہی عن المنکر	۱۲-حفاظت حدود الٰہی
۱۳-قتال فی سبیل اللہ	۱۴-آرزوئے شہادت	
۱۵-امید فلاح (بشارت فوز عظیم)		

۱-رسوخ فی الایمان

اہل حق وہ لوگ ہیں جو ایمان میں رسوخ و استحکام کے حامل ہیں۔ ایمان دراصل رب تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص اقرار و معاملے کے طے پاجانے کا نام ہے اور یہی وہ خاص نسبت' ربط اور رشتہ بندے کو حقیقی مومن بنادیتا ہے۔ آج مومن ہونا صرف زبان سے کلمہ پڑھنے تک محصور و محدود کردیا گیا ہے یہ ایمان رسماً تو درست ہے مگر معناً اور حقیقتاً موہوم و معدوم ہے کہ اس میں بندہ کو رب کے ساتھ ایمان کا تعلق و حلاوت میسر نہیں۔

۲'۳-بیع نفس ومال

جب بندے کو رب تعالیٰ کے ساتھ ایمان کا تعلق مل جائے تو وہ معاملہ جو

بندے اور رب کے درمیان طے پاتا ہے۔ قرآن اسے سودا (بیع واشتریٰ) کہہ رہا ہے کہ بندہ جب توحید ورسالت کی گواہی دیتا ہے تو وہ درحقیقت اس شہادت کے عمل سے وہ اللہ کے اس سودے میں داخل ہوتا ہے جس طرح ارشاد فرمایا "بے شک اللہ نے مومنوں سے ان کی جانیں اور ان کے مال خرید لئے ہیں۔" یعنی بندہ مومن اپنی جان و مال کو اللہ کے حضور جنت کے بدلے فروخت کر دیتا ہے جب بندہ مومن نے اپنی جان و مال کو اللہ کی بارگاہ میں فروخت کر دیا تو یہ سب کچھ اللہ کی ملکیت میں چلا گیا بلکہ حقیقت حال تو یہ ہے کہ

جان دی' دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

یعنی جان و مال تو پہلے بھی رب ہی کی ملکیت تھے کہ عطا جو اس نے کئے تھے مگر یہ کمال کرم ہے کہ اپنی عطا کردہ چیزوں کو پھر سے خریدنے اور مومن کو اس کے بدلے جنت کا مالک بنانے کا اعلان کیا جا رہا ہے۔ جب مومن نے اپنی جان و مال کو اللہ کی راہ میں بیچ دیا تو اس پر اس کا کوئی اختیار باقی نہ رہا یعنی اب وہ اسے خود مالک سمجھ کر اپنی مرضی سے خرچ یا استعمال نہ کرے گا بلکہ اسی طرح استعمال کرے گا جس طرح رب کا حکم ہوگا کہ اس سودا طے کرنے کے بدلے میں بندہ مومن کو جنت جیسی عظیم نعمت سے بہرہ ور کیا گیا اور بندہ مومن کو یہ اکرام عطا کیا گیا کہ

یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○ (۸۹:۲۷-۳۰)	اے (وہ شخص، وہ جان، وہ روح) وہ نفس! جس نے اطمینان حاصل کر لیا، تو اپنے رب کی طرف واپس چل اس طرح کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی، پھر تو میرے (برگزیدہ)

Marfat.com

بندوں میں شامل ہو جا، اور میری
بہشت (نعیم) میں داخل ہو جا (تو نے
اللہ سے لو لگائی آج سے تو اس کا
مہمان ہے)۔

یہاں لوٹنے کا لفظ بھی قابل غور ہے کہ لوٹنا دراصل پردیس سے دیس کی طرف ہوتا ہے گویا مرد مومن کا اپنی جان اور مال کو اللہ کے حضور بیچ دینے کا مقصد اپنے اصل دیس کی طرف واپس آنے کی تیاری کرنا ہے کہ اس کا اصل دیس عالم ھاھوت' عالم لاھوت اور عالم جبروت ہے وہ عالم جہاں رب کے حسن و جمال کی تجلیات برستی ہیں اور ہر وقت اس کے انوار کا جلوہ رہتا ہے۔ وہ ملاء اعلیٰ مومن کا اصل دیس ہے یہ دنیا تو مرد مومن کے لئے پردیس ہے۔ یہ عالم ناسوت' عالم مادیت' عالم بشریت اور عالم دنیا اور دارالامتحان تھا جہاں وہ حرص' دنیا کے لالچ' مال و زر کی طلب' نفسانی خواہشات اور دنیاوی تمناؤں کے ماحول میں گر کر ملاء اعلیٰ کی لذتیں فراموش کر بیٹھا اللہ کی بارگاہ کی قربتوں کی حلاوتیں بھول گیا مگر رب ذوالجلال کے ساتھ بیع جان و مال کا مفہوم اس تمام ارضی و دنیاوی ماحول سے نکل کر اپنے آپ کو ملاء اعلیٰ کے ماحول سے متعلق کرنا ہے کہ بندہ پردیس میں رہ کر بھی دیس میں رہے' دور رہ کر بھی قربت میں رہے' جلوت میں رہ کر بھی خلوت میں رہے' مخلوق کے ہجوم میں رہ کر بھی رب کے تعلق میں رہے' مادیت میں رہ کر بھی روحانیت میں رہے اگرچہ اس کے صبح و شام اس دنیا کی گہما گہمی میں گزریں مگر اس کا دل یار کی طرف لگا رہے دل و جان رب کی یاد میں مشغول رہے ان کا تن من دھن مولا کے ساتھ متعلق ہو جائے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ	(ایسے) مرد (مومن) کہ جن کو سوداگری، خرید و فروخت اللہ کی یاد اور

Marfat.com

اِیۡتَآءِ الزَّکٰوۃِ یَخَافُوۡنَ یَوۡمًا تَتَقَلَّبُ فِیۡہِ الۡقُلُوۡبُ وَالۡاَبۡصَارُ ۝ (۳۷:۲۴)

ادائیگی نماز اور ادائیگی زکوٰۃ سے غافل نہیں کرتی (یہ وہ لوگ ہیں) جو اس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس (روز) میں دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

یعنی مردانگی یہ ہے کہ تجارت بھی کریں کاروبار دنیا بھی کریں، دنیاوی امور بھی نبھائیں مگر یہ سارے مشاغل انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ ہونے دیں وہ ہر دم اللہ کے ذاکر اور اس کی طرف راغب رہیں۔ بندے کا یہ حال رب کی طرف لوٹ جانا ہے۔

حضرت شیخ عمرو بن عثمانؒ اپنی کتاب "کتاب المحبت" میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے جسموں کو دلوں سے پہلے پیدا فرمایا دلوں کو روحوں سے پہلے پیدا کیا اور روحوں کو باطن سے پہلے پیدا فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے دلوں کو پیدا فرمایا تو انہیں ملاء اعلیٰ میں اپنی محبت کے مقام پر رکھا جب روحیں پیدا کیں تو انہیں اپنے مقام قرب میں رکھا جب باطن پیدا کئے تو ان کو اپنے باطن وصال میں رکھا۔ ہر روز رب ذوالجلال ۳۶۰ مرتبہ اپنے حسن کی تجلّی دلوں پر فرماتا ہے اور ۳۶۰ مرتبہ حسن کی تجلی روحوں پر فرمائی۔ عالم مادیت و جسمانیت میں بدن کو رکھا اور پھر اسے اپنی طرف لوٹ آنے کا کہا کہ وہ اپنی جان و مال کا سودا کر کے رب کی طرف جائے، لوٹ آنے کا اس لئے کہا کہ جب عالم مادیت کو پیدا کیا تو لطائف پر غفلت طاری ہو گئی جس پر اللہ تعالیٰ نے دلوں کو جسموں میں قید کر دیا دل کو جسم کے قید خانے میں بند کر دیا اور اسے غفلت کی سزا دی، روح کو قلب اور باطن کو روح میں قید کر دیا اور دنیا میں بھیج دیا اس طرح انسان وجود میں آیا پھر سلسلہ انبیاء قائم فرمایا۔"

انبیاء آتے رہے اور "اقم الصلوۃ لذکری (طٰہٰ)" "میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو" کے مصداق رب کی طرف متوجہ ہونے اور اپنے آپ کو اس کی یاد سے زندہ

Marfat.com

کرنے کا درس دیتے رہے گویا وہ نماز جس سے من میں یاد الٰہی کی حقیقت نہ اتر سکی نماز نہیں جنہوں نے انبیاء کرام کی تذکیر سے نفع حاصل کیا وہ مقصد عبادت اور مقصد ذکر و نماز کو پا گئے اور تعلق باللہ کی حقیقت کو سمجھ کر انہوں نے غفلت کا پردہ چاک کر دیا۔ نماز میں داخل ہوتے ہی انہیں ابدیت مل گئی کہ جب ان کا جسم نماز میں مشغول ہوا تو وہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہو گیا ان کا دل کھوئی ہوئی محبت کی تلاش میں' روح رب کی قربت کی تلاش میں اور باطن رب کے وصال کی تلاش میں گم ہو گیا غرضیکہ نماز کے اندر آتے ہی مومن اپنے مولا کی یاد اور اپنے اصل وطن سے متعلق ہو گیا۔ یہ حقیقت ہے اپنے جان و مال کو اللہ کی راہ میں بیچ ڈالنے کی کہ بندہ کلیتہً مولا کے سپرد ہو جائے۔

۴- توبہ

دعوت حق کے لئے قائم ہونے والی جماعت کے کارکنوں کی اگلی خصوصیت توبہ ہے یعنی وہ ندامت کے ساتھ رب کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔ اللہ کی طرف پلٹ جانے والے ہیں توبہ کے بھی درجات ہیں:

۱- عامۃ الناس کی توبہ اعمال بد سے اعمال صالح کی طرف ہے۔

۲- خواص کی توبہ غفلت ترک کر کے ہمہ وقت ذکر میں مستعدی ہے۔

۳- اخص الخواص کی توبہ ماسوا اللہ کی طرف دل کے میلان سے کلیتہً نجات ہے۔ ؎

۵'۶- عبادت و تحمید

سچی توبہ بندے کو حقیقی معنی میں عبد اور حامد بنا دیتی ہے کہ وہ ہمہ وقت رب کی اطاعت میں رہتا ہے اور زندگی کا ہر عمل اور کائنات کا ہر مظہر اسے اپنے رب کی حمد و تسبیح یاد دلاتا ہے' ارشاد ربانی ہے:

Marfat.com

اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَاماً وَّ قُعُوْداً وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ وَ یَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ○

(۱۹۱:۳)

یہ وہ لوگ ہیں جو (سراپا نیاز بن کر) کھڑے اور (سراپا ادب بن کر) بیٹھے اور (ہجر میں تڑپتے ہوئے) اپنی کروٹوں پر (بھی) اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی تخلیق (میں کارفرما اس کی عظمت اور حسن کے جلوؤں) میں فکر کرتے رہتے ہیں (پھر اس کی معرفت سے لذت آشنا ہو کر پکار اٹھتے ہیں) اے ہمارے رب! تو نے یہ (سب کچھ) بے حکمت اور بے تدبیر نہیں بنایا تو (سب کوتاہیوں اور مجبوریوں سے) پاک ہے، ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

۷۔خلوت باللہ

دعوت حق کے لئے قائم کی گئی جماعت کے کارکنان و اراکین کے لئے اطمینان و تسکین فقط تعلق باللہ میں ہی ہوتی ہے۔ وہ دنیا کے لذات سے کنارہ کش ہو کر ذکر الٰہی کی لذت میں ہی چین پاتے ہیں' ارشاد ربانی ہے:

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○

(۲۸:۱۳)

جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اگرچہ اہل دنیا کو راحت اور چین دنیا کے لوازمات میں ملتا ہے کیونکہ دنیا اور

Marfat.com

اس کے لوازمات میں کشش رکھ دی ہے:

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ○ (۱۴:۳)

لوگوں کے لئے ان خواہشات کی محبت (خوب) آراستہ کر دی گئی ہے (جن میں) عورتیں اور اولاد اور سونے اور چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے اور نشان کئے ہوئے خوبصورت گھوڑے اور مویشی اور کھیتی (شامل ہیں)، یہ (سب) دنیوی زندگی کا سامان ہے، اور اللہ کے پاس بہتر ٹھکانہ ہے۔

مگر حقیقی مومن اور داعیین حق ان سب لذتوں اور کششوں سے قطع نظر اس بات کے انتظار میں رہتے ہیں کب کب رات کے اندھیرے آئیں کہ وہ دنیا سے کٹ کر مولا سے لو لگائیں۔ جس طرح پرندے اپنے آشیانوں کا انتظار کرتے ہیں اس طرح حقیقی مومن رات کا انتظار کرتے ہیں کہ رات آئے تو وہ سراپا گریہ وزاری بن کر اپنے رب سے لو لگائیں اور بندگی و عبودیت کے جوہر کو زندہ کریں۔[۱۱۰]

۸'۹۔رکوع و سجود

داعیین حق اور حقیقی مومنین نماز قائم کرنے والے ہیں اور نماز کو سراپا خشوع و خضوع بن کر ادا کرنے والے ہیں۔ نماز کو مومن کی معراج فرمایا گیا ہے کہ نماز کے ذریعے جہاں بندہ اپنے رب سے ہم کلام ہوتا ہے وہاں اس کی اپنی ذات و کردار میں بھی ارتقاء ہوتا ہے وہ منکر سے نکل کر رفعت کردار کی منزلوں کو طے کرتا ہے۔

۱۰'۱۱۔امر بالمعروف و نہی عن المنکر[۱۱۱]

داعیین حق اور انقلابی جماعت کے اراکین قیام جماعت کے مقصد اساسی

Marfat.com

یعنی معروف کے فروغ اور منکر کے استیصال سے بھی کبھی غافل نہیں ہوتے کیونکہ خالی زبانی اللہ اللہ کرنا اور معاشرے میں نیکی کو فروغ نہ دینا اور بدی کو مٹانے کی کوشش نہ کرنا کردار کا دوغلا پن ہے جو رب کی بارگاہ میں قبول نہیں۔ یہ انفرادی ایمان کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور اجتماعی ایمان کو بھی غارت کر دیتا ہے اہل حق وہ ہیں جو اپنی ذات کے اندر بھی صفات مومنانہ کا پیکر ہوں اور معاشرے کو بھی اس نور سے منور کرنے کے لئے سراپا عمل بنے ہوئے ہوں۔

۱۲- حفاظت حدود الٰہی

یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے ہی ممکن ہے کہ مومنین اللہ کے دین' اس کے احکام کی حفاظت و نفاذ کرتے ہیں اور یہ جہاد کے بغیر ممکن نہیں چاہے وہ جہاد بالعلم ہو یعنی وعظ و تبلیغ کے ذریعے حق کا فروغ' جہاد بالنفس ہو یا جہاد بالمال' حدود الٰہی کے تحفظ کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کرنا ہی اہل حق کا شیوہ ہے۔

۱۳- قتال فی سبیل اللہ

جان و مال کو اللہ کے حضور بیچ دینے کا مطلب سر بکف ہو کر میدان جہاد میں اتر جانا ہے' حقیقی مومن اور دعوت حق کے کارکن اپنی جانوں کو اللہ کی امانت سمجھتے ہیں اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ضرورت پڑنے پر وہ اپنی جانوں کو بھی اللہ کے دین پر' اقامت دین پر' حفاظت حدود الٰہی پر قربان کر دیتے ہیں اور دشمنان دین سے جہاد و قتال کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔

۱۴- آرزوئے شہادت

اس ساری جدوجہد' بیع مال و نفس' قتال فی سبیل اللہ اور عبادات و مجاہدات کا مقصود اہل حق کے نزدیک قربت الٰہی کا حصول ہے اس لئے قتال فی سبیل اللہ میں بھی شہادت ان کے دل کی آرزو ہوتی ہے.....

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی
(بال جبریل)

۱۵-امید و یقین فلاح (بشارت فوز عظیم)

انتہائی ناگفتہ بہ اور مشکل و مایوس کن حالات میں بھی کارکنان دعوت حق مایوس نہیں ہوتے بلکہ اللہ کی تائید و نصرت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کی طرف سے عطا کردہ بشارت فوز عظیم کے حق ہونے کا یقین انہیں ہمہ وقت تازہ دم رکھتا ہے' ارشاد ربانی ہے:

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا یَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِیْنَ لَا یُوْقِنُوْنَ○ (۳۰:۶۰)

پس تم صبر کرو بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے (حق ہے) اور (دیکھو) جو لوگ یقین نہیں لاتے کہیں تم کو (تمہارے عزم سے) ہلا نہ دیں۔

یہی یقین اہل حق کی وہ قوت ہے جو انہیں ابتر ترین حالات میں بھی سراپا جدوجہد و پیکر عمل بنائے رکھتی ہے تا آنکہ دور مصائب و مشکلات کے مدوجزر انہیں دبا نہیں سکتے اور وہ انجام کار منزل مقصود کو پا لیتے ہیں بقول اقبالؒ

عزم ما را بہ یقیں پختہ ترک سازکہ ما
اندریں معرکہ بے خیل و سپاہ آمدہ ایم
(زبور عجم)

یہ وہ پندرہ بنیادی خصوصیات ہیں جو سورۃ توبہ کی آیت ۱۱۰'۱۱۱ میں بیان کی گئی ہیں اور دعوت حق کے لئے قائم ہونے والی جماعت کے کارکنوں وارا کین کے کردار کا لازمی جزو ہونا چاہئے اس کے بغیر ان کی جدوجہد وہ مطلوبہ نتائج پیدا نہ کر سکے گی جس کا

وعدہ قرآن حکیم میں جا بجا کیا گیا ہے۔ کردار کی تہذیب و روحانی تربیت کے ان تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ انقلابی جدوجہد کے عملی میدان کے تقاضوں کو پورا کرنا بھی اراکین جماعت کے لئے لازمی ہوگا جن کی تفصیل یہ ہے:

اراکین جماعت کی جدوجہد کے تقاضے

انقلاب کے لئے بپا ہونے والی ہر تحریک کو ان مراحل میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ باالفاظ دیگر کوئی بھی تحریک اور اس کے کارکن ان مراحل میں سے گزرے بغیر انقلاب کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے' یہ تقاضے درج ذیل ہیں:

پہلا تقاضا...... شعور مقصدیت

شعور مقصدیت سے مراد اس بات کا شعور حاصل کرنا ہے کہ ہماری جدوجہد کا مقصد کیا ہے۔ ہماری تحریک اور ہمارے مشن کی منزل کون سی ہے؟ اگر ذہنوں کے اندر مقصد ہی گڈمڈ ہو تو ساری جدوجہد ہی گڈمڈ ہو جاتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن سے وابستہ لوگوں پر یہ چیز واضح ہونی چاہئے کہ ہماری تحریک کا مقصد محض وعظ و تبلیغ نہیں بلکہ ہماری تحریک کا مقصد مصطفوی انقلاب ہے اور ہماری منزل عالمگیر سطح پر احیاء اسلام اور غلبہ دین حق کی بحالی ہے اگر یہ مقصد واضح ہو تو جدوجہد کی تفصیلات سمجھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔

دوسرا تقاضا...... انتھک جدوجہد

جب مقصد کا شعور مل گیا تو اب اس کے حصول کے لئے انتھک جدوجہد لازم ہے۔ مصطفوی انقلاب کے قافلے کے سپاہیوں کو یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ ہم نہ تو صرف روایتی مذہبی ہیں اور نہ ہی صرف روایتی سیاسی' یہ دونوں چیزیں ہمارا کردار نہیں۔ ہماری جدوجہد کا مزاج انقلابی ہے ہمارا نظریہ فکر و عمل نہ تو روایتی مذہبیت ہے

Marfat.com

اور نہ ہی روایتی سیاسیت' ہماری جدوجہد کا عنوان انقلابیت ہے۔

تیسرا تقاضا...... مصائب و مشکلات

جب احیاء اسلام کی خاطر انقلابی جدوجہد کا آغاز کیا جاتا ہے تو مصائب و مشکلات' پریشانیاں' مزاحمتیں' مخالفتیں اور دشمنیاں اس سفر کے لئے لازم ہیں۔ اگر کوئی یہ خیال کرے کہ ہم ان کے بغیر ہی منزل مقصود تک پہنچ جائیں تو اسے یہ سفر اختیار ہی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ مصائب و آلام اور تکالیف و مشکلات اس سفر کا لازمی حصہ ہیں۔ ان پریشانیوں میں جسمانی پریشانیاں بھی آتی ہیں' نفسیاتی الجھنیں بھی آتی ہیں' دشمنوں کی گالیاں بھی سنی پڑتی ہیں' بھوک اور افلاس کی کیفیت سے بھی گزرنا پڑتا ہے' معرکوں میں مایوسیاں اور ناکامیاں بھی ہوتی ہیں۔ الغرض کبھی ڈوبنا ہوگا اور کبھی تیرنا ہوگا۔ یہ مخالف لہروں کے تھپیڑے ہیں کبھی آپ نیچے جائیں گے اور لہریں اوپر ہوں گی' کبھی لہریں نیچے ہوں گی اور آپ اوپر آئیں گے۔ یہ ایک لازمی مرحلہ ہے اس کے بغیر کبھی کوئی کشتی ساحل مراد پر نہیں پہنچی۔

چوتھا تقاضا...... اخلاص اور وفاداری

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان مصائب و مشکلات پر قابو کیسے پایا جائے؟ اس کا بڑا آسان سا جواب ہے اور وہ یہ کہ جب نظر اگلے مرحلہ پر ہو تو پچھلا مرحلہ خود بخود طے ہو جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت ایک مثال کے ذریعے یوں کی جاسکتی ہے کہ مصر کی عورتیں حضرت یوسفؑ کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے زلیخا کے پاس آئیں۔ زلیخا نے ان کے ہاتھ میں پھل اور چھریاں پکڑا دیں جب ان عورتوں کی نظر حسن یوسف پر پڑی تو وہ اس جلوے میں اس قدر محو ہو گئیں کہ پھل کاٹنے کی بجائے اپنی انگلیاں کاٹ بیٹھیں۔ اب اگر ان کی نگاہ صرف اس عمل پر رہتی کہ ہماری انگلیاں کٹ گئیں اور خون بہہ گیا تو کبھی حقیقت کو نہ پاتیں۔ انہوں نے اپنی نگاہیں حضرت

Marfat.com

یوسفؑ کے چہرے پر مرکوز رکھیں۔ نگاہ چونکہ ایسے شے پر تھی جو تکلیف سے زیادہ بہتر تھی' سو ہاتھ بھی کٹ گئے مگر انہوں نے حقیقت کو پالیا چنانچہ منزل تک پہنچنے کا اصول یہ طے پایا کہ اگر درمیان میں کوئی مصیبت آجائے تو نگاہ مصیبت پر نہ ہو بلکہ اس چیز پر ہو جسے پانے کی راہ میں یہ مصیبت آئی لہذا جو شخص مصیبت میں تو گھرا مگر اس کی نظر اس راحت پر رہی جو آگے آنے والی تھی تو وہ سفر میں کامیاب ہو گیا یہ چیز اخلاص اور وفاداری سے آتی ہے۔

پانچواں تقاضا...... ایثار و قربانی

مقصد کو پانے کے لئے قربانی چاہئے' ایثار اور قربانی کے بغیر کبھی منزل تک نہیں پہنچا جا سکتا۔ قربانی کے نعرے تو ہر کوئی لگاتا ہے لیکن جب قربانی کی ضرورت پڑتی ہے تو بہت کم لوگ آمادہ ہوتے ہیں۔ مصطفوی انقلاب کی منزل کو اس وقت تک حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک ہر کوئی اپنی بساط اور استطاعت کے مطابق قربانی نہ دے۔ منزل جتنی عظیم ہو قربانی بھی اتنی عظیم دینا پڑتی ہے اور ہماری منزل مصطفوی انقلاب ہے لہذا ہمیں ہر وقت تن' من' دھن کی بازی لگانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

چھٹا تقاضا...... سخت کوشی اور جانفشانی

مصطفوی انقلاب کے جیالوں کو سخت کوش اور جانفشاں بننا ہو گا اور اگر جان کو سختی در پیش ہو تو ان سختیوں میں مسکرا کر رہنے کا عزم پیدا کرنا ہو گا۔ مزاج میں سخت کوشی اور جانفشانی ہونی چاہئے چنانچہ راہ انقلاب کے مجاہدوں کو اتنا سخت اور جانفشاں ہونا چاہئے کہ اگر پتھر بھی ان سے ٹکرائیں تو چور ہو جائیں۔ اگر آپ کے حوصلے پتھروں سے زیادہ سخت اور فولاد سے زیادہ مضبوط ہو گئے تو دنیا کی کوئی طاقت مصطفوی انقلاب کا راستہ نہیں روک سکتی۔

ساتواں تقاضا...... نظم وضبط

اگر جدوجہد میں نظم وضبط نہ ہو تو ساری جدوجہد رائیگاں چلی جاتی ہے۔ نظم وضبط کو معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہئے بلکہ یہی سب سے اہم چیز ہے لہذا ہر تحریکی ساتھی اپنے قول میں' اپنے عمل میں' اپنی طبیعت میں اور اپنی جدوجہد میں نظم و ضبط پیدا کرے' کسی بھی تحریک میں نظم وضبط کا فقدان بہت بڑی کمزوری ہوتی ہے۔ اس کے بغیر ساری جدوجہد بے فائدہ ہو جاتی ہے اب اگر ذہن میں یہ سوال آئے کہ نظم وضبط کیسے پیدا ہوگا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو دستور دیا گیا ہے' نظام العمل دیا گیا ہے' سرکلر کے ذریعے ہدایات دی جاتی ہیں ان کے اوپر پابندی کے ساتھ چلنا آپ کا نظم و ضبط ہے۔

آٹھواں تقاضا...... اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ

آپ کی شخصیت اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی پیکر ہونی چاہئے' برے اخلاق کے حامل لوگ مصطفوی انقلاب نہیں لا سکتے۔ دوسروں سے حسد کرنے والے اور دلوں میں عداوت اور عناد رکھنے والے کبھی بھی انقلاب کی منزل تک نہیں پہنچ سکتے۔ مصطفوی انقلاب لانے کے لئے آپ کے اندر جرأت و بہادری' عفو و درگزر اور حوصلہ و ہمت چاہئے۔ آپ جس سے ملیں آپ کے دلوں کے اندر محبت الٰہی اور محبت رسول ﷺ کے طوفان موجزن ہوں۔ جب آپ کی اپنی شخصیت' اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ سے آراستہ ہوگی تو دوسرے لوگ بھی آپ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اخلاق حسنہ کا پیکر بنے بغیر آپ کسی کو اپنے مشن کی طرف راغب نہیں کر سکتے۔ اعمال صالحہ میں نماز کی پابندی' روزے کی پابندی' تلاوت کی پابندی' صدقہ و خیرات کی پابندی' تہجد کی پابندی اور ذکر و اذکار کی پابندی شامل ہے۔ یہ تمام چیزیں انقلاب کا مرحلہ ہیں اور ہم انہیں نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اگر ہمارے اندر یہ چیزیں پیدا نہیں

Marfat.com

ہوں گی تو ہم اپنے گھر والوں کو' دوستوں کو اور اعزہ و اقارب کو مشن کی طرف کیسے متوجہ کریں گے لہذا ہمیں اپنے عمل اور کردار میں یہ خوبیاں پیدا کرنی ہوں گی کیونکہ معاشرے میں اس وقت تک انقلاب نہیں آسکتا جب تک ہم اپنی ذات میں انقلاب پیدا نہ کریں۔

نواں تقاضا...... بے غرضی و نفع بخشی

انقلاب کی راہ پر چلنے والوں کا دل ہر طرح کے حرص' طمع' لالچ اور غرض سے پاک و صاف ہونا ضروری ہے اگر آپ کے دل میں شہرت اور جاہ و منصب کا لالچ ہے اور آپ کے دل میں مفاد پرستی اور خود پرستی اور خود غرضی ہے تو یاد رکھیں خود غرضی اور انقلاب یہ دو چیزیں کبھی یکجا نہیں ہو سکتیں۔ انقلاب تو اپنے مفاد کو قربان کر دینے کا نام ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں اور غرضوں کو قربان کر کے مخلوق خدا کو نفع پہنچانے کا نام ہے جب آپ ہر قسم کی خود غرضی' مفاد پرستی اور حرص و لالچ سے پاک ہو کر خدا کی مخلوق اور حضور ﷺ کی امت کو نفع پہنچانے کے لئے جئیں اور مریں گے تو اس وقت انقلاب کی منزل بہت قریب آجائے گی۔

دسواں تقاضا...... سرفروشی

عظیم مقصد کے لئے قربانی بھی عظیم چاہئے' انقلاب کے لئے جان کے نذرانوں کی بھی ضرورت پڑتی ہے اور اس کے لئے سرفروشی کا جذبہ چاہئے۔ راہ انقلاب پر چلنے والوں کو ہر وقت سربکف مجاہد کی طرح رہنا چاہئے۔ طاغوتی اور استحصالی نظام کو بدلنے کے لئے جوانیاں لٹانے اور گردنیں کٹانے کے نعرے کو ایک حقیقت میں بدلنا ہو گا۔ احیاء اسلام اور اقامت دین کے لئے حسینی سنت پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ ہمیں شجر اسلام کی آبیاری' سرفروش مجاہدوں کی طرح اپنے خون سے کرنا ہو گی جس دن ان تمام شرائط پر پورا اترنے والے چند لاکھ سرفروش سر کٹانے کو

Marfat.com

تیار ہو گئے تو پھر کامیابی و کامرانی اس قوم کا مقدر ہو گی اور مدتوں سے منتظر امت مسلمہ اپنی آنکھوں سے انقلاب کا سویرا طلوع ہوتا دیکھے گی اور جو طاقتیں اس وقت پہاڑ کی طرح نظر آتی ہیں، خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیں گی۔ ہر طرف اسلام کی عظمت و شوکت کے جھنڈے لہرائیں گے۔

گیارھواں تقاضا......انقلاب

تحریکی مراحل میں آخری مرحلہ انقلاب کا آتا ہے جس میں ہر طاغوتی اور استحصالی نظام کا تختہ الٹ دیا جاتا ہے اور ہر طرف عدل و انصاف کا راج ہوتا ہے حقداروں کو ان کا حق ملتا ہے، مظلوموں کی فریادرسی ہوتی ہے اور ظالموں کو ان کے ظلم و ستم کی سزا ملتی ہے۔ کارکنان انقلاب نے اپنے آپ کو ان گیارہ مراحل میں سے گزارنا ہے۔ یہ انقلابی جدوجہد کے بنیادی اصول ہیں۔ اگر ان پر توجہ نہ دی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ انقلابی جدوجہد کے بنیادی تقاضے اور بنیادی شرائط ہی پوری نہیں کی جا رہیں۔ ہر شخص کو اپنے گریبان میں جھانک کر اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ ان گیارہ تقاضوں میں سے کتنے تقاضے پورے کر رہا ہے۔ اقوام و ملل کے احوال منقلب کرنے کا کار عظیم اپنی ذات کو انقلاب آشنا کئے بغیر ممکن نہیں۔[۱۳]

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیر و اما بانفسھم (۱۳ : ۱۱)

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

حواشی

(باب چہارم)

ا۔ اس آیت مبارکہ (آل عمران ۱۰۴) کی اہمیت اس وقت واضح ہو گی جب ہم معروف اور منکر کے قرآنی تصور پر غور کریں گے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

معروف

معروف ۳۹ مرتبہ قرآن پاک میں آیا ہے۔ جن میں سے (۸) مرتبہ امر بالمعروف کے طور پر آیا ہے۔ جبکہ بقایا تمام مقامات پر معاملات زندگی کی حسن صورت کو معروف کہا گیا ہے۔

الف. لا خير كثير من نجوهم الامن امر بصدقة او معروف او اصلاح بين الناس (٤: ١٤٤)

ب. واقسموا بالله جهد ايمانهم لئن امرتهم ليخرجن قل لا تقسموا طاعةمعروفة ان الله خبير بما تعملون.

(النور ٢٤: ٥٣)

المنکر

۱۵ دفعہ یہ لفظ قرآن پاک میں آیا ہے۔

منکر کی تعریف

الف۔ (منکر کفر ہے)۔ و اذا تتلى عليهم ايتنا بينت تعرف فى وجوه الذين كفروا المنكر ۔(الحج ۲۲:۷۲)

ب۔ منکر معصیت ونافرمانی ہے:

Marfat.com

ومن یتبع خطوت الشیطن فانه یامر بالفحشاء والمنکر ولو لا فضل اللہ علیکم ورحمت ماز کی منکم من احدابد و لکن اللہ یز کی من یشاء واللہ سمیع علیم (۲۱:۲۴)

ج۔عام برائی بھی منکر کے ذیل میں آتی ہے

وتاتون فی نادیکم المنکر (۲۹:۲۹)

عام بری بات بھی منکر کے زمرے میں آتی ہے۔

اسی طرح قول ظہار کو بھی کہا: و انھم لیقولون منکرا (۵۸:۲)

گویا "منکر" پوری زندگی سے تزکیہ کا نکل جانا ہے۔

۲۔ صحیح بخاری ۲۹پ کتاب الفتن حدیث ۱۹۷۲

۳۔ صحیح بخاری ۲۹پ کتاب بالاعتصام بالکتاب والسنہ ۲۱۷۳۔

۴۔ ذکر رسول اللہ ﷺ فتنہ فقربھا قالت قلت یا رسول اللہ ﷺ من خیر الناس فیھا قال رجل فی ماشیۃ یودی حقھا و یعبد ربہ ورجل اخذ براس فرسہ یخف العدو ویخوفونہ و فی الباب عن ام مبشر و ابی سعید خدری و ابن عباسؓ۔(جامع ترمذی۔ج ۲'ابواب الفتن)

۴ل فرقہ پرستی کے خاتمے کے حوالے سے ملاحظہ ہوں۔

فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے: ڈاکٹر محمد طاہر القادری

اعلامیہ وحدت: منہاج القرآن پبلی کیشنز

تحریک منہاج القرآن اور اتحاد امت: پروفیسر محمد رفیق

۵۔ حدیث افتراق۔جامع ترمذی

۶۔ ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر اباب ھذا

Marfat.com

۷۔ عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللهﷺ یقول من رای منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلك اضعف الایمان(صحیح مسلم شریف)

۸۔ عن بهز بن حکیم عن ابید عن جده انه سمع فی قوله تعالی کنتم خیر امته اخرجت للناس قال انتم تتمون سبعین امة انتم خیرها واکرمها علی الله رواه الترمذی و ابن ماجه والدارمی وقال الترمذی هذا حدیث حسن.

(مشکوۃ شریف باب ثواب ہذہ الامۃ)

یہی مضمون دوسری حدیث میں بطریق دیگر وارد ہے:

قال والذی نفسی بیده لتامرون بالمعروف و لتنهون عن المنکر اولیو شکن الله ان یبعث علیکم عذابا عقابا منه فند عونه فلا یستجب لکم(جامع ترمذی ج ۲۔ ابواب الفتن)

۹۔ معروف و منکر کے لئے ملاحظہ ہو حاشیہ نمبر ا باب ھذا

۱۰۔ توبہ کے حوالے سے تفصیل کے لئے بلاحظہ ہو:

حسن اعمال، حسن احوال از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۱۔ ۳:۱۱۳، ۱۱:۱۱۴، ۱۷:۷۸، ۲۰:۱۳۰، ۳۹:۹، ۴۱:۳۸،

۵۰:۴۰ و دیگر مقامات قرآن حکیم

۱۲۔ نماز کے اس کردار کے لئے ملاحظہ ہوں۔

۴:۴۳، ۲۴:۳۷، ۲۹:۴۵، ۳۱:۱۷

تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

ا۔ آداب نماز

Marfat.com

ii۔ فلسفہ نماز از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:

i۔ سفر انقلاب: ڈاکٹر محمد طاہر القادری

ii۔ اجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر: ڈاکٹر محمد طاہر القادری

iii۔ قائد اور کارکن: پروفیسر محمد رفیق

iv۔ تحریکی گائیڈ بک: پروفیسر محمد رفیق

Marfat.com

باب پنجم

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ (۳۳:۲۱)

مصطفوی انقلاب کا منہاج
سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

ایک مثالی اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے برپا کئے جانے والے انقلاب کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ اسکے نتیجے میں مندرجہ ذیل مختلف ڈھانچوں میں تبدیلی پیدا ہو اور زندگی کے یہ تمام پہلو انقلاب کے بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ ہو جائیں:

۱-	معاشرتی ڈھانچہ	Social Structure
۲-	معاشی ڈھانچہ	Economic Structure
۳-	سیاسی ڈھانچہ	Political Structure
۴-	تعلیمی ڈھانچہ	Educational Structure
۵-	مذہبی ڈھانچہ	Religious Structure
۶-	اخلاقی ڈھانچہ	Moral Structure
۷-	روحانی ڈھانچہ	Spiritual Structure
۸-	ثقافتی ڈھانچہ	Cultural Structure

یہ تبدیلی دورِ رسالت اور خلافت راشدہ کی سمت میں ہو۔ بصورت دیگر وہ اسلامی انقلاب نہ ہوگا۔ [1]

اسلامی انقلاب کا بنیادی مقصد اقامت دین یعنی دین حق کا سیاسی غلبہ ہے اس کی وضاحت قرآن مجید کی متعدد آیات سے ہوتی ہے جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

Marfat.com

(الف) هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ (۲۸:۴۸)

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کردے۔ [۲]

(ب) وَ قَاتِلُوْاهُمْ حَتّٰی لَاتَکُوْنُ فِتْنَةٌ وَ یَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ (۳۹:۸)

اور (اے اہل حق) تم ان (کفرو طاغوت کے سرغنوں) کے ساتھ (انقلابی) جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ (دین دشمنی کا) کوئی فتنہ (باقی) نہ رہ جائے اور سب دین (یعنی نظام بندگی و زندگی) اللہ ہی کا ہو جائے۔

اس آیت کریمہ میں کلہ للہ سے مراد غلبہ دین ہے۔ اگر اس آیت کا ظاہر معنی مراد لیا جائے تو لازم آئے گا کہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کو بزور بازو اسلام میں داخل کر لیا جائے اور منکرین کو تلوار کے زور سے ختم کر دیا جائے۔ حالانکہ یہ چیز منشائے ایزدی کے خلاف ہے۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے۔

لَااِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ۔ دین میں کوئی جبر نہیں۔

لہٰذا اس آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ تم اپنی کوششوں کو جاری رکھو۔ یہاں تک کہ اس جدوجہد کے نتیجے میں اسلام سیاسی طور پر غالب آجائے۔ اسی طرح پہلی آیت میں لیظهره علی الدین کله سے بھی اسلام کی سیاسی عظمت اور سیاسی غلبہ مراد ہے۔

(ج) وَ اذْکُرُوْا اِذْ اَنْتُمْ قَلِیْلٌ

اور جان لو کہ اللہ عذاب میں سختی

مُسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo

(۲۶:۸)

فرمانے والا ہے اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم (مکی زندگی میں عدداً) تھوڑے (یعنی اقلیت میں) تھے ملک میں دبے ہوئے تھے (یعنی معاشی طور پر کمزور اور استحصال زدہ تھے) تم اس بات سے (بھی) خوفزدہ رہتے تھے کہ (طاقتور) لوگ تمہیں اچک لیں گے (یعنی سماجی طور پر بھی تمہیں آزادی اور تحفظ حاصل نہ تھا) پس ہجرت مدینہ کے بعد) اس (اللہ) نے تمہیں (آزاد اور محفوظ) ٹھکانہ عطا فرما دیا اور (اسلامی حکومت و اقتدار کی صورت میں) تمہیں اپنی مدد سے قوت بخش دی اور (مواخات، اموال غنیمت اور آزاد معیشت کے ذریعے) تمہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا فرمادی تاکہ تم اللہ کی بھرپور بندگی کے ذریعے اس کا) شکر بجالا سکو۔

اس آیہ کریمہ میں اہل ایمان کے قومی زندگی کے مختلف احوال کا تذکرہ ہے۔

(i) قلیل: (تعداد میں کم ہونا) یہ ان کی سیاسی اقلیت پر دلالت کرتا ہے۔ اس

لفظ کو استعمال کر کے صحابہ کرام کو کفار و مشرکین کے مقابلے میں سیاسی طور پر کمزور اور محکوم ہونے کی یاد دلائی جا رہی ہے۔

(ii) مستضعفون فی الارض یہ زمین میں کمزور ہونے یعنی معاشی عدم استحکام پر دلالت کرتا ہے۔ ان الفاظ کے ذریعے صحابہ کرام کو مکی زندگی میں غیر مسلموں کے مقابلے میں معاشی طور پر کمزور اور محتاج ہونے کی یاد دلائی جا رہی ہے۔

(iii) تخافون ان یتخطفکم الناس: یہ الفاظ طاقتور لوگوں کے اچک لے جانے کے خوف' معاشرتی طور پر کمزور اور غیر محفوظ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ ان الفاظ کے ذریعے صحابہ کرام کو مکی زندگی میں سیاسی اور معاشی کمزوری کے باعث سماجی عدم استحکام اور ظلم و استحصال کا شکار ہونے کی یاد دلائی جا رہی ہے۔

پھر ان تینوں حالتوں کو بدل دیا گیا اور نتیجہ یوں نکلا کہ

(i) فاوٰکم تمہیں آزاد سماجی زندگی عطا کر دی۔ یعنی غیر محفوظ' غیر مستحکم اور ناہموار معاشرتی زندگی سے نجات دلا کر تمہیں الگ خطہ زمین کی صورت میں آزاد وطن عطا کیا تاکہ تم خوشگوار ماحول میں آزاد طریق پر اپنے حقوق و فرائض بجالا سکو۔ یہ سماجی انقلاب ہجرت مدینہ کے نتیجہ میں واقع ہوا۔

(ii) و ایدکم بنصرہ: تمہیں اپنی مدد سے تقویت اور طاقت بخشی یعنی تمہیں غلامی اور محکومی اور ظلم و استبداد کی زندگی سے نجات دلا کر الگ اقتدار اور حکومت عطا کی جس سے تمہیں سیاسی طور پر آزادی اور استحکام حاصل ہو گیا۔ یہ سیاسی انقلاب میثاق مدینہ کے نتیجے میں بپا ہوا۔ جسکے ذریعے حضور نبی

اکرم ﷺ اسلامی ریاست مدینہ کے سربراہ مقرر ہو گئے اور تمام غیر مسلم طبقے مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کے اندر محکوم ہو گئے۔

(iii) و رزقکم من الطیبت: تمہیں پاکیزہ رزق عطا کیا گیا۔ یعنی تمہیں معاشی کمزوری، ناانصافی اور استحصال سے نجات دلا کر ایسی مستحکم اور منصفانہ معاشی زندگی عطا کر دی کہ کوئی شخص بھی معاشی تعطل کا شکار نہ رہا۔ یہ معاشی انقلاب مواخات مدینہ کے نتیجے میں بپا ہوا۔ جسکے ذریعے تمام اہل ثروت انصار نے مہاجرین صحابہ کرام کو اپنے معاشی وسائل میں برابر کا شریک بنا لیا۔

یہ حقیقت پہلے بھی بیان کی جاچکی ہے کہ کوئی بھی انقلاب تین ادوار پر مشتمل ہوتا ہے۔ دور ما قبل انقلاب۔ دور انقلاب اور دور مابعد انقلاب۔

مندرجہ بالا آیت (نمبر ج) جہاں مصطفوی انقلاب کے مقاصد بیان کر رہی ہے وہاں انقلاب کے ادوار کی طرف بھی اشارہ کر رہی ہے۔ چنانچہ دور ما قبل انقلاب کی حالت بیان کرتے ہوئے تین اعتبار سے مسلمانوں کی کمزور حالت کا ذکر فرمایا پھر دور ما بعد انقلاب کو بیان کرتے ہوئے تین اعتبار سے مسلمانوں کی اعلیٰ اور ترقی یافتہ حالت کو بیان کیا گیا

دور ما قبل انقلاب	دور مابعد انقلاب
۱-قلیل	۱-فاوانکم
سیاسی محکومی	سماجی تحفظ
Social/Political Insecurity	Social Security
۲-مستضعفون فی الارض	۲-و ایدکم

Marfat.com

معاشی عدم استحکام	سیاسی قوت
Economic Instability	Political Power
۳-تخافون ان یتخطفکم الناس	۳-ررزقکم من الطیبت
سماجی عدم تحفظ	معاشی استحکام
Social Insecurity	Economic Stablity

اس کے بعد ارشاد فرمایا لعلکم تشکرون یعنی تمہیں اس انقلاب کے نتیجے میں شکر گزاری کی زندگی نصیب ہوئی۔

(د) وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِي لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَ مَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ○

(۵۵:۲۴)

اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنادے گا، جیسا کہ ان سے قبل کے لوگوں کو حاکم بنا چکا ہے اور ان کا دین جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم کر دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد (جس سے وہ قومی و معاشرتی زندگی میں دوچار ہیں) ان کو امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے (اور اپنے مقصدِ حیات یعنی اپنے فکر و عمل میں) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے بعد بھی (میری اور

Marfat.com

میرے رسول کی اطاعت سے) انکار کرے پس وہی لوگ بدکردار ہیں (ان کے لئے نہ دین ہے نہ ایمان)۔

اس آیہ مبارکہ میں بھی انہی تین بنیادی اقدار حیات کا بیان کیا گیا۔

۱- لیستخلفنھم فی الارض	سیاسی غلبہ کا بیان
۲-و لیمکنن لھم دینھم	معاشی استحکام اور دینی تمکن کا بیان
۳-ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا	سماجی تحفظ کا بیان

ایک دوسری آیت میں اسی سماجی تحفظ کا ذکر یوں کیا گیا:

فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّىْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَo (۳۸:۲)	پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت پہنچے تو جو بھی میری ہدایت کی پیروی کرے گا نہ ان پر کوئی خوف (طاری) ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

غرضیکہ اس آیہ مبارکہ میں سیاسی غلبہ 'معاشی استحکام' سماجی تحفظ اور مذہبی تمکن کا تذکرہ فرمایا گیا ہے۔

مراحل انقلاب کی قرآنی ترتیب

انقلاب کے مقاصد میں سب سے بنیادی چیز سیاسی غلبہ ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر معاشی استحکام پیدا نہیں ہو سکتا لہذا معاشی استحکام کے حصول کے لئے سیاسی غلبہ کا ہونا ضروری ہے۔ سیاسی غلبے کے نتیجے میں معاشی استحکام پیدا ہوتا ہے اور جب یہ دونوں چیزیں حاصل ہو جائیں تب سماجی تحفظ وجود میں آتا ہے۔ اہل حق کو غلبہ

Marfat.com

حاصل نہ ہو تو وہاں مذہبی تمکن کا حصول ناممکن ہے۔

باطل کے اقتدار میں تقوی کی آرزو!

ہے کیا حسین فریب جو کھائے ہوئے ہیں ہم

یہی وجہ ہے کہ اسلام نے انقلاب بپا کرنے کے لئے اسکے مختلف مراحل میں فطری ترتیب کو برقرار رکھا ہے۔ چنانچہ مذکورہ آیت میں سب سے پہلے سیاسی غلبہ (Political Power) کا ذکر فرمایا۔ اور پھر معاشی استحکام (Eco. Stability) کو بیان کیا۔ اس چیز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پیغمبر انقلاب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

کادا الفقران یکون کفراً۔ ممکن ہے کہ (اضطراری) فقر و افلاس کفر کی حد تک پہنچادے۔

مذکورہ بالا آیت کے اندر بیان کردہ حقیقت سے یہ بات مترشح ہو رہی ہے کہ جب تک اسلامی زندگی کے راستے میں موجود رکاوٹوں اور موانعات کو دور نہ کیا جائے اس وقت معاشرے میں اسلام آ ہی نہیں سکتا۔ اب اگر یہ رکاوٹیں دور ہو جائیں اور سماجی تحفظ نصیب ہو جائے تو پھر اسلامی زندگی اختیار نہ کرنے والا شخص معافی کے قابل نہ ہو گا اس لئے آیت کے آخر میں فرمایا گیا۔

ومن کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون۔ اور جس نے اس کے بعد کفر کیا پس وہ فاسق و فاجر ہیں۔

اس آیت میں ذالک کے الفاظ قابل غور ہیں۔ یعنی ان مذکورہ صدر تقاضوں کے پورا کرنے کے بعد بھی اگر کوئی شخص ناشکری کرے گا اور اسلامی زندگی کو اختیار نہ کرے گا تو پھر وہ فاسق ہو گا۔

سابقہ آیات سے یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ جاتا ہے کہ مصطفوی انقلاب کا

Marfat.com

بنیادی مقصد اقامت دین یعنی ادیان عالم اور نظام ہائے باطل پر دین حق کا سیاسی غلبہ ہے جس کے نتیجے معاشی استحکام اور سماجی تحفظ ملتا ہے۔ اور معاشی استحکام و سماجی تحفظ کی بنیادوں پر تعمیر ہونے والے معاشرے میں جب دینی تمکن اور مذہبی احکامات کی تنفیذ ہو گی تو وہ دیرپا اور اثر انگیز ہو گا بصورت دیگر سیاسی و سماجی اور معاشی انقلاب بپا کئے بغیر کوئی مذہبی انقلاب دیرپا نہیں ہو سکتا۔

قومی زندگی میں انقلاب کا لائحہ عمل

قومی زندگی ہمیشہ تین بنیادی شعبوں میں منقسم ہوتی ہے: [۲]

۱- سیاسی شعبہ زندگی

۲- معاشی شعبہ زندگی

۳- معاشرتی شعبہ زندگی

اگر یوں کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ قومی زندگی اجتماعی زندگی کے ان تین شعبوں کے باہمی ربط و تعلق سے وجود میں آتی ہے۔ لہٰذا قومی سطح کا نصب العین حاصل کرنے کے لئے جو لائحہ عمل مطلوب ہے۔ وہ بھی ان تین ہی پہلوؤں پر مشتمل ہو گا۔

☆ لائحہ عمل کا سیاسی پہلو

☆ لائحہ عمل کا معاشی پہلو

☆ لائحہ عمل کا معاشرتی پہلو

نصب العین غلبہ حق کی خاطر عالمگیر انقلاب کے لئے ایک صالح معاشرے کا قیام ہے۔ لہٰذا اس سطح پر معاشرتی صالحیت وہ قومی مقصد ہے جس کے حصول کی جدوجہد مطلوب ہے اور اس کا لائحہ عمل سیاسی ظلم اور جبر و استبداد کے

Marfat.com

خاتمے سے' معاشی ناانصافی اور استحصال کے خاتمے سے اور معاشرتی ناہمواری اور عدم استحکام کے خاتمے سے عبارت ہے۔

جب تک سیاسی انقلاب کے ذریعے حقوق کی آزادی' معاشی انقلاب کے ذریعے تخلیقی جدوجہد کی بحالی اور سماجی انقلاب کے ذریعے عدل و انصاف اور مساوات کی فراوانی میسر نہ آئے' کسی بھی نظام کے نفاذ سے صالح اور مثالی معاشرہ وجود میں نہیں لایا جاسکتا۔ یہ وہ بنیادی لائحہ عمل ہے جس کی نشاندہی قرآن مجید نے کی ہے۔ اسے اپنائے بغیر قرآن و سنت کی تعلیم ہو یا فقہ و شریعت کے اوامر و نواہی کی تبلیغ' خطیبانہ وعظ و نصیحت ہو یا صوفیانہ ارشاد و تربیت' کسی طریق پر بھی معاشرہ صالحیت سے آراستہ نہیں کیا جاسکتا اور غلبہ حق کے نصب العین کے حصول کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

لائحہ عمل کے تعین میں عصری تحریکات کا تسامح

یہ مسئلہ کہ معاشرے یا قوم میں انقلاب کس طرح بپا ہو۔ دور جدید کی اصلاحی تحریکات کے بانیوں میں مختلف فیہ رہا ہے۔ ان مسلم مفکرین نے اس سلسلے میں دو نقطہ ہائے نظر پیش کئے ہیں۔

ایک یہ کہ پہلے معاشرے میں تعلیم و تربیت کے ذریعے اخلاقی انقلاب بپا کیا جائے اور پھر جمہوری انداز سے نتیجۃً سیاسی انقلاب از خود بپا ہو جائے گا۔

دوسرے یہ کہ پہلے سیاسی انقلاب بپا کیا جائے اور اس کے نتیجہ میں معاشرہ اخلاقی انقلاب سے ہمکنار ہو سکے گا۔

☆ پہلا موقف پیش کرنے والوں کے نزدیک فی الواقع تبدیلی اقتدار ہی اصل مقصد تھا اور معاشرے کے اندر بزعم خویش اخلاقی انقلاب کو انہوں نے اس مقصد

Marfat.com

کے حصول کا ذریعہ سمجھا۔ یہ نقطہ نظر قطعی طور پر غلط اور قرآنی فلسفہ انقلاب کے منافی تھا۔ کیونکہ باطل کے اقتدار کے ہوتے ہوئے تعلیم و تربیت اور جمہوری جدوجہد کے ذریعے معاشرے میں اخلاقی انقلاب بپا کرنے کی آرزو کرنا عبث ہے۔ پیغمبران انقلاب کی پوری تاریخ اس امر کی تائید نہیں کرتی اور نہ قرآن و سنت کی تعلیمات اس تصور کی حمایت کرتی ہیں۔ اس نقطہ نظر کو پیش کرنے والے اپنی عملی جدوجہد میں بالآخر اس موقف پر قائم نہ رہ سکے۔ انہوں نے حصول اقتدار کے مقصد کی خاطر ہر راستے کو بطور ذریعہ اپنا لیا۔ ذریعے کے باب میں اخلاقی و غیر اخلاقی اور جائز و ناجائز کا کوئی امتیاز ان کے پیش نظر نہ رہا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جس اخلاقی انقلاب کے تصور کو انہوں نے ابتداء بطور ذریعہ اپنایا تھا۔ جب عملاً اس میں ناکامی ہوئی تو قوت و اقتدار کے حصول کی طلب اتنی شدید ہو گئی کہ ان کے پیش نظر ذریعے کا صحیح تعین بھی غیر ضروری ہو گیا۔ انہوں نے ہر سطح پر حصول قوت و اقتدار کے مقصد کی خاطر ہر ذریعے اور طریقے کو اپنانا ضروری سمجھا اور اسی جدوجہد کا نام بزعم خویش "اسلامی انقلاب" رکھ دیا۔

انہوں نے اس نام نہاد "اسلامی انقلاب" کے نام پر ہر جور و استبداد اور ظلم و تشدد کو عین مقتضائے اسلام سمجھا' اسی کو حق کا نام دیا اور جو کوئی ان کے راستے میں مزاحم ہوا اسے کافر و ملحد اور لادین قرار دے دیا۔ اسلام کے نام پر ہونے والے اس ظلم کی مثال تاریخ اسلام میں کم ملتی ہے۔ اس انداز کی جدوجہد کرنے والے شاید اس حقیقت کو فراموش کر چکے ہیں کہ اس سے رد عمل کے طور پر اسلام کے خلاف نفرت' سرکشی اور بغاوت جنم لے گی اور اس کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے۔ اسطرح کی جدوجہد سے معاشرے کے اندر صالحین پیدا نہیں کئے جا سکتے۔

Marfat.com

☆ دوسرا موقف جزوی طور پر درست تھا کہ معاشرے کے اندر اخلاقی انقلاب کے لئے پہلے سیاسی انقلاب ناگزیر ہے۔ لیکن نقطہ نظر چونکہ جامع اور ہمہ گیر نہ تھا اس لئے اس لائحہ عمل سے بھی مطلوبہ "معاشرتی صالحیت" یا "اخلاقی انقلاب" کا حصول ممکن نہ رہا۔

مذکورہ بالا دونوں نظریات کے برعکس حصول مقصد کے لائحہ عمل کی جو ہدایت قرآن حکیم سے میسر آتی ہے۔ وہ تین طرح کے انقلابات پر مشتمل ہے۔

سیاسی انقلاب' معاشی انقلاب' سماجی انقلاب

ان کے نتیجے کے طور پر ہی معاشرہ اس "اخلاقی انقلاب" یا "اجتماعی صالحیت" سے بہرہ ور ہو سکتا ہے جو اسلام کے عالمی نصب العین کے حصول کی ضامن ہے۔

لائحہ عمل کا قرآنی تصور

قرآن حکیم نے صحابہ کرام کی اجتماعی زندگی میں بپا ہونے والے اس اخلاقی انقلاب اور صالح مثالی معاشرے کے قیام کے اصول کی نشاندہی کی ہے۔ جو خاتم الانبیاء ﷺ کے زیر قیادت معرض وجود میں آیا تھا۔ قیام مدینہ کے دوران صحابہ کرام کو ان کی سابقہ مکی زندگی کی یاد دلاتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ	اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم (مکی زندگی میں عدداً) تھوڑے (یعنی اقلیت میں) تھے ملک میں دبے ہوئے تھے (یعنی معاشی طور پر کمزور اور استحصال زدہ تھے) تم اس بات

Marfat.com

تَشۡكُرُوۡنَ ۝ (الانفال '۲٦)

سے (بھی) خوفزدہ رہتے تھے کہ (طاقتور) لوگ تمہیں اچک لیں گے (یعنی سماجی طور پر بھی تمہیں آزدای اور تحفظ حاصل نہ تھا) پس (ہجرت مدینہ کے بعد) اس (اللہ) نے تمہیں آزاد اور محفوظ) ٹھکانہ عطا فرمادیا اور (اسلامی حکومت واقتدار کی صورت میں) تمہیں اپنی مدد سے قوت بخش دی اور (مواخات، اموال غنیمت اور آزاد معیشت کے ذریعے) تمہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا فرمادی تاکہ تم اللہ کی بھرپور بندگی کے ذریعے اس کا) شکر بجالاسکو۔

اس آیت کریمہ میں تین حالتوں کی طرف اشارہ ہے:

(i) قلیل تعداد میں تھوڑا ہونا "سیاسی اقلیت" پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اس لفظ کے ذریعے صحابہ کو کفار و مشرکین مکہ کے مقابلے میں سیاسی طور پر کمزور اور محکوم ہونے کی یاددلائی جارہی ہے۔

(ii) مستضعفون فی الارض زمین میں کمزور ہونا معاشی عدم استحکام پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا ان الفاظ کے ذریعے صحابہ کو مکی زندگی میں غیر مسلموں کے مقابلے میں معاشی طور پر کمزور، محتاج اور غیر مستحکم ہونے کی یاددلائی جارہی

ہے۔

(iii) تخافون ان یتخطفکم الناس طاقتور لوگوں کے اچک لے جانے کا خوف معاشرتی طور پر کمزور اور غیر محفوظ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا ان الفاظ کے ذریعے صحابہ کو مکی معاشرے میں سیاسی اور معاشی کمزوری کے باعث سماجی عدم استحکام اور ظلم و استحصال کا شکار ہونے کی یاد دلائی گئی ہے۔

دراصل قیام مکہ کے دوران مسلمانوں کے سیاسی' معاشی اور معاشرتی عدم استحکام کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ انہیں یہ یقین دلایا جاسکے کہ اندریں صورت تم مطلوبہ انقلاب سے ہمکنار نہیں ہوسکتے تھے۔ غلبہ حق اور نفاذ دین کی منزل تک پہنچنا ان حالات میں تمہارے لئے ہر گز ممکن نہ تھا چنانچہ حصول مقصد کی خاطر باری تعالے نے جو لائحہ عمل اور راستہ تمہارے لئے منتخب فرمایا۔ وہ بھی ان تین حالتوں کے پیش نظر تین ہی پہلوؤں پر مشتمل تھا۔ اس لائحہ عمل کا ذکر قرآن مجید نے ان الفاظ میں کیا ہے:

۱- فاوٰلکم تمہیں آزاد سماجی زندگی عطا کردی۔ یعنی غیر محفوظ' غیر مستحکم اور ناہموار معاشرتی زندگی سے نجات دلاکر تمہیں الگ خطہ زمین کی صورت میں آزاد ٹھکانہ عطا کیا تاکہ تم خوشگوار ماحول میں آزاد طریق پر اپنے حقوق بجالاسکو۔ یہ سماجی انقلاب ''ہجرت مدینہ'' کے نتیجے میں واقع ہوا۔

۲- وایدکم بنصرہ تمہیں اپنی مدد سے تقویت اور طاقت بخشی' یعنی تمہیں غلامی و محکومی اور جور و استبداد کی زندگی سے نجات دلاکر الگ اقتدار اور حکومت عطا کی۔ جس سے تمہیں سیاسی طور پر آزادی اور استحکام نصیب ہوگیا۔ یہ سیاسی انقلاب میثاق مدینہ کے نتیجے میں بپا ہوا۔ اس کے ذریعے حضور ﷺ اسلامی ریاست مدینہ

Marfat.com

کے سربراہ مقرر ہوگئے اور تمام غیر مسلم طبقات مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کے تحت اقلیتیں قرار پاگئے۔

۳- ورزقکم من الطیبت تمہیں پاکیزہ رزق عطا کیا یعنی تمہیں معاشی کمزوری' ناانصافی اور استحصال سے نجات دلا کر ایسی مستحکم اور منصفانہ معاشی زندگی عطا کردی کہ کوئی شخص بھی معاشی تعطل کا شکار نہ رہا۔ یہ معاشی انقلاب مواخات مدینہ کے نتیجے میں بپا ہوا۔ جس کے ذریعے تمام اہل ثروت انصار نے مہاجرین صحابہ کو اپنے معاشی وسائل میں برابر کا شریک بنالیا۔

قرآن حکیم نے ان تین پہلوؤں پر مشتمل انقلاب کا ذکر لائحہ عمل کے طور پر کیا ہے کیونکہ صحابہ کی قومی زندگی کے مذکورہ بالا تینوں شعبوں میں اس تبدیلی کا مقصد لعلکم تشکرون (تاکہ تم خدا کے شکر گزار بندے بن سکو) کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

انفرادی طور پر شکر گزاری کا وصف تو صاف ظاہر ہے۔ صحابہ کرام کو قبل از ہجرت بھی نصیب تھا۔ لیکن ضرورت اس امر کی تھی کہ معاشرتی صالحیت اور اخلاقی انقلاب سے بہرہ ور ہو کر ایسا صالح اور مثالی معاشرہ وجود میں لایا جائے جو عالمی سطح پر کلمہ حق کے غلبہ و اعلاء کا باعث ہو سکے۔ یہ مقصد اس لائحہ عمل کے بغیر پورا نہ ہو سکتا تھا۔

یہ مقصد اجتماعی سطح پر سیاسی عدم استحکام' معاشی استحصال اور سماجی ناہمواری کو باقی رکھتے ہوئے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے قرآن مجید نے سیاسی' معاشی اور سماجی انقلاب کو قومی نصب العین کے حصول کے لائحہ عمل کے طور پر بیان کیا ہے۔

Marfat.com

قرآنی لائحہ عمل اور سیرت نبوی ﷺ

اگر معاشرے کو سیاسی' معاشی اور سماجی انقلاب کے بغیر محض احکام الٰہیہ اور حدود شرعیہ کی تبلیغ اور نفاذ کے ذریعے صحیح معنوں میں اسلامی' مثالی' انقلابی معاشرہ بنایا جاسکتا تو سرور دو عالم ﷺ کبھی ہجرت نہ فرماتے بلکہ مکہ کی غیر مسلم سیاسی اور معاشی قیادت سے تعرض کئے بغیر اپنے پیرکاروں کو اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین فرماتے رہتے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ کو ہجرت مدینہ کا حکم اسی لئے دیا گیا تھا کہ باطل کے سیاسی و معاشی اقتدار میں اجتماعی صالحیت اور ملی سطح پر مطلوبہ انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا تھا۔ مسلمانوں کی ناگفتہ بہ سیاسی' معاشی اور سماجی حالت کے پیش نظر یہ ناممکن تھا کہ وہ اپنے قومی نصب العین کو پاسکیں۔ ان حالات کے قائم رہتے ہوئے شریعت کے اوامر و نواہی کے نفاذ سے مطلوبہ نتائج پیدا نہیں ہو سکتے تھے۔ اس لئے ہجرت کے بعد آنحضرت ﷺ نے اولین توجہ مسلمانوں کے سیاسی اور معاشی استحکام کی طرف دی۔ میثاق مدینہ اور مواخات مدینہ کے ذریعے انہیں سیاسی اور معاشی طور پر آزاد اور مستحکم کر دیا۔ ہر قسم کے ظلم واستبداد اور ناانصافی واستحصال کے امکانات ختم کر دیئے۔ ہر ایک کی زندگی میں تخلیقی جدوجہد کو بحال کیا۔ ہر کسی کو جینے اور ہر لحاظ سے فروغ پانے کے یکساں مواقع مہیا کئے۔ ہر شخص کو بلاامتیاز باعزت سماجی زندگی بسر کرنے کے قابل بنایا' معاشرے کی اجتماعی زندگی سے محرکات جرم و معصیت کا خاتمہ کیا۔ آپ نے ان بنیادی تبدیلیوں کے ساتھ شریعت کے اوامر و نواہی کو باقاعدہ طور پر رائج کیا۔ اسلامی حدود کے نفاذ کی طرف قدم بڑھایا اور ہر شخص کو غلبہ اسلام کی خاطر عظیم عالمی انقلاب کے لے تیار کر دیا۔

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کی تیرہ (۱۳) سالہ مکی جدوجہد کے بعد ہجرت مدینہ کے فیصلے سے بعض ذہنوں کو یہ مغالطہ لاحق ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے مکہ میں تیرہ سال تک پیغمبرانہ دعوت و تبلیغ کے بعد یہ محسوس کیا کہ یہاں مطلوبہ نتائج پیدا نہیں ہو سکتے۔ اس لئے یہاں سے ہجرت کر جانا چاہیے۔ گویا ہجرت کا فیصلہ تیرہ سالہ تجربہ کے نتیجے میں کیا گیا تھا۔ اس خیال سے یہ تصور پختہ ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی جدوجہد بھی (معاذ اللہ) اقدام و خطا (Trial & Error) کے انداز میں تھی۔ یہ نقطہ نظر اس لئے غلط اور گمراہ کن ہے کہ اس سے اس ہدایت ربانی کی سرپرستی اور وحی الٰہی کی نفی ہوتی ہے جو آپؐ کو اپنی جدوجہد کے دوران بحیثیت پیغمبر حق ہر وقت حاصل تھی۔ اگر اس رہنمائی کے باوجود تیرہ سال کے تجربے نے اس نتیجے تک پہنچایا تھا تو پھر (معاذ اللہ) علم الٰہی اور پیغمبرانہ بصیرت دونوں عام انسانی علم کی طرح ناقص قرار پاتے ہیں۔ یہاں یہ امر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ ہجرت مدینہ کا فیصلہ حضور ﷺ نے اپنی رائے اور صوابدید سے نہیں بلکہ براہ راست حکم الٰہی سے کیا تھا۔ اس لئے اقدام و خطا کی ذمہ داری (معاذ اللہ) نبی ﷺ پر نہیں بلکہ خود باری تعالیٰ کی ذات پر عائد ہوتی ہے اور ایسا تصور صریح کفر ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضورؐ کی تیرہ سالہ مکی جدوجہد عین منشائے ایزدی اور حکم الٰہی کے مطابق انقلاب محمدی کا پہلا مرحلہ تھا۔ اس مرحلے میں حضورؐ نے کفر و طاغوت کے خلاف علم حق بلند کیا۔ دعوت و تبلیغ اسلام کا آغاز کیا تو نتیجۃً سخت مخالفت و مزاحمت پیدا ہو گئی۔ جو لوگ مخالفت و مزاحمت کے اس شدید ترین ماحول میں ایمان لائے۔ ان پر مشتمل انقلابی جماعت تیار کی گئی۔ اس انقلابی جماعت کی صحیح تربیت کے لئے اس قدر مخالف اور مزاحم ماحول سے بہتر کوئی اور ماحول نہیں ہو سکتا تھا۔ جتنی سختی کفار و مشرکین کے رویے اور رد عمل میں

Marfat.com

تھی۔ اس سے کہیں زیادہ مضبوطی اور استحکام ان انقلابی اور جاں نثار صحابہ کی سیرتوں میں پیدا کرنا مقصود تھا۔ ورنہ ان کا وجود بھی باقی نہ رہ سکتا۔ اگر اس جاں گسل اور اذیت انگیز مکی ماحول میں رہ کر جماعت صحابہ طرح طرح کے مصائب و آلام برداشت نہ کرتی تو یہ عظیم عالمی انقلاب کے دشوار گزار راستوں پر عزم و ہمت کے ساتھ قائم و دائم رہنے کے قابل نہ ہوتی۔ حضورؐ نے جس معاشرے کو اولاً انقلاب کے ذریعے بدلنا تھا اسی میں رہ کر اپنے جاں نثار رفقاء کا گروہ تیار کیا اور جب یہ محسوس فرمایا کہ اب اتنی جماعت تیار ہو چکی ہے جس کے ذریعے ایک مثالی معاشرہ تشکیل دے کر غلبہ حق کے لئے عالمی انقلاب کا آغاز کیا جاسکتا ہے تو حکم الٰہی سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی' وہاں پہنچتے ہی اسلامی ریاست کا سنگ بنیاد رکھا۔ انقلاب کے جملہ تقاضوں کو پورا کیا اور بالآخر حق و باطل کی مسلح کشمکش کا آغاز کر دیا۔

لہٰذا مکی دور افراد کی انقلابی تربیت کا دور تھا اور مدنی دور انقلاب کے باقاعدہ آغاز کا جس کے پہلے مرحلے کی تکمیل "فتح مکہ" کی صورت میں ہوئی اور دوسرے مرحلے کا آغاز اس کے بعد ہوا۔ حقیقت یہ ہے کہ بے لوث اور جاں نثار رفقاء پر مشتمل مضبوط انقلابی جماعت کی تشکیل ہی زیادہ دیر طلب اور محنت طلب کام ہے۔ جس کے بعد دیگر مراحل آسان ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اقامت دین کی جدوجہد کے دو پہلو

مذکورہ بالا بحث سے یہ امر مترشح ہوتا ہے کہ دین حق کی جدوجہد کے دو پہلو ہیں ایک کا تعلق اس کے غلبہ و استعلاء سے ہے جس کی رہنمائی براہ راست قرآن و سنت سے میسر آتی ہے۔ یہ ہدایت کسی اور دینی علم یا فن سے اخذ نہیں کی جاسکتی۔ جبکہ معمول بہ دین جو شریعت' طریقت اور عقائد و مسالک کے بنیادی شعبوں میں

منقسم ہے، کے فہم کے لئے ان متعدد علوم وفنون کا مطالعہ ضروری ہے۔ جن کی تعلیم مدارس ومکاتب میں دی جاتی ہے۔

لہٰذا کسی معاشرے میں قومی سطح پر یا عالمی سطح پر براہ راست قرآن وسنت کی رہنمائی میں دین حق کے سیاسی غلبے کی بحالی کے لئے انقلابی جدوجہد کا نام معیاری دین ہے۔ جب کہ شریعت، طریقت اور عقائد پر مشتمل مذہبی تعلیمات کا نام معمول بہ دین ہے۔ معمول بہ دین یعنی شرعی احکام کا نفاذ، تعلیمات طریقت وتصوف کا فروغ اور عقائد اسلامیہ کا پرچار معاشرے میں تب ہی مطلوبہ نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ اگر معیاری دین یعنی دین حق کا سیاسی غلبہ واستحکام صحیح طور بحال ہو۔

عقائد انسانی زندگی کی فکری ونظریاتی اقدار کی اصلاح سے بحث کرتے ہیں۔ جب کہ شریعت وطریقت انسانی زندگی کی ظاہری وباطنی، عملی اقدار کی اصلاح سے الغرض معمول بہ دین کا وظیفہ حیات انسانی کی فکری وعملی اقدار اور اخلاقی وروحانی فضائل کی حفاظت، اصلاح اور فروغ ہے۔ لیکن اس حقیقت سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ انسانی زندگی کے فضائل اور اقدار کی حفاظت تبھی ممکن ہے کہ وہ زندگی میں فی الواقع موجود ہوں۔ اگر باطل قوتوں کے اثر ونفوذ کے باعث حیات انسانی کے فضائل رذائل میں بدل چکے ہوں اور اخلاقی اقدار مٹ کر سرے سے ختم ہو چکی ہوں تو انہیں فقہ وشریعت کی تعلیم سے دوبارہ زندہ نہیں کیا جاسکتا۔ قانون شریعت کا وظیفہ اقدار کا تحفظ ہے، احیاء نہیں۔ جب زندگی کے محرکات بدل جائیں۔ احوال زمانہ میں تغیر فضائل کی جگہ رذائل اور روحانیت کی جگہ مادیت نے لے لی ہو اور زندگی کے تقاضے قانون وشریعت کی اطاعت کے بجائے ان کی خلاف ورزی اور انحراف سے پورے ہو رہے ہوں تو اندریں صورت نہ احکام شرعی کے محض نفاذ سے زندگی

Marfat.com

میں انقلاب بپا ہو سکتا ہے اور نہ احکام فقہی میں اجتہاد سے۔ کیونکہ فقہ وشریعت کا کام زندگی میں موجود اقدار کی حفاظت ہے' مٹی ہوئی اقدار کی بحالی نہیں۔

جب معاشرے کی حالت اس حد تک بگڑ جائے کہ فضائل حیات ہی سرے سے مٹ کر ختم ہو چکے ہوں۔ تو ان کا احیاء معمول بہ دین کے نفاذ سے نہیں بلکہ صرف معیاری دین کی بحالی سے ہو سکتا ہے۔ تاریخ اسلام شاہد ہے کہ جب تک دین حق کا سیاسی غلبہ بحال رہا اور معاشرے میں اقدار حیات بالفعل موجود رہیں۔ اس وقت تک احکام شریعت کا نفاذ' طریقت کی تعلیم اور عقائد کا پرچار صحیح نتائج پیدا کرتا رہا۔ جب سے ہمارے معاشرے میں معیاری دین مضمحل ہوا' اسلام کا سیاسی غلبہ واستعلاء باقی نہ رہا۔ معاشی آزادی اور استحکام معدوم ہو گیا اور معاشرتی وحدت اور انصاف کی بنیادیں قائم نہ رہیں تو اقدار حیات تہس نہس ہو گئیں۔ وہ دینی ادارے جن کے ذریعے شریعت' طریقت اور عقائد کی تعلیم وتربیت کا کام ہو رہا تھا۔ اپنی تمام ترکاوشوں کے باوجود بے اثر ہو کر رہ گئے۔ عقائد اوہام میں بدل گئے اور شریعت وطریقت مردہ رسوم میں۔ عقائد اور احکام کا کوئی اثر باقی نہ رہا۔ عملی زندگی کا علاقہ معمول بہ دین کی تعلیمات سے منقطع ہو گیا۔ چنانچہ ان کی صحت وضرورت پر استدلال بجائے زندگی میں عملی نتائج کے حوالے سے' محض منطقی' فلسفیانہ اور متکلمانہ دلائل سے ہونے لگا۔ جس سے معاشرے کی عملی زندگی پر موت طاری ہو گئی۔ اگر اب بھی علماء وواعظین محض اسی انداز کی تبلیغ اور تعلیم سے معاشرے کے احوال بدلنا چاہیں تو یہ آرزو کیونکر اثر آور ہو سکتی ہے؟ اس لئے اس وقت قومی زندگی کو ہمہ گیر انقلاب سے بہرہ یاب کرنے کے لئے پھر سے معیاری دین کی اس جدوجہد کی ضرورت ہے۔ جس سے سیاسی قوت واقتدار اہل حق کے ہاتھوں میں منتقل ہو اور قوم کی سیاسی زندگی مثبت انقلاب

Marfat.com

سے آشنا ہو سکے۔ معاشرے کے اندر ایسا معاشی انقلاب بپا ہو۔ جس سے ہر فرد کی زندگی معاشی تعطل سے پاک ہو تاکہ اس کی تخلیقی جدوجہد بحال ہو سکے اور پھر معاشرہ ایسے سماجی انقلاب سے ہمکنار ہو کہ ہر قسم کا ظلم واستحصال اور ناانصافی وناہمواری کلیۃً ختم ہو جائے۔ تاکہ افراد کو اپنے فرائض بجالانے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا محرک فراہم ہو جائے۔ اس لائحہ عمل کو اپنانے سے معاشرے کی اخلاقی اقدار بحال ہوں گی۔ اس کی زندگی میں پھر سے مطلوبہ فضائل پیدا ہوں گے اور تب معمول بہ دین کا نفاذ اپنا وظیفہ صحیح طور پر سرانجام دے سکے گا۔ اور فقہ و شریعت اور مسلک و طریقت کی تعلیمات کے صحیح نتائج سامنے آسکیں گے۔

سماجی و مذہبی انقلاب کے لئے سیاسی انقلاب مقدم ہے

قومی نصب العین کے حصول کے لئے جس لائحہ عمل کا تذکرہ ہم نے پہلے کیا ہے قرآن مجید متعدد مقامات پر اس کی شہادت مہیا کرتا ہے۔ دین حق کا سیاسی غلبہ و استحکام صحیح طور پر بحال کرائے بغیر معاشرے میں مطلوبہ اخلاقی انقلاب بپا نہیں کیا جاسکتا۔ جب تک سیاسی انقلاب کے ذریعے معیاری دین بحال نہ ہو۔ معمول بہ دین کی برکات وثمرات سے بہرہ ور نہیں ہوا جاسکتا۔

☆اس سلسلے میں باری تعالیٰ انبیاء و رسلؑ کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَ لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ	ہم ہی نے اپنے رسولوں کو نشانیاں (معجزات) دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور (اس کو) میزان (عدل قرار دیا) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے (اپنی قدرت

Marfat.com

يَنۡصُرُهٗ وَ رُسُلَهٗ بِالۡغَيۡبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيۡزٌ ٥

(الحدید '۲۵)

سے) لوہا اتارا اس میں لوگوں کے لئے سخت خطرہ بھی ہے اور فائدے بھی اور (یہ سب اس لئے ہے) تاکہ اللہ جان لے کہ کون اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے (محض وعدہ آخرت پر) مدد کرتا ہے (یوں اللہ اور اس کا رسول لوگوں کی مدد و اعانت سے بے نیاز ہے) بے شک اللہ بڑا قوت والا (اور) غلبہ والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں انبیاء ورسل کی بعثت کے ساتھ تین چیزوں کے نازل کئے جانے کا ذکر ہے۔ کتاب 'میزان اور حدید

(i) نزول کتاب کا مقصد اور غرض وغایت نبی نوع انسان کو راہ ہدایت سے آشنا کرنا ہے۔ تاکہ وہ گمراہی وضلالت کی زندگی سے نجات پاکر صراط مستقیم پر گامزن ہو سکیں۔ اس مقصد کے لئے کتاب دنیوی اور اخروی دونوں قسم کی ہدایت کا سامان مہیا کرتی ہے۔

(ii) نزول میزان کا مقصد بھی واضح ہے بلکہ قرآن نے خود اسے "لیقوم الناس بالقسط" (تاکہ لوگ اعتدال وتوازن اور عدل وانصاف کے ساتھ قائم رہ سکیں) کے الفاظ کی صورت میں بیان کر دیا ہے۔ لہٰذا ترازو اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ لوگ اپنی زندگی کے جملہ معاملات میں خواہ وہ عبادات سے متعلق ہوں یا معاملات دنیا سے متعلق ہوں یا آخرت سے ہر لحاظ سے معتدل اور متوازن زندگی بسر کریں۔

کسی بھی معاملے میں انتہا پسندی اور تشدد سے کتاب کی تعلیمات کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ جس طرح کچھ لوگوں نے دنیوی متاع و دولت کی خاطر آخرت کو کلیۃ فراموش کر دیا اور قرآن مجید نے کہا:

يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ	جو آخرت کے عوض دنیوی زندگی کو
(۴:۷۴)	بیچ دیتے ہیں۔

یہ وطیرہ بھی انتہا پسندی تھا جو دنیوی شغف اور انہماک کی صورت میں اپنا لیا گیا۔ اس کے برعکس کچھ لوگوں نے آخرت کی خاطر دنیا کو بالکل چھوڑ دیا اور راہبانہ زندگی اپنا لی۔ یہ وطیرہ بھی انتہا پسندی تھا جو اخروی شغف اور انہماک کی صورت میں اپنایا گیا۔ میزان (ترازو) عطا کیئے جانے کا مقصد یہی تھا کہ لوگوں میں دین پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اعتدال اور توازن قائم رہے۔ نہ دنیا کے شغف میں اسقدر محو ہو جائیں کہ آخرت یاد نہ رہے اور نہ فکر آخرت میں محو ہونے کی یہ صورت ہو کہ دنیا ہی ترک ہو جائے۔ مذہبی اور دنیوی دونوں فرائض منصفانہ طریق پر اس طرح ادا ہونے چاہیں کہ انسانی زندگی اعتدال و توازن کے باعث صحیح حسن کا مرقع نظر آئے۔

(iii) نزول حدید کا مقصد بھی قرآن مجید نے خود واضح کر دیا ہے کہ اس میں آنچ اور قوت ہے۔ لوگوں کے لئے منافع ہیں اور نازل اس غرض سے کیا گیا ہے کہ اللہ تعالی یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ کون خدا اور رسول کی مدد کرتا ہے یعنی خدا اور رسول کے دین کے غلبہ و استحکام کے لئے باطل قوتوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ یہ لوہا چونکہ آلات جنگ میں استعمال ہوتا ہے اور جو جنگ خدا اور رسول کے لئے لڑی جاتی ہے اس کا واضح مقصد دین حق کا غلبہ ہوتا ہے۔ جسے اصطلاح میں معیاری دین کی بحالی کا نام دیا گیا ہے اس لحاظ سے لوہا اور اس کی شدت و قوت دین حق کے غلبہ و اقتدار کیلئے استعارہ ہے۔

Marfat.com

چنانچہ تیسری چیز جو رب ذوالجلال نے اپنے بعض انبیاء ورسل کو (جن کا ذکر اس آیت مبارکہ میں ہے) عطا کی وہ دین حق کا سیاسی غلبہ واستحکام تھا۔ کیونکہ اس کے بغیر نہ کتاب الٰہی کی تعلیمات کی کوئی عملی افادیت ممکن تھی اور نہ عدل وانصاف پر مشتمل نظام کی۔ کتاب اور میزان دونوں سے معمول بہ دین تشکیل پاتا ہے۔ اور حدید (قوت و اقتدار) سے معیاری دین کی بحالی ہوتی ہے۔ اگر یہ مدعا پیش نظر نہ ہو تو لوہے کی بطور دھات کیا خصوصیت تھی کہ قرآن انبیاء علیہم السلام کے لئے اس کے نزول کا ذکر فرماتا۔ اگر قرآن لوہے کے نازل ہونے کا ذکر کرتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ اس لفظ کی کوئی دینی فضیلت ہوگی اور وہ دینی فضیلت یہی ہے جسے اوپر بیان کر دیا گیا ہے اس آیت کریمہ سے یہ حقیقت ثابت ہو گئی کہ سیاسی انقلاب کے ذریعے دین حق کا غلبہ و استحکام صحیح طور پر بحال کئے بغیر کتاب وسنت کی تعلیمات کا محض پرچار اور تبلیغ مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کر سکتی۔

☆ ایک اور مقام پر یہی تصور مزید صراحت کے ساتھ مذکور ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا (۵۵:۲۴)	اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا، جیسا کہ ان سے قبل کے لوگوں کو حاکم بنا چکا ہے اور ان کا دین جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم کر دے گا اور ان کے اس

Marfat.com

خوف کے بعد (جس سے وہ قومی
معاشرتی زندگی میں دوچار ہیں) ان
کو امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں
گے (اور اپنے مقصدِ حیات یعنی اپنے
فکر و عمل میں) میرے ساتھ کسی کو
شریک نہ بنائیں گے اور جو اس کے
بعد بھی (میری اور میرے رسول کی
اطاعت سے) انکار کرے پس وہی
لوگ بدکردار ہیں (ان کے لئے نہ
دین ہے نہ ایمان)۔

اس آیت میں صالح مسلمانوں کو زمین میں خلافت یعنی حکومت و سلطنت اور قوت و اقتدار عطا کئے جانے کا ذکر ہے اس کا مقصد یہی بیان کیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے دین حق کو استحکام اور موثر نفاذ کا ماحول میسر آئے۔ کیونکہ سیاسی اقتدار کے بغیر دین کا استحکام اور نفاذ ممکن ہی نہیں۔ اسی طرح یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ سیاسی انقلاب کے بعد ہی معاشرے سے خوف و غم کی حالت کو بدلا جا سکتا ہے اور اس کی جگہ امن و سلامتی کا ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے۔ دین کا تمکن اور استحکام درحقیقت اخلاقی انقلاب ہے اور معاشرے کا خوف و غم کے محرکات سے نجات پا کر امن و آشتی کے ماحول سے ہمکنار ہو جانا مطلوبہ سماجی انقلاب' یہ اخلاقی اور سماجی انقلاب فی الواقع سیاسی انقلاب کے بعد ہی بپا ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن حکیم کی اس آیت سے صراحۃ ثابت ہے کہ خلافت ارضی کے حصول کے بعد ہی زمین میں دینی استحکام اور معاشرتی

Marfat.com

امن بحال ہو سکتا ہے ورنہ۔

باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو
ہے کیا حسیں فریب جو کھائے ہوئے ہیں ہم

☆ قرآن مجید نے اس امر کو مزید دوٹوک انداز میں یوں واضح کیا ہے:

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّهُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِيَعٌ وَّ صَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ يُذْكَرُ فِيْهَا اسْمُ اللّٰهِ كَثِيْراً وَ لَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌo اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَ لِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِo

(۴۱،۴۰:۲۲)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا تو (راہبوں کی) خانقاہیں اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے (جو زمانہ قدیم میں اللہ کے ذکر کا مرکز رہے ہیں) اور مسجدیں جن میں (آج بھی) اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے سب منہدم ہو چکے ہوتے اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی حمایت کرتا ہے، بے شک اللہ زبردست ہے (اور) غلبہ والا ہے۔

(اور اہل مدینہ گو اس وقت مظلوم ہیں لیکن) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک پر تسلط بخشیں تو یہ لوگ نمازوں کو قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور

Marfat.com

(دوسروں کو بھی جملہ) نیک کاموں
کاحکمدیں اور بری باتوں سے روکیں
اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے
اختیار میں ہے۔

پہلی آیت میں بعض لوگوں کا بعض کے ذریعے نیست و نابود کیا جانا در حقیقت اس انقلابی جدوجہد اور سیاسی جنگ کی طرف اشارہ ہے جو باطل کے استیصال اور حق کے غلبہ واستعلاء سے عبارت ہو۔ چنانچہ قانون قدرت کے مطابق اسی کے نتیجہ میں سیاسی قوت اور اقتدار بعض طبقات سے چھن کر بعض طبقات کو منتقل ہوتا رہتا ہے۔ قرآن حکیم اس آفاقی حقیقت کی توجیہ یہ بیان کر رہا ہے کہ اگر سیاسی غلبہ و اقتدار کی منتقلی کا یہ نظام روئے زمین پر مروج نہ ہوتا تو خانقاہیں گرجے، کلیسے اور مسجدیں الغرض وہ مذہبی اور روحانی مراکز جن سے دین آباد ہے تباہ و برباد اور ویران ہو جائیں۔ گویا مذہب اور روحانیت کا وجود محض دین حق کے سیاسی غلبہ و استحکام کا مرہون منت ہے۔ اگر سیاسی قوت اور اقتدار باطل قوتوں کے پاس رہے۔ اہل حق سیاسی اور انقلابی جنگ کے ذریعے ان کے اثر و نفوذ کو ختم نہ کر سکیں تو زمین پر خدا کا نام لینا بھی دشوار ہو جائے۔

اگر روئے زمین پر مختلف مرکزوں میں خدا کا نام لیا جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ وقتاً فوقتاً اقتدار اور سیاسی قوت اہل باطل سے اہل حق کو منتقل ہوتی رہتی ہے اس کے بعد یہ اعلان کیا گیا کہ جو شخص دین حق کی مدد کرے گا۔ یعنی اس کے غلبہ و استحکام کی خاطر باطل قوتوں سے ٹکرائے گا۔ اللہ تعالی بھی یقیناً اس کی مدد کریں گے۔

دوسری آیت میں اسی حقیقت کو دہراتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ اہل حق

اگر دین اسلام کے غلبہ و استحکام کو بحال کرالیں۔ یعنی ان کو سیاسی قوت و اقتدار نصیب ہو جائے تو پھر بہر صورت نماز اور زکوۃ کا نظام بپا ہو جائے گا۔ نیکی کو فروغ ملے گا اور بدی دب جائے گی۔ اسی تبدیلی کا نام اخلاقی اور معاشرتی انقلاب ہے جو مقصود جدوجہد ہے۔ لیکن یہ منزل باقاعدہ منظم سیاسی انقلاب کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔

☆ قرآن مجید حضرت موسی علیہ السلام اور فرعون کے ذکر میں یوں بیان کرتا ہے کہ مصر کا سیاسی اقتدار فرعون کے پاس تھا۔ ہر سمت اس کا حکم چلتا تھا۔ اندریں صورت یہ ممکن نہ تھا کہ موسی علیہ السلام کی محض دعوت و تبلیغ سے مطلوبہ انقلاب بپا ہو۔ لوگ کھلے بندوں آپ پر ایمان لے آتے اور دین حق کو فروغ ملتا۔ اسی صورت حال کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰى خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَ مَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ وَ اِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِى الْاَرْضِ وَ اِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ○

(۱۰:۸۳)

پس موسیٰ پر ان کی قوم کے چند جوانوں کے سوا (کوئی) ایمان نہ لایا، فرعون اور اپنے (قومی) سرداروں (وڈیروں) سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں وہ انہیں (کسی) مصیبت میں مبتلا نہ کر دیں اور بے شک فرعون سرزمین (مصر) میں بڑا جابر و سرکش تھا اور وہ یقیناً (ظلم میں) حد سے بڑھ جانے والوں میں سے تھا۔

اس آیت کریمہ نے متذکرہ بالا حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ باطل طاغوتی قوت و اقتدار کے ہوتے ہوئے حق کو قبول عام اور فروغ تام ملنا دشوار

تھالوگ صاحب اقتدار کے ظلم و تشدد کے خوف سے اسلام کے دائرے میں داخل ہونے کے لئے تیار نہ تھے۔ اندریں صورت وہاں بھی پہلے سیاسی انقلاب مطلوب تھا۔ جس سے دین حق کو قبول و استحکام نصیب ہو اور اس کے بعد ہی مطلوبہ اخلاقی انقلاب بپا ہو سکتا تھا۔ بنی اسرائیل کو فرعون کے دست تظلم سے نجات دلائے بغیر بعثت موسوی کا مقصد پایہ تکمیل کو نہ پہنچ سکتا تھا۔

چنانچہ آپ کو حکم دیا گیا کہ سب سے پہلے دربار فرعون میں جا کر دعوت حق دیں۔ اگر ایوان اقتدار میں انقلاب بپا ہو گیا تو پوری قوم کے لئے سیدھی راہ پر چلنا آسان ہو جائے گا۔ باری تعالی نے موسیٰ علیہ السلام کو ارشاد فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اَنَّهٗ طَغٰىO (۲۰:۲۴)

(حکم ہوتا ہے کہ اے موسیٰ) تم فرعون کی طرف جاؤ کہ اس نے بہت سر اٹھایا ہے (تاکہ جو لوگ مادیت میں پھنسے ہیں ان کو نکالو، یہ احساس رہے کہ میں سفیر بنا کر بھیجا گیا ہوں)۔

جب اس کام کے لئے موسیٰ کی درخواست پر آپ کے بھائی ہارون کو آپ کا وزیر اور شریک کار بنا دیا گیا تو پھر دونوں کو حکم ہوا:

اِذْهَبَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ اَنَّهٗ طَغٰىO (۲۰:۴۳)

تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ بیشک وہ بہت سرکش ہو گیا ہے۔

اس کے بعد انہیں یہ بھی بتایا گیا کہ تمہیں ایوان اقتدار میں پیغام حق پہنچا کر بنی اسرائیل کی سیاسی آزادی کا مطالبہ کرنا ہے:

فَأْتِيٰهُ فَقُوْلَآ اِنَّا رَسُوْلَا رَبِّكَ فَاَرْسِلْ مَعَنَا بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ وَلَا تُعَذِّبْهُمْ

(۴۷:۲۰)

پس اس کے پاس جاؤ پھر اس سے کہو کہ ہم دونوں تمہارے پاس تمہارے رب کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ پس بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دو اور ان کو تکلیفیں نہ دو (ان کو اپنی ذلیل ترین غلامی سے ازاد کر کے ہمارے ساتھ کرو کہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور ان پر ظلم نہ ڈھاؤ)۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قومی آزادی کا نہ صرف مطالبہ کیا بلکہ بالاخر بصورت ہجرت اپنی قوم کو سیاسی آزادی کی دولت سے بہرہ ور بھی کیا۔ کیونکہ اس کے بغیر ان کی جدوجہد اپنے اتمام کو نہیں پہنچ سکتی تھی۔

☆ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی نسبت مذکور ہے کہ انھوں نے فرعون مصر کے دربار میں معتمد اور معزز تسلیم ہو جانے کے بعد یہ مطالبہ کیا کہ مجھے زمین میں تصرف اور اقتدار دیا جائے تاکہ وہ ہدایت ربانی کے مطابق اصلاح احوال کی موثر اور نتیجہ خیز کوشش کر سکیں۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قَالَ اجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ○ وَ كَذٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِي الْاَرْضِ يَتَبَوَّاُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَآءُ نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَآءُ وَلَا

یوسف نے فرمایا مجھے سر زمین (مصر) کے خزانوں پر (وزیر اور امین) مقرر کر دو بے شک میں (ان کی) خوب حفاظت کرنے والا (اور اقتصادی امور کا) خوب جاننے والا ہوں اور

Marfat.com

نُضِیعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ٥

(۱۲:۵۵، ۵۶)

اس طرح ہم نے یوسف کو ملک میں اقتدار بخشا (تاکہ) اس میں جہاں چاہیں رہیں۔ ہم جسے چاہتے ہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرماتے ہیں اور نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

یوسفؑ کا پیغمبر ہو کر سیاسی قوت واقتدار کو طلب کرنا اور منصب حکومت پر فائز ہونا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ اس ذریعے کو اپنائے بغیر ان کا مقصد بعثت پورا نہیں ہو سکتا تھا۔ ورنہ وہ کسی قسم کی جاہ و حشمت اور عہدہ و منصب کے خواہشمند نہ تھے اور نہ ہی ان کے لئے سیاسی اقتدار مقصود بالذات تھا۔

☆ خود آنحضرت ﷺ کو یہ دعا تلقین کی گئی ہے:

وَ قُلۡ رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّ اجۡعَلۡ لِّیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا٥

(۱۷:۸۰)

اور آپ (اپنے رب کے حضور یہ) عرض کرتے رہیں اے میرے رب! مجھے سچائی (خوشنودی) کے ساتھ داخل فرما (جہاں بھی داخل فرمانا ہو) اور مجھے سچائی (خوشنودی) کے ساتھ باہر لے آ (جہاں سے بھی لانا ہو) اور مجھے اپنی جانب سے مددگار غلبہ و قوت عطا فرمادے۔

باری تعالیٰ کی طرف سے نبی اکرم کو اس دعا کی تعلیم اس حقیقت کی غمازی کرتی ہے کہ غلبہ حق کا وہ عالمگیر مشن جو حضور کو مقصد بعثت کے طور پر عطا کیا گیا تھا

Marfat.com

ایک ہمہ گیر سیاسی انقلاب اور اس کے نتیجے میں ایک موثر سیاسی اقتدار کی تائید و حمایت کے بغیر تکمیل پذیر نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے آپؐ نے اس امر کی دعا فرمائی اور اسی راستے پر جدو جہد جاری رکھی۔ حتیٰ کہ مدینہ کی اسلامی ریاست کے قیام، آپؐ کی سربراہی مملکت کے انعقاد اور عالم کفر کے مقابلے میں اسلام کی سیاسی فتوحات کے ذریعے وہ جدو جہد اپنے اتمام کو پہنچی۔ سیاسی انقلاب کے تقاضے کو پورا کرنے سے ہی حق کا غلبہ اور باطل کی شکست مسلم ہو سکتی تھی۔ چنانچہ مذکورہ بالا دعائیہ کلمات کے بعد یہ اعلان کیا گیا:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ	اور فرما دیجئے حق آ گیا اور باطل
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًاo	بھاگ گیا بیشک باطل نے زائل و
(۸۱:۱۷)	نابود ہی ہو جانا ہے۔

مذکورہ بالا تمام آیات سے اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ قرآنی شہادت کے مطابق یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ معیاری دین یعنی اسلام کا سیاسی غلبہ واستحکام اور انقلابی قوت واقتدار صحیح طور پر بحال کرائے بغیر معاشرتی اور اخلاقی انقلاب بپا کرنا ناممکن ہے۔ اس امر کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ سیاسی انقلاب ہی مقاصد اور نتائج کو محفوظ رکھ سکتا ہے۔ لہٰذا سیاسی اور معاشی انقلاب ہی کی راہ ایسی راہ ہے جس کے ذریعے معاشرہ اخلاقی وسماجی انقلاب سے ہمکنار ہوتا ہے اور دین اسلام کے نفاذ کو تاثیر اور نتیجہ خیزی میسر آتی ہے۔ ورنہ عبادات و معاملات شریعت کا پرچار ہو یا اخلاق و روحانیت کی تعلیم، حدود شریعت کا نفاذ ہو یا دیگر تعلیمات اسلامی کی تبلیغ، قوم اجتماعی طور پر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی۔ قوم کے منزل مراد تک پہنچنے کا لائحہ عمل صرف سیاسی اور معاشی انقلاب ہی ہے جو اپنے نتیجے کے طور پر سماجی اور اخلاقی انقلاب

کو جنم دیتا ہے اور ایک ایسے مثالی معاشرے کی تشکیل وجود میں آتی ہے جو عالمی سطح پر غلبہ اسلام کی خاطر انقلاب کا ضامن ہو۔

نیکی اور تقوی کا قرآنی تصور

ایک مثالی معاشرے کی تشکیل کیلئے سیاسی 'سماجی' اخلاقی اور معاشی انقلاب کے باہم مربوط و متعلق ہونے کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قرآن حکیم کا پیش کردہ نیکی اور تقوی کا تصور بھی اپنی جامعیت کے اعتبار سے پوری حیات انسانی کو محیط ہے۔ اسلام معیشت اور مذہب میں کسی طرح کی تفریق کو روا نہیں رکھتا۔ بلکہ اسے ایک وحدت کے طور پر لیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک معاشی مسئلہ اور اخلاق و مذہب جدا جدا حقیقتیں نہیں ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:-

لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (۹۲:۳)	تم ہر گز نیکی کو نہیں پہنچ سکو گے جب تک تم (اللہ کی راہ میں) اپنی محبوب چیزوں میں سے خرچ نہ کرو۔

یہاں "بر" یعنی نیکی اور دینداری کا حصول انفاق فی المال کے بغیر ناممکن قرار دیا گیا ہے۔ نیکی کو انفاق فی المال پر منحصر کر کے قرآن حکیم نے اس روایتی تصور کی کلیۃ نفی کر دی ہے جو مذہب و معیشت کی تفریق کے حامل فکر کے ہاں رائج ہے۔ اس آیہ مبارکہ کی روشنی میں جب بھی مال اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے گا تو یہ ضرورت مند افراد معاشرہ کی کفالت اور استحکام معیشت کا باعث ہو گا گویا اس عمل کے تحت افراد معاشرہ اس وقت مذہبی فضائل کے حامل بن سکیں گے جب وہ معاشرہ سے معاشی تعطل کو دور کرنے کے لئے جدوجہد کریں گے اور اسے ہی قرآن حکیم نے نیکی قرار دیا

Marfat.com

یہی تصور کئی دیگر آیات میں بھی پیش کیا گیا ہے:۔

(ا) وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَ النَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآئِلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ

بلکہ اصل نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب پر اور پیغمبروں پر ایمان لائے، اور اللہ کی محبت میں (اپنا) مال قرابت داروں پر اور یتیموں پر اور محتاجوں پر اور مسافروں پر اور مانگنے والوں پر اور (غلاموں کی) گردنوں (کو آزاد کرانے) میں خرچ کرے۔

آیت کے آخر میں فرمایا گیا ہے:۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَo

یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔

(۲:۱۷۷)

گویا بر، صدق اور تقویٰ جیسے تمام تصورات کا تقاضائے اولین افراد معاشرہ کو معاشی استحکام فراہم کرنا اور ان کا معاشی تعطل دور کرنا ہے۔ اس کے بغیر انسان صالحیت کے کسی مقام کو حاصل نہیں کر سکتا۔

(۲) هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ o الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ

(یہ) پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے اور نماز کو (تمام حقوق کے ساتھ) قائم

يُنفِقُوْنَo (۲:۲،۳)

کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں۔

یہاں بھی ایمان بالغیب (اجزائے ایمان) اور اقامت صلوٰۃ (ارکان اسلام) جیسی بنیادی دینی ضروریات کو مما رزقنھم ینفقون کے ساتھ بیان کر کے معاشی انقلاب کی اہمیت کو بیان کر دیا گیا ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ ھی تقوی کے تصور کو بالفعل متحقق کرتا ہے۔

(۳) وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَo الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ (۳:۱۳۳،۱۳۴)

اور اس جنت کی طرف تیزی سے بڑھو جس کی وسعت میں سب آسمان اور زمین آ جاتے ہیں، جو پرہیزگاروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں بھی انفاق فی المال کو متقی کی اہم صفت گنوایا گیا ہے۔

(۴) وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى o الَّذِيْ يُؤْتِيْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰىo (۹۲:۱۷،۱۸)

اور اس سے پرہیزگار دور ہی رکھا جائے گا، (اس کو دوزخ کی ہوا تک نہ لگے گی، اس کو دوزخ سے کیا کام وہ تو وہ ہے) جو اپنا مال (و متاع) دل کو پاک کرنے کے لئے (سیرت کو سنوارنے کے لئے) دیتا ہے

Marfat.com

(اس کی سخاوت، نام و نمود کے لئے
نہیں)۔

اس آیہ مبارکہ میں بھی تقویٰ کے کمال (الاتقی) کو انفاق فی سبیل اللہ کے عمل کا نتیجہ بتایا گیا ہے کہ یہ وہ عمل ہے جو تزکیہ عطا کرتا ہے۔

ان متذکرہ بالا آیات مبارکہ میں نیکی اور تقوی کو افراد معاشرہ کی معاشی نشوونما سے مربوط و متعلق بیان کیا گیا ہے۔ اس مضمون کے دوسرے پہلو یعنی افراد معاشرہ کی معاشی نشوونما سے انحراف کے طرز عمل کو بھی قرآن مجید نظرانداز نہیں کرتا بلکہ اسے تکذیب دین قرار دیتا ہے۔

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ o فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ o وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ o فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ o الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ o
(الماعون)

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو (روز) جزا (حشر و نشر) کو جھلاتا ہے۔ (یہی نہیں بلکہ لوگوں کی حق تلفی کرتا ہے) پس یہی وہ (بدنصیب) ہے جو یتیم (بے کس کی ہمدردی کرنے کی بجائے اس) کو دھکے دیتا ہے (اپنی بداخلاقی اور بے رحمی کا مظاہرہ کرتا ہے) اور (نہ خود کسی غریب کو کھلاتا ہے) نہ محتاج کو کھانا کھلانے کی (دوسروں کو) ترغیب دیتا ہے۔ (جو اس درجہ ایمان و اخلاق سے خالی ہو اس پر جس قدر بھی افسوس کیا جائے کم ہے، وہ اپنی ہلاکت

Marfat.com

کا سامان آپ کرتا ہے لیکن وہ لوگ
بھی بڑے بدنصیب ہیں جو ظاہری طور
پر ایمان لانے کے باوجو نور ایمان سے
خالی ہیں) پس ایسے نمازیوں (یعنی
مسلمانوں) پر افسوس ہے۔ جو اپنی
نماز سے غافل ہیں (یا اسے بھلا بیٹھے
ہیں) جو (محض) دکھاوا کرتے ہیں
(لوگوں کے دکھانے کے لئے نماز
پڑھتے ہیں ذرا نہیں سوچتے کہ کس کے
حضور کھڑے ہیں، کس کو دھوکہ دینا
چاہتے ہیں) اور (جس طرح وہ اللہ کا
حق ادا نہیں کرتے بندے کا حق ادا کرنا
بھی نہیں جانتے بلکہ) معمولی برتنے کی
چیز بھی مانگے نہیں دیتے۔

اس سورہ مبارکہ میں افراد معاشرہ کے معاشی و اقتصادی تعطل کو دور کرنے اور محض عبادات پر ہی مکتفی ہو جانے کو براہ راست تکذیب دین قرار دیا گیا ہے معاشی استحکام کے حوالے سے اس سورہ مبارکہ میں پوری معاشرتی زندگی کا احاطہ کر دیا گیا ہے کہ دینداری یہ ہے کہ:۔

(ا) یتیم یعنی بے سہارا لوگوں کو دھکے نہ دیئے جائیں اور معاشرے کے نام نہاد اشراف اپنے Status Complex کے تحت انہیں بوجھ محسوس نہ کریں

Marfat.com

بلکہ ان کے معاشرتی مرتبہ کو بلند کرنے کے لیے بھی جدوجہد کی جائے۔

(ب) مسکین یعنی حاجت مند افراد جنہیں دوسرے مقام پر "مسیکنا ذا متربه" فرمایا گیا' کی معاشی کفالت کے لیے رغبت دلائی جائے جو اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ معاشرے کے مساکین کے معاشی استحکام کی جدوجہد معاشرے میں ایک تحریک اور موثر نظام کے طور پر کار فرما ہونی چاہیے۔

(ج) "امتناع الماعون" کی روش کا خاتمہ کیا جائے اور وسائل واسباب کی نفع بخشی میں ہر فرد معاشرہ اور ضرورت مند کو شریک کیا جائے۔

نیکی' تقوی اور دینداری کا یہی وہ انقلابی مفہوم ہے جو قرآن حکیم پیش کرتا ہے اور اسی تصور کو اپنا کر معاشرے کو حقیقی اسلامی فلاحی معاشرے میں بدلا جاسکتا ہے۔

سیاسی غلبے کی ناگزیریت

قومی زندگی تین بنیادی شعبوں پر مشتمل ہے۔ سیاسی' معاشی اور معاشرتی یہ تینوں شعبے اطاعت اور انحراف کے تضاد پر مبنی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مخصوص نوعیت کے بگاڑ سے ہمکنار ہے۔ معاشی اور معاشرتی شعبوں کی اصلاح بھی اساسی طور پر سیاسی شعبے کی اصلاح سے وابستہ ہے۔ جب سیاسی انقلاب کا مقصد سیاسی غلبہ اور حصول اقتدار لیا جاتا ہے تو اس سے یہ مغالطہ پیدا ہونے کا امکان ہے کہ یہ انقلاب بھی تمام سیاسی انقلابات کی طرح محض حصول اقتدار کا ذریعہ ہوگا یا اہل حق کی تمام تر کوششوں کا ماحصل ہی سیاسی غلبے کی صورت میں کرسی اقتدار پر قابض ہونا ہے ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ اسلام میں سیاسی غلبے کا معنی "صرف دین حق کے لئے قوت نافذہ کا حصول" ہے یہ انقلاب برائے اقتدار نہیں ہوگا بلکہ "انقلاب برائے غلبہ دین حق"

ہوگا اب اس کی ناگزیت کے چند گوشے زیر بحث لائے جاتے ہیں۔

مصطفوی انقلاب کی اخلاقی اساس

اللہ تعالیٰ نے مقصد بعثت محمدی ﷺ بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ (۹:۳۳)

وہی (اللہ) ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس (رسول) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے۔

صاف ظاہر ہے کہ لیظھرہ کا مدعا اس وقت پورا ہوگا جب قوت نافذہ باطل سے چھن کر اہل حق کے پاس آجائے گی اور یہ اس وقت ممکن ہے جب اہل حق کا سیاسی غلبہ ہوگا قوت اقتدار و قوت نافذہ دیندار صالح اور خدارسیدہ افراد کے ہاتھوں میں ہوگی اور پورا معاشرہ صالحیت' صداقت اور شرافت و نجابت کا آئینہ دار ہوگا۔ کیونکہ جب قوت نافذہ کی موجودگی میں حق کو اوپر سے نافذ کیا جاتا ہے' ہر فتنے کو قوت بازو سے دبادیا جاتا ہے' بے حیائی' فحاشی' عریانی اور بدکاری کے مصادر کا وجود ختم کر کے معاشرے کو تمام ناپاک عناصر سے پاک کر دیا جاتا ہے اور بے حیائی و بدی کو جڑوں سے اکھیڑ کر پھینک دیا جاتا ہے تو پوری فضا پھر خود بخود نیکی کے لئے ہموار ہو جاتی ہے احوال وکیفیات زندگی میں خوشگوار تغیر رونما ہوتا ہے اور دینی و مذہبی اقدار کا تقدس بحال ہو جاتا ہے جب دینی اقدار کو پنپنے کا موقع ملتا ہے تو تہذیب و ثقافت میں بھی دینی رنگ غالب آتا ہے اس طرح پورا معاشرہ اسلام بن جاتا ہے۔

دعوت و تربیت تو پہلے سے جاری ہوتی ہے۔ جب اوپر سے نیکی کا ماحول ملتا ہے تو یہ نیکی برق رفتاری سے معاشرے میں پھیل جاتی ہے۔ اس کے برعکس اگر اقتدار

Marfat.com

باطل کے پاس رہے پورا ماحول برائی کی لپیٹ میں ہو اور صبح و شام ٹی وی' ریڈیو' اخبارات و رسائل' سینما' وی سی آر اور اس طرح کے دیگر ذرائع ابلاغ مسلسل بے حیائی' عریانی اور فحاشی پھیلا رہے ہوں۔ اس صورت میں ہم نسل نو کو نگاہیں پاک رکھنے کے لاکھ درس دیتے رہیں وہ بے اثر رہے گا شب و روز کے چوبیس گھنٹوں میں اگر دو گھنٹے بفرض محال نماز کی ادائیگی کی صورت میں نیکی میں گزرتے بھی ہوں تو بھی پوری زندگی کیونکر صالح بن سکتی ہے؟ وہاں دل و نگاہ کیسے صاف ہوں گے جہاں پاکیزہ شے دیکھنے کو نہ ملے۔ نیک بات سنائی ہی نہ دے الغرض ایسے حالات میں وعظ و تبلیغ بھی غیر موثر ہو جاتی ہے لہٰذا زندگیاں بدلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ زندگیاں تب ہی بدلتی ہیں جب بدی کو دبانے اور نیکی کو پھیلانے کے لئے پوری فضا ہموار ہو۔ ورنہ اقتدار اہل کفر کے ہاتھ میں رہے اور انسان یہ کہے کہ تقویٰ یا نیکی کا حصول تو ہر شخص کا انفرادی معاملہ ہے حکومت اس کے حصول میں کیا رکاوٹ ڈال سکتی ہے بس مسلمانوں کو اگر نماز ادا کرنے' زکوٰۃ دینے' روزے رکھنے اور حج کرنے کی اجازت ہے تو سارا دین قائم ہے۔ مسلمان کا کام تو اللہ اللہ کرنا ہے اور وہ تو اقتدار کے بغیر بھی ممکن ہے' یہ سوچ شکست خوردہ ذہنیت کی آئینہ دار ہے' مقصد بعثت نبوی ﷺ سے ناآشنا لوگوں کی سوچ ہے اور امت مسلمہ کے تشخص اور عالمی وقار سے عدم آگہی کی علامت ہے یہ ان لوگوں کا موقف ہے جو صرف نماز روزہ کی پابندی کو ہی کل دین سمجھتے ہیں۔ وہ لوگ ناداں' عاقبت نااندیش اور کم فہم ہیں۔

ملا کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے کہ اسلام ہے آزاد

یہ کہ اگر اسلام محض مسجد میں ہے اسکا مطلب یہ نہیں کہ اسلام پورے معاشرے میں

موجود ہے یا اگر مسلمانوں کو مسجد میں آنے جانے سے کوئی نہ روکے تو اس سے قیاس کر لیا جائے کہ اسلام مکمل آزاد ہے۔ نہیں اسلام اس دن آزاد ہو گا جس دن مسجد والا اسلام گلی کوچوں گھروں اور بازاروں میں ہو گا اور یہ تب ممکن ہو گا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اقتدار کے ذریعے تمکن عطا فرمائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمکن تب حاصل ہو گا جب اہل حق باطل استعماری قوتوں کے پنجے مروڑ کر ان پر سیاسی غلبہ حاصل کر لیں گے۔

مصطفوی انقلاب کی معاشی و اقتصادی اساس

انسان کسی حال میں بھی اسباب معیشت سے بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ تنگ دستی، بھوک اور افلاس کی موجودگی میں اس کی بندگی بھی ناقص رہتی ہے۔ ضروریات زندگی میسر ہوں تو انسان کا دل مطمئن ہوتا ہے اور دل میں اطمینان و سکون ہو تو اسے عبادت و ذکر الٰہی کی لذت بھی نصیب ہوتی ہے۔ نظام سیاست و معیشت اگر چند سرمایہ داروں، جاگیرداروں، وڈیروں اور بڑے بڑے زمینداروں کے قبضے میں ہو تو خوشحالی بھی انہی لوگوں کا پیدائشی حق سمجھا جاتا ہے۔ غریب، نادار اور بے سہارا لوگ زندگی کی معمولی اور بنیادی ضروریات کے لئے بھی سسک رہے ہوتے ہیں ان کے ساتھ غیر انسانی سلوک ہوتا ہے۔ اس معاشی تعطل کے شکار انسان ہزاروں آرزوئیں سینے میں دبائے قید حیات سے خلاصی پا کر موت کی دہلیز پر جا پہنچتے ہیں۔ بصورت دیگر اگر کوئی زندگی کا ساتھ دینا چاہے تو اسے حرام کی کمائی سے اپنے اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنا پڑتا ہے۔ جس سے رشوت، غبن، چوری، ملاوٹ اور دھوکہ دہی جیسی ان گنت معاشرتی برائیاں انسانی معاشرے کو جہنم زار بنا دیتی ہیں یہی حالت انفرادی زندگی سے لے کر قومی اور ملکی زندگی تک طاری ہوتی ہے۔ ایک فرد کی طرح جب ایک ملک

Marfat.com

معاشی بدحالی کا شکار ہوتا ہے تو اسے غیروں سے بھیک مانگنی پڑتی ہے اور یوں اس کی تمام تر خودداری اور آزادی کا سودا ہو جاتا ہے۔ یہی حالت آج پاکستان سمیت بہت سے اسلامی ممالک کی ہے مغربی ممالک مالی امداد کے بہانے ہمارے معاشروں کو اپنی تہذیب و ثقافت سے آلودہ کر چکے ہیں۔ ہم معاشی میدان میں باطل کے محتاج ہو کر عملی سیاست کے میدان میں بھی اس کے ہاتھوں بک چکے ہیں۔

اندریں حالات ایسا سیاسی انقلاب ناگزیر ہے جس کے بعد فرد' معاشرہ اور ملک اسلام کے فیض رساں نظام معیشت سے اپنے قدموں پر کھڑا ہو سکے۔ پھر خود بخود اخلاقی اور سماجی انقلاب آتے ہیں۔ سیاسی انقلاب کے بعد وہ تمام اقتداری اجارہ داریاں جنہوں نے معاشرے میں غیر فطری تفاوت پیدا کر دی ہے' مواخات کی طرز پر ختم ہو جاتی ہیں۔ پھر دولت مند اور تنگ دست کے درمیان خلیجیں وسیع نہیں ہوتیں بلکہ دونوں اعتدال پر آکر ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ میں سیاسی تمکن حاصل کرنے کے فوراً بعد نظام صلوۃ یا مذہبی اصلاح پر زور نہیں دیا بلکہ پہلے مواخات مدینہ کے ذریعے معاشی مسائل حل فرمائے ہے۔

مصطفوی انقلاب کی دینی و شرعی اساس

معاشی تعطل میں جس طرح سماجی برائیاں پیدا ہوتی ہیں اس طرح دین کے تقاضے بھی پورے نہیں ہو سکتے۔ حق کا بول بولا بھی نہیں ہوتا کیونکہ حق کہنے سننے اور اس پر عمل کرنیکے لئے ماحول سازگار نہ ہو تو حق دب جاتا ہے۔ زندگی قانون کی اتباع کی بجائے مخالفت میں اپنی ضروریات کی تکمیل کرنے لگتی ہے مثلاً کھانے کو حلال نہ ملے سچ بولنے سے جانی و مالی نقصان کا خطرہ لاحق ہو تو ظاہر ہے کہ انسان حرام سے پیٹ پالے گا۔ اور جھوٹ بول کر زندہ رہے گا۔

Marfat.com

یہ سب کچھ اس وقت ہوتا ہے جب معاشرے پر قانون کی گرفت نہیں ہوتی اور لاقانونیت سے جان ومال عزت و آبرو خطرے میں ہوتے ہیں۔ جب سیاسی غلبے کے ذریعے حق کا نفاذ اور قانون پر عمل ہو جائے گا تو پھر ہر ایک کے زبان پر کلمہ حق ہوتا ہے۔ ہر ایک کی عزت وناموس کی حفاظت ہوتی ہے پھر یہی حق اندر بھی اترتا ہے اور انسان کا قلب وباطن منور ہو جاتا ہے۔ ہر ایک کو اس کا حق ملنے لگتا ہے اور یوں معاشرہ نظام عدل سے جنت نظیر بن جاتا ہے۔ اللہ تعالی نے انبیاء ورسل علیہم السلام کے بعثت کا مقصد یہی بیان فرمایا ہے ارشاد ربانی ہے۔

لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَ اَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ

(۲۵:۵۷)

ہم ہی نے اپنے رسولوں کو نشانیاں (معجزات) دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور (اس کو) میزان (عدل قرار دیا) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں اور ہم نے (اپنی قدرت سے) لوہا اتارا اس میں لوگوں کے لئے سخت خطرہ بھی ہے اور فائدے بھی۔

اس آیہ مبارکہ میں اللہ تعالی نے تین چیزوں کا تذکرہ فرمایا' جو انبیاء کے ذریعے اتاری گئیں۔

۱-الکتاب: یعنی ہدایات اور تعلیمات عطا کیں۔

۲-المیزان: عدل عطاء فرمایا۔ ان دونوں کا مقصد نزول یہ بیان فرمایا کہ لوگوں کو عدل انصاف کا ماحول مل سکے لیکن یہ نظام کیونکہ نافذ العمل ہوگا اس کے لئے تیسری چیز کا تذکرہ فرمایا۔

Marfat.com

۳-الحدید: یعنی لوہا اتار کر اہل حق کو طاقت بخشی تاکہ کتاب و میزان کی خلاف ورزی کرنے والے کی سرکوبی کی جاسکے۔ یہاں الحدید سے مراد قوت نافذہ ہے کیونکہ قوت نافذہ کے ساتھ ہی قانون کی حکمرانی اور اسلامی تعلیمات نظام کی صورت میں نافذ ہوں گی ورنہ صرف تلاوت کا ثواب ہی حاصل زندگی قرار پائے گا۔ ع

عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد

مندرجہ بالا تینوں دینی' معاشی اور قانونی و سماجی انقلابات کے لئے جس سیاسی غلبے کی ضرورت ہے قرآن مجید کی متعدد آیات میں اس طرح اشارہ فرمایا گیا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ (۲۴:۵۵)	اللہ کا وعدہ ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ وہ ان کو ملک کا حاکم بنا دے گا، جیسا کہ ان سے قبل کے لوگوں کو حاکم بنا چکا ہے۔

مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے وعدہ فرمایا ہوا ہے کہ وہ انہیں زمین میں سیاسی غلبہ یعنی اقتدار عطاء فرمائے گا جیسا کہ پہلے ادوار میں اہل حق کو اقتدار دیتا رہا ہے وعدہ کیوں فرمایا' اس کا جواب یوں دیا کہ:

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِي	اور ان کا دین جس کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے مستحکم کر دے گا اور ان کے اس خوف کے بعد (جس سے

Marfat.com

لَایُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئاً — (۵۵:۲۴)

وہ قومی و معاشرتی زندگی میں دوچار ہیں) ان کو امن بخشے گا وہ میری عبادت کریں گے (اور اپنے مقصد حیات یعنی اپنے فکر و عمل میں) میرے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں گے۔

یوں اہل حق کو اقتدار اور تمکن فی الارض عطاء کرنے کے چار بڑے مقاصد بیان کیے گئے۔

۱- اللہ تعالی کے پسندیدہ دین اسلام کا زمین میں استحکام و نفاذ

۲- باطل طاغوتی سازشوں کے خوف سے امن اور ہر خوف سے نجات

۳- نظام عبادات کا اجراء

۴- ہر قسم کے شرک سے پرہیز

باطل اقتدار کے اثرات

آج اگر معاشرے میں دین کو تمکن نہیں، دیندار افراد ڈھونڈنے سے نہیں ملتے اور دینی اقدار عنقاء ہیں تو اس کی وجہ یہی ہے کہ سیاسی غلبہ اہل حق کے پاس نہیں۔ بدامنی، چوری، ڈاکے، قتل و غارت گری، اغواء عزت و ناموس اور عفت و عصمت کے لٹنے کے ہزاروں واقعات جو ہمارے نام نہاد اسلامی معاشرے میں آئے دن رونما ہوتے رہتے ہیں کیا یہ باطل اقتدار کے تحائف نہیں؟ اور عبادت کا یہ حال کہ

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے

Marfat.com

رہ گئی رسم آذاں روح بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا تلقین غزالی نہ رہی

اول تو غیر مومنانہ معاشرے میں نماز کوئی پڑھتا ہی نہیں اور اگر اکا دکا کسی وجہ سے مسجد میں چلا جاتا ہے تو اس کی نمازوں میں وہ اثر نہیں جو زندگی میں انقلاب بپا کریں۔ معاشرتی اور سماجی مسائل اس قدر ہیں کہ کسی وقت بھی انسان یکسوئی سے یاد الٰہی کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ وہ نماز اگر پڑھتا بھی ہے تو بے سرور اور بے حضور اس کی عبادتوں کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ

ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر

ظاہر ہے کہ جب تک انسان خوف و غم سے نجات حاصل نہیں کر لیتا اور ذہن دنیا کی الجھنوں سے پاک نہیں ہوتا عبادت میں خلوص کیسے پیدا ہوگا؟ اور اگر نماز میں بھی دل ضروریات زندگی کے حصول' جان و مال کے عدم تحفظ اور دیگر مسائل میں الجھا رہے تو سجدے تو خود بخود بے حضور ہوں گے ایسے حالات میں نماز کی یہی حالت ہو سکتی ہے جو اقبال نے یوں بیان کی۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں

معاش کا پجاری ذہن "یعبدوننی" کے سرور سے کیسے آشنا ہو یہ مزے اسی دن ملتے ہیں کہ مسلمان ہر قسم کے فکر سے آزاد ہو کر عبادت کے مصلے پر کھڑا ہو۔ اور یہ تب ہوگا جب سیاسی غلبہ اہل حق کے پاس ہوگا خالی دعوت و تبلیغ اور اللہ اللہ کرنے سے سیاسی غلبہ نہیں ملتا بلکہ قرآن تو اس بات کی بھی نشاندہی فرماتا ہے کہ سیاسی غلبہ حاصل کئے بغیر جو لوگ اللہ کو یاد کرنا چاہیں انہیں اپنے وطن سے نکال دیا

Marfat.com

جاتا ہے۔ اورانہیں غریب الوطنی کی صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔

الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ۔ (۴۰:۲۲)

(یہی وہ لوگ ہیں) جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے محض اس بات پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے۔

اسی آیت کے اگلے الفاظ ربانی سیاست کا ایک عالمی اصول دیتے ہیں۔

وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰہِ النَّاسَ بَعْضَھُمْ بِبَعْضٍ لَّھُدِّمَتْ صَوَامِعُ وَ بِیَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّ مَسٰجِدُ یُذْکَرُ فِیْھَا اسْمُ اللّٰہِ کَثِیْرًا (۴۰:۲۲)

اور اگر اللہ لوگوں کو ایک دوسرے سے نہ ہٹاتا رہتا، تو (راہبوں کی) خانقاہیں اور (عیسائیوں کے) گرجے اور (یہودیوں کے) عبادت خانے (جو زمانہ قدیم میں اللہ کے ذکر کا مرکز رہے ہیں) اور مسجدیں جن میں (آج بھی) اللہ کا نام کثرت سے لیا جاتا ہے۔

مراد یہ ہے کہ حق و باطل کے درمیان ٹکراؤ و تصادم اور باطل کے خلاف غیر مصالحانہ جنگ جو آخری فتح تک جاری رہے ایک بدیہی امر اور قانون قدرت ہے۔ بفرض محال یہ نہ ہو اور اہل حق اہل باطل کے ساتھ کھلی جنگ نہ کریں تو اہل باطل کی غارت گری سے اہل حق ہمیشہ مظالم کا شکار رہیں گے اس لئے فرمایا جارہا ہے اگر ہم یہ انقلابی معرکے بپا کر کے باطل کے ہاتھوں سے اقتدار چھیننے کا نظام وضع نہ کرتے اور فقط دعوت، تبلیغ و تربیت کے ذریعے قوت حاصل کرنے کی کوشش کا ہی حکم دیتے

Marfat.com

تو طاقت حاصل کرنا تو کجا تمہاری عبادت گاہیں ہی مسمار ہو جاتیں جہاں تم اللہ کی یاد اور اس کا ذکر کرتے ہو۔

آج یہ حقیقت کس قدر واضح ہے کہ ہم نے جب سے انقلابی طرز عمل ترک کیا ہے اور ملی سطح پر روحانی تبلیغ و دعوت پر ہی زور رکھا ہے ہماری مسجدیں خالی اور خانقاہیں ویران ہو گئی ہیں۔ کیا فرمان قرآن حرف بحرف درست ثابت نہیں ہو رہا؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ جب سے ہم نے رسم حسینی پر عمل کرتے ہوئے معرکہ ہائے کرب و بلا میں یزیدی قوتوں کے خلاف سر بکف ٹکر لینا چھوڑ دی گئی' اسوہ شبیری کی پیروی میں اپنے خون سے دین کے ناموس کو بچانے کے لئے اپنے سینے تان کر تمام باطل' سامراجی اور منافقانہ قوتوں کو للکارنا ترک کر دیا اور اپنے تن من دھن کی بازی لگا کر اللہ کے سچے اور آخری دین کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کے فریضے سے ہم غافل ہو گئے ہمارا قومی اور ملی تشخص بھی گیا ہمارے معاشروں سے دینی اور مذہبی اقدار بھی دم توڑ گئیں ہمارے ہاں خالد بن ولید' محمد بن قاسم' طارق بن زیاد جیسے نڈر بہادر اور بے لوث مجاہدین کیسے پیدا ہوں گے جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کی نیندیں بھی حرام کر دیں۔ ہماری رگوں میں تو ایسا خون بھی نہیں رہا جو ہمیں عیش کوشی' لذت طلبی اور دنیا پرستی جیسی سفلی خواہشات سے نکال کر معرکہ حق و باطل بپا کرنے پر ابھارے آج ثریا سے زمین پر آسمان نے ہمکو اس لئے دے مارا کہ ہم نے حق و باطل کے ان معرکوں کو بپا کرنا ترک کر دیا ہے ہم جنگجو ہونے کی بجائے باطل پرست بن گئے۔ امت مسلمہ نے تصادم کے اس قدرتی نظام سے پہلو تہی کر کے باطل طاغوت کے ساتھ محدود مفاد کی خاطر عدم جارحیت کے نام سے عدم جہاد کے معاہدے کر رکھے ہیں۔

Marfat.com

نتیجہ یہ کہ آج ہم جغرافیائی طور پر آزاد ہو کر بھی کافرانہ نظام کے سامنے ذہنی، فکری، سیاسی معاشی اور معاشرتی و سماجی اعتبار سے بے دست وپا اور غلامانہ زندگی گزار رہے ہیں آج کونسا اسلامی ملک ایسا ہے جو یہود و نصاریٰ اور ہندو بنئے کے دست ظلم سے آزاد ہے؟ وہ کون سا معاشرہ ہے جہاں خدا اور رسول ﷺ کی حقیقی غلامی رائج ہے؟ جہاں اسلامی تہذیب و ثقافت پنپ رہی ہے اور جہاں باطل کے خلاف فیصلہ کن جنگ کی تیاریاں ہو رہی ہیں؟ یہ سب کچھ کیوں نہیں ہو رہا؟ اس لئے کہ ہم منشاء قرآنی (حق کا تصادم) کو بھول چکے ہیں۔

قرآن غلبہ اقتدار اور عبادت گاہوں کی آبادی کا راز ہی حق و باطل کے درمیان تصادم میں بتا رہا ہے کہ یہ معرکے بپا ہوتے رہیں کہ انجام کار حق غالب آجائے اور باطل سے اقتدار چھن کر اہل حق کے پاس آئے۔ کہ جب ہر سطح پر حق غالب ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کثرت سے ہوگا۔ عبادت میں خلوص اور خشیت بھی زیادہ ہوگی اور افراد معاشرہ خواہشات کے بتوں کی پوجا بھی نہیں کریں گے قرآن اس طرف ہی متوجہ کرتا ہے کہ باطل کی زیادہ قوت اور سامان حرب وضرب کی کثرت سے گھبرا کر یہ نظام معرکہ آرائی ترک نہیں کرنا چاہیے بلکہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کو یہ علم ہونا چاہیے کہ ان کے ساتھ کائنات کی وہ عظیم طاقت موجود ہے جس کے سامنے وقت کی کوئی بھی باطل طاقت رائی کے دانے سے بھی کمتر ہے۔

وَلَيَنْصُرَنَّ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ٥ (۲۲:۴۰)	اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جو اس (کے دین) کی حمایت کرتا ہے، بے شک اللہ زبردست ہے (اور) غلبہ والا ہے۔

Marfat.com

قرآن مجید کے ان ارشادات کا مقصود یہ ہے کہ اہل حق باری تعالیٰ سے سودا کرلیں اور دین حق کی خدمت کے لئے اگر سر بکف ہو جائیں تو نصرت ایزدی ضرور انکی مددگار ہوگی۔ یہاں بندوں کے ساتھ اپنی مدد کے وعدے کو لام تاکید و نون ثقیلہ کے ذریعے دو تاکیدوں کے ساتھ ارشاد فرمایا اور قسمیہ انداز سے فرمایا۔ میرے بندو تم ایک بار کمر ہمت باندھ کر میرے راستے پر نکلو تو سہی پھر دیکھو میں کن کن ذریعوں سے تمہاری مدد کرتا ہوں اور اگر تمہارے ذہن میں آئے کہ ان مشکل ترین حالات میں جب کہ باطل خطرناک ترین اسلحہ سے لیس ہے اور ہم تہی دامن ہیں تو خدا کس طرح ہماری مدد کر سکے گا فرمایا۔ تمہیں معلوم نہیں؟ کہ سب سے بڑھ کر طاقتور اور غلبے والا صرف اللہ ہے۔

چنانچہ اس طرح مسلمانوں کو سیاسی غلبہ حاصل کرنے کیلئے باطل کے ساتھ تصادم پر ابھارنے کے بعد انہیں اس کے ثمرات سے بھی آگاہ فرمایا۔ اور نظام صلوۃ و زکوۃ اور دعوت و تبلیغ کو سیاسی غلبے کے ساتھ مشروط کرتے ہوئے فرمایا۔

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ○
(۴۱:۲۲)

(اور اہل مدینہ گو اس وقت مظلوم ہیں لیکن) یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو ملک پر تسلط بخشیں تو یہ لوگ نمازوں کو قائم کریں، زکوۃ دیں اور (دوسروں کو بھی جملہ) نیک کاموں کا حکم دیں اور بری باتوں سے روکیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔

Marfat.com

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان شرطوں کے بعد چار چیزوں کا ذکر بطور جزا کیا گیا ہے کہ اگر اہل حق کو تمکن فی الارض یعنی اقتدار حاصل ہوگا تو:

۱۔ نظام صلوۃ قائم کیا جائے گا پھر چند لوگ ہی نہیں پورا معاشرہ نمازی ہوگا۔

۲۔ نظام زکوۃ نافذ العمل ہوگا اور لوگوں کے معاشی مسائل حل ہوں گے۔

۳۔ نیکیوں کا چرچا ہوگا اور سماجی و معاشرتی برائیوں کا قلع قمع کیا جائے گا۔

۴۔ برائی کے خلاف موثر جہاد ہو سکے گا۔

ایسا معاشرہ ہی حقیقی معنوں میں اسلامی معاشرہ کہلانے کا مستحق ہوگا جس کا قیام غایت دین حق ہے۔

یہاں یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ امت مسلمہ اپنے دینی و دنیوی' قومی و ملی اور تہذیبی و ثقافتی تشخص کو قوت نافذہ کے بغیر قائم نہیں رکھ سکتی اور ساتھ ہی اس امر پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ سیاسی و سماجی انقلاب اس وقت تک رونما نہیں ہو سکتا جب تک علمی و فکری انقلاب بپا نہ کیا جائے کیونکہ قوت و اقتدار کا حصول کوئی انقلاب نہیں۔ ظاہراً حکومت کو بدل دینا اور باطل نظام کو بیخ و بن سے نہ اکھاڑنا' آئمہ کفر کو کیفر کردار تک نہ پہنچانا اور شیطانی و طاغوتی نظریات سے افراد و معاشرے کی لوح دماغ کو پاک نہ کرنا اسلامی انقلاب کا مطمع نظر نہیں ہے بلکہ انقلاب ذہنی و فکری تبدیلی کا نام ہے گویا سیاسی و سماجی انقلاب کے لئے فکری و نظریاتی انقلاب ناگزیر ہے لہٰذا اس دور میں فکری انقلاب بپا کرنے کے لئے اسلام کے فکری تصورات میں پیدا شدہ تغیرات کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ تاکہ ان کا موثر تدارک کیا جاسکے۔ ان کا مفصل تذکرہ **جلد اوّل** میں گزر چکا ہے۔

Marfat.com

مصطفوی انقلاب کی جدوجہد: سیرت نبویؐ کی روشنی میں

بعثت محمدی ﷺ اپنے مقصد کے حوالے سے تمام انبیاء ورسل سے بایں طور ممتاز ہے کہ آپ کا مقصود بعثت نہ صرف دین حق کا تمام ادیان باطلہ پہ غلبہ تھا بلکہ اپنے ۲۳ سالہ عرصہ جدوجہد میں آپ کا یہ مقصود بعثت اتمام پذیر ہو کر رہا۔ چونکہ حیات نبوی ﷺ کو رب ذوالجلال نے اس صفت سے بہرہ ور فرمایا کہ:۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (۲۱:۳۳)

(مومنو!) بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے (اتباع و پیروی کا بہترین طریقہ یہیں سے ملتا ہے، البتہ اس نمونہ سے فیض حاصل کرنے کے لئے قلب مومن چاہئے)۔

لہٰذا اس مقصود بعثت محمدی ﷺ کو پانے کے لئے واضح منہاج بھی آپ کی حیات مبارکہ سے میسر آنا چاہئے۔ اگر نبوی انقلابی جدوجہد کا اس تناظر میں جائزہ لیا جائے تو انقلابی جدوجہد کا واضح منہاج، اہم مراحل اور رہنما اصول سامنے آتے ہیں۔ انقلابی جدوجہد کے حوالے سے حیات نبویؐ دو ادوار پر مشتمل ہے:۔

1- مکی دور (دور ما قبل انقلاب)

2- مدنی دور (دور انقلاب)

مدنی دور کو بھی جدوجہد کے اعتبار سے یوں تقسیم کیا جاسکتا ہے:۔

i- قومی سطح پر انقلاب ii- بین الاقوامی سطح پر انقلاب

Marfat.com

مکی دور

اس دور کا آغاز اعلان نبوت سے ہوتا ہے۔ اس دور میں آپ ﷺ نے انقلاب کا آغاز دعوت سے فرمایا۔ دعوت و تبلیغ کے ذریعے انقلابی جماعت کی تیاری کا آغاز کیا گیا۔ آپؐ نے اولاً خفیہ طور پر اور بعد میں اعلانیہ دعوت حق کی تبلیغ کا کام انجام دیا۔ آغاز دعوت کے ساتھ ہی مشرکین مکہ کی طرف سے ظلم و ستم کا آغاز بھی ہو گیا۔ جس میں جہاں ایک طرف انفرادی طور پر مسلمانوں کو جور و ستم کا نشانہ بنایا گیا وہاں آوازہ انقلاب کو دبانے کے لئے مشرکین مکہ نے آپ اور آپ کے خانوادہ بنو ہاشم کو شہر بدر اور محصور کر کے آپ کے معاشرتی مقاطعہ (Social Boycott) کا منصوبہ بھی بنایا تین برس تک آپ کو اس معاشرتی مقاطعہ کے مصائب برداشت کرنا پڑے مگر ان مصائب و آلام کی شدتوں کے باوجود انقلابی جدوجہد جاری رہی۔ صحابہ کرام کی انقلابی جماعت کی اخلاقی، روحانی اور مذہبی تربیت کا کام جاری رہا۔ تاکہ مشکل سے مشکل تر حالات سے نبرد آزما ہونے کا حوصلہ رکھنے والی جماعت تیار ہو سکے یہ دور تیرہ سالہ جدوجہد پر مشتمل ہے۔

مدنی دور

مدنی دور کا آغاز ہجرت سے ہوتا ہے یہ دس سالہ جہد مسلسل کا زمانہ ہے۔ مدینہ طیبہ ہجرت کے بعد آپؐ نے باطل قوتوں کے خلاف انقلابی جدوجہد کیلئے مدینہ طیبہ کو باقاعدہ تحریکی مرکز کی حیثیت عطا فرما دی۔ مدینہ طیبہ میں آپ کی تمام تر جدوجہد اور سعی و کاوش کا مرکز و محور غلبہ دین حق قرار پایا۔ جس کی ابتدائی تیاریاں مکہ میں قیام کے دوران ہی ہو چکی تھیں۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانیہ اس انقلابی

Marfat.com

جدوجہد کیلئے تمہید و نقطہ آغاز کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مدنی دور میں دعوت و تبلیغ، تعلیم و تربیت اور ترویج دین کا کام بدستور جاری رہا۔ اس طرح اس جدوجہد انقلاب کے ذریعے جہاں ایک طرف قومی سطح پر سرزمین عرب میں غلبہ دین حق کے خواب کو حقیقت میں بدلا گیا۔ وہاں بین الاقوامی سطح پر بھی مصطفوی انقلاب بپا کرنے کیلئے راستہ ہموار ہوا۔ اور ابتدائی تاسیسی اقدامات کے ذریعے آقا علیہ ﷺ نے بین الاقوامی سطح پر بھی انقلاب کی بنیادیں استوار کر دیں۔ جو دور خلافت راشدہ میں تکمیل پذیر ہوا۔ اسی لئے دور خلافت راشدہ کو دور مابعد انقلاب کا عنوان دیا جاتا ہے۔

قومی سطح پر انقلاب

مدینہ طیبہ کا ماحول مکہ مکرمہ سے مختلف تھا۔ مکہ میں آپ کو صرف مشرکین مکہ کی مخالفت کا سامنا تھا جبکہ مدینہ میں مشرکین کے علاوہ یہود و نصاریٰ اور منافقین بھی تھے۔ مدینے کے ان نامساعد حالات میں آپ نے ایک نئے معاشرے کی بنیاد رکھی اور اسلام کے اصولوں کے مطابق اس کی تشکیل و تعمیر کی۔ اپنی بے مثال سیاسی بصیرت، تدبر اور انقلابی حکمت عملی کے ذریعے آپ نے مدینہ طیبہ میں قائم ہونے والے اسلامی معاشرے کو اسلامی ریاست میں بدلا اس کی معاشی و عمرانی بنیادوں کو مضبوط کیا اور سیاسی و عسکری لحاظ سے بھی اسے مضبوطی و تحفظ عطا کیا۔ تا آنکہ فتح مکہ کی صورت میں پوری سرزمین عرب پر مصطفوی انقلاب کا پرچم لہرانے لگا۔

میثاق مدینہ

مدینہ منورہ میں تشکیل پانے والے اسلامی معاشرے کو مشرکین، یہود و نصاریٰ اور منافقین کی طرف سے رد عمل، مخالفت اور خطرات سے تحفظ کے لئے آپ

Marfat.com

نے عدل و مساوات کی بنیادوں پر سیاسی و عسکری نوعیت کا جامع منصوبہ تیار کیا اور ایسی حکمت عملی اختیار کی کہ مذکورہ بالا تمام حریف قوتوں کے ہوتے ہوئے ایک اسلامی ریاست وجود میں آگئی آپ نے یہود اور دیگر یثربی قبائل کے ساتھ بقائے باہمی اور مشترکہ دفاع کے اصولوں پر معاہدہ کیا جو آپؐ کی دور اندیشی، عسکری و سیاسی بصیرت اور انقلابی فکر کا آئینہ دار ہے۔ اس معاہدہ کے تحت:

i) ایک ایسا دستور مرتب ہوا جس میں اہل ایمان، یہود اور دیگر یثربی قبائل میں باہمی معاہدہ کے تحت اشتراک کار تشکیل پا گیا۔ جس سے اسلامی مملکت کو ایک مضبوط اساس فراہم ہو گئی۔

ii) یہود و مشرک قبائل نے اسلامی مملکت کو تسلیم کر کے مسلمانوں کے دینی، قومی اور سیاسی تشخص کو تسلیم کیا جس سے مسلمانوں کو یثرب اور پھر سارے عرب میں سیاسی، دینی، مذہبی، معاشی اور ثقافتی مرکزیت مل گئی۔ میثاق مدینہ کی بقیہ تفصیلات آگے آرہی ہیں۔ [۵]

مواخات: سماجی و اقتصادی انقلاب کا منشور

(Socio-Economic Programme)

مدینہ طیبہ میں مہاجرین کی مکہ سے آمد پر اولین مسئلہ ان کی بحالی (Rehabilitation) اور معاشی استحکام (Economic Stability) تھا۔ آپؐ نے مہاجرین کی فوری بحالی کے لئے جو منصوبہ بنایا وہ نہ صرف ریاست مدینہ کی معاشی و اقتصادی بنیادوں کی مضبوطی کا باعث بنا بلکہ سماجی اور معاشی انقلابی منشور کی حیثیت سے بھی درج ذیل مضمرات کے حوالے سے آپ کی انقلابی و سیاسی بصیرت تدبر کا ثبوت ہے۔

Marfat.com

i) مدینہ طیبہ میں اسلامی معاشرہ کی تشکیل فرماتے ہوئے آپ نے ترجیح اول مذہبی احکام کے نفاذ کو نہیں اس نو تشکیل شدہ اسلامی معاشرے کے افراد کے سماجی و معاشی استحکام کو قرار دیا جبکہ مذہبی احکام بتدریج نافذ ہوتے رہے۔

ii) مواخات کا نظام قائم فرماتے ہوئے آپؐ نے مہاجرین کے مزاج کا لحاظ رکھا۔ کیونکہ نو آمدہ مہاجرین کی مدینہ پاک میں آباد کاری کے کئی طریقے ہو سکتے تھے۔ مگر مہاجرین مکہ کے طبعی مزاج کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپؐ نے کسی دوسرے طریق کو اختیار نہ فرمایا۔ مہاجرین مکہ معاشی زندگی کے متعلق انصار مدینہ سے مختلف نظر و عمل کے حامل تھے۔ انصار مدینہ زراعت پیشہ لوگ تھے۔ جبکہ اہل مکہ کا پیشہ تجارت تھا جو کہ آزاد پیشہ تھا۔ اہل مکہ مدینہ کے زراعت پیشہ قبائل میں صدیوں سے قائم جاگیرداری نظام اور مزارعوں کی حالت کے پیش نظر اسے اپنے لئے باعث ننگ و عار سمجھتے تھے۔ اگرچہ مدینہ طیبہ زرعی علاقہ تھا مگر مہاجرین کو زمینوں پر آباد نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لہٰذا انہیں براہ راست زمینوں پر آباد کرنے کی بجائے آپؐ نے معیشت کی بنیاد مواخات پر رکھی جس کا مطلب معاشی زندگی میں سب مسلمانوں کے لئے اخوت و مساوات کے اصول کا عملی اطلاق تھا۔

iii) نظام مواخات کے تحت مہاجرین کے دلوں سے زراعت و محنت کے خلاف قدیم موروثی تعصّبات ختم کرنے کا اہتمام کیا گیا تاکہ وہ نئی ریاست میں عضو فعال کا کردار ادا کر سکیں۔

iv) مواخات کی بنیاد ایمان و اسلام کے روحانی رشتہ کو قرار دیا گیا۔ انصار مدینہ نے اس رشتے کے قائم ہونے پر ایثار و قربانی کی لازوال مثالیں قائم کیں۔ یہاں تک کہ ایک انصاری بھائی فوت ہو جاتا تو اس کی جائیداد کا وارث اس کا مہاجر بھائی ہوتا۔ یہ

Marfat.com

رشتہ ایمان واسلام کا عملی اقرار تھا۔ جس نے مسلم معاشرے کو مکانی، جغرافیائی اور ارضی حد بندیوں سے ماوراء کر کے آفاقی روحانی قدروں پر استوار معاشرے میں بدل دیا۔

v) مواخات کے تحت، قائم ہونے والے معاشرے میں محنت کو باعث عار نہیں، باعث افتخار قرار دیا گیا۔ اس میں سرمایہ داری، جاگیرداری اور سرداری نظاموں کے لیے کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی۔

vi) اس معاشی منصوبہ کے تحت زراعت وتجارت کو ریاست مدینہ کی معیشت کا سنگ بنیاد بنا دیا گیا۔ آپؐ کی آمد سے قبل مدینہ طیبہ میں تجارت پر یہود کی اجارہ داری تھی۔ انصار کی معیشت کا انحصار زراعت پر تھا لہٰذا انہیں اپنی زرعی پیداوار لامحالہ یہود کے ہاتھ بیچنا پڑتی تھی۔ جس سے یہود ساہوکار اور اجارہ دار انصار کا حسب منشا استحصال کرتے تھے۔ اور انصار بھاری شرح پر سود در سود قرض کے چنگل میں مبتلا تھے۔ انصار و مہاجرین میں رشتہ مواخات زراعت وتجارت کے اشتراک کا باعث بنا۔ مہاجرین نے اپنی تجارتی سوجھ بوجھ اور تجربے سے یہود کی اجارہ داری کا خاتمہ کر دیا۔ اس سے نہ صرف انصار یہودیوں کے استحصالی چنگل سے آزاد ہو گئے بلکہ معاشرے سے بھی سود کاری، اجارہ داری، احتکار اور چور بازاری کا فساد رفع ہو گیا۔ اس طرح غیر مسلم اور عرب قبائل تجارتی لین دین میں یہودیوں پر مسلمانوں کو ترجیح دینے لگے اور مسلمانوں سے ان کا تعلق عرب قبائل میں تحریک اسلام کی کامیابی کا باعث بنا۔ آقا ﷺ کے دیئے ہوئے سماجی و معاشرتی انقلاب کے منشور سے منتج ہونے والی معاشی افادیت دعوت وانقلاب کے فروغ کا باعث بنی۔

صفہ یونیورسٹی کا قیام

مدینہ طیبہ میں قائم ہونے والی اسلامی ریاست میں اہل ایمان کی تعلیم و تربیت کا کام بھی جاری تھا جس سے انقلابی جماعت نے تربیت پا کر کار انقلاب کو آگے بڑھانا تھا۔ اس مقصد کے لئے آپؐ نے مسجد کو منتخب فرمایا۔ اس اعتبار سے مسجد نبویؐ اسلام کا پہلا مرکز تعلیم و تربیت ہے۔ اس جامعہ کا نصاب تعلیم قرآن حکیم کے الفاظ میں یہ تھا۔

كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَيُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَّالَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۝ (۱۵۱:۲)

اسی طرح ہم نے تمہارے اندر تمہیں میں سے (اپنا) رسول بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور تمہیں (نفساً و قلباً) پاک صاف کرتا ہے اور تمہیں کتاب کی تعلیم دیتا ہے اور حکمت و دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں وہ (اسرار معرفت و حقیقت) سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے۔[6]

اس اسلامی یونیورسٹی کا نصاب تعلیم اصولی طور پر ان اجزاء پر مشتمل تھا۔

۱۔ قرات قرآن

۲۔ تزکیہ

۳۔ تعلیم کتاب

۴۔ تعلیم حکمت

اس مقصد کے حصول کیلئے آپؐ نے مسجد نبوی کے ایک کنارے پر ایک جگہ

Marfat.com

مخصوص کردی۔ جسے اس کے سائبان کی وجہ سے صفہ کا نام دیا گیا۔ یہ ایک کھلی اقامتی درسگاہ (Residential University) تھی۔ جہاں ہر چھوٹا بڑا تعلیم و تربیت حاصل کر سکتا تھا۔ اہل ایمان کی ایک جماعت نے اپنی کل زندگی اسلام کی انقلابی تحریک کے لئے وقف کر دی تھی جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔ اس درسگاہ میں بچے، پیر وجوان اور خواتین کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا گیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ کی کثیر الجہات حکمت عملی

حضور اکرم ﷺ نے دعوت حق کے فروغ اور اسلام کے استحکام کے لیے کثیر الجہات حکمت عملی اختیار فرمائی:۔

۱۔ آپ نے مخالف قوتوں کے ساتھ اتحاد و معاہدات کئے۔ یہود سے معاہدہ توحید کے "مساوی کلمہ" کی بنیاد پر طے پایا۔ دیگر کئی قبائل سے معاہدات طے کرتے وقت آپ نے حالات کے مطابق حکمت عملی اختیار فرمائی۔ طائف کے قبیلہ بنو ثقیف نے معاہدہ کے لئے یہ مطالبات پیش کیے۔

i- نماز سے استثنٰی ii- حرمت زنا سے استثنٰی iii- طائف کو حرم قرار دینا

iv- فرضیت زکوۃ سے استثنٰی v- فرضیت جہاد سے استثنٰی

آپ ﷺ نے انہیں پہلی دو شرطوں پر منوالیا اور بعد کی تین شرطیں مان لیں۔ صحابہ کرامؓ سے آپ نے فرمایا کہ جب اسلام ان کے دل میں جم جائے گا تو خود بخود مکمل اسلام کو مان لیں گے۔

۲۔ آپ نے صرف یہود مدینہ سے ہی نہیں بلکہ دیگر کئی قبائل مثلاً بنی ضمرہ، بنی غفار، نعیم بن مسعود اشجعی اور نجران کے عیسائیوں سے بھی معاہدات کیے۔

۳۔ دشمن کی تعداد اور قوت کو کم کرنے کے لیے آپ نے زیادہ سے زیادہ اتحاد

Marfat.com

قائم کیے قطع نظر اس کے کہ وہ مذہبی اتحاد تھے یا سیکولر، تاکہ اپنی طاقت میں اضافہ ہو۔

۴- آپ نے دشمن کے اتحادیوں (Allies) سے بھی مذاکرات واتحاد کی راہ کو اپنایا تاکہ انہیں ممکنہ مناسب شرائط پر اپنے ساتھ ملا کر دشمن کی سیاسی ودفاعی طاقت کو کمزور کیا جاسکے۔ مثلاً غزوہ خندق کے موقع پر کفار مکہ کے اتحادیوں میں سے قبیلہ غطفان کو اہل مکہ سے علیحدگی اور مدینہ کے محاصرہ میں شامل نہ ہونے پر آمادہ کرلیا گیا۔ اور محاصرہ مدینہ کے موقع پر بھی قریش مکہ اور یہود مدینہ میں پھوٹ ڈلوائی گئی جس سے قریش مکہ کا مدینہ کے محاصرہ کرنے کا منصوبہ ناکام ہوگیا۔

۵- آپ نے دشمن کے اندر اپنی حمایت (Favour & Soft Corner) پیدا کرنے کے لیے بھی اقدامات فرمائے۔ جس سے مخالفین کے اندر بھی آپ کی حمایت کے آثار پیدا ہوگئے۔ یمامہ میں قریش مکہ کے غلہ کی منڈی تھی اسے بند کروادیا گیا۔ جس سے مکہ میں غلہ کی خاصی کمی واقع ہوئی۔ غذائی مشکلات آئیں پھر یہ پابندی اٹھالی گئی۔ آپ کی اقتصادی پابندیوں (Economic Sanction) کے بعد ریلیف دینے کی اس پالیسی سے مکہ کے عوام آپ کے احسان مند ہوگئے۔

۶- اسی طرح قحط کے انتہائی شدت کے زمانے میں آپ نے ۱۵۰۰ اشرفیوں کی خطیر رقم مکہ کے محتاجوں اور غریبوں میں (جو غیر مسلم تھے) تقسیم کروائی جس سے مکہ کے اندر ریاست مدینہ کے بہی خواہ پیدا ہوگئے۔

۷- مخالفین کی تالیف قلبی کے لیے اقدامات کیے گئے۔ خیارکم فی الجاھلیہ خیارکم فی الاسلام اذا تفقھوا کا اصول اپنایا گیا۔ جب مخالفین اسلام قبول کرتے تو انہیں اسلام

Marfat.com

میں بھی اعلیٰ مقام دیا جاتا۔جب عمرو بن العاصؓ اسلام لائے تو انہیں سردار بنا کر فوجی مہمات پر بھیجا گیا۔اسی طرح خالد بن ولیدؓ اسلام لانے پر سیف اللہ قرار دیئے گئے۔

۸- تالیف قلبی کے لیے سیاسی، سماجی، سفارتی اور اقتصادی اقدامات بھی کیے گئے۔ فتح مکہ کے وقت ابوسفیان کے گھر کو دارالامن قرار دیا گیا جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ ابوسفیان نے اسلام قبول کر لیا ہے۔تو لوگ اسلام قبول کرنے لگے اس طرح فتح مکہ کے موقع پر مخالفین کو لاتثریب علیکم الیوم کا مژدہ سنا کر تحریک اسلام کا حصہ بنادیا گیا۔

۹- آپ نے پیغام حق کے فروغ کے لیے مختلف النوع اتحاد کیے۔جو سماجی (Social) سیاسی(Political)، عسکری ودفاعی (Military &Defence)، اقتصادی (Economic) اور تجارتی (Commercial) نوعیت کے تھے۔ تاہم حالات کے ساتھ آپ کی اتحادی حکمت عملی (Alliance Strategy) بدلتی رہی۔شروع میں آپ نے خالصتاً سیکولر(Secular) اتحاد قائم کیے مگر آپ کی حاکمیت مسلم ہو جانے پر آپ نے اتحاد کو ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت کے عملی اقرار کے ساتھ مشروط کر دیا۔

۱۰- مدینہ منورہ میں حضور اکرم ﷺ کے انقلابی اقدامات قومی زندگی کو ایک ہمہ گیر مصطفوی انقلاب کا مظہر بنانے کے لیے لائحہ عمل پیش کرتے ہیں۔اور آپ کے ان اقدامات کی ترجیحی نوعیت(Nature of Priority) کو بھی بیان کرتے ہیں۔ ہجرت کے سال اول میں آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل پانچ امور پر اپنی توجہ مبذول فرمائی:۔

i- میثاق مدینہ کے ذریعے سے آپ ﷺ نے اہلیان مدینہ کو سیاسی پروگرام

دیا۔ میثاق مدینہ آپ کا ایک ایسا سیاسی اقدام تھا جس کے نتیجے میں ریاست مدینہ میں آپ کی حاکمیت مسلم ہو گئی۔

ii- مواخات کے ذریعے سے آپ نے معاشی اور سماجی استحکام کا پروگرام دیا اس طرح مکہ سے آنے والے مہاجرین کی آبادکاری و معاشی بحالی ممکن ہوئی۔

iii- مسجد نبوی تعمیر کی گئی اور افراد معاشرہ کی تربیت کا کام بھی شروع کر دیا گیا۔

iv- ریاست مدینہ کا نظم و نسق چلانے کے لیے آپ ﷺ نے نظام سلطنت (Administrative System) دیا۔

v- ریاست مدینہ کے دفاع (State Defence) کے لیے آپ نے اقدامات فرمائے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ۱ ہجری میں کئے جانے والے تمام تر اقدامات Socio-Economic اور Secular نوعیت کے تھے جبکہ مذہبی پروگرام (Religious Programme) کا آغاز ۲ ہجری سے کیا گیا۔ اور اس کا نزول و نفاذ بتدریج ہوتا رہا۔

۲ ہجری کے احکامات:

اذان۔ فرضیت زکوۃ۔ فرضیت صیام رمضان۔ تحویل کعبہ۔ فرضیت جہاد

۳ ہجری کے احکامات:

امتناع شرب (تحریم خمر) کا حکم

۴ ہجری کے احکامات:

نفاذ تحریم خمر۔ حکم حجاب نساء

۵ ہجری کے احکامات:

Marfat.com

حکم تیمم۔ زنا' قذف' لعان وغیرہ کے احکام

۷ ہجری کے احکامات:

نکاح وطلاق کے احکام۔ تبلیغ اسلام کے بین الاقوامی منصوبہ کا آغاز

۸ ہجری کے احکامات:

سود کی قطعی حرمت

۹ ہجری کے احکامات:

فرضیت حج

نبی اکرم ﷺ کی سیاسی حکمت عملی کے اثرات ونتائج

گذشتہ صفحات میں منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مختلف گوشوں پر سیر حاصل گفتگو ہو چکی ہے۔ نیز ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ سرور کائنات فخر موجودات نبی اکرم ﷺ کی انقلابی حکمت عملی کثیر الجہات تھی۔ آپ نے بیک وقت اندرونی و بیرونی خطرات کا مقابلہ کرتے ہوئے مصطفوی انقلاب کا راستہ ہموار کیا اور ہر محاذ پر اللہ تعالی نے آپ کو فتح مبین سے نوازا۔ آپ کی سیاسی بصیرت بھی بلاشبہ آپ کو ملنے والی پیغمبرانہ حکمت ہی کا فیض تھا۔ اب قیامت تک اسلام کے سیاسی اصول بھی آپ کی اسی حکمت عملی کی روشنی میں واضح ہوتے رہیں گے۔ اس لیے آپ کا اسوہ حسنہ جہاں دیگر معاملات حیات میں واجب تقلید ہے وہاں امت مسلمہ کی نمائندہ سیاسی قیادت کے لئے کامیاب ترین لائحہ عمل بھی یہی ہے۔

گذشتہ صفحات میں ہم نے اختصار کے ساتھ ان حکمت عملیوں کی نشاندہی بھی کر دی ہے جو بعد میں دنیا کے عظیم ترین سیاسی' مذھبی اور سماجی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئیں۔ حالانکہ وقتی طور پر بعض صحابہ کرامؓ نے تعجب' حیرت اور

Marfat.com

کسی حد تک ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا کیونکہ عام ذہن فطری اور طبعی طور پر ہر چیز کو (Net Result) کی روشنی میں دیکھتا اور سمجھتا ہے۔ لیکن نبوی بصیرت حالات کے تناظر میں دوررس نتائج کو دیکھ رہی تھی اس لئے آپ نے ایسے مواقع پر جانثار صحابہؓ کو سمجھا دیا اور ایمان وایقان کی نعمت سے سرفراز صحابہ خاموشی سے اتباع رسول ﷺ میں کاربند ہوگئے۔

ان سیاسی حکمت عملیوں میں سب سے نمایاں اور دوررس نتائج کے حامل وہ معاملات اور اشتراک تھے جو آپ نے یہود و نصاری سمیت کفار مکہ اور دیگر عرب قبائل کے ساتھ فرمائے۔ ان معاملات میں قابل ذکر بات یہ تھی کہ یہ سب کی سب اسلام دشمن سیکولر اکائیاں تھیں جن کے ساتھ آپ نے مختلف اوقات میں مختلف نوعیت کے اتحاد (Alliances) کئے (قبل ازیں ہم ان میں سے بعض کا ذکر کر چکے ہیں) لیکن آپ کے دو اتحاد بطور خاص مشہور ہوئے اور نتائج کے اعتبار سے تاریخی اور فیصلہ کن اہمیت کے حامل ٹھہرے۔ ان میں ایک "میثاق مدینہ" اور دوسرا "معاہدہ حدیبیہ" کے نام سے جانے جاتے ہیں۔ میثاق مدینہ پہلی سن ہجری میں یثرب کے قبائل اور بالخصوص یہودیوں اور عیسائیوں کے ساتھ ہونے والا سیاسی اور دفاعی معاہدہ تھا جبکہ معاہدہ حدیبیہ 6 ہجری میں عرب کی سب سے بڑی اسلام دشمن قوت کفار ومشرکین مکہ کے ساتھ طے پایا۔ ذیل میں ہم بالترتیب ان کے اسباب، فوائد اور اثرات کا تذکرہ کر رہے ہیں جو براہ راست اسلامی تحریک پر مرتب ہوئے۔

میثاق مدینہ کیوں اور کیسے ہوا؟

حضور تاجدار کائنات ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرمائی تو کفار مکہ آپ ﷺ کو معاذ اللہ صفحہ ہستی سے ختم کرنے کے منصوبے کو آخری شکل دے

Marfat.com

چکے تھے۔ یعنی مکہ کے مخالفین آپ کے مشن اور دعوت کو کیا قبول کرتے' آپ کے وجود مسعود اور ذات کے دشمن بن چکے تھے۔ ایسے ماحول میں تحریک اسلامی کیسے فروغ پاسکتی تھی جبکہ رسول اکرم ﷺ نے اپنا پیغام پوری انسانیت تک پہنچانا تھا اور یہ اسی وقت ممکن تھا جب آپ کی ذات اور دعوت دونوں کو قبول عام حاصل ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور اکرم ﷺ بعثت سے قبل بھی مکہ کے ایک معزز شہری دیانتدار فرد اور سرداران قریش کے چشم و چراغ تھے۔ لیکن جب اپنے عزیز رشتہ دار ہی آپ کے جانی دشمن ہو گئے تو یہ شخص امتیازات' مصطفوی تحریک کی کماحقہ کامیابی کی ضمانت مہیا نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ آپ ہجرت کے بعد کسی دوسری مناسب جگہ جا کر اسلامی تحریک کو مستحکم فرماتے اور یہ استحکام اسی صورت میں ممکن تھا جب آپ کی شخصیت وہاں کی اہم ترین سیاسی و سماجی شخصیات میں نمایاں مقام حاصل کر لیتی۔ ہجرت کے بعد مصطفوی انقلاب کا مرکز جلوہ گاہ نبوت بننے کی سعادت ابدی خطہ یثرب کے حصے میں آئی۔ آپ نے مواخات کے ذریعے مسلمانوں کے بنیادی معاشی مسائل حل کرنے کے فوراً بعد یثرب اور اسکے اردگرد چھوٹے بڑے قبائل کا جائزہ لیا۔ ان میں سے بعض عیسائی قبیلے آباد تھے' بعض مشرکین تھے' بعض منافقین اور بعض بدو' قبائلی اکائیوں میں منقسم تھے۔ لیکن ان میں سب سے زیادہ طاقتور' سازشی اور ہوشیار لوگ یہود تھے جو مدینہ سے خیبر تک پھیلے ہوئے تھے اور اس علاقے کی زراعت' معیشت اور سیاست پر ان کا گہرا تسلط تھا۔ یہ لوگ اس خطے میں اس لئے بھی دور دراز سے آکر آباد ہو گئے تھے کہ انہیں انکے آباد اجداد نے یثرب کے متعلق اپنے علم کی روشنی میں آخری نبی کے دارالہجرت ہونے کی خبریں دے رکھی تھیں۔ لیکن ہجرت کے بعد حضور ﷺ جب یہاں تشریف لائے

Marfat.com

اور انہیں معلوم ہوا کہ آپ کا نسبی تعلق بنی اسرائیل سے نہیں بلکہ اسمعیلؑ (قریش) سے ہے تو یہ جانتے ہوئے بھی کہ آپ نبی ہیں حسد اور بغض میں سخت ترین مخالف ہو گئے۔

ان حالات کو سامنے رکھتے ہوئے پیغمبر انقلاب سرور کائنات ﷺ نے انتہائی کامیاب منصوبہ بندی فرمائی اور ان سب چھوٹے بڑے قبائل کے علاوہ یہود و نصاریٰ کو بھی اپنے ساتھ ملانے میں کامیابی حاصل کرلی۔

مختلف طبقات اور منتشر الخیال مذہبی گروہوں کے اس پہلے باقاعدہ اتحاد (Alliance) کا نام میثاق مدینہ قرار پایا۔(اسکی قانونی اور سیاسی افادیت پر مکمل تفصیلات کے لئے ملاحظہ فرمائیں سیرۃ الرسول جلد دہم) سر دست یہاں یہ صراحت ضروری ہے کہ یہ اتحاد مذہبی بنیادوں پر نہیں بلکہ سماجی اور سیاسی بنیادوں پر قائم ہوا تھا۔اسکی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ یہودی اور عیسائی حضور ﷺ کو مذہبی پیشواء تو تسلیم ہی نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ تو حضورؐ کی نبوت ورسالت کے منکر تھے۔اس کے باوجود نبی اکرم ﷺ نے اہل کتاب کو نفسیاتی طور پر قریب کرنے اور انہیں اعتماد میں لینے کے لئے مذہبی قدر مشترک کو بھی پیش کیا اور وہ تھی اللہ تعالیٰ پر ایمان کی قدر۔

قرآن نے حضور اکرم ﷺ کے اس مدعا کو یوں بیان فرمایا:

یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا و بینکم	اے اہل کتاب تم اس بات کی طرف آجاؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے۔

مراد یہ کہ تم مجھے رسول مانو یا نہ مانو اتنا تو مانتے ہو کہ تم بھی اسی اللہ کو اپنا خالق و مالک سمجھتے ہو جسکو ہم سمجھتے ہیں۔اس لئے مشرکین مکہ کے برعکس تمہارے اور

Marfat.com

ہمارے درمیان کم از کم یہ قدر مشترک تو ہے جس پر ہم اتحاد کر کے شہر مدینہ کو بیرونی خطرات سے بچاتے ہوئے اسے امن وسلامتی کا گہوارہ بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ اہل کتاب الائنس پر رضامند ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ سے شدید مذہبی اختلاف کے باوجود آپ کو اپنا انتظامی سربراہ اور سیاسی قائد مان لیا۔

میثاق مدینہ کے فوائد

حالات وواقعات کے تسلسل نے ثابت کیا کہ یہ معاہدہ اسلامی تحریک کے لئے سراسر مفید تھا۔ تاریخ کوئی ایک شہادت بھی فراہم نہیں کر سکتی جہاں اسلامی تحریک نے کسی ایک لمحے کے لئے رک کر سوچا ہو کہ اس معاہدے سے ہمیں یہ نقصان ہوگا۔ حالانکہ ایسے مراحل پر کئے جانے والے فیصلوں میں مثبت اور منفی دونوں طرح کے امکانات موجود ہوتے ہیں۔ لیکن حکمت مصطفوی کی عظمت پر قربان جائیں کہ بظاہر نظر آنے والا اشتراکی اتحاد سو فیصد کامیاب رہا۔ اس سے بڑھ کر حضور اکرم ﷺ کی کامیاب سیاسی حکمت عملی کا مظہر اور کیا ہوگا۔ غیر مسلم اکائیوں کے ساتھ اس اتحاد کے نتیجے میں فوری طور پر درج ذیل مثبت اثرات سامنے آئے۔

۱- یثرب پہلی مرتبہ باقاعدہ اور منظم ریاست میں تبدیل ہوا۔

۲- مدینہ منورہ پہلی اسلامی ریاست کہلائی جسکے انتظامی سربراہ نبی اکرم ﷺ منتخب ہوئے۔

۳- اسلام جو ابھی تک مشکل سے مذھبی اکائی (Religious Entity) کے طور پر متعارف ہو سکا تھا۔ پہلی بار کئی طبقات کی موجودگی میں سیاسی اکائی کے طور پر تسلیم کر لیا گیا۔

۴- حضور اکرم ﷺ نے اپنی سیاسی حیثیت (Political Leadership) کو اولاً

Marfat.com

مدینہ طیبہ میں اور بعد ازاں گردو نواح میں تسلیم کروالیا۔ یہ Political Recognition براہ راست اسلام کی دعوت و تبلیغ اور استحکام میں بہت زیادہ ممد و معاون ثابت ہوئی۔

۵- یہ معاہدہ مصطفوی انقلاب کی تاریخ میں پہلی بڑی کامیابی اور نمایاں Break-Through تھا جس کے بعد بے شمار علاقائی' سماجی' سیاسی اور مذھبی اکائیوں میں اسلام کو سب سے نمایاں حیثیت مل گئی۔

۶- نبی اکرم ﷺ کا وہ حقیقی مقام و منصب جس پر آپ فائز تھے کفار پر اس کا عملی اظہار ممکن ہوا اور سربراہ مملکت (Head of State) کے طور پر آپ کی نہ صرف مذہبی حیثیت نمایاں ہوئی بلکہ سیاسی' سماجی' عسکری اور قانونی مقام و مرتبہ بھی سب سے بلند و بالا تسلیم کر لیا گیا۔

۷- ہجرت کے بعد مسلمان مدینہ طیبہ میں نووارد تھے۔ انہیں اس اجنبی جغرافیائی ماحول' یہود جیسی مخالف مذھبی قومیت اور وہاں کے مختلف سیاسی' سماجی اور معاشرتی حالات میں قدم جمانے کے لئے ایک مخصوص مدت تک پرامن فضادرکار تھی۔ ایک ایسی فضا جہاں دشمنیاں کم از کم ہوں۔ اور ہر طرف سے خطرات کے تیر ان کا پیچھا نہ کر رہے ہوں۔ ایک دوسرے کو برداشت کیا جاسکے مکہ کی طرح جان و مال اور عزت کو لاحق خطرات انکی دینی اور دعوتی سرگرمیوں میں حائل نہ ہوں۔

چنانچہ میثاق مدینہ میں جب مخالف قوتیں حلیف قرار پائیں اور ایک دوسرے کی جان و مال کی حفاظت تمام فریقوں کی ذمہ داری ٹھہری تو مسلمانوں کو بے خوف و خطر اپنے خاندانی اور عائلی فرائض سے لیکر دینی اور حکومتی فرائض کی انجام دھی کے لئے مناسب ماحول مل گیا۔ اس عرصہ میں مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ بھی

ہوتا رہا اور انکے پاؤں بھی مضبوط ہوتے چلے گئے' چنانچہ جب کفار مکہ نے مدینہ کی طرف پیشقدمی کی تو لشکر اسلام نے نہ صرف ڈٹ کر دشمن کا مقابلہ کیا بلکہ اسے عبرتناک تاریخی شکست سے دوچار کیا۔ اگر حضور اکرم ﷺ مدینہ طیبہ کے قبائل کو ابتدائی مرحلے میں اپنا حلیف نہ بناتے اور مسلمان مدینہ طیبہ جاتے ہی یہود و نصاری کے خلاف مخاصمت اور جنگ کا ماحول قائم کر لیتے تو بیرونی دشمن کے مضبوط حملے کا مقابلہ یقیناً مشکل ہوتا۔

۸- جیسا کہ اوپر ذکر ہوا مدینہ طیبہ میں یہودیوں کا اثر و رسوخ سب سے زیادہ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب معاہدے میں انکو بھی شامل کر لیا اور انہوں نے دوسرے قبائل کی طرح حضور اکرم ﷺ کو الائنس کا سربراہ اور ریاست کا حاکم مان لیا تو یہ بات پورے خطے میں رہنے والے لوگوں کے لئے غیر معمولی حیرت کا باعث بنی۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ یہود کے اس معاہدے کی خبر بہت تیزی سے عرب قبائل میں پھیل گئی۔ اس کا براہ راست نتیجہ یہ نکلا کہ چھوٹے بڑے سب قبائل پر اسلام کی دھاک بیٹھ گئی۔ قبل ازیں اسلام کو وہ معمولی جماعت یا ایک نیا مذہب سمجھ کر درخور اعتنا نہیں سمجھتے تھے لیکن اس معاہدے کے بعد سب نے سنجیدگی سے جزیرہ عرب میں ابھرتی ہوئی اس نئی مذہبی و سیاسی قوت کو دیکھنا شروع کر دیا۔ دوسرے سال جب جنگ بدر میں مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار کے بڑے لشکر پر فتح حاصل ہوئی تو اسلام نے جزیرہ عرب میں فیصلہ کن طاقت اور ناقابل تسخیر قوت کے طور پر اپنے آپ کو منوا لیا۔

۹- اس معاہدے کی باتیں عام ہوئیں تو اسلام کا تعارف بھی تیزی سے ہونے لگا۔ مسلمانوں کا اثر و رسوخ بڑھ گیا ان کی بات میں وزن آ گیا' وہی لوگ جو پہلے کان نہیں دھرتے تھے متوجہ نہیں ہوتے تھے اب بات بھی سننے لگے اور مذاکرات کے لئے

Marfat.com

حضور اکرم ﷺ کے پاس بھی آنے لگے۔

یوں اسلام کا پیغام مختصر مدت میں دور دور تک پھیل گیا غیر مسلموں کو مسلمانوں کے ساتھ معاملات کرنے اور اٹھنے' بیٹھنے کے مواقع میسر آئے تو لامحالہ لوگوں نے اسلام کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا اور تیزی سے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہوا۔

۱۰- عام طور پر ہر شخص سنی سنائی بات پر عمل کرتا ہے۔ ایک دوسرے کے متعلق رائے قائم کرتے ہوئے انسان ہمیشہ غیر محتاط رہا ہے۔ پہلی مرتبہ قرآن نے اس انسانی مرض کی تشخیص کی۔ اور اسے برائی قرار دیکر اس سے بچنے کی ھدایت فرمائی۔ اسلام اور مسلمانوں کی مخالفت کی اساس بھی دراصل بدگمانی' عدم واقفیت اور حقیقت ناشناسی تھی۔ جس نے قریب سے حضور اکرم ﷺ کو دیکھ لیا اور خود آپ کے در دولت پر حاضری کی سعادت حاصل کی اس کا دل ہمیشہ کے لئے صاف ہو گیا۔ کفار مکہ بھی زیادہ تر جھوٹ منسوب کر کے باہر سے آنے والوں کو حضور اکرم ﷺ سے دور رکھنے کی کوشش کرتے تھے مدینہ طیبہ ہجرت کرنے کے بعد بھی یہ کیفیت قائم تھی۔ مخالفین نے طرح طرح کی باتیں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف پھیلا رکھی تھیں لیکن جیسے جیسے قریب آتے گئے غلط فہمیاں خود بخود ختم ہوتی چلی گئیں۔

پیغمبر انقلاب ﷺ کے متعلق خاص طور یہ تاثر عام ہوا کہ یہ انتہا پسند نہیں۔ دوسروں کی بات بڑے تحمل اور حوصلے سے نہ صرف سنتے ہیں بلکہ بات میں وزن ہو تو اسے قبول بھی کر لیتے ہیں۔ اسلامی ریاست کے سربراہ کے طور پر انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ دوسرے باشاہوں کی طرح ان میں تکبر' تکلف اور غیر معمولی طبقاتی فرق نہیں۔ یہ صلح جو اور امن پسند بھی ہیں اور معتدل مزاج ترقی پسند بھی۔ اس

لئے ہر خاص وعام بارگاہ رسالت میں آتا رہا اور ایمان کی سعادت سے ہمکنار ہو کر دارین کی رحمتیں سمیٹتا رہا۔

نبی اکرم ﷺ کے یہ خصائل حمیدہ تو پیدائشی تھے لیکن مذہبی عصبیت نے مکہ میں لوگوں کی نظروں پر پردے ڈال دیئے تھے۔ مدینہ منورہ کے قبائل نے اپنی سیاسی و مذھبی قیادتوں کے مقابلے میں جب حضور اکرم ﷺ کا حسن سلوک دیکھا تو وہ سو جان سے آپ پر قربان ہونے کو تیار ہو گئے۔

۱۱- اس معاہدے میں طے پایا تھا کہ اگر کوئی بیرونی حملہ آور ہم میں سے کسی پر بھی حملہ کرے گا تو ہم سب ملکر اس کا دفاع کریں گے۔ یہ مشترکہ دفاعی حکمت عملی تھی جس کا سو فیصد فائدہ مسلمانوں کو ہوا۔ ایک طرف مدینہ کے کفار منافقین اور یہود و نصاری کی سازشوں کا قلع قمع ہوا اور دوسری طرف قریش مرعوب ہو گئے اور مشرکین مکہ کی سازشیں ناکام ہو گئیں۔ یہ مشترکہ دفاعی معاہدہ بعد ازاں بدر و احد میں بھی کامیابی کا سبب بنا۔

۱۲- مذھبی اور سماجی تضادات وانتشار کے باوجود مدینہ کے عرب اور یہود قبائل اس معاہدے کے تحت اپنے رسوم ورواج کے مطابق اپنے مقدمات کا فیصلہ کرتے تھے۔ قبل ازیں یہاں کوئی مرکزی عدالتی نظام نہیں تھا۔ اس طرح اس سرزمین میں پہلی مرتبہ عدل و مساوات کے اصولوں پر منضبط و منظم حکومت وجود میں آئی جو غیر مسلم قبائل کے لئے اسلام کی طرف رغبت کا باعث بنی۔

۱۳- آپ کی اس حکمت کا نتیجہ تھا کہ ہر آنے والا دن اسلام کی قوت و طاقت میں نئے اضافے کا پیغام لے کر طلوع ہوتا رہا۔ ہجرت کے وقت مہاجر وانصار صحابہ کی تعداد تقریباً ۴۰۰ تھی۔ صلح حدیبیہ کے وقت یہ تعداد ۱۴۰۰ ہو گئی اور فتح مکہ کے وقت

Marfat.com

مسلمانوں کا لشکر ۱۰۰۰۰ افراد پر مشتمل تھا اسی طرح طائف کے معاصرے میں ۱۲،۰۰۰ مسلمان شریک تھے اور خطبہ حجۃ الوداع کے تاریخی موقع پر جانثار مسلمانوں کی تعداد سوا لاکھ کے قریب تھی۔

معاہدہ حدیبیہ اور اسکے نتائج

حضور اکرم ﷺ جس آفاقی دعوت کو لے کر مبعوث ہوئے تھے اس کا دائرہ کسی مخصوص خطے' زبان نسل یا رنگ تک محدود نہیں تھا۔ رسول انسانیت رحمۃ للعالمین ﷺ کے حلقہ اثر میں تو پوری کائنات تھی۔ وہ پوری روئے زمین کے ہادی و راہنما بن کر تشریف لائے تھے۔ اس لئے ضروری تھا کہ ریاست مدینہ میں استحکام کے بعد اب بیرونی ماحول کو دعوت اسلام سے روشناس کیا جاتا' لیکن یہ مقصد اس وقت تک کماحقہ حاصل نہیں کیا جا سکتا تھا جب تک کفار مکہ کی مزاحمت کا خاتمہ نہ ہو جاتا۔ اس لئے کہ مکہ مکرمہ سرزمین حجاز کی سیاسی ثقافتی مذہبی اور روحانی سرگرمیوں کا تاریخی مرکز تھا اور خود تحریک اسلامی کا نقطہ آغاز بھی یہی سرزمین تھی اس لئے یہاں قدم جمائے بغیر موجودہ اسلامی دعوت کی موثریت جزیرہ نمائے عرب سے باہر خاصی مشکل تھی۔

پیغمبر انقلاب ﷺ نے اس دوران اگرچہ اسلامی دعوت کو دور دراز خطوں میں پہنچانا شروع کر دیا تھا لیکن باقاعدہ عالمی مہم شروع کرنے سے پہلے مکہ مکرمہ کو اسلامی ریاست کے زیر نگیں لانا بہت ضروری تھا حضور نبی اکرم ﷺ نے اس مرحلے پر بھی ایک ٹھوس موثر مدبرانہ اور انقلابی حکمت عملی اپنائی۔ 6 ہجری میں آپ نے عمرے کا ارادہ فرمایا اور مدینہ سمیت گرد و نواح کے مسلمانوں میں اعلان کروا دیا کہ جو بیت اللہ کی زیارت اور طواف کرنا چاہے وہ ہمارے ساتھ شریک ہو سکتا ہے۔ خانہ

Marfat.com

خدا کے طواف کے لئے محبوب خدا کی ہمراہی نصیب ہو رہی تھی۔ مہاجر صحابہ ویسے بھی اپنا مالوف وطن دیکھنے کو ترس گئے تھے۔ چنانچہ چند دنوں میں کثیر تعداد مسلمانوں نے حضور اکرم ﷺ کی معیت میں رخت سفر باندھنے کا ارادہ کر لیا۔ ۱۴۰۰ مسلمانوں کا قافلہ مدینہ منورہ سے بیت اللہ کی طرف روانہ ہوا تو اہل مکہ حواس باختہ ہو گئے۔ مسلمانوں سے مرعوب تو تھے ہی اس موقع پر وہ کئی قسم کی غلط فہمیوں کا شکار بھی ہو گئے۔ انہوں نے مکہ کی طرف مسلمانوں کی پیشقدمی کو ہر قیمت روکنے کا فیصلہ کر لیا۔ اس سے پہلے کہ فریقین کی طرف سے حالات کوئی خطرناک رخ اختیار کرتے پیغمبر انقلاب ﷺ نے اپنی بصیرت، حسن تدبر اور تحمل مزاجی سے قریش کو مذاکرات پر راضی کر لیا۔ جس جگہ فریقین میں مذاکرات ہوئے وہ حدیبیہ کا مقام تھا اس لئے یہ تاریخی صلح نامہ معاہدہ حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔

اس معاہدے میں بظاہر کفار مکہ اپنی شرائط منوانے میں زیادہ کامیاب دکھائی دے رہے تھے اس لئے سیدنا عمرؓ سمیت بعض جلیل القدر صحابہؓ بھی برہم ہوئے لیکن حضور اکرم ﷺ نے انہیں صبر و ضبط کی تلقین فرمائی۔ آپؐ کی یہی حکمت عملی اور تدبر بعد ازاں فتح مکہ کا سبب بنا اور قرآن حکیم کی سورہ الفتح میں اللہ تعالیٰ نے اسلامی لشکر کو "انا فتحنا لك فتحا مبينا" کے زوردار الفاظ میں فتح کی خوشخبری دی۔ یہ معاہدہ بعد میں جن کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوا انکی مختصر نشاندہی حسب ذیل ہے۔

۱۔ قبل ازیں کفار مکہ مسلمانوں سے کئی جنگوں میں شکست فاش کھانے کے باوجود انہیں جینے کا حق دینے کے لئے تیار نہیں تھے وہ اہل اسلام کا آزاد فضا میں سر اٹھا کر چلنا اپنی غیرت بقاء اور نسلی تفاخر کے لئے موت تصور کرتے تھے۔

اسی لئے انہوں نے خالی ہاتھ پر امن مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہو کر عمرہ ادا

کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ یہ دراصل انکی شکست خوردہ ذہنیت اور نفسیاتی مرعوبیت کا مظہر تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے انکی اس ذہنی کیفیت کو سمجھتے ہوئے وقتی طور پر گیند انکے کورٹ میں چھوڑ دی اور ان سے ایسی شرائط پر دستخط کروالئے جو بعد میں انہی کے پاؤں کی زنجیر ثابت ہوئے۔

۲- قریش نے بعثت کے بعد اٹھارہ سالہ عرصہ میں پہلی بار مسلمانوں کی آزاد' خود مختار حیثیت اور قومی تشخص کو تسلیم کیا۔

۳- آج مدینہ کے یہودیوں اور دیگر قبائل کی طرح قریش مکہ نے بھی حضور اکرم ﷺ کی سیاسی قیادت کو تسلیم کیا اور پہلی مرتبہ اپنے مدمقابل برابری کی سطح پر سمجھتے ہوئے وفد لے کر مذاکرات کے لئے حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ یہاں بھی حضور اکرم ﷺ نے ان سے اپنی سیاسی حیثیت کو تسلیم کروایا۔ اس معاہدے کی بنیاد اگر آپ مذہبی' دینی اور پیغمبرانہ حیثیت کو بنانا چاہتے تو ان کے اعتراض پر اپنے نام کے ساتھ "رسول اللہ" کے کلمات نہ کٹواتے۔ اس لئے کہ یہود و نصاریٰ کی طرح کفار مکہ بھی حضور ﷺ کو نبی اور رسول نہیں مانتے تھے۔ گویا حضور اکرم ﷺ نے کفار مکہ سے اسلامی طاقت کی سیاسی برابری (Political Equality) کو تسلیم کروایا۔

یاد رہے کہ یہ برابری دنیوی مقام و منصب میں تھی ورنہ کہاں وہ بدبخت کفار اور کہاں رفعت شان مصطفوی' عرش کے راہی کا مقابلہ درندہ صفت اصنام پرستوں کے ساتھ کیسا؟

۴- اس معاہدہ میں ایک شق یہ بھی تھی کہ دس سال تک فریقین میں کوئی بھی دوسرے پر حملہ نہیں کرے گا اس شرط کا مقصد دراصل کفار مکہ کی طرف سے عدم جارحیت کو یقینی بنانا تھا۔ تاکہ اہل مکہ کے ساتھ مسلسل جنگی کیفیت ختم ہو اور مسلمان

Marfat.com

ساری توانائیاں انکے ساتھ جنگ لڑنے میں صرف کرنے کی بجائے اپنی قوت مجتمع کرنے میں لگا سکیں۔اس فرصت سے مسلمانوں نے خوب فائدہ اٹھایا اور انہیں داخلی استحکام اور خوشحالی کے زیادہ مواقع میسر آئے۔

۵-اس معاہدہ کے طے پانے کے بعد قریش کی معاندانہ سرگرمیاں سرد پڑھ گئیں جبکہ مسلمانوں کو دیگر ممالک وقبائل میں اسلام کی دعوت پھیلانے کا موقع مل گیا۔

۶-نبی اکرم ﷺ کو اسلام کی فوج اور سیاسی طاقت بڑھانے کی اطمینان بخش فرصت مل گئی۔اس دوران آپ نے مدینہ اور اسکے گردونواح میں مخالف قوتوں کا صفایا بھی کیا۔ اسلامی فوج جو صلح حدیبیہ کے موقع پر چودہ سو تھی دو سال بعد جب فتح مکہ کا لشکر ترتیب دیا گیا تو لشکر اسلام ۱۰,۰۰۰ افراد پر مشتمل تھا۔

۷-اسلام مخالف قوتیں مکہ اور مدینہ میں رہتے ہوئے ایک دوسرے کے ساتھ اسلام کے خلاف ساز باز رکھتی تھیں۔ عدم جارحیت کا معاہدہ ہو جانے کے بعد یہود اور منافقین مدینہ کی تمام سازشیں خاک میں مل گئیں' اسی طرح کفار مکہ نے بھی یہودیوں کے ساتھ اسلام کے مقابلے کے لئے تعاون نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ کی اس حکمت عملی سے دونوں گروہ اپنی اپنی جگہوں پر بند ہو گئے' اور اسلامی لشکر نے موقع آنے پر دونوں کو باری باری زیر کر لیا۔

۸-مدینہ میں اسلامی ریاست مستحکم ہوئی تو اہل مکہ اور بدیوں کو مدینہ جا کر مسلمانوں کو قریب سے دیکھنے اور اسلام کے بارے میں اپنی غلط فہمیاں دور کرنے کا موقع ملا۔

۹- قریش مکہ سے بے فکر ہو کر آپ نے فوری طور پر آئندہ کی حکمت عملی تیار کی مصطفوی انقلاب کی کامیاب منصوبہ بندی کا یہ تیسرا مرحلہ تھا۔اسلامی تحریک بتدریج منزلوں پر منزلیں طے کر رہی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقع سے فائدہ

Marfat.com

اٹھاتے ہوئے دوسرے ازلی دشمن یہود کی خبر لینا مناسب سمجھی جو ابھی تک آستین کا سانپ بن کر مسلمانوں کو ہر قدم پر نقصان پہچانے کی کوشش کر رہا تھا۔ مسلمان چونکہ کفار مکہ کے ساتھ پے در پے بر سر پیکار تھے اس لئے اہل یہود پر ابھی تک کاری ضرب نہیں لگ سکی تھی۔ اس دوران یہودی اور منافقین خود میثاق مدینہ کی خلاف ورزی بھی کر چکے تھے۔

ریاست مدینہ کے شمال میں خیبر نامی بستی تھی۔ یہ دفاعی لحاظ سے یہودیوں کا سب سے مضبوط علاقہ تھا۔ اس میں 9 عدد قلعے تھے جن میں وہ قلعہ بند ہو کر لڑتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ ان پر عام طور پر کوئی ہاتھ نہیں ڈالتا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو یہودیوں کے ساتھ فیصلہ کن معرکے کی تیاری کا حکم دیدیا۔

۷ ھجری کو یہودیوں کے ساتھ زبردست مقابلے کے بعد اللہ تعالی نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔ اس جنگ میں اہل یہود کی کمر ٹوٹ گئی اور وہ اسلامی تحریک کے راستے میں روڑے اٹکانے کی طاقت سے محروم ہو گئے۔

یہودیوں کے ساتھ اس فیصلہ کن معرکے کے بعد اگلے سال حضور اکرم ﷺ نے فتح مکہ کا پروگرام بنایا جو توقع اور منصوبہ بندی کے عین مطابق سو فیصد کامیاب رہا، قربان جائیں حضور اکرم ﷺ کی اس کامیاب حکمت عملی پر آپ نے شمال اور جنوب کی دونوں بڑی دشمن طاقتوں کو تقسیم کر کے باری باری کچل دیا اور اسلامی تحریک چند سالوں میں حجاز سے نکل کر بیرونی ممالک کی سرحدوں پر دستک دینے لگی۔

۱۰- ان پے در پے کامیابیوں اور کامیاب حکمت عملیوں کی وجہ سے اسلام نے دن دگنی رات چوگنی ترقی کی اسلام کے گرد کفار نے جتنا گھیرا تنگ کیا اور اسے بزعم خویش صفحہ

Marfat.com

ہستی سے مٹانے کے لئے سازشوں کے جتنے جال بنے گئے وہ سب کے سب الٹے ہو گئے اور کفر قدم قدم پر پیغمبرانہ فراست سے پٹتا رہا۔ کفار مکہ نے حضور اکرم ﷺ کو گھر سے بے گھر کیا آپ کی جان کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑے رہے ہجرت ہوئی تو وہاں بھی امن و چین سے نہیں رہنے دیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو دشمنوں کی ہر سازش سے محفوظ رکھا اور ٹھیک دس سال بعد رسول کائنات فاتح بن کر مکہ میں داخل ہو رہے تھے۔ گویا دس سال کے قلیل عرصے میں حضور اکرم ﷺ نے اپنی قیادت کالوہانہ صرف مدینے منورہ کے قبائل اور مکہ مکرمہ کے قریش سے منوالیا بلکہ آپ اس دوران بین الاقوامی سطح پر ایک عظیم فاتح' مدبر سیاستدان اور کامیاب حکمران کے طور پر ابھر کر سامنے آ گئے۔

فتح مکہ

فتح خیبر اور غزوہ موتہ میں مسلمانوں کی فتح سے اسلام بیرونی دنیا میں ایک نئی ابھرتی ہوئی قوت کے طور پر متعارف ہو گیا۔ اندرون عرب اسلام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قریش تھے۔ اسے ہٹانے کیلئے فتح مکہ ضروری تھا مگر اس کیلئے آپ نے براہ راست کوئی جارحانہ اقدام نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے کمال حکمت سے فتح مکہ کی منصوبہ بندی کی۔ 7ہجری میں آپؐ کے ورود مکہ کے موقع پر قریش مکہ کی مرعوبیت کے باوجود آپ نے معاہدہ حدیبیہ کا پورا پورا پاس کیا مگر کفار مکہ نے بنو خزاعہ پر حملہ کر کے اور حرم کعبہ کے اندر انہیں تہہ تیغ کر کے خود معاہدہ کی سنگین خلاف ورزی کی اور مسلمانوں کے لئے مکہ پر حملہ آور ہونے کی راہ ہموار کر دی 8ہجری میں آپ نے 10ہزار مجاہدین کے ساتھ پیش قدمی فرمائی۔ افواج کی منصوبہ بندی اور حملہ کی نہج کو اس طرح تشکیل دیا کہ قریش نے بلا مقابلہ ہتھیار ڈال دیئے ابوسفیان کی جان بخشی فرما

Marfat.com

کر آپ نے عام معافی کا اعلان کر دیا جس سے قریش کی مزاحمت ہمیشہ کیلئے ختم ہو گئی اور وہ مسلمانوں کے مقابل لڑنے کی بجائے داخل اسلام ہو گئے۔

فتح مکہ کے موقع پر آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو اہل مکہ سے ہی نہیں بلکہ افراد نسل انسانی سے خطاب ہے۔ اس میں آپ نے دور کفر و جہالت کے آثار کی نفی و تنسیخ اور دور توحید و رسالت و دور انقلاب کے ضوابط و اصولوں کا اعلان فرمایا۔ اس خطبے میں آپ نے اپنے جانی دشمنوں کو لاتثریب علیکم الیوم کا مژدہ سنا کر نہ صرف تاریخ انسانی میں عدیم المثال باب رقم فرمایا بلکہ کفار مکہ کو تالیف قلبی کے ذریعے جدوجہد انقلاب کا حصہ بننے پر مجبور کر دیا۔

اس طرح فتح مکہ کے نتیجے میں قومی سطح پر مصطفوی انقلاب کی تحریک تکمیل پذیر ہوئی۔

بین الاقوامی سطح پر انقلاب

قومی سطح پر انقلابی جدوجہد کے ساتھ ساتھ آپؐ نے بین الاقوامی سطح پر بھی انقلاب بپا کرنے کا آغاز فرمادیا۔ اس دوران غزوہ بدر 'احد' خندق' حنین اور دیگر غزوات و سرایا برپا ہوئے دس سال کا عرصہ بین الاقوامی سطح کے انقلاب کے لئے راستہ ہموار کرنے میں گزرا۔ آپؐ کے درج ذیل اقدامات بین الاقوامی سطح پر انقلابی جدوجہد کو پھیلانے میں ممد ثابت ہوئے:۔

i۔ ہجرت حبشہ

جب مکہ مکرمہ میں مسلمانوں پر مصائب و آلام کے پہاڑ توڑے جا رہے تھے تو آپ نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ ہجرت حبشہ کا مقصد صرف کفار مکہ کے مصائب و آلام سے چھٹکارا حاصل کرنا ہی نہ تھا بلکہ

Marfat.com

اسلام کے پیغام اور دعوت کو بھی بین الاقوامی طور پر متعارف کروانا تھا۔

ii- جھوٹے مدعیان نبوت کا قلع قمع

آپ کے وصال سے قبل ریاست مدینہ کے باہر مختلف علاقوں میں جہاں جہاں مدعیان نبوت پیدا ہوگئے تھے ان کے قلع قمع کرنے کیلئے آپ نے لشکر روانہ فرمایا۔ اسی طرح جنگ موتہ کا بدلہ لینے کے لئے حضرت اسامہ بن زید کی قیادت میں لشکر روانہ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ کے یہ اقدامات دعوت انقلاب کو عالمی سطح پر متعارف کروانے کے لیے تھے۔

iii- سربراہان کو خطوط

7ھ میں آپؐ نے مختلف سربراہان مملکت بشمول قیصر روم، نجاشی بادشاہ حبشہ، خسرو پرویز شہنشاہ ایران، عزیز مصر، روسائے یمامہ، اور حارث غسانی رئیس حدود شام کو دعوتی خطوط لکھے۔ اور اس طرح عالمی سطح پر اسلام کی دعوت کو عام کرنے کے لئے اس دور کے سربراہان تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

iv- وفود کا قبول اسلام

عرب کے مختلف قبائل اور بیرون عرب سے آپ کی بارگاہ میں قبول اسلام کے لیے آنے والے مختلف وفود بھی قومی سطح کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی سطح پر دعوت اسلام کو عام کرنے کا باعث بنے۔ وفود کی آمد کا سلسلہ اعلان نبوت کے کچھ عرصہ بعد ہی شروع ہو گیا تھا۔ وہ وفود جو 5ھ کے بعد آنا شروع ہوئے اہل سیر نے ان کو بہت اہمیت دی ہے۔ ان وفود کی آمد اور آپؐ کے دست اقدس پر بیعت کرنے کے بعد جو منصوبہ بندی کی گئی اس نے تاریخ عرب ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم کا رخ موڑ دیا۔ ۲ ہجری سے ۱۰ ہجری تک تمام جزیرہ عرب جس کی حدود فلسطین، شام اور یمن سے ملتی

Marfat.com

ہیں فتح کر لیا گیا تھا۔ اور خلافت راشدہ کے دور کے اندر مملکت اسلامیہ کی عالمی بنیادیں استوار ہو گئیں۔

۱۰ھ-۱۳ھ کی فتوحات

مختلف اسلامی لشکر دمشق' اردن' حمص' فلسطین اور عراق کی طرف روانہ ہوئے۔ اور فقط تین سالوں میں بصری' بسیان' دمشق' بعلبک' حمص اور یرموک سمیت تمام بلاد شام کی فتوحات مکمل ہو گئیں۔

۱۶ھ کی فتوحات

میں القدس فلسطین فتح ہوا۔

۱۲ھ-۱۹ھ کی فتوحات

سات سالوں میں عراق کی تمام فتوحات مکمل ہوئیں جن میں حیرہ' قادسیہ' مدائن' بصرہ' کوفہ' موصل' خوزستان اور نہاوند وغیرہ سب علاقے شام ہیں۔

۱۹ھ-۲۴ھ کی فتوحات

اس دور میں مصر اور روم کی فتوحات ہوئیں۔

۲۴ھ-۳۵ھ کی فتوحات

یہ دور آرمینیا' آذربائیجان' طرابلس' قبرص' فارس' ایران اور کابل کی فتوحات کا ہے۔ اس دور میں اسلامی سلطنت کی حدود سرحد ہندوستان سے لے کر شمالی افریقہ کے ساحل اور مشرقی یورپ کی سرحدوں تک وسیع ہو گئی تھی۔ ہندوستان میں لاہور تک صحابہ کرام کا لشکر ۴۱ ہجری میں آ چکا تھا۔

Marfat.com

خطبہ حجتہ الوداع: نیا عالمی نظام (New World Order)

23 سالہ جدوجہد کے بعد اسلامی معاشرہ کے قیام اور بین الاقوامی سطح پر عالمی مصطفوی انقلاب کی بنیادیں استوار کر دینے کے بعد 10ھ کو آخری حج کے موقع پر آپ نے خطبہ حجتہ الوداع ارشاد فرمایا۔ جو عالم انسانیت کا پہلا باقاعدہ انسانی حقوق کا چارٹر (Charter of Human Rights) اور اقوام عالم کے لئے نیا عالمی نظام (New World Order) ہے۔ اس خطبہ میں آپؐ نے :

i- نئے عالمی نظام کا آغاز فرمایا۔

ii- سابقہ جاہلانہ اور ظالمانہ نظام کو منسوخ فرمادیا۔

iii- جانوں، اموال اور عزتوں کی حرمت کا اعلان فرما کر عالمی امن کے قیام کا اعلان فرمایا۔

iv- شرف و کرامت کی بنیاد تقویٰ قرار دے کر عالمی مساوات کا قیام فرمایا۔

v- سود کی ممانعت کا اعلان فرما کر معاشی و اقتصادی استحصال کا خاتمہ کر دیا۔

vi- عورتوں کے حقوق کو تحفظ عطا فرمایا۔

vii- زیردست اور افلاس زدہ انسانیت کے حقوق کا تحفظ فرمایا۔

سیرت نبوی کا یہ مختصر جائزہ اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیتا ہے کہ

(ا) حیات نبویؐ انقلابی جدوجہد اور فلسفہ انقلاب کے جملہ مشمولات کی وضاحت و راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ آپؐ نے غلبہ دین حق کی بحالی کے لئے دعوتی و تنظیمی، آئینی و دستوری، معاہداتی و سفارتی اور عسکری و جہادی مناہج کو اختیار فرمایا اور

اپنی فراست و تدبر اور انقلابی جد و جہد کے ذریعے سر زمین عرب میں اسلامی ریاست کے قیام اور عالمی سطح پر عالمی مصطفوی انقلاب کی بنیادوں کو استوار کر دیا۔

(ب) خطبہ حجتہ الوداع کے موقع پر آپ کا ارشاد گرامی:

فلیبلغ الشاهد الغائب

ترجمہ: "سنو! جو لوگ یہاں موجود ہیں انہیں چاہیے کہ یہ احکام اور باتیں ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں نہیں ہیں۔"

اس امر کا ثبوت ہے کہ حیات نبویؐ کی اثر انگیزی جس طرح دور نبوی (شاہد) میں ایک حقیقت زندہ تھی اسی طرح آج کے دور (غائب) کے لئے بھی حقیقت ہے۔ اس لئے آپ کی حیات مبارکہ کو اسوہ حسنہ کہا گیا۔ آج بھی غلبہ دین حق کی بحالی کی انقلابی جد و جہد کو حصول منزل کی راہ نمائی کیلئے آپؐ کے در اقدس کی دریوزہ گری کرنا ہو گی۔

مکسل از ختم الرسل ایام خویش
تکیہ کم کن بر فن و بر گام خویش
لشکرے پیدا کن از سلطان عشق
جلوہ گر شو بر سر فاران عشق
تا خدائے کعبہ بنوازد ترا
شرح انی جاعل سازد ترا
(اقبال)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حواشی

(باب پنجم)

۱۔ تاکہ ادخلوا فی السلم کافۃ پر معاشرتی واجتماعی سطح پر عمل ہو۔

۲۔ دیگر مقامات: ۹:۳۳، ۹:۶۱

۳۔ ملاحظہ ہو کتاب ہذا کے باب مقصد بعثت انبیاءؑ میں بیان کردہ اور ''قرآنی تصور خیرات''

۴۔ ملاحظہ ہو قرآنی تصور انفاق از ''اسلامی فلسفہ زندگی''

۵۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ''میثاق مدینہ کا آئینی تجزیہ''

۶۔ دیگر مقامات: ۲:۱۲۹، ۳:۱۶۴، ۲:۶۲

۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مطالعہ سیرت کی تاریخی ضرورت از ''مقدمہ سیرت الرسولؐ''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

باب ششم

لکل جعلنا منکم شرعة و منها جا. (٥:٤٨)

یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون.

(٨:٦١)

تحریک منہاج القرآن

عظیم عالمی انقلابی تحریک

Marfat.com

Marfat.com

قیام کا مقصد

عالم اسلام میں اس وقت مختلف سطحوں پر مختلف جماعتیں، تنظیمیں اور دینی ادارے فروغ و خدمت دین کے مقصد کی تکمیل کے لئے سرگرم عمل ہیں جن میں سے ہر ایک اپنے اپنے نقطہ نظر سے بزعم خویش دین متین کی سربلندی اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مصروف عمل ہے۔ اندریں حالات کوئی نئی تنظیم یا تحریک جداگانہ تشخص کے ساتھ احیاء و غلبہ دین کا عزم لے کر اٹھے تو لامحالہ لوگوں کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان حالات میں جبکہ پہلے ہی سے مختلف سطحوں پر دعوت و تبلیغ دین کا کام ہو رہا ہے، ایک نئی تنظیم یا تحریک کے قیام کا مقصد و جواز کیا ہے؟ اگر کوئی شخص صدق و اخلاص کے ساتھ دین کی سربلندی کے لئے کچھ کرنے کا عزم رکھتا ہے تو کیا امر مانع ہے کہ وہ اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں پہلے سے موجود کسی جماعت یا تنظیم سے وابستہ ہو کر بروئے کار نہیں لاتا بلکہ ایک الگ تنظیم قائم کر کے امت کے اتحاد میں رخنہ اندازی کا موجب بن رہا ہے؟ یہ سوال ظاہر اُدرست اور وزنی معلوم ہوتا ہے اور ارباب عقل و دانش کو یہ سوچ مبنی بر حقیقت بھی دکھائی دیتی ہے لیکن دینی زندگی میں تمام تر جدوجہد پر اگر ایک گہری نظر ڈالی جائے تو یہ حقیقت مخفی نہیں رہتی کہ تمام تر صدق و اخلاص اور نیک نیتی کے باوجود کسی بھی جماعت، طبقے یا تنظیم کی جدوجہد کو احوال زمانہ بدلنے کے لئے عملی نتائج کے اعتبار سے موثر اور بھرپور قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کی کئی توجیہات پیش کی جا سکتی ہیں:

Marfat.com

اولاً: مقصدیت کا فقدان

کسی جماعت یا تنظیم کے سامنے کوئی واضح، غیر مبہم اور متعین نصب العین ہی نہیں کیونکہ جب بھی کسی جماعت یا تنظیم سے اس کے نصب العین کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے تو بالعموم یہی گول مول سا جواب ملتا ہے کہ "ہمارا مقصد دین حق کی سربلندی اور اس کا فروغ ہے" یہ جواب ایک عام ذہنی سطح رکھنے والے انسان کو تو شائد مطمئن کر سکے لیکن ایک ایسا انسان جو ہر بات کا حتمی اور دوٹوک جواب دیتا ہے، اس جواب پر ہرگز مطمئن نہیں ہو گا۔

ثانیاً: محدود دائرہ کار

خدمت دین کے نام پر جس قدر جماعتیں اور ادارے سرگرم عمل ہیں ان کی جدوجہد اور سرگرمیوں کا دائرہ کار محدود ہے۔ بعض جماعتیں مسلکی و فرقہ وارانہ بنیادوں پر کام کر رہی ہیں۔ بعض علاقائی و جغرافیائی بنیادوں پر جبکہ بعض سیاسی و سماجی بنیادوں پر، مسلکی بنیادوں پر کام کرنے والی جماعتیں اور تنظیمیں بزعم خویش خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں لیکن عملاً ان کی تمام تر جدوجہد کا محور مسلک پروری، گروہی مفادات کا تحفظ اور اپنے مخصوص تصورات و تعلیمات کا فروغ ہے۔ اسی طرح علاقائی بنیادوں پر کام کرنے والی تنظیمیں دین کا نام لینے کے باوجود علاقائی مفادات کے خول سے باہر نکلنے پر آمادہ نہیں جبکہ سیاسی و سماجی سطح پر دینی خدمت کی علمبردار جماعتوں کی جدوجہد محض سیاسی مفادات کے حصول اور مخصوص مسلکی طبقات کے حقوق کے تحفظ کے گرد گھومتی ہے۔ مذکورہ بنیادوں پر کام کرنے والی جماعتوں اور تنظیموں سے کبھی بھی ایک ہمہ گیر دینی و ملی انقلاب کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

مسلکی بنیادوں پر ہونے والی جدوجہد کا ایک انتہائی افسوسناک پہلو یہ بھی ہے

Marfat.com

کہ ایسی جماعتیں ہمہ وقت ایک دوسرے کے خلاف بر سرپیکار رہتی ہیں۔ ایک دوسرے کے عقائد پر طعن و تشنیع اور جارحانہ تنقید و تنقیص ان جماعتوں کا تنظیمی اور جماعتی مقصد بن کر رہ گیا ہے۔ یہ جماعتیں اپنے وجود کی بقاء کا ضامن ہی اس طرز عمل کو سمجھتی ہیں۔ اس افسوسناک طرز عمل کا نتیجہ ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ فرقہ وارانہ مسائل کو ہوا دینا' مختلف طبقات کے درمیان نفرت کی دیواریں کھڑی کرنا' عوام کو فروعی مسائل میں الجھا کر اپنے محدود مسلکی اور فرقہ وارانہ مفادات کا تحفظ ان کا مطمع نظر ہے۔

اسی طرح مسلکی بنیادوں پر کام کرنے والی سیاسی جماعتوں کی جدوجہد پر بھی گروہی مفادات کی چھاپ اس قدر گہری ہو چکی ہے کہ فرقہ وارانہ مفادات کے تحفظ کی محدود سوچ انہیں کبھی بھی دینی ہمہ گیریت کے تصور مین جذب نہیں ہونے دیتی۔ یہ جماعتیں وقتی مصلحتوں کے تحت بعض اوقات متحد بھی ہو جاتی ہیں لیکن چند قدم چل کر مسلکی مفادات کے اسی گرداب میں پھنس جاتی ہیں۔

ثالثاً: دینی زندگی کا محدود تصور

بعض جماعتیں اور تنظیمیں ایسی بھی ہیں جو محض فضائل و عبادات کی تبلیغ اور فروغ و اشاعت کو ہی خدمت دین تصور کرتی ہیں۔ یہ جماعتیں مسلکی اور فرقہ وارانہ بنیادوں سے ماوراء ہو کر خدمت دین کے کام کا دعویٰ تو کرتی ہیں لیکن دائرہ کار ان کا بھی محدود ہے۔ جو دین کے محض ایک جزو کو محیط ہے۔ انسانی زندگی کے دیگر شعبوں سے عملاً ان کی جدوجہد کا کوئی تعلق دکھائی نہیں دیتا چنانچہ معاشرے کی سیاسی و اقتصادی' سماجی و معاشرتی' تہذیبی و ثقافتی اور فکری و ملی زندگی پر ان کی سعی و کاوش کی کوئی چھاپ دکھائی نہیں دیت۔ ان شعبہ ہائے زندگی مین پائے جانے والے اصلاح طلب پہلوؤں سے انہیں گویا کوئی سروکار ہی نہیں۔ صاف ظاہر ہے ان کے سامنے بھی

Marfat.com

دین کا ایک محدود تصور ہے۔ جب باطل قوتوں کے ساتھ عملاً ٹکر لے کر ایک ہمہ گیر دینی انقلاب ان کے مقاصد ہی میں شامل نہیں تو کیونکر تصور کیا جا سکتا ہے کہ ان کی جدوجہد اور سعی و کاوش سے ملت اسلامیہ کی تقدیر بدلی جا سکتی ہے اور مسلمانوں کی ملی زندگی ان کی کوششوں سے انقلاب آشنا ہو سکتی ہے۔ مزید برآں ان جماعتوں کے وابستگان میں اکثریت ایسے لوگوں کی ہوتی ہے جو علم و عمل کے اعتبار سے کبھی بھی دوسروں کے لئے نمونہ عمل بننے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ ان لوگوں کی علمی کم مائیگی اور قول و عمل کا تضاد بسا اوقات لوگوں کے دلوں میں دین ہی سے بغاوت اور سرکشی کا سبب بنتا ہے۔

رابعاً: دینی تعلیم کا محدود تصور

دینی زندگی کا ایک شعبہ وہ مختلف تعلیمی ادارے اور دارالعلوم ہیں جو تعلیمی و تدریسی شعبے میں خدمت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ ان کے نظام تعلیم' نصاب' تدریس' انداز تربیت اور مخصوص مزاج سے قطع نظر محض اسلامی معاشرے کی تعمیر و تطہیر میں ان کے کردار اور احیائے اسلام کی عالمگیر جدوجہد کے حوالے سے ان کی کارکردگی پر ایک نظر ڈالیں تو یہ ناقابل تردید حقیقت سامنے آتی ہے کہ یہ ادارے صرف اور صرف دین کے تعلیمی پہلو کے ایک محدود حصے کی کفایت تو کر رہے ہیں لیکن معاشرے میں حقیقی انقلاب کی داغ بیل' ملت اسلامیہ کے احیاء و اتحاد اور غلبہ دین حق کی عالمگیر جدوجہد ان کا مطمع نظر ہی نہیں۔ اس پر مزید یہ کہ علماء کی جو کھیپ الا ماشاء اللہ ان اداروں سے تیار ہو کر عملی زندگی میں مختلف ذمہ داریاں سنبھالتی ہے عصری ضرورتوں کی روشنی میں عوام کی موثر رہنمائی کا فریضہ سرانجام دینے کی صلاحیتوں سے محروم ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا تمام جماعتوں' تنظیموں اور اداروں کے علاوہ مسلکی اور محدود

Marfat.com

گروہی وفاداریوں سے بالاتر دینی جدوجہد کا علمبردار ایک طبقہ ایسا بھی ہے جو احیاء دین' ملت اسلامیہ کی سربلندی اور اتحاد و یکجہتی کا داعی ہے لیکن اگر اس مخصوص طبقے کی جدوجہد کا اس کی سابقہ تاریخ اور کارکردگی کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو یہ افسوسناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ اپنے تمام تر بلند بانگ دعوؤں سے قطع نظر محض حصول اقتدار ہی اس کا مطمع نظر بن کر رہ گیا ہے۔ لیلی اقتدار تک رسائی اس کا مقصود و مطلوب ہے خواہ جس طریقے سے بھی ہاتھ آجائے۔

ملت اسلامیہ کے لئے لمحہ فکریہ

کسی طبقے' کسی جماعت' تنظیم یا ادارے کی سعی و کاوش اور صدق و اخلاص اور خدمات کے اعتراف سے انکار نہیں لیکن مذکورہ ڈگر پر کاربند کثیر التعداد جماعتوں اور اداروں کی موجودگی اور مسلسل جدوجہد کے باوجود مجموعی طور پر ملت اسلامیہ کا اپنی منزل و مقصد سے دور ہوتے چلے جانا' تعلیم یافتہ طبقے میں مذہبی اقدار کی نسبت بعد و بیزاری' اسلامی تہذیب و ثقافت اور نظام حیات کی برتری و فوقیت کی نسبت یقین کا اضمحلال' فکری و نظریاتی محاذ پر مخالف اسلام قوتوں کے مقابلے میں ملت اسلامیہ کی ذہنی شکست خوردگی و فکری مرعوبیت اور سیاسی و عسکری اعتبار سے مغربی اقوام کی محتاجگی اور دریوزہ گری' یہ وہ حقائق ہیں جو ایک بالغ نظر اور دردمند مسلمان کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ اس تمام تر سعی و کاوش اور مذہبی زندگی میں ہونے والی جدوجہد کے باوجود آخر مسلمان دنیا کے ہر خطے میں' اس قدر ذلت و رسوائی اور پستی و نامرادی کی زندگی بسر کرنے پر کیوں مجبور ہیں؟ ان کی قسمت خود ان کے اپنے ہاتھ میں کیوں نہیں اور وہ اپنی بقا اور سلامتی کے لئے استعماری قوتوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور کیوں ہیں؟

Marfat.com

حاصل کلام

یہاں دینی خدمت کے حوالے سے مختلف سطحوں پر ہونے والی جدوجہد اور اس میدان میں سرگرم عمل مختلف جماعتوں' تنظیموں اور اداروں کے عمومی مزاج' مطمع ہائے نظر' دائرہ عمل اور طریق کار پر قدرے تفصیل کے ساتھ اس لئے روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ دینی زندگی میں ہر سطح پر ہونے والی مختلف النوع سرگرمیوں کا بھرپور احاطہ ہو جائے اور یہ امر اچھی طرح عیاں ہو جائے کہ اس وقت ہماری دینی وملی زندگی کس نہج پر جاری ہے اور کس کس میدان میں کس کس انداز سے ملت اسلامیہ کے احیاء وتجدید کی کوشش ہو رہی ہیں اور ان کے نتائج کیا ہیں؟

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ جس قدر بھی تنظیمیں' ادارے یا جماعتیں موجودہ حالات میں میدان عمل میں کام کر رہی ہیں ان کے کام کی نوعیت جزوی ہے۔ ہر جماعت کی جدوجہد کا دائرہ دین کے کسی ایک شعبے کی کفایت تک محدود ہے ایک ہمہ گیر اسلامی انقلاب کی منزل کسی کے پیش نظر نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ عرصہ دراز گزرنے کے باوجود ان تمام جماعتوں اور تنظیموں کی متفرق اور مختلف الجہات کوششوں سے ہمہ گیر اسلامی انقلاب کے نتائج حاصل نہیں ہو سکے اور پھر عالمگیر سطح پر احیاء اسلام اور اتحاد امت کا ایک انقلابی پروگرام تو کسی کے پیش نظر ہی نہیں۔

گو ہر جماعت اور تنظیم محدود سطح پر اپنی بساط اور اپنے ہی طے کردہ طریق کار کے مطابق سرگرم عمل ہے تاہم اس میدان میں ہونے والی مختلف کوششوں میں کوئی باہمی ربط یا ہم آہنگی موجود نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام تر صدق واخلاص' جماعتوں کی کثرت' وسائل کی فراوانی اور مسلسل جدوجہد کے باوجود ملت کی کشتی ساحل مراد تک نہیں پہنچ سکی۔

Marfat.com

وقت کی اہم ترین ضرورت

مذکورہ بالا صورت احوال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ اور احیائے اسلام کی عالمگیر جدوجہد کے لئے کوئی ایسی تنظیم یا جماعت معرض وجود میں آئے جس کی جدوجہد بیک وقت ہمہ پہلو اور ہمہ گیر ہونے کے ساتھ ساتھ ہر قسم کی فرقہ وارانہ، گروہی، علاقائی اور محدود وفاداریوں کے تصور سے بالاتر ہو اور وہ خالصتاً انقلابی نہج پر عالم اسلام کے موثر اتحاد و ملت اسلامیہ کی گم گشتہ منزل کی تلاش کے لئے سرگرم عمل ہو۔

وقت کی اس اہم ترین ضرورت کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ عالمگیر سطح پر غلبہ دین کی بحالی، اسلام کی نشاۃ ثانیہ اور ملت اسلامیہ کا احیاء و اتحاد اس کی منزل ہے جبکہ ہر سطح پر باطل اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف غیر مصالحانہ انقلابی جنگ اس کا لائحہ عمل ہے۔ عالمگیر اسلامی انقلاب کا یہی وہ تصور ہے جو حضور ختمی مرتبت ﷺ کی سیرت طیبہ نے ہمیں مہیا کیا ہے۔

قرآن حضور ﷺ کی بعثت کے مقصد کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِىٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ○ (٩:٦١)	وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اسے تمام ادیان (نظام ہائے حیات) پر (سیاسی طور پر) غالب کیا جا سکے اگرچہ مشرکین اس کی مزاحمت ہی کیوں نہ کرتے رہیں۔[1]

گویا حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد محض بنی نوع انسان کو صراط مستقیم دکھا

دینا، محض اخلاقی وروحانی ہدایت مہیا کر دینا یا اپنی تعلیمات کے ذریعے ایک مکمل نظام حیات فراہم کر دینا ہی نہیں تھا بلکہ اس نظام کو باطل اور طاغوت کی تمام تر مزاحمتی کوششوں کے باوجود سیاسی سطح پر غالب اور نافذ کر دینا بھی تھا۔ یہی وہ نصب العین ہے جو ہر دور میں ملت اسلامیہ کے سامنے رہنا چاہئے اور ملت کی احیائی و تجدیدی کوششیں بھی اسوہ نبی ﷺ کی روشنی میں اس رخ پر مرکوز رہنی چاہئیں۔ اسی راہ پر چل کر عالم اسلام میں ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے۔ یاد رکھئے ہر سعی و کاوش جو دین کے انقلابی تصور سے ہٹ کر ہوگی خواہ جس قدر بھی مخلصانہ اور بھرپور کیوں نہ ہو اسلامی انقلاب کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں کر سکتی۔

موجودہ زوال کی نوعیت اور جدوجہد کا دائرہ کار

مزید برآں جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ خدمت دین کے حوالے سے ہونے والی تمام تر کوششیں اپنی نوعیت یا دائرہ کار کے اعتبار سے جزوی ہیں جبکہ امت اس وقت جس زوال کا شکار ہے وہ جزوی نہیں بلکہ کلی اور ہمہ گیر نوعیت کا ہے جب اسلام کو مجموعی طور پر (روئے زمین پر) غلبہ حاصل تھا مختلف شعبوں میں وقتاً فوقتاً سیاسی، اخلاقی یا مذہبی اعتبار سے رونما ہونے والے بگاڑ کا تدارک جزوی اور ہنگامی کوشش سے ہو جاتا تھا لیکن اب ایک عرصے سے ملت اسلامیہ سیاسی و اقتصادی، اخلاقی و روحانی، مذہبی و دینی، علمی و فکری اور تہذیبی و ثقافتی اعتبارات سے مکمل زوال اور تباہ کن ابتلاء کا شکار ہے۔ مسلمانوں کی ملی زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جو تشویشناک حد تک ہلاکت انگیز بگاڑ کی لپیٹ میں نہ آچکا ہو۔ اندریں حالات یکجہتی اور جزوی نوعیت کی جتنی بھی اصلاحی و تجدیدی کوششیں کی جائیں گی وہ جزوی نوعیت کی حامل ہونے کی بنا پر قطعاً نتیجہ خیز نہیں ہو سکیں گی کیونکہ وہ مطلوبہ وحدت و ہم آہنگی کے فقدان کے باعث

Marfat.com

ایک موثر اور مربوط لائحہ عمل سے بھی محروم ہوں گی۔ بے شک کسی جزوی بگاڑ کی اصلاح تو جزوی کوششوں سے ممکن ہے لیکن کلی اور ہمہ گیر بگاڑ کی اصلاح ایک ہمہ گیر اور انقلابی جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے حضور ختمی مرتبت علیہ السلام کا ارشاد گرامی ایسے ہی دور کے لئے منقول ہے:

لا يقوم بدين الله الا من احاطه من جميع جوانبه (ابو نعيم)

کوئی شخص اس وقت تک دین کو زندہ نہ کر سکے گا جب تک کہ وہ اس کے تمام جوانب و اطراف کو (بیک وقت) اپنی جدوجہد کے احاطے میں نہ لے لے۔

چنانچہ تحریک منہاج القرآن کے قیام کا مقصد واحد قومی و ملی سطح پر ایک ایسا ہمہ گیر اور ہمہ جہت انقلاب ہے جو بیک وقت علمی و فکری جمود کا خاتمہ کرنے کے ساتھ ساتھ اخلاقی و روحانی زندگی کی روبہ زوال قدروں کو پھر سے بحال کر دے۔ امت مسلمہ کی سیاسی و اقتصادی اور سماجی و معاشرتی زندگی میں موجود تمام موانعات کا تدارک کر کے ملت اسلامیہ کو اقوام عالم کی صف میں باعزت مقام دلا دے[2]۔ مزید برآں امت مسلمہ کے منتشر وسائل اور متفرق طبقات کو عالمی سطح پر ایک موثر وحدت میں اس طرح منسلک کر دے کہ پورا عالم اسلام اسلامی دولت مشترکہ (Islamic Common Wealth) کی صورت میں نقشہ عالم پر ایک عظیم قوت بن کر ابھر سکے۔ یہی تحریک منہاج القرآن کی منزل ہے اور یہی اس کے قیام کا مقصد ہے۔

ملت اسلامیہ کے احیاء اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عالمگیر انقلابی تصور کوئی نیا تصور نہیں، یہی تصور آج سے دو سو سال پہلے مولانا جمال الدین افغانی نے پیش کیا تھا۔

Marfat.com

خلافت عثمانیہ کی بحالی کی جدوجہد بھی اسی تصور کی ایک کڑی تھی لیکن یہ وہ وقت تھا جب ملت اسلامیہ صدیوں کے عروج اور اقوام عالم پر حکمرانی کے بعد تھک ہار کر گر رہی تھی۔ اس کا شیرازہ منتشر ہو رہا تھا۔ اس کی توانائیاں مضمحل ہو رہی تھیں اور اس کی ہوا فضائے عالم میں اکھڑ چکی تھی۔ ایسے حالات میں اسے سنبھالا نہیں دیا جا سکتا تھا اور قانون قدرت بھی یہی ہے کہ "ہر کمالے را زوال" کی رو سے جب کوئی قوم تھک ہار کر گرنے لگتی ہے اور اس پر زوال وانحطاط کے سائے گہرے ہونے لگتے ہیں تو معاً اسے سنبھالا دینا ممکن نہیں ہوتا' اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ کچھ دیر ستا لے اس دوران اپنی گراوٹ کے اسباب وزوال کے احوال سے بھی خوب اچھی طرح واقف ہو جائے اور اس کے نتائج و مضمرات کا بھی اچھی طرح اندازہ کر لے۔

پھر ایک عرصہ بعد اس زوال آشنا قوم کا اجتماعی و ملی شعور کروٹ لینے لگتا ہے وہ ایک طرف اپنے پر عظمت ماضی کو دیکھتی ہے اور دوسری طرف خود پر مسلط رسواکن انحطاط کو' تو اس کے اندر اپنے احیاء کے لئے ایک نیا ولولہ' نئی تڑپ اور نیا عزم انگڑائیاں لینے لگتا ہے۔ عزت نفس اور قومی حمیت کا شعور اس کی کمر ہمت بندھاتا ہے۔ حالات کی خرابی اس کے اندر زندگی کی نئی لہر دوڑا دیتی ہے۔ رسواکن محکومیت اس کی فکری و عملی قوتوں کو جھنجھوڑتی ہے۔ دریں حالات اگر کوئی مرد حر اس کی مضمحل قوتوں اور منتشر صلاحیتوں کو یکجا کر کے اس کا قبلہ درست کر دے اور اسے احیاء و نشاۃ ثانیہ کا خواب دکھا دے تو وہ پھر سے اپنی گم گشتہ عظمت و شوکت کی تلاش کے لئے رخت سفر باندھ لیتی ہے اور رفتہ رفتہ پستی وذلت کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل کر عزت ووقار اور عظمت و شوکت کے بام عروج کو چھونے لگتی ہے۔ اقوام و ملل کے عروج وزوال کا یہ آفاقی اور اٹل قانون ہے جس کی تصدیق سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔[3]

گزشتہ اڑھائی سو سال کا دور ملت اسلامیہ کے لئے ابتداءً جزوی اور بعد اً کلی

Marfat.com

زوال وانحطاط اور ابتلاء و پستی کا دور رہا ہے اور اس وقت ملت اسلامیہ ایک ہمہ گیر زوال وابتلاء کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے۔ اندریں حالات ملت اسلامیہ میں اپنے احیاء کی تڑپ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی لگن کا پیدا ہونا ایک فطری امر ہے۔ دو سو سالہ کسمپرسی اور ابتلاء و گراوٹ کے نتیجے میں امت مسلمہ میں یہ احساس جاگزیں ہو چکا ہے کہ اگر اسے باعزت اور خود مختار قوم کی حیثیت سے روئے زمین پر باقی رہنا ہے تو اسے اپنے انداز فکر و عمل کو بدلنا ہو گا۔ فکری مرعوبیت اور ذہنی شکست خوردگی کی زنجیروں کو کاٹنا ہو گا۔ اپنے خالق و مالک کی بندگی اور اس کے رسول ﷺ کی غلامی و اطاعت کا طوق اپنے گلے میں ڈالنا ہو گا۔ ذاتی مفادات کے تنگ حصار سے نکلنا ہو گا۔ خود غرضی و خود پسندی اور تکبر وانانیت کے بتوں کو پاش پاش کرنا ہو گا۔ فرقہ پرستی اور گروہی مفادات کے چنگل سے آزادی حاصل کرنا ہو گا۔ مذہبی اجارہ داری اور قیادت پرستی کے جاہلانہ تصورات سے توبہ کرنا ہو گی۔ اپنی سعی و کاوش اور جدوجہد کو حقیقی اسلامی انقلاب کے سانچے میں ڈھالنا ہو گا۔ احیائے اسلام کے لئے یہ فکری بیداری کی ایک عمومی لہر جو ملت اسلامیہ میں پیدا ہو رہی ہے لیکن بلاد اسلامیہ میں بدقسمتی سے سیاسی سطح پر زمام کار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جو ملت کی اس مجموعی سوچ کے دھارے سے یکسر بیگانہ اور لاتعلق ہیں۔ انہیں محض اپنا اقتدار عزیز ہے اور اس کے تحفظ کے لئے سامراجی قوتوں کی دریوزہ گری میں بھی کوئی باک محسوس نہیں کرتے۔ اسی طرح بالعموم مذہبی و دینی قیادت ان لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کے پیش نظر جزوی اور محدود وفاداریوں کے سوا کچھ نہیں۔ تحریک منہاج القرآن وقت کی اسی پکار کا جواب ہے۔ ملت اسلامیہ میں بیدار ہونے والی نشاۃ ثانیہ کی لگن اور احیائے اسلام کی اسی تڑپ کی آئینہ دار ہے۔

تحریک منہاج القران مسلکی و گروہی اور فرقہ وارانہ تعصبات سے بالاتر محبت واخوت کی علمبردار ایک ایسی تحریک ہے جس کے دروازے ہر اس شخص کے

Marfat.com

لئے کھلے ہیں جو آقائے نامدار ﷺ کا امتی ہونے کا دعویدار ہے۔ جس کا دل فرقہ واریت اور گروہ بندیوں پر خون کے آنسو روتا ہے' جو ملت کو ایک شیرازے میں منسلک دیکھنا چاہتا ہے' جو ہر سو محبت و مودت کے چراغ روشن دیکھنا چاہتا ہے' جو منافقانہ اور اجارہ دارانہ ذہنیت کے تعفن سے دور انس و محبت کی پر مہک فضاؤں میں سانس لینا چاہتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کی دعوت کے پانچ اہداف

ا۔ تعلق باللہ کی دعوت

اس دور میں افراد امت کا تعلق بندگی اللہ تعالی سے بوجوہ کمزور پڑ گیا ہے یا کٹ گیا ہے۔ ان میں اعتقادی' اخلاقی اور روحانی خرابیاں بڑھ گئی ہیں۔ ان خرابیوں کی وجہ سے سماجی' معاشرتی اور عائلی خرابیاں پیدا ہوئی ہیں۔ ایک انسان کے اندر پیدا ہونے والی خرابی پورے معاشرے کی خرابی پر منتج ہوتی ہے۔ لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ تعلق باللہ کو پھر سے بحال کر کے خرابی کی جڑ کو کاٹا جائے۔ تعلق باللہ کی بحالی کے پانچ اہم تقاضے ہیں: ؎

ا۔ ذکر الٰہی

۲۔ محبت الٰہی

۳۔ خشیت الٰہی

۴۔ اطاعت الٰہی

۵۔ عبادت الٰہی

۲۔ ربط رسالت ﷺ کی دعوت

حضور ﷺ سے قلبی تعلق استوار کر لینے کا نام ایمان ہے۔ آج ملی سطح پر

Marfat.com

ہمارے فتنہ قلب کی ایک اہم وجہ یہ ہے کہ اگرچہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ ہمارا تعلق غلامی ظاہراً و صورتاً موجود ہے لیکن حقیقتاً معناً اور قلباً یہ تعلق ٹوٹ چکا ہے۔ اب یہ تعلق حقیقی، معنوی اور قلبی ہونے کی بجائے فقط قالی، استدلالی، کلامی اور محض ذہنی ہے جو جذبہ و شیفتگی سے محروم محض نقلی و عقلی دلائل سے ثابت کیا جاتا ہے۔ آج یہ تعلق ہمارے قلب میں موجود ہے مگر حال میں معدوم جبکہ امت کی سطح پر اس فتنہ کا علاج فقط یہ ہے کہ اللہ کے پیارے رسول ﷺ سے ہمارے تعلق غلامی کی یہ کیفیت ہونی چاہئے کہ رسول اکرم ﷺ سے محبت کی تاثیرات سے یہ تعلق خود ہمارا حال بن جائے۔ ربط رسالت کے استحکام کے لئے پانچ تقاضے انتہائی قابل توجہ ہیں: ۵

۱۔ عشق رسول ﷺ

۲۔ اتباع رسول ﷺ

۳۔ ادب و تعظیم رسول ﷺ

۴۔ معرفت مقام رسول ﷺ

۵۔ نصرت رسول ﷺ

۳۔ رجوع الی القرآن کی دعوت

تحریک منہاج القرآن کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس نے امت کے ہر مرض کے اسباب کی تشخیص کر کے اس کا مناسب علاج تجویز کیا ہے۔ قرآن مجید کی زندہ ہدایت سے انحراف ایسا مرض ہے جس نے امت کی علمی، فکری، نظریاتی، سیاسی، معاشرتی، معاشی، تعلیمی اور ثقافتی و تہذیبی بنیادیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ اس کے تشخص اور وقار کو نقصان پہنچایا ہے۔ اس المیہ کے پیش نظر تحریک منہاج القرآن نے رجوع الی القرآن کے لئے پانچ تقاضے متعین کئے ہیں: ۶

۱۔ قرآن مجید سے محبت پر مبنی تعلق قائم کیا جائے۔

۲۔ قرآن مجید کی کثرت سے تلاوت کی جائے۔

۳۔ قرآن مجید میں تدبر و تفکر کیا جائے۔

۴۔ قرآن مجید میں سے جو پڑھا جائے اس پر عمل کیا جائے۔

۵۔ قرآن مجید میں سے جو پڑھا جائے اس کی تبلیغ کی جائے۔

۴۔ اتحاد امت کی دعوت

مسلمان اگر ایک مرکز پر باہم متحد ہونا چاہیں تو ان کے اشتراک کی بنیاد صرف اور صرف نسبت غلامی رسول ﷺ ہے چونکہ ہماری پہچان حضور نبی اکرم ﷺ کے امتی ہونے کے حوالے سے ہے۔ محض عقیدہ توحید کی بنیاد پر امت کا اتحاد ممکن نہیں کیونکہ خدا کے پرستار اور عقیدہ توحید کے دعویدار تو دیگر الہامی مذاہب کے پیروکار بھی ہیں مگر وہ نسبت جو ہمیں اور ان کو دو الگ امتوں میں تقسیم کرتی ہے صرف نسبت نبوی ﷺ ہے یہی وہ بنائے محکم ہے جس پر شرق و غرب کے مسلمانوں کو باہم متحد و منظّم کیا جا سکتا ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے نزدیک اتحاد امت کا معنی ہرگز یہ نہیں کہ تمام مسالک اور فقہی مذاہب کو ختم کر دیا جائے بلکہ ایک دوسرے کے مسلکی اور علمی تشخصات کو برقرار رکھتے ہوئے امت کی عالمی وحدت کے لئے جدوجہد کی جائے تاکہ چھوٹی چھوٹی اکائیاں امت کے تشخص کے دائرے کے اندر سمو جائیں اور امت کے عالمی وحدت کا تصور ان پر غالب ہو جائے۔ اتحاد امت کے لئے درج ذیل پانچ تقاضوں کا پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:

۱۔ اتحاد کی بنیاد نسبت رسول ﷺ ہو۔

۲۔ امت مسلمہ کے تشخص کا فروغ ہو۔

۳۔ امت کے اجتماعی مفادات کے تحفظ ہو۔

Marfat.com

۴۔ داخلی و خارجی حملوں کا تدارک ہو۔

۵۔ عالمگیر دعوت کا احیاء ہو۔

۵۔ غلبہ دین حق کی بحالی کی دعوت

عالمگیر سطح پر غلبہ دین حق کی بحالی تحریک منہاج القرآن کی منزل ہے اور اس کی دعوت کا آخری ہدف بھی۔ امت اس وقت جس زوال کا شکار ہے وہ کلی اور ہمہ گیر نوعیت کا ہے۔ اس زوال کا خاتمہ ایک ہمہ گیر اور انقلابی جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں۔ غلبہ دین حق کی بحالی کا واحد راستہ مصطفوی انقلاب ہے۔ عالمگیر مصطفوی انقلاب کا یہی وہ تصور ہے جو حضور ختمی مرتبت ﷺ کی سیرت طیبہ نے ہمیں مہیا کیا ہے کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی بعثت مبارکہ غلبہ دین حق کے لئے ہوئی۔[8] غلبہ دین حق کی بحالی کے لئے تحریک منہاج القرآن دو سطحوں پر چند تقاضوں کو پورا کرنا ضروری سمجھتی ہے۔

قومی سطح پر تقاضے:

فکری و ذہنی انقلاب، اخلاقی و روحانی انقلاب، معاشی و ثقافتی انقلاب، سیاسی انقلاب

بین الاقوامی سطح پر تقاضے:

اسلامی دولت مشترکہ، عالمی اسلامی بلاک

تحریک منہاج القران کے پانچ مراحل

تحریک منہاج القرآن احیاء اسلام، غلبہ دین حق اور مسلمانوں کو سیاسی و معاشی، معاشرتی و ثقافتی، علمی و فکری اور اخلاقی و روحانی زوال و انحطاط سے نجات دلانے کے لئے جس انقلابی پروگرام کی داعی ہے وہ درج ذیل مرحلوں پر مشتمل ہے:

Marfat.com

(۱) مرحلہ دعوت (۲) مرحلہ تنظیم (۳) مرحلہ تربیت
(۴) مرحلہ تحریک (۵) مرحلہ انقلاب و

ا۔ مرحلہ دعوت

مرحلہ دعوت میں تحریک کا فکری تشخص واضح کیا جاتا ہے یعنی دیگر اداروں' جماعتوں اور تنظیموں کے سرگرم عمل ہونے کے باوجود اس کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی اور وہ کون سے پہلو ہیں جن کی بنیاد پر یہ باقی اداروں سے مختلف اور ممیز ہے؟

نیز آج کے دور میں اس کی فکری ضرورت واہمیت اور افادیت کیا ہے؟ اس دور زوال میں امت مسلمہ کے غلبہ واحیاء کی صورتیں کس طرح پیدا ہو سکتی ہیں؟ اس طرح تحریک کا پورا فکری پروگرام لوگوں کے سامنے رکھ کر انہیں اس حوالے سے تحریک منہاج القرآن کے اس عظیم مشن کی طرف دعوت دے کر رکنیت و رفاقت سازی کا مرحلہ 'مرحلہ دعوت ہے۔

۲۔ مرحلہ تنظیم

دوسرا مرحلہ تنظیمی ہے جس میں اس مشن سے متعلقین و متفقین کو منظم کیا جاتا ہے تاکہ بعد ازاں شروع کی جانے والی عملی جدوجہد نتیجہ خیز ثابت ہو سکے۔ اس وقت بحمداللہ تعالی تحریک کا تنظیمی کام نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے ستر ممالک میں منظم ہو چکا ہے۔ ملک بھر میں تیز رفتاری کے ساتھ صوبائی' ضلعی' شہری' سیکٹر اور یونٹ کی سطح کی تنظیمیں مشن کا کام کر رہی ہیں۔ بیرون ملک بھی جہاں جہاں تحریک کے رفقاء ہیں' ان کو بھی باقاعدہ تنظیمی ڈھانچوں کی شکل دینے کا عمل آگے بڑھ رہا ہے۔ اس طرح تنظیم سازی کا کام بفضلہ تعالی اطراف واکناف عالم میں تیزی سے پھیل رہا ہے۔

تاہم تنظیم سازی کے اس دور میں رفاقت سازی کا کام بھی بدستور جاری

Marfat.com

رہے گا یعنی دوسرے مرحلے میں داخل ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے مرحلے کا کام ختم ہو گیا ہے بلکہ وہ اب زیادہ منظم طریقے پر ہو سکے گا جو آخری مرحلے تک جاری رہے گا۔ مرحلہ وار تقسیم کا مطلب یہ ہے کہ جب تک پہلے مرحلے میں کام جاری تھا اس وقت تک دوسرے مرحلہ کو شروع نہیں کیا گیا تھا اب جبکہ دوسرے مرحلے کا کام شروع ہو گیا ہے اس کی تکمیل تک تیسرے مرحلے کا آغاز نہیں کیا جائے گا لیکن تیسرے مرحلے کے شروع ہونے کے بعد بھی پہلے دونوں مراحل کے کام بدستور جاری رہیں گے۔

۳۔ مرحلہ تربیت

تیسرا مرحلہ تربیت ہے۔ اس مرحلہ میں تحریک سے وابستہ ہر فرد کو ایک خاص تربیتی عمل سے گزرنے کا موقع دیا جاتا ہے تاکہ وہ مصطفوی انقلاب کا سرگرم سپاہی بن سکے۔ اس مقصد کے لئے تحریک کے پاس ایک قابل عمل تربیتی نظام موجود ہے جو کہ درج ذیل ہے:

☆ یونٹ کی سطح پر روزانہ حلقہ ذکر و فکر و تربیتی نشستیں
☆ سیکٹر کی سطح پر ہفتہ وار تعلیمی مجلس
☆ تحصیل کی سطح پر ماہانہ تربیتی اجتماع
☆ ضلعی سطح پر تین ماہ بعد تربیتی اجتماع
☆ ڈویژنل سطح پر چھ ماہ بعد تین روزہ نفلی اعتکاف
☆ مرکزی سطح پر سالانہ دس روزہ مسنون اعتکاف

اور رمضان المبارک کی ستائیسویں شب بین الاقوامی روحانی اجتماع' اس تربیتی نظام پر عمل در آمد تنظیمات کرواتی ہیں اس کے ذریعے وابستگان کی اخلاقی' روحانی' فکری' تحریکی اور انقلابی تربیت ہوتی ہے۔

۴۔ مرحلہ تحریک

تحریکی مرحلہ سے مراد وہ مرحلہ ہے جو اس فکر کو جس پر تحریک منہاج القرآن کی بنیاد رکھی گئی ہے، عملی شکل دینے کے لئے بھرپور جدوجہد اور عملی سعی و کاوش پر مشتمل ہے۔ تحریکی مرحلے کے اس عملی پروگرام کے دو ادوار ہیں۔

(۱) تشکیلی دور (۲) تکمیلی دور

تشکیلی دور تحریک کے مرحلے کا ابتدائی دور ہے جس میں بالترتیب وہ تمام عملی اقدامات کئے جائیں گے جو ہمیں اصل انقلاب کی منزل کی طرف لے جانے والے ہوں گے۔ بعد ازاں اس تحریک کا دور آئے گا جو ان تمام اقدامات کے ثمرات اور نتائج کو یکجا کر کے اصل منزل تک پہنچنے میں کارگر ثابت ہو گی۔ یہی مشن کا تکمیلی دور ہو گا چونکہ تحریک منہاج القران کی انقلابی فکر ہمہ جہتی جدوجہد پر مبنی ہے اس لئے تشکیلی دور کی اس انقلابی جدوجہد میں جامعیت اور ہمہ گیریت کو ایک لازمی تقاضا کی حیثیت حاصل رہے گی۔

۵۔ مرحلہ انقلاب

اگرچہ اس انقلابی جدوجہد کے کئی پہلو ہیں لیکن ان میں درج ذیل تین پہلوؤں کو بنیادی حیثیت حاصل ہے:

(i) علمی و فکری انقلاب

(ii) اخلاقی وروحانی انقلاب

(iii) معاشی ومعاشرتی انقلاب

(i) علمی و فکری انقلاب

موجودہ دور کی علمی دنیا ثنویت کا شکار ہے۔ جدید و قدیم علوم میں دوری کی ایک فصیل حائل ہو چکی ہے جس نے اس دور کی علمی ضرورتوں کی کفالت روک دی

Marfat.com

ہے۔اس صورتحال کو ختم کرنے کے لئے علمی وفکری تبدیلی کی ضرورت ہے۔جس کی خاطر تحریک منہاج القرآن اپنے تعلیمی منصوبہ میں جدید وقدیم علوم کو یکجا کر کے ایسے علماء ومبلغین اور سکالرز پیدا کرنا چاہتی ہے جو جدید وقدیم علوم کے زیور سے آراستہ ہوں اور عصری تقاضوں کو سمجھ کر صلاحیت اور بصیرت کے ذریعے اسلام کو سائنٹیفک طریقہ سے آج کے دور کی ضرورتوں کے حل کے طور پر پیش کر سکیں۔اس مقصد کے حصول کے لئے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔نوجوانان ملت کی تعلیم وتربیت کے اس عظیم مرکز میں طلباء کو قرآن وحدیث' تفسیر' فقہ' اصول اور تمام دینی علوم وفنون کے ساتھ ساتھ جدید عصری فنون کی تعلیم بھی بھرپور طریقے سے دی جاتی ہے۔ان میں جو طلباء جس جس میدان میں بہتر صلاحیت کے حامل ہوں گے ان کو تخصص (Specialization) کے لئے تحریک کے ہی ریسرچ اینڈ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ میں مزید تعلیم دی جائے گی۔یہ سارا تعلیمی منصوبہ سات سے آٹھ سال تک کے دورانیے کا ہے۔

اس علمی وفکری انقلاب کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے مختصر مدت کے کورسز کا اجراء بھی کر دیا گیا ہے۔جس میں دینی مدارس کے فارغ ہونے والے طلباء (جن کو جدید تعلیم کے حاصل کرنے کا موقع میسر نہیں آیا) اساتذہ' وکلاء' طلبہ' انجینئر سائنسدان حضرات کو داخلہ دے کر اعلی دینی تعلیم وتحقیق سے آراستہ کیا جائے گا۔اس طرح اسلام کو سائنٹیفک طریقے سے پیش کرنے اور عصری مسائل کا حل پیش کرنے والے افراد کی ایک ٹیم تیار کی جائے گی۔

چونکہ دنیا کے مختلف حصوں میں تحریک منہاج القرآن کے تحت قائم ہونے والے اسلامی مراکز کو علمی وفکری قیادت کی فراہمی ضروری ہے اس لئے جب تک اس علمی وفکری انقلاب کو برپا کرنے والے ایسے صاحبان علم کی ٹیم تیار نہیں ہو

Marfat.com

جاتی اس وقت تک اصل مقصد کو حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس وقت جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے فارغ التحصیل نوجوان سکالرز دنیا کے کئی ممالک میں اسلام کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ علمی و فکری انقلاب کا جو تصور تحریک کے پیش نظر ہے وہ دینی علم و فکر پر طاری ہونے والے جمود و تعطل کو توڑے بغیر پورا نہیں ہو سکتا لیکن اس سلسلے میں افراط و تفریط کی دونوں انتہاؤں سے بچنا ضروری ہے۔ ایک طرف اکثر علماء کرام نے تقلید کے تصور کو ایسا جامد بنا دیا ہے کہ کئی سو سال پہلے کے وہ اجتہادات جو اس دور کی ضرورتوں کے کفیل تھے۔ آج کے بدلے ہوئے حالات پر بغیر مزید سوچ بچار کے من و عن نافذ کرنے پر اصرار کیا جا رہا ہے تو دوسری طرف ایسی آوازیں اٹھ رہی ہیں کہ آئمہ مجتہدین اور اکابرین امت کے وضع کردہ اصول و قواعد اور ان کی تحقیقات کو بالکل نظرانداز کر کے مجرد رائے کے حوالے سے کتاب و سنت کی تعبیر نو کی جائے اور از سر نو ساری فقہ مرتب کی جائے۔

یوں ہر دور میں اپنی اپنی پسند اور خواہش نفس کے مطابق کتاب و سنت کی تعبیرات کا غیر محدود سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ اس طرح کی غیر مفید آزاد خیالی اور نام نہاد روشن خیالی امت مسلمہ کے لئے سخت مضر ہے لہٰذا ضروری ہے کہ فقہاء کرام و اکابر مجتہدین امت کے وضع کردہ اجماعی اصول ہائے اجتہاد کے دائرے میں رہ کر اپنے دور کے قانون و آئینی، سیاسی و اقتصادی، علمی و فکری، ثقافتی و تہذیبی اور قومی و بین الاقوامی مسائل کو حل کیا جائے۔ ان کے وضع کردہ ضوابط کی روشنی میں مسلمہ فقہی مذاہب کے تشخصات کو قائم رکھتے ہوئے تمام مذاہب فقہ کی تعلیمات سے استفادہ کرتے ہوئے عصری تقاضوں کی تکمیل کے لئے مسائل کی تخریج و تحقیق کی جائے تاکہ علمی و فکری ارتقاء کا سلسلہ بحال ہو، جمود و تعطل کا خاتمہ ہو اور اسلام کا فقہی شعبہ

حالات زمانہ کا ساتھ دے سکے مگر یہ سب کچھ اس طرح مثبت اور تعمیری انداز سے طے پائے جس طرح ہر دور میں ہمارے اسلاف نے کیا ہے۔

ہم نے اسلاف کے وضع کردہ اصالوں کی روشنی میں علمی و فکری اور قانونی و فقہی ارتقاء کی بحالی کو ہی علمی و کری انقلاب کا نام دیا ہے۔ ہم اپنے تعلیمی منصوبے کے تحت جدید و قدیم کی تفریق ختم کر کے ہر لحاظ سے بے کامل استعداد رکھنے والے اہل علم تیار کرنا چاہتے ہیں۔ ہم ساتھ ہی ساتھ اس جامع انقلابی اور متحرک نصاب تعلیم کو ایک بھرپور نظام کا درجہ دینا چاہتے ہیں جسے بالاخر پورے ملک میں رائج کرنے کی تگ و دو کی جائے گی اور مختلف قومی و دینی اداروں کو اس سے منسلک کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ایسے ذیلی اداروں کی دو سطحیں ہوں گی۔ ایک نچلی سطح کے مدارس جن میں پرائمری سے میٹرک تک کی تعلیم اسی جامع انداز سے دی جائے گی تاکہ وہاں سے فارغ ہونے والے طلباء اعلیٰ سطح کے اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے زیادہ بہتر ثابت ہو سکیں۔

بیرون ملک

اسی طرح بیرون ملک مسلمان بچوں کا تعلیمی مسئلہ بھی ہمارے پیش نظر ہے مختلف ممالک میں منہاج القرآن کے تحت قائم ہونے والے اداروں میں وہاں کی مقامی ضرورتوں کے پیش نظر نیا نصاب پڑھایا جائے گا جو دینی و نظریاتی ضرورتوں کی کفالت کرے گا اس مقصد کے لئے تحریک کا تمام لٹریچر دیگر زبانوں میں منتقل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے نیز وہاں ضرورتوں کے مطابق نئے نصابات بھی مرتب کئے جائیں گے۔

منہاج القرآن یونیورسٹی

دینی تعلیم کو ہمہ گیر بنانے کے ساتھ ساتھ جدید تعلیمی نصابات کو زیادہ بہتر

Marfat.com

اور جامع بنانے کے لئے ایک مستقل یونیورسٹی قائم کی گئی ہے جس میں پرائمری سے ایم اے تک جدید تعلیمی نصاب دینی تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے پڑھایا جارہا ہے تاکہ اول تا آخر انقلابی اور متحرک ذہن تیار کیا جا سکے۔ اس یونیورسٹی میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ جدید عصری اور پیشہ وارانہ علوم کی تدریس بھی شروع ہو چکی ہے تاکہ زندگی کے ہر شعبہ میں ایسے رجال کار میسر آسکیں جو پیشہ وارانہ اہلیت کے ساتھ ساتھ اسلامی فکر و کردار کے حامل بھی ہوں۔

(ii) اخلاقی و روحانی انقلاب

کوئی بھی دینی تحریک کسی شعبہ میں اس وقت تک کامیاب انقلاب برپا نہیں کر سکتی جب تک اس کے وابستگان' اراکین اور تربیت یافتہ ٹیمیں اخلاقی اور روحانی تربیت سے بہرہ ور نہ ہوں۔ جب اخلاقی و روحانی تربیت کا فقدان ہو تو فکری انتشار' نفس پرستی' حسد و عناد' حرص و ہوس اور مادہ پرستی جیسے رذائل اخلاق موجود رہتے ہیں اور دینی تبلیغ کا فریضہ ادا کرنے والے افراد لوگوں کے سامنے ایسا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں جس کے اثرات منفی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور لوگوں کے ذہنوں میں نفرت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ ان تمام رذائل سے بچاؤ کی ایک صورت ممکن ہے کہ تعلیم کے ساتھ ساتھ اخلاقی و روحانی تربیت کا اہتمام کیا جائے جو قرون اولی کے صوفیاء کرام کے مثالی خانقاہی نظام کے طرز پر مبنی ہو۔ قرون اولی و وسطی میں عوام و خواص میں اخلاقی اقدار کی موجودگی ان صوفیاء عظام کی مرہون منت تھی جو مختلف مثالی خانقاہوں کی صورت میں تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کا کام مسلسل جاری رکھے ہوئے تھے۔ ایسے زندہ' متحرک اور انقلابی تصوف سے بہرہ ور ہونے والے علماء میں تکبر و خود پسندی نام کی کوئی چیز باقی نہ رہتی اور ان میں تواضع و انکساری' جود و سخا' صدق و اخلاص' تقویٰ و طہارت' خشیت الٰہی اور عشق رسول ﷺ کی وہ کیفیات راسخ

Marfat.com

ہو جاتیں کہ ان کا کردار خود زبردست تبلیغ بن جاتا۔ وہ جہاں جہاں کام کرتے ان کی زبان میں تاثیر ہوتی' ان کے وجود سے معاشرے میں اخلاقی و روحانی شمعیں روشن ہوتیں' ان کی صحبتیں روحانی انقلاب کا منبع ہوتیں لیکن یہ سلسلہ پچھلی کئی صدیوں سے ختم ہو چکا ہے جس سے روحانی بے تاثیری نے جنم لیا ہے:

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی

منہاج القرآن کے انقلابی مشن میں اخلاقی قدروں کے احیاء کے لئے درج ذیل اقدامات سر فہرست ہیں چنانچہ:

ا۔ تحریک منہاج القرآن کے مرکز میں زیر زمین ایک بہت بڑی تربیت گاہ تعمیر ہو چکی ہے جس کو حصول برکت کے لئے اصحاب صفہ کے نام سے منسوب کیا گیا ہے جو اصحاب رسول ﷺ کی سب سے پہلی روحانی تربیت یافتہ جماعت تھی۔ یہاں بفضل خدا عملی اور زندہ و متحرک تصوف کی تعلیمات کا پورا نظام رائج ہے۔ تصوف کا ایک نصاب مرتب کر کے طلباء اور علماء کے علاوہ دیگر تمام طبقات کے لوگوں کے لئے مختصر' درمیانی اور طویل مدت کے روحانی تربیت کے عملی تربیت کے عملی پروگرام تشکیل دیئے گئے ہیں تاکہ ایسے تربیت یافتہ افراد کی تبلیغی مساعی نتیجہ خیز ثابت ہوں۔ مطالعہ تصوف' محافل ذکر' فکر' تعلیم و تربیت' مراقبوں' مجاہدوں' حلقوں' تلاوت و استغفار' نفلی روزوں' تہجد' نوافل اور شب بیداریوں کا اہتمام ہوتا ہے۔ بحمد اللہ اس وقت بھی زیر تربیت طلباء کے لئے روزانہ محفل ذکر' ہر ماہ تین روزوں اور تہجد کا باقاعدہ اہتمام پہلے سے موجود ہے اور تحریک کے ہزاروں متعلقین نماز تہجد اور سارا دن باوضو رہنے کو اپنی زندگی کا معمول بنا چکے ہیں۔

۲۔ ملک کی بعض خانقاہیں جہاں تصوف کی عملی تربیت کے لئے تمام ذرائع

موجود ہیں وہاں کے ذمہ دار حضرات کے ذریعے ان خانقاہوں کو زندہ تصوف کے عملی مراکز بنانے کی بھرپور کوشش کی جائے گی تاکہ طریقت کی حقیقی روح بحال کر کے ان مراکز کو فی الواقع تعلیمات تصوف کے احیاء کے لئے استعمال میں لایا جاسکے۔

۳۔ مرکز کی طرف سے لاہور میں "تربیتی مرکز" کے نام سے روحانی تربیت گاہ قائم ہو چکی ہے۔ اسی طرح کئی تربیت گاہیں ملک بھر میں قائم کرنے کا پروگرام ہمارے پیش نظر ہے تاکہ مسلمانوں کے روحانی احوال کی بازیابی اور قلبی و باطنی کیفیات کی بحالی کے ذریعے پھر انہیں پیکران صدق و صفا بنایا جاسکے' اس کے بغیر تعلیم و تربیت' تبلیغ وارشاد کا نظام نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا۔[10]

معاشی و معاشرتی انقلاب

معاشی و معاشرتی میدان میں لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے نفع بخشی' ایثار و قربانی اور جانی و مالی انفاق کے تصور کو مواخات مدینہ کی طرز پر عملی شکل دینے کا عزم کیا گیا ہے تاکہ لوگ اپنے وسائل کو محروم اور بے سہارا لوگوں کے معاشی تعطل کو دور کرنے اور انہیں معاشرے میں معزز مقام دلانے کے لئے خرچ کریں۔ اس سلسلے میں منہاج القرآن ویلفیئر سوسائٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جو محروم افراد کی تعلیم' علاج معالجہ' کاروبار اور یتیم و بے سہارا بچیوں کی شادی وغیرہ کے لئے انفاق اور قرضہ حسنہ کی صورت میں وسائل مہیا کرتی ہے۔ خدمت خلق کے اس نظام کو مزید منظم کرنے کے لئے نوجوانوں کی خاص ٹیمیں تیار کی جائیں گی جو اس کام کے لئے مخصوص ہوں گی۔

علاوہ ازیں سادگی کو عملاً زندگی کا حصہ بنانے کے لئے بھرپور تحریک شروع کی جائے گی تاکہ شادیوں' رہائش گاہوں کی بے جا تزئین و آرائش' رہن سہن کے غیر معمولی معیارات' اعلیٰ کھانے اور اسی قسم کے کئی دیگر معاملات میں کی جانے والی فضول

Marfat.com

خرچی اور اسراف و تبذیر کے رجحان کا تدارک کیا جائے اور جھوٹی عزت کے باطل معیارات کو قائم رکھنے کے لئے دولت کے بے دریغ خرچ اور تعیش کی زندگی کی حوصلہ شکنی ہو۔ اس سلسلے میں منہاج القران کے وابستگان اپنی عملی زندگی کا نمونہ پیش کریں گے۔

مسلم کامن ویلتھ کا قیام

بین الاقوامی سطح پر مسلم کامن ویلتھ کا قیام ہمارا آخری مطمع نظر ہے جس میں تمام مسلم ممالک اپنے سارے وسائل کو یکجا کر دیں تاکہ امت مسلمہ کے مسائل حل کئے جا سکیں۔ مسلمان ممالک اپنے تنازعات کے حل کے لئے طاغوتی طاقتوں کا دست نگر ہونے کی بجائے اپنی عدالت میں جائیں یہی عالم اسلام کا تشخص اور احیائے اسلام کے عالمگیر انقلابی مشن کی منزل ہے۔

اس مقصد کے لئے ہمیں سب سے پہلے ملکی سطح پر تمام مفاد پرست، باطل، منافقانہ اور استحصالی طاقتوں کے خلاف علم جہاد بلند کرنا پڑے گا تاکہ ایک ریاست اس تصور کا عملی نمونہ پیش کر سکے اور بعد میں عالمی اسلامی شوریٰ کی وساطت سے جملہ بلاد اسلامیہ میں انقلابی تحریکات کا آغاز کرنا پڑے گا۔ یہ جدوجہد عوام اور اہل علم ہی کر سکتے ہیں کیونکہ امت مسلمہ میں ہر سمت حکومتی اور سیاسی مناصب پر قابض افراد اپنے آمرانہ اور تعیشانہ مفادات سے تائب نہیں ہو سکتے۔ انہی امراء و حکام کے بھیانک کردار کے باعث امت تباہی و ہلاکت کے گڑھوں میں پڑی ہے۔

سوئی ہوئی امت کے افراد کو بیدار امت بنانے کے لئے ایک ایسے ہمہ گیر انقلاب کی ضرورت ہو گی جس سے زندگی کے سارے شعبے اصلاح پذیر ہوں۔ فکر و عمل کے سارے دھارے فقط اللہ اور رسول ﷺ کی وفاداری کی بنا پر از سر نو وضع کئے جائیں۔ اللہ اور رسول اکرم ﷺ کی غلامی و وفاداری کے سوا ساری غلامیوں کا طوق

گلے سے اتار پھینکا جائے چنانچہ ہمیں سب وفاداریوں کے بت توڑنے ہوں گے۔

☆ سب مفادات سے تائب ہونا ہوگا۔

☆ دردمندی کو اپنا کردار بنانا ہوگا۔

☆ تقویٰ وطہارت کو اپنا ہتھیار بنانا ہوگا۔

☆ صدق واخلاص کو اپنا معیار بنانا ہوگا۔

☆ یہی منہاج القرآن کا مشن اور یہی اس کا پیغام ہے۔

تحریکِ منہاج القرآن
کے پانچ فکری و نظریاتی امتیازات

تحریک منہاج القرآن کے بارے میں جو پہلا سوال کسی کے ذہن میں ابھرتا ہے، وہ یہ ہے کہ آج جب کہ بہت سارے ادارے، تنظیمیں، تحریکیں اور مراکز دین اسلام کے فروغ کے لئے کام کر رہے ہیں تو ان کے ہوتے ہوئے احیاء اسلام اور اتحاد امت کے لئے الگ فورم کی ضرورت کیوں محسوس کی گئی؟ اور اس فورم کی اپنی اہمیت (Significance) اور تشخص (Identity) کیا ہے؟

یہ ایک بنیادی سوال ہے جو ہر ذہن میں ابھرتا ہے اور سوچنے والے ذہن میں ابھرنا بھی چاہئے۔ اس ضمن میں چند اساسی امور کی وضاحت سے اس سوال کا جواب، تحریک منہاج القرآن کا تعارف اور اس کے اغراض و مقاصد بفضلہٖ تعالیٰ واضح ہو جائیں گے۔

سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ تحریک منہاج القرآن اس طرح کی کسی محدود تصور پر مبنی تحریک نہیں ہے جیسے کچھ احباب مل کر ایک علمی یا ادبی حلقہ بنا لیتے ہیں اور ایک اچھے پروگرام کے لئے علمی تگ و دو کرتے ہیں۔ یہ در حقیقت احیائے

Marfat.com

اسلام کی ایک عالمگیر انقلابی تحریک ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے چند امتیازی خصائص درج ذیل ہیں جن کو صحیح طور پر سمجھنے کے بعد یہ وضاحت خود بخود ہو جاتی ہے کہ اس دور میں ایک الگ تحریک کے قیام کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟

(۱) جامعیت (۲) خالصیت (۳) صالحیت (۴) انقلابیت (۵) آفاقیت

جامعیت اور ہمہ گیریت

موجودہ زمانے میں مختلف مذہبی ادارے اور دینی تنظیمیں جو خدمت دین کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں' ان سے تحریک منہاج القرآن کو اس بنیاد پر امتیاز حاصل ہے کہ ان کے کام کرنے کا "دائرہ کار" محدود اور مخصوص ہے۔ مثال کے طور پر کچھ ادارے ایسے ہیں جہاں پر صرف تدریس کا کام ہوتا ہے۔ وہاں ایک مخصوص دینی نصا پڑھایا جاتا ہے۔ یہ نصاب دور جدید کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے یا نہیں' یہ ایک الگ مئلہ ہے۔ لیکن ان کے کام کی نوعیت یہ ہے کہ ان کا سارا وقت اور جملہ توانائی ایک مخصوص نصاب کے پڑھنے پڑھانے پر صرف ہوتی ہے۔

خدمت دین کے بلاشبہ کئی گوشے اور پہلو ہیں' تدریس کا کام بھی بلاشبہ خدمت دین ہے۔ ان اداروں میں فکری تربیت کا کام بھی انجادیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود یہ کام جزوی نوعیت کا ہے ہمہ گیر اور جامع نہیں۔

• اسی طرح کچھ ادارے وہ ہیں جن کے ہاں صرف تبلیغ کا کام ہو رہا ہے۔ وہ صرف دین کے فضائل واقدار کی تبلیغ پر توجہ دیتے ہیں۔ جب کہ تدریس دین' افراد ملت کی فکری اور نظریاتی تربیت اور دینی خدمت کے بہت سے پہلو اور گوشے ان کے دائرہ کار سے باہر ہیں۔ باوجود اس کے کہ یہ کام انتہائی قابل تحسین ہے' یہ بھی جزوی

Marfat.com

ہے۔

کچھ ادارے ایسے ہیں جہاں صرف تصنیف و تالیف اور ریسرچ کا کام ہوتا ہے۔ان کے اپنے ریسرچ سنٹرز ہیں۔ لیکن ان کی سعی وکاوش اسی حد تک محدود ہے۔ خدمت دین کے دیگر گوشوں سے گویا انہیں کوئی تعلق ہی نہیں۔ کچھ حلقے طریقت و سلوک اور ذکر و فکر کے ہیں۔ وہاں لوگوں کے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے حصول طرف توجہ دی جاتی ہے۔ یہ سب حلقے بحمد اللہ بڑے بابرکت ہیں' قابل قدر کام کر رہے ہیں' لیکن ان کی کاوشیں بھی جزوی ہیں۔

مذکورہ بالا حلقوں کی محدودیت کا دوسرا پہلو علاقائیت کا ہے۔ ان میں اکثر مخصوص شہروں یا علاقوں کی حد تک محدود ہوتے ہیں۔ بالعموم ملک گیر نہیں ہوتے۔ بعض اگر ملک گیر ہوتے بھی ہیں تو وہ اپنی ماہیت اور فرقہ وارانہ مزاج کی بناء پر محدود ہوتے ہیں۔ مخصوص مسلکی تعلیمات کے فروغ کے علاوہ انہیں کسی دوسرے کام سے کوئی غرض نہیں ہوتی اس وجہ سے ان کی دعوت آگے نہیں پھیلتی۔ ان کی جدوجہد دینی خدمت کے دیگر گوشوں کو بیک وقت اپنے دامن میں سمیٹ نہیں سکتی۔ بالفاظ دیگر ان میں جامعیت اور ہمہ گیریت نہیں ہوتی۔ اسی طرح کچھ وہ جماعتیں ہیں جو دین کا نام لیتی ہیں لیکن معروف معنوں میں ان کا کردار محض انتخابی سیاست کا ہوتا ہے لیکن وہ چونکہ ایک خاص جہت پر کام کرتی ہیں لہذا خدمت دین کے دیگر کام ان کے دائرہ کار سے باہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے جب ہم دینی جدوجہد کے تمام فورمز کا جائزہ لیتے ہیں تو اس نتیجے ہیں کہ اصلاح احوال تجدید دین یا خدمت ملی کی جتنی بھی کوششیں جن جن سطحوں پر اب تک ہو رہی ہیں قابل تحسین ہونے کے باوجود محدود اور جزوی ہیں۔ اور یوں جب ہم اپنی اجتماعی زندگی کا جائزہ بطور مسلمان کے لیتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ کردار کا گراف روز بروز نیچے گرتا چلا جا رہا ہے۔ اقدار پہلے کی نسبت کمزور تر

Marfat.com

ہو رہی ہیں۔ عقیدے کی گرفت ڈھیلی پڑتی جا رہی ہے۔ عمل میں خرابی پہلے سے زیادہ بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ لیکن علم جہاں نور لا رہا ہے' وہاں کردار کا اندھیرا بھی لا رہا ہے۔ بدی تیزی سے پنپ رہی ہے جب کہ اچھائی اور ہدایت کی تحریکوں کے اثرات کم سے کم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تبلیغ وعظ و نصیحت' کوششیں اور مسلسل بھاگ دوڑ جاری ہے لیکن مقاصد حاصل نہیں ہو رہے۔ اس کے کئی اسباب ہیں لیکن سر دست ہم ان سارے اسباب پر روشنی نہیں ڈال سکتے۔ صرف ایک بنیادی سبب کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ کہ سدھار کے ضمن میں ایک بنیادی اور مسلمہ اصول ہے کہ اگر کسی سوسائٹی میں کوئی بگاڑ جزوی طور پر رونما ہو تو اس کی اصلاح کے لئے جزوی کوششیں کارگر ہو سکتی ہیں لیکن بگاڑ اگر کلی اور ہمہ گیر نوعیت کا ہو' اس نے پورے زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہو' اور زندگی کا کوئی گوشہ بھی اس کے مضر اثرات سے محفوظ نہ رہا ہو' تو ایسی صورت میں جزوی اصلاح کی کوششیں مثبت نتائج پیدا نہیں کر سکتیں اسی طرح اصلاح احوال کے لئے کوششیں اگر جزوی طور پر ہو رہی ہوں اور ان کے درمیان موثر باہمی تعاون اور ایک ایسا باہمی ربط و نظم نہ ہو جو ان ساری کوششوں کے ماحصل کو ایک سمت میں مرتکز کر دے تو نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بگاڑ غالب رہتا ہے اور اصلاح کی کوششیں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوتیں۔

آج سے دو اڑھائی سو سال پہلے ہمارا دور زوال شروع ہوا ہے۔ اس سے قبل غلبہ اسلام کا دور عروج تھا۔ اگر آپ اس دور کا جائزہ لیں تو آپ دیکھیں گے کہ مجموعی طور پر ہر طرف غالب طاقت اسلام کی ہی تھی۔ اس کی ثقافت اور علم و فن ہر شعبہ زندگی پر حاوی تھا اسی کا فکر و فلسفہ اور نظریہ ہر چیز پر غالب تھا اس وقت کا بگاڑ ہمیشہ کسی خاص شعبہ زندگی تک محدود ہوتا تھا۔ مثلاً جب سیاسی زندگی میں بگاڑ آیا تو نمائندہ حکومت کی بجائے موروثیت اور ملوکانہ طرز کی حکومتیں قائم ہوئیں۔ علمی زندگی میں

Marfat.com

بگاڑ آیا تو علم کے کسی ایک آدھ شعبے میں انتہا پسندی کو دخل ہوا۔ اخلاقی زندگی میں بگاڑ نمایاں ہوا تو طبقہ امراء یا طبقہ علماء متاثر ہونے لگا۔ بگاڑ کی جس جس نوعیت کا آپ جائزہ لیں۔ آپ کو اندازہ ہو گا کہ جو نہیں کسی شعبہ زندگی میں کوئی بگاڑ ابھرتا فوری طور پر اس کی اصلاح کی تحریک اٹھتی۔ کوئی ایک قائد' کوئی مجدد وقت' کوئی مصلح اور کوئی روشن خیال اور نبض عصر پر ہاتھ رکھنے والا مرد حق اٹھتا تو اس کی کاوشوں سے اس جزوی بگاڑ کی اصلاح ہو جاتی۔ اصلاح احوال میں ایک دن لگتا یا پانچ سال کا عرصہ یہ الگ بات ہے۔ لیکن بالآخر وہ بگاڑ ختم ہو جاتا۔ اس دوران باقی زندگی مجموعی طور پر کافی حد تک آئیڈیل زندگی کی طرح برقرار رہتی تھی۔ جہاں تک عہد رسالت مآب ﷺ اور عہد خلافت راشدہ کے مثالی دور کا تعلق ہے تو یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ان جیسے ادوار' تو بعد میں کسی کو میسر نہیں آ سکتے۔ یہ تو معیار اور عمل کے فرق کی بات ہے اگر یہ فرق مٹ جائے تو ان ادوار کا اپنا مخصوص تشخص ہی باقی نہیں رہتا۔ لوگ سوال پوچھتے ہیں کہ اسلام تو بس چالیس سال ہی چل سکا پھر بعد میں انحراف رہا۔ بعد میں جزوی انحراف تو ہونے ہی تھے اگر کسی بھی سطح پر انحراف نہ رہے تو پھر سیرت رسول ﷺ اور امتی کی سیرت میں فرق کیسے قائم رہتا' خلفائے راشدین اور عمومی پیروکاروں' فیضان نبوت کے پروردہ افراد اور عام پیروکاروں کی سیرتوں میں فرق ہوتا ہے کہ وہ بطور اعلیٰ مثال سامنے ہوتا ہے اور لوگ اس کی طرف بڑھتے رہتے ہیں۔ جو جتنا قریب ہوتا ہے۔ وہ اتنا کامل ہوتا ہے چنانچہ جب بھی جزوی بگاڑ پیدا ہوا تو وہ جزوی اصلاح سے سنور گیا۔

جزوی بگاڑ' کلی بگاڑ میں کس طرح بدلے؟

آج سے دو اڑھائی سو سال پہلے جب امت مسلمہ سیاسی انتشار کا شکار ہوئی اور

Marfat.com

استعماری طاقتوں نے متحد ہو کر جب عثمانی خلافت کے شیرازہ کو منتشر کر دیا تو سب سے پہلے مسلمان سیاسی زوال کا شکار ہوئے۔ یہ زوال انہیں معاشی زوال تک لے گیا۔ اسی سیاسی اور معاشی زوال نے مسلم معاشرے کو اخلاقی' روحانی' تہذیبی اور ثقافتی زوال سے آشنا کیا۔ پھر ہمارے سارے سوتے اور مراکز سوکھ گئے۔ علم کے مراکز کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دین اور دنیوی علوم کو ثنویت کا تصور دیا گیا۔ کچھ لوگوں کا فقط ضرب یضرب پر لگا دیا گیا' ان کو دنیا کے جدید احوال اور تقاضوں سے بے خبر رکھا گیا' کچھ کو ماڈرن ایجوکیشن پر لگا دیا گیا یہاں تک کہ انہیں اس سے بھی نابلد رکھا گیا کہ دین میں طہارت و اعتقاد کیا چیز ہے۔ اسلامی معاشرے میں اس کی اہمیت و حیثیت کیا ہے وغیرہ۔ اس ثنویت اور مکمل تفریق نے ان کو' دو ٹکڑوں قدیم اور جدید میں بانٹا اور وہی خلیج آج تک قائم ہے۔ اور جب اس معاشرے میں لوگوں کو سدھارنے کے لئے آئیڈیل کونسلز اور اس نوعیت کے دیگر اداروں کی تشکیل کی جاتی ہے اور ان میں دونوں طرف کے نمائندے رکھے جاتے ہیں' تو ایک طبقے کی انگریزی دوسرے کی سمجھ میں نہیں آتی۔ وہ ایک دوسرے کے مسائل اور نقطہ نظر کو سرے سے سمجھ ہی نہیں پاتے۔ یہ تضاد سارے کا سارا دور زوال کی پیداوار ہے' اس سے پہلے ہزار بارہ سو سال تک کبھی بھی اسلام کی تاریخ میں دو قسم کے تعلیمی ادارے نہیں رہے۔ تعلیمی ادارہ ایک ہی ہوتا تھا اور وہی جامع اور ہمہ گیر ہوتا تھا۔ یعنی کیمیا' طبعیات' ریاضی' فلسفہ' حیاتیات' جدید سائنس منطق' یہ سب مضامین اسی تعلیمی ادارے میں ہی پڑھائے جاتے تھے۔ جہاں قرآن' تفسیر' حدیث' فقہ' صرف' نحو' معانی و بیان اور دیگر علوم دینیہ پڑھائے جاتے تھے اور جب ایک سکالر وہاں سے پڑھ کر نکلتا تھا تو وہ مجمع العلوم ہوتا تھا۔ اسی لئے وہ غزالی' رومی' جامی' فارابی' ابن رشد اور ابن الہیثم ہوتا تھا۔ اسی بنا پر وہ ہر ایک کے سامنے اونچے قد کاٹھ کا نظر آتا تھا۔ وہ جہاں جاتا تھا ہر ذہنی سطح کے حامل

Marfat.com

شخص کو مطمئن کرتا تھا۔ وہ علمی زندگی جب معطل ہو گی تو اخلاقی زندگی بھی گراوٹ کا شکار ہوتی گئی۔

خانقاہیں' جہاں ذکر و فکر کے حلقے قائم تھے۔ اور لوگوں کے روحانی اخلاقی تزکیہ کا سامان ہوتا تھا' وہاں درویشوں کی مالی کفالت خانقاہیں کرتی تھیں اور خانقاہوں کی کفالت کی ذمہ داری' امراء' حکام اور وقت کے منصب دار کیا کرتے تھے۔ خانقاہیں اپنے لئے وسائل کے حصول کی خاطر ہاتھ نہیں پھیلاتی تھیں' اپنے مریدوں اور درویشوں سے نذرانے وصول نہیں کرتی تھیں' وہ کمال شان استغناء سے اپنا کام کرتی تھیں یعنی مالی کفالت کا ایسا انتظام تھا کہ ہر شخص جو اس راہ میں نکلتا اسے مستغنی کر دیا جاتا' جب یہ نظام جمود کا شکار ہو گیا تو خانقاہیں' گدیوں میں بدل گئیں اور ان کی شان استغناء ختم ہو گئی تو ان گدیوں کا چلانا بھی مریدوں کی کفالت پر منحصر ہو گیا۔ جب سارا سسٹم برعکس ہو گیا' نظام درہم برہم کیا گیا پھر وہاں سے وہ صوفی' درویش اور مردان حق' جن کی نظر بھی انقلاب پیدا کرتی تھی' پیدا ہونا بند ہو گئے۔ کیونکہ ماحول یکسر بدل گیا' اقدار بدل گئیں' تصورات بدل گئے' جملہ احوال بدل گئے۔ یہی حال سیاسی مذہبی زندگی کا بھی ہوا۔ مذہبی اداروں میں پلنے پڑھنے اور پڑھانے والے عصری تقاضوں سے نابلد رہے۔ ان کی تعلیم دنیوی معاملات سے لاتعلق رہی۔ جب ان کی تعلیم اور عصری تقاضوں میں ہم آہنگی قائم نہ رہ سکی تو وہ الگ تھلگ ہوئے۔ ان کا دائرہ کار فقط مسجدوں میں امامت' جمعہ کی خطابت' جنازہ پڑھانے اور قل خوانی پر تلاوت تک محدود ہو کر رہ گیا۔ وہ عالم دین جو ہمہ جہتی علم کا حامل ہونے کی بنا پر سوسائٹی میں نمایاں نظر آتا تھا' اس کا وہ مخصوص کردار ختم ہو گیا۔ بلکہ اس کا زندہ رہنا بھی لوگوں کی امداد پر منحصر ہو گیا۔ عزت نفس بھی اس کا ساتھ چھوڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دین اور علماء دین کا وقار ختم ہو گیا[11]

اسی طرح ہر شعبہ زندگی میں ہمارا وقار مجروح ہوا اور پھر بڑی تیزی کے

ساتھ ہمارے ہاتھوں سے عصری علوم پر گرفت و مہارت اور سائنس و ٹیکنالوجی کی دولت بھی چھن گئی۔ الغرض مجموعی طور پر ہم ایک ہمہ گیر زوال کا شکار ہو گئے جو بھرپور ار کلی ثابت ہوا۔ یاد رہے یہ بگاڑ جو دو اڑھائی سو سالہ عرصہ میں ہم میں پیدا ہو چکا ہے' اس کی نوعیت کلی بگاڑ کی ہے۔ یہ بگاڑ پوری زندگی کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اس کی وجہ سے امراء بالعموم تعیش کا شکار ہو گئے ہیں۔ غرباء بالعموم الحاد اور علمی دہریت کا شکار ہو کر اللہ پر سے اپنا اعتماد متزلزل کر چکے ہیں[۱۲] مذہبی زندگی کا ہر شعبہ اعتقاد' فکر' سوچ اور عمل منتشر ہو کر رہ گیا ہے۔ اب جب کہ یہ زوال اور بگاڑ پوری سوسائٹی کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے۔ اندریں صورت اگر اس کی اصلاح کے لئے کوششیں جزوی طور پر' صدیوں بھی جاری رہیں' تو وہ نہ تو کامیاب ہو سکتی ہیں اور نہ ہی خاطر خواہ نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ جب آگ پورے محلے کو اپنی لپیٹ میں لے چکی ہو' اور ایک شخص اگر اپنے گھر کے اندر رہتے ہوئے فقط اسی کو بچانے کی لاکھ کوشش بھی کرے گا تو اس کی کوشش کامیاب نہیں ہو گی۔ کیونکہ جب محلہ ہی آگ کی لپیٹ میں آگیا ہے تو جزوی کوشش سے صرف ایک گھر اس سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے۔ اگر دریا ہی سوکھنے لگے تو اس سے نکلنے والے ندی نالوں اور نہروں کی لاکھ حفاظت کریں کہ ان میں پانی جاری رہے یہ ناممکن ہے۔ جب دریا کا منبع ہی سوکھ جائے تو اس کے اجزاء کی سیرابی کیونکر ممکن ہے۔ مذکورہ بالا مثالیں' درحقیقت اصلاح کی جزوی کوششوں پر دلالت کرتی ہیں جن سے اصلاح احوال کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

ہمارے معاشرے میں درس و تدریس' تبلیغ' ذکر و فکر' تعلیم و تعلم کے سینکڑوں مراکز کام کر رہے ہیں' اور ہر ایک اپنے تئیں جزوی اصلاح کی کوششوں میں مگن ہے۔ لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ایک دوسرے کی افادیت کو بھی تسلیم کرنے سے قاصر ہے۔ یہی نہیں بلکہ وہ سب ایک دوسرے کو سرے سے مخلص ہی تصور نہیں

Marfat.com

کرتے۔ نوبت تو یہاں تک آ پہنچی ہے کہ اگر ایک شخص خدمت دین کا کام خواہ جزواً ہی سہی کر رہا ہے تو دوسرا اس کے کام کو سرے سے غیر اسلامی کہنے پر تلا ہوا ہے اور اپنی تمام تر قوتوں کو اس کی تنقیص و تکفیر پر ضائع کرنے میں لگا ہوا ہے۔ جہاں اس قدر انتشار پیدا ہو جائے اور جزوی اصلاح کی کوششوں کی حد تک بھی کوئی باہمی ربط نہ ہو' ان کو مربوط کرنے والا کوئی نہ ہو' تو اصلاح احوال کی صورت کیسے پیدا ہو گی؟ بلکہ بگاڑ اور زیادہ گھمبیر ہونے لگتا ہے۔

اندریں حالات ضرورت اس امر کی ہے کہ ایسے ادارے بنائے جائیں جو کی بگاڑ کی صحیح تشخیص کر کے کلی اصلاح کا ایک جامع منصوبہ اور ہمہ گیر پلان بنائیں۔ امت مسلمہ کی اخلاقی و روحانی اور معاشی و معاشرتی زندگی میں جو بگاڑ پیدا ہو چکے ہیں' ان کی تشخیص کر کے ہمہ گیر احیاء کے لئے کوشش کی جائے۔

علمی و فنی زندگی

ہماری علمی و فنی زندگی پر جمود اور تعطل طاری ہو چکا ہے کہ زندگی تو تیزی سے آگے کی جانب رواں دواں ہے جب کہ ہمارا علم و فن انتہائی پیچھے رہ گیا ہے' ضروری ہے کہ اس کی حرکت پذیری (Dynamism) اور ارتقاء (Evolution) کو بحال کر کے اسے وقت کی رفتار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھایا جائے اور علمی زندگی کے اس تعطل کو دور کیا جائے۔

فکری اور قانونی زندگی

اسی طرح ہماری فکری اور قانونی زندگی جو سخت ترین بے مقصدیت اور انتشار کا شکار ہو چکی ہے' اس کو جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے صحیح اور پختہ اجتہادی ذہن تیار کئے جائیں۔ تاکہ کتاب و سنت کی عملیت (Practicability)

Marfat.com

ہمیشہ قائم رہ سکے۔

اخلاقی ومذہبی زندگی

ہماری اعتقادی زندگی میں جس انتشار اور بے راہ روی کی فضا پیدا ہو گئی ہے اس کا تدارک کیا جائے۔ ان اقدار کو انتہائی اعلیٰ سطحی کاوشوں سے موثر طریق پر دوبارہ حاصل کیا جائے۔ عالمی سطح پر دعوت کا کام' موجودہ حالات کو سامنے رکھ کر انقلابی انداز پر کیا جائے۔ علمی وفکری' زندگی کی بحالی کے لئے تحقیق اور تصنیف و تالیف کے کام کو ترقی دی جائے۔ عصری موضوعات پر لٹریچر کی کمی کو پورا کیا جائے۔

سماجی ومعاشرتی زندگی

سماجی اور معاشرتی زندگی میں عائلی' معاشرتی' اقتصادی' سیاسی' تہذیبی اور تعلیمی شعبوں میں عصری تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے انقلاب کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے سماجی اور معاشرتی سطح پر انقلابی کام کیا جائے۔

الغرض ایک ایسا جامع منصوبہ اور مکمل پلان تیار ہونا چاہیے جو بیک وقت ہر محاذ پر کام کرنے کا ایک واضح اور ٹھوس پروگرام پیش کرے۔ ہر ہر شعبے میں حکیمانہ تشخیص کے بعد احیاء کا کام شروع ہو جس میں کامل وحدت اور مکمل ہم آہنگی ہو۔ بھرپور باہمی ربط اور ہو وہ انقلابی طور پر اس چیلنج کا مقابلہ کر سکے جو جدت پسندی کی آڑ میں پورے معاشرے کو تباہ کئے جا رہا ہے۔

چونکہ اس قسم کا جامع' ہمہ گیر اور عظیم اصلاحی و انقلابی منصوبہ تیار کرنے کی طرف اس وقت برصغیر بلکہ تمام عالم اسلام میں باقاعدہ توجہ نہیں کی جا رہی تھی' لہٰذا اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہم نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انتہائی عاجزی کے ساتھ اس کی توفیق وعنایت سے عزم کیا ہے کہ اپنی پوری زندگی اس مقصد کے لئے

وقف کر دیں گے اور ہادی برحق حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی امت کی منتشر بلکہ باہم متصادم قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی سعی کریں گے اور انشاء اللہ عالم اسلام کو ایک ایسے ہمہ گیر انقلاب سے آشنا کریں گے جس کے ذریعے تمام شعبہ ہائے حیات کی بیک وقت اصلاح ہو سکے۔ یہ تحریک منہاج القرآن کا پہلا امتیازی وصف اور خصوصیت ہے جسے جامعیت اور ہمہ گیریت کا نام دیا گیا ہے۔ گو جتنے بھی مراکز اور ادارے اخلاص کے ساتھ خدمت دین کا کام کر رہے ہیں وہ سب اپنی جگہ اہم اور باعث برکت ہیں اور ہم ان کی کاوشوں کو انتہائی قدر و احترام کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے ان کی حیثیت کو مانتے ہیں۔ ان کی شخصی اور جماعتی قیادتوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی کی بھی نفی کیے بغیر ہم ہر جزو کو اپنی جگہ اہم گردانتے ہیں۔ ہمارا مقصد کسی سے ٹکرانا نہیں بلکہ ایک منصوبہ تیار کرنا ہے جس کے ذریعے تمام منتشر اجزاء اپنے کل میں آسکیں اور تمام کاوشوں کو اپنے اپنے ضروری تشخصات کو باقی رکھتے ہوئے ایک وحدت میں منسلک کرنا ہے تاکہ ان میں باہم موافقت و یگانگت کی فضا پیدا ہو اور امت مسلمہ کے بیمار جسم کا علاج ایک مربوط نظام کے تحت ہو۔ مختلف اعضاء کا علاج' ایک دوسرے سے لاتعلق ہو کر نہیں کیا جاتا بلکہ تشخیص و تجویز کا ایک ایسا مربوط نسخہ تیار کیا جاتا ہے جس سے بیک وقت پورے جسم کی اصلاح و شفایابی ممکن ہو۔ پھر ہمہ گیر نگاہ کے ذریعے علاج میں ترجیحات متعین کی جاتی ہیں اور ہر کوشش کے دوسرے پہلوؤں پر اثرات کا مسلسل جائزہ لیا جاتا ہے تاکہ علاج شفایابی کا ضامن ہو' جسم کی تباہی کا نہیں۔ اس وقت امت مسلمہ کا پورا جسم ظاہر سے لے کر باطن تک بیمار ہو چکا ہے۔ تحریک منہاج القرآن در حقیقت اس کے جامع اور ہمہ گیر علاج کے لئے وجود میں آئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایسے زوال کے دور میں دین کا احیاء اور اس کی تجدید اس وقت تک ممکن نہ ہو گی جب تک دینی زندگی کے تمام گوشوں' پہلوؤں

اور اطراف وجوانب کو لپیٹ میں نہ لیا جائے یعنی احیاء و تجدید اسلام کی جدوجہد جہتی نہ ہو بلکہ ہمہ جہتی ہو' جزوی نہ ہو بلکہ کلی ہو۔ چند پہلوؤں تک محدود نہ ہو بلکہ جملہ پہلوؤں پر محیط ہو۔ دائرہ کار کے اعتبار سے تنگ نہ ہو بلکہ وسیع ہو۔ منہاج القران کی تحریک اس دور زوال میں اسی ارشاد رسالت مآب علیہ السلام کی تعمیل ہے۔ یہ اجزاء کی نفی نہیں کرتی بلکہ ان کو کل میں سمیٹنے کی دعوت دیتی ہے اور اپنی قیادت کے تحت نہیں فقط اسلام کی قیادت کے تحت۔

۲۔ خالصیت

تحریک منہاج القرآن کی جدوجہد کا دوسرا امتیازی پہلو خالصیت ہے۔ جب بھی کسی معاشرے میں زوال و بگاڑ کا دو شروع ہوا ہے۔ افکار و تصورات اور اعمال و اقدار اپنی حقیقی شکل پر برقرار نہیں رہتے ان حالات میں فرد واحد کوشش کر کے اپنی ذات کی حد تک تو اعلی اخلاقی و سماجی اقدار بحال و برقرار رکھ سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہیے کہ فکر و عمل کے موجود پیمانوں کو برقرار رکھتے ہو۔ اپنی جدوجہد سے راہ حق سے منحرف معاشرے کو اپنے اصل منبع کی طرف موڑ دے تو یہ ناممکن ہے۔ اصلاح احوال کی جدوجہد میں اس کے لئے اپنے دور کی عملی تعلیمات سے استفادہ ہرگز سود مند نہیں ہو گا بلکہ اسے ماضی کی طرف پلٹتے ہوئے نظریاتی و عملی خالصیت کے دور کی تعلیما کا سہارا لینا پڑے گا۔ اسلامی تاریخ کے انہیں خالص دینی تصورات کو قرآن الدین الخالص کے انام سے تعبیر کرتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّيْنَ (۵:۹۸)

یہ کہ اللہ کی عبادت کروا سکے دین میں خالصیت کے ساتھ۔

بالفاظ دیگر اخلاص فی الدین سے مراد ہے کہ اعمال و تصورات کو اس طرز

Marfat.com

زندگی کی طرف لوٹا دیا جائے جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار فرمایا تھا۔ جس ڈگر پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم اجمعین چلے اور جس نہج پر تابعین اور تبع تابعین نے اپنی زندگیوں کو استوار کیا اور جن خالص تصورات کی بناء پر قرون اولی میں اصلاح احوال کا عمل جاری رہا۔ چنانچہ احوال ملت کی اصلاح کرنا از بس ضروری ہے۔ اقوام عالم کا تاریخی مطالعہ اس بات پر شہادت فراہم کرتا ہے کہ جب بھی کوئی اصلاحی تحریک اٹھی خواہ وہ اسلامی تھی یا غیر اسلامی۔ اس نے پہلا نعرہ نظریاتی و عملی خالصیت کا بلند کیا۔ اصلاح احوال کے لئے اٹھنے والی ہر تحریک کے اکابرین کی ہمیشہ سے یہ سوچ رہی ہے کہ ان کی قومی و ملی زندگی میں امتداد زمانہ کی وجہ سے فکری و عملی سطح پر جو ملاوٹ و آمیزش در آئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے۔ تبھی جاکر کوئی اصلاحی جدوجہد کامیابی سے ہمکنار ہو سکتی ہے۔

ملت اسلامیہ کی قومی و ملی زندگی میں فکری و عملی سطح پر اسی خالصیت کا حصول تحریک منہاج القرآن کی جدوجہد کا دوسرا نمایاں اور امتیازی وصف ہے۔ ہماری جدوجہد کا سارا زور تحریکی سطح پر حب الہی' حب رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کی مکمل اطاعت و اتباع' صدق و اخلاص' تقوی و طہارت کی پاسداری' فقر و فاقہ سے محبت' ظاہر و باطن میں زہد و ورع کی بحالی اور دیگر فضائل و اخلاق سے مزین عمل خالص کی طرف لوٹنے پر ہے۔ تحریک منہاج القرآن ملت اسلامیہ کی عملی زندگی کو ان احوال و کیفیات کی طرف لوٹا دینا چاہتی ہے جو احوال سیرت مصطفوی ﷺ سے قریب تر ہوں۔ تاکہ ان اعمال و احوال سے ان فیوضات کا عکس نظر آسکے جو براہ راست حضور ﷺ کی ذات بابرکات سے جاری ہوتے تھے۔

مذکورہ بالا بحث کی روشنی میں یہ امر اچھی طرح واضح ہو چکا ہے کہ اصلاح ل کے لئے جس قدر کوششیں بھی ہو رہی ہیں ان میں نتیجہ خیزی کی ضمانت صرف

Marfat.com

اسی صورت میں مہیا ہو سکتی ہے کہ اپنے فکر و عمل کے تمام پیمانوں کو سیرت مصطفوی ﷺ کی روشنی میں از سر نو متعین کیا جائے۔ اسی لئے امام مالک نے فرمایا تھا کہ اس امت کے دور آخر میں اصلاح صرف اسی طریقے پر ممکن ہو گی جس پر قرون اولیٰ میں ہوئی تھی۔

چنانچہ فکری و عملی سطح پر خالصیت کے بارے میں جو کچھ عرض کیا گیا ہے' اس کا لب لباب یہ ہے کہ ہمیں پھر سے اپنی زندگی کے شب و روز میں حضور ﷺ کی سیرت طیبہ کو اپنی اصلی ہیت کے ساتھ زندگی کرنا ہو گا۔ اپنے زندگی بھر کے احوال و معمولات کو آپ ﷺ کے اسلوب و انداز پر ڈھالنا ہو گا۔ صدق و اخلاص' بے غرضی و بے نفسی' ایثار و قربانی' انفاق و احسان اور زہد و روع کی کیفیات کو پھر سے اسی طرح اپنی زندگی میں موجزن تھیں۔ یہی دین خالص ہے اور اسی دین خالص کی بازیابی تحریک منہاج القرآن کے پروگرام کا ایک امتیازی پہلو ہے۔

۳۔ صالحیت و روحانیت

صالحیت تحریک منہاج القرآن کی جدو جہد کا تیسرا امتیازی پہلو ہے۔ یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ دور حاضر میں اٹھنے والی اکثر اصلاحی تحریکوں میں صالحیت و روحانیت کا فقدان رہا ہے یہی وجہ ہے کہ تحریر و تقریر اور دعوت و تبلیغ کی ساری کوششیں الا ماشاء اللہ اپنا اثر کھو چکی ہیں۔ اس المیے کا بنادی سبب یہ ہے کہ تبلیغ کرنے والے خود اپنے ہی پرچار کے تقاضے پورے نہیں کر رہے۔ ان فکر و عمل ان کیفیات سے بالعموم عاری ہوتا ہے جن سے تاثیر جنم لیتی ہے۔ تاثیر اور اثر انگیزی شعلہ نوائی یا لفظوں کے ہیر پھیر سے پیدا نہیں ہوتی۔ یہ داعی کی باطنی حالت سے جنم لیتی ہے۔ من کی کیفیت لفظوں میں تاثیر پیدا کرتی ہے۔ پس اگر من کے سوتے ہی خشک ہو گئے ہوں

Marfat.com

واعظین و مبلغین کو حب الٰہی و حب رسول ﷺ کی اثر آفریں کیفیتیں ہی نصیب نہ ہوں، قلب رقت سے خالی ہوں اور دل شان استغناء سے محروم، من ہر وقت دنیا کی محبت اور طلب زر میں گرفتار ہے اور ساتھ ساتھ سلسلہ وعظ تبلیغ بھی جاری رہے تو یہ سب کچھ سعی لاحاصل ہے دین کے ساتھ کھلا مذاق، دجل و فریب اور بدترین منافقت ہے۔

صالحیت و روحانیت کی بحالی تحریک منہاج القرآن کا اولین مقصد ہے۔ جس سے مراد ان باطنی و قلبی کیفیات کو لوٹانا ہے جو سیرت مصطفوی ﷺ کی اتباع میں صوفیاء کرام اپنے پیروکاروں میں پیدا کرتے رہے۔ صالحیت و روحانیت کی ان کیفیات کے حصول کا واحد ذریعہ تصوف سے وابستگی ہے۔ منہاج القرآن کی تحریک کا ایک نمایاں پہلو یہ ہے کہ پھر سے متحرک اور اثر آفریں تصوف کو زندہ کیا جائے۔ ایسا تصوف کہ جس سے وابستہ ہو کر انسان ایک زبردست انقلابی اور طوفانی قوت بن جاتا ہے۔ اس کے سامنے مال و دولت کے انبار بھی لگا دیے جائیں تو پائے حقارت سے ٹھکرا دیتا ہے۔ وہ فقر و استغناء کا پیکر بن جاتا ہے۔ دنیا کا کوئی حرص و لالچ اس کے قدم ڈگمگا نہیں سکتا۔ وہ بے خود و بے باک ہو جاتا ہے وقت کے فرعون اس کی راہ میں خطرات و مصائب کے پہاڑ بھی کھڑے کر دیں تو انہیں ایک ٹھوکر سے گرا دیتا ہے۔ وہ بڑی سے بڑی ظالم قوت سے ٹکرا جاتا ہے۔ وہ سراسر عشق بن جاتا ہے جو آتش نمرود تک میں بے خطر کود پڑتا ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

چنانچہ ایسے صاحب جنوں افراد کی تیاری جو ہر خوف و خطر سے پاک ہوں تصوف کا مقصود ہے اور کوئی تحریک آج کے دور میں اسلام کی گمشدہ اقدار کو اس وقت

تک زندہ نہیں کر سکتی جب تک کہ وہ اپنے نام لیواؤں میں کمال درجہ صدق وللھیت اور بے نفسی کی روح بیدار نہیں کر دیتی اور یہ تصوف کے بغیر ممکن نہیں۔

۴۔ انقلابیت

تحریک منہاج القرآن کی جدوجہد کا چوتھا نمایاں امتیاز انقلابیت ہے۔ دور زوال میں جبکہ بگاڑ اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہو، اصلاح احوال کا خواب اس وقت تک شرمندہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ معاشرے میں ایک بھرپور انقلاب کے ذریعے فکر و عمل کے سارے پیمانوں کو از سر نو مرتب نہ کر لیا جائے اور زندگی کے ہر ہر شعبے میں حقیقی اسلامی روح سے معمور دور رس تبدیلیاں عمل میں نہیں لائی جاتیں۔ اسلامائزیشن کے سلسلہ میں سطحی کی نوعیت کا جو کام آپ کچھ عرصے سے دیکھ رہے ہیں اگر یہ پانچ سو سال تک بھی جاری رہے تو اس سے حقیقی انقلاب نہیں آ سکتا۔ ڈھانچہ ہی غلط بنیادوں پر قائم کیا جا رہا ہے۔ آپ کی نجی وانفرادی زندگی ہو یا مذہبی واخلاقی زندگی ہر شعبہ زندگی کے لئے اسلام کا اپنا ڈھانچہ اور اپنی بنیاد ہے۔[1]

مصطفوی انقلاب سے مراد ایک ایسا ہمہ گیر انقلاب ہے جس سے قومی و ملی زندگی میں فکر و عمل کے پیمانے بدل جائیں۔ اسلامی انقلاب سے مراد ایسا معاشی انقلاب بھی ہے جس سے عوامی زندگی میں معاشی تعطل کا خاتمہ ہو سکے۔ معاشی سطح پر استحصالی قوتوں کی گرفت اس قدر شدید ہو چکی ہے اور ہر شعبہ زندگی میں بدی اس قدر غالب آ چکی ہے کہ راہ راست پر چلنے والوں کے لئے اپنا وجود تک برقرار رکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ جب اقدار حیات اس قدر بدل چکی ہوں کہ انحراف میں تو زندگی کی ضمانت ملے لیکن نیکی میں زندگی کی ضمانت ہی میسر نہ آ سکے تو آپ ہزار وعظ و تبلیغ کریں۔ حالات زمانہ کا رخ نہیں بدل سکتے۔ فی زمانہ ضرورت ایک ایسے ہمہ گیر انقلاب کی ہے

Marfat.com

جو نیکی و راستبازی میں لوگوں کو باعزت اور محفوظ زندگی کی ضمانت مہیار کرے۔ ہر ایک کے حقوق اور جائز مفادات کا تحفظ ہو جہاں کوئی کسی کا حق سلب نہ کر سکے، کوئی کسی کی جان و مال اور عزت و آبرو کی طرف میلی آنکھ نہ اٹھا سکے۔ کوئی استحصالی طبقہ دیگر طبقات کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکے۔ سیاسی و سماجی اور معاشی و اقتصادی غرضیکہ قومی و ملی زندگی میں ہر سطح پر ایسے ٹھوس اقدام کرنے کا نام مصطفوی انقلاب ہے۔

انقلاب کے اس تصور کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لئے مختلف سطحوں پر انقلابی انداز سے کام کرنے کی ضرورت ہے اور تحریک منہاج القرآن اسی انقلابیت کی علمبردار ہے۔

۵- آفاقیت

آفاقیت منہاج القرآن کی تحریک کا وہ نمایاں اور امتیازی وصف ہے جس کے ذریعے احیائے اسلام کی آواز عالمگیر سطح پر بلند کی جارہی ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں ملکی سطح پر مختلف دینی تنظیموں اور مذہبی جماعتوں میں اشتراک عمل کے فقدان کا باعث نتائج پیدا نہیں ہو رہے، اسی طرح عالمی سطح پر احیائے دین کے لئے کی جانے والی کاوشوں کے مابین بھی اشتراک عمل مفقود ہے۔ خدمت دین کا کام عالم اسلام کے علاوہ بھی شرق و غرب تک امریکہ، یورپ اور دیگر بلاد عالم میں مختلف سطحوں پر اپنے اپنے انداز میں ہو رہا ہے۔ مختلف مراکز اور چھوٹے بڑے ہزاروں حلقے کام کر رہے ہیں، جگہ جگہ مختلف دینی تنظیمیں اور ذکر و فکر کے حلقے قائم ہیں، کام کرنے والوں کی تعداد میں بھی کمی نہیں، کمی صرف اس بات کی ہے کہ دنیا بھر میں ہونے والی خدمت دین کی جدوجہد کو نتائج کے اعتبار سے مضبوط اور مستحکم کرنے والا کوئی پلیٹ فارم موجود

نہیں۔ منتشر قوتوں اور متفرق کاوشوں کے نتائج کو ایک سمت میں مرکوز کرنے کی اگر کوئی موثر صورت پیدا ہو جائے تو چند ہی سالوں میں سارے اسلامی ممالک خود بخود اس تحریک کا حصہ بن سکتے ہیں۔ ہر مرکز سے اسلامی انقلاب کی تحریک اٹھ سکتی ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ مختلف تنظیموں اور جماعتوں کے تشخص اور ان کے وجود کو نہ چھیڑا جائے۔

یہ امر کس قدر افسوس ناک ہے کہ اس نہج پر دعوت دینے والا ایسا کوئی ادارہ یا تنظیم پورے عالم اسلام میں موجود نہیں جو مختلف طبقات کی منتشر و متفرق قوتوں اور کاوشوں کو یکجا کر سکے۔ بدقسمتی سے جب بھی کوئی تنظیم یا شخصیت خدمت دین کا کام لے کر اٹھتی ہے اس کا پہلا تقاضا یہی ہوتا ہے کہ سب اس کی قیادت پر متفق ہو جائیں۔ اس کے پیش کردہ فکر پر مجتمع ہو کر سب اس کی پیروی کریں۔ جب تک خود پسندی اور اپنی قیادت کے منوانے کے بت کو پاش پاش نہیں کر دیا جاتا اس وقت تک ہر قیادت اپنی انا کے بت کی پرستش کے چکر میں پڑی رہے گی۔ سارا عالم ایک بت کدہ ہے، اسلام کے نام لیواؤں کا بھی اپنا صنم کدہ ہے جہاں دن رات جھوٹی انا کے بتوں کی پرستش ہو رہی ہے۔ جب تک ان جھوٹی انا اور خود پسندی کے بتوں کو توڑ کر ہر ایک طبقے و جماعت کو اہمیت نہ دی جائے گی اس وقت تک احیائے اسلام کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کام تحریک جدوجہد میں آفاقیت ہی کے تصور سے ممکن ہے۔ بحمد اللہ منہاج القرآن کی تحریک اسی نقطے کے گرد گھومتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن عالمی سطح پر خدمت دین کے نام پر ہونے والی مختلف النوع اور منتشر و متفرق کاوشوں کو ایک جہت میں مرکوز کرنے کی داعی ہے۔ اپنی جدوجہد کے تحریکی مرحلے میں انشاء اللہ اشتراک عمل کی یہ عظیم الشان دعوت لے کر تحریک منہاج القرآن ہر طبقے اور ہر تنظیم کے دروازے پر دستک دے گی۔ پاکستان میں اسی دینی جدوجہد کو درجہ بدرجہ متعارف

Marfat.com

کرانے کے ساتھ ساتھ منہاج القرآن کی آواز بحمد اللہ بیرون ملک بھی پہنچ رہی ہے۔ دنیا کے پانچوں براعظموں (ایشیاء، یورپ، افریقہ، امریکہ اور آسٹریلیا) اور مجموعی طور پر ستر (۷۰) کے قریب ممالک میں منہاج القرآن کی تنظیمات، اسلامک سنٹرز، لائبریریاں اور رفقاء فروغ دین کے کام میں مصروف عمل ہیں۔ لوگ اس تحریک کے پروگرام سے متعارف ہو رہے ہیں۔ انشاء اللہ مستقبل قریب میں ہم پوری دنیا میں اس عظیم الشان تحریک کا آغاز کر دیں گے۔ شرق سے غرب تک خدمت دین کا کام کرنے والے مختلف اداروں اور مراکز میں جا کر انہیں اشتراک عمل کی دعوت دیں گے کہ آؤ! اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نام پر اس دین کی سربلندی کے لئے کی جانی والی ساری کاوشوں کو باہم ملا کر ایک عالمگیر سمت کا تعین کر لیں تاکہ اسلامی انقلاب کی اس طرح کی آواز جب کبھی بلند ہو وہ ایک نہیں بلکہ بیک وقت ہزاروں لاکھوں مراکز سے اٹھے اور ملت اسلامیہ کی وحدت کلی کا تقاضا بن کر اٹھے۔ صرف یہی صورت ہے جس کے ذریعے اسلامی دولت مشترکہ کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے

دینی اثرات وامتیازات

اسلام ایک عالمگیر اور آفاقی دین ہے۔ اس کا دائرہ کار زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہے۔ اسکی تعلیمات بھی زندگی کے کسی ایک شعبے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ یہ دین چونکہ حضور ﷺ لے کر مبعوث ہوئے ہیں اس لئے آپ کی نبوت و رسالت بھی دوسرے انبیاء علیہم السلام کی طرح کسی مخصوص خطے قوم یا وقت کے ساتھ مخصوص نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں حضور ﷺ کا ذکر وما ارسلنك الا رحمة للعالمين اورانی رسول الله اليكم جميعا کے الفاظ کے ساتھ کیا گیا اس لئے دین اسلام اور پیغمبر اسلام حضور ﷺ کی اتباع اور پیروی میں احیائے دین کی خاطر اس دور میں تحریک منہاج القرآن نے محدود دائرہ کار سے اوپر اٹھ کر ہمہ گیر اور آفاقی طرز پر دعوتی و تربیتی کام سرانجام دینے کا بیڑہ اٹھایا ہے۔

اس حوالے سے کام کرنا اس لئے بھی ضروری اور لابدی امر بن چکا تھا کہ اس دور میں امت مسلمہ جزوی بگاڑ کی حدوں سے تجاوز کرتے ہوئے کلی بگاڑ میں داخل ہو چکی ہے۔ اس سے قبل جب اسلام کو مجموعی طور پر غلبہ حاصل تھا، مختلف شعبوں میں وقتاً فوقتاً سیاسی، اخلاقی اور مذہبی اعتبار سے رونما ہونے والے جزوی بگاڑ کا تدارک جزوی اور ہنگامی کوششوں سے ہو جاتا تھا لیکن اب ایک عرصے سے ملت اسلامیہ سیاسی و اقتصادی، اخلاقی و روحانی، مذہبی و دینی، علمی و فکری اور تہذیبی و ثقافتی اعتبارات سے مکمل زوال اور تباہ کن ابتلاء کا شکار ہے۔ مسلمانوں کی ملی زندگی کا کوئی گوشہ اور شعبہ ایسا نہیں جو تشویشناک حد تک ہلاکت انگیز بگاڑ کی لپیٹ میں نہ آ چکا ہو۔ اندریں حالات یکجہتی اور جزوی نوعیت کی جتنی بھی اصلاحی اور تجدیدی کوششیں کی جائیں گی وہ جزوی

Marfat.com

نوعیت کی حامل ہونے کی بنا پر قطعاً نتیجہ خیز نہیں ہو سکیں گی کیونکہ وہ مطلوبہ وحدت و ہم آہنگی کے فقدان کے باعث ایک موثر اور مربوط لائحہ عمل سے بھی محروم ہوں گی۔ بے شک کسی جزوی بگاڑ کی اصلاح تو جزوی کوششوں سے ممکن ہے لیکن کلی اور ہمہ گیر بگاڑ کی اصلاح ایک ہمہ گیر اور انقلابی جدوجہد کے بغیر ممکن نہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی حضور ﷺ کا ارشاد گرامی مذکورہ بالا بیان پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا:

لایقوم بدین اللہ الا من احاطہ من جمیع جوانبہ	کوئی شخص اس وقت تک دین کو زندہ نہیں کر سکے گا جب تک کہ وہ اس کے تمام جوانب واطراف کو (بیک وقت) اپنی جدوجہد کے احاطہ میں نہ لے لے۔

اس لئے تحریک منہاج القرآن کے قیام کا مقصد وحید ان تمام شعبوں میں ہمہ گیر انقلاب برپا کرنا ہے جو کہ رُوبہ زوال ہیں۔ ذیل میں ہم ان چیزوں کی نشاندہی کر رہے ہیں جو قابل اصلاح تھیں اور تحریک نے ان امور کی اصلاح کے لئے جو کوششیں کی ہیں ان کو بھی اختصار کے ساتھ واضح کریں گے۔

۱۔ اعتقادی پہلو

۲۔ علمی وفکری پہلو

۳۔ تحریکی وانقلابی پہلو

اب ہم ترتیب وار ہر ایک پر روشنی ڈال رہے ہیں۔

Marfat.com

ا-اعتقادی پہلو

اعتقادی حوالے سے کئی ایک خرابیاں پیدا ہوئیں۔ ہم ابتداء میں ان کا ذکر کریں گے اور بعد میں ان کی اصلاح کے لئے تحریک کی کوششوں کو احاطہ تحریر میں لائیں گے۔

i-فرقہ وارانہ سوچ کی انتہاء پسندی

اس ملت میں فرقہ پرستی اور تفرقہ پروری کا زہر اس حد تک سرایت کر چکا ہے کہ اس انتہاء پسندانہ سوچ نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں۔ جماعت کو چھوڑ کر جدا جدا اکائیوں میں منقسم ہو جانا اور اپنے اپنے تشخصات میں گم ہو جانا، تشتت و انتشار کو جنم دیتا ہے جس سے ملت کی ابتدائی قوت پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ فرقہ بندی اور تفرقہ پروری کی یہی زندگی حضور ﷺ کی اس وعید میں **من شذّ شذّ فی النار** (جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ میں بھی الگ ہی جائے گا) کی مستحق ٹھہرتی ہے۔

آج

☆ کسی نے توحید کے تصور کو لیا اور سارا زور اس پر صرف کر دیا اور عملاً رسالت کی اہمیت کو کم کیا۔

☆ کسی نے رسالت پر زیادہ زور دیا اور توحید کی اہمیت کو عملاً کم کر دیا۔

☆ کسی نے صحابہ کی اقتداء پر سارا زور دیا اور اہل بیت کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔

☆ کسی نے اہل بیت کی عظمت کے اقرار پر اصرار کیا اور صحابہ کو برا بھلا کہا۔

☆ رسالت کے حوالے سے بات یہاں تک پہنچ چکی تھی کہ ایک گروہ نے کبھی سیرت کے نام پر کوئی محفل منعقد کرنے سے گریز کیا اور ایک طبقہ نے ربیع الاول کے ماہ مبارک میں بھی میلاد کانفرنس بلانے کو بدعت و حرام گردانتے ہوئے اغماض برتا۔

Marfat.com

دعوت اتحاد و یکجہتی

قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

قُلْ يٰآَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ ○ (۶۴:۳)	آپ انہیں فرما دیجئے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان مشترک ہے

اس آیہ کریمہ میں حضور ﷺ سے فرمایا گیا کہ آپ اہل کتاب کو ان چیزوں میں اکٹھے ہونے کی دعوت دیں جو تمہارے اور ان کے مابین مشترک ہیں یعنی عقیدہ توحید اور رد شرک پر اکٹھے ہو جاؤ۔ اس آیت کریمہ کے حوالے سے تحریک منہاج القرآن نے لوگوں کی سوچ پر دستک دی کہ کیا وجہ ہے ہم توحید و رسالت، ختم نبوت، قرآن اور کعبہ سے لے کر ارکانِ اسلام تک جو مشترک چیزیں انہیں مانتے ہوئے بھی اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ ان اقدار کی بنا پر ملت اسلامیہ کیوں ایک وحدت نہیں بن سکتی؟ اس سلسلے میں تحریک منہاج القرآن نے درج ذیل حوالوں سے خصوصی کام کیا۔

توحید و رسالت...... عبد اور معبود کے فرق کے علاوہ کوئی اور چیز روا نہیں

تحریک منہاج القرآن نے توحید و رسالت میں سے کسی ایک ہی کی طرف زیادہ جھکاؤ اور توجہ دینے والے طبقات کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی اور قرآن و سنت کی تعلیمات پر مشتمل علامہ ابن تیمیہ کے اس قول میں بیان شدہ حقیقت کی طرف توجہ دلائی۔

Marfat.com

قد اقامه الله مقام نفسه فی امر و نهیه و اخباره و بیانه فلایجوز ان یفرق بین الله و رسوله فی هذه الامور	تحقیق اللہ نے حضور ﷺ کو اپنے قائم مقام بنا لیا، اپنے حکم، نہی، خبر دینے اور کسی چیز کی وضاحت کرنے میں اور ان چیزوں میں اللہ اور اس کے رسول میں فرق کرنا جائز نہیں۔
(الصارم المسلول: ۴۱)	

سیرت النبی ﷺ اور میلاد النبی ﷺ

تحریک منہاج القرآن نے جہاں ربیع الاول میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کے حوالے سے اذکروا نعمة الله علیکم اذ جعل فیکم انبیاء کی نص صریح اور فبذلك فلیفرحوا کی تعمیل میں شرعی قباحتوں سے پاک مطلوبہ آداب اور تقاضوں کو بجالاتے ہوئے بھرپور جشن منانے کا آغاز کیا تو دوسری طرف سیرت کانفرنس اور ایسے مذاکرات وغیرہ کا بھی اہتمام کیا گیا جن میں آپ کے اسوہ حسنہ کو بھی بیان کیا جائے تاکہ ہر کس و ناکس آپ کی سیرت پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو سکے۔

مذکورہ بالا دونوں چیزوں کے یکجا کرنے کی حکمت

شرعی دلائل کے علاوہ ان دونوں چیزوں کو ملانے کی مختلف حکمتیں بھی ہیں جن میں سے دو کا ذکر بطور خاص ضروری ہے۔

۱۔ میلاد پاک منانے سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اس موقع پر حضور ﷺ کی پاکیزہ ولادت، بچپن، آمد کے معجزات اور دیگر شانوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور ادھر سیرت کے بیان کرنے سے عمل کے راستے متعین ہوتے ہیں اور ہر کوئی اپنی سیرت کو اس باکمال اور لازوال سیرت کے رنگ میں رنگنے کی کوشش کرتا ہے۔

۲۔ یہ چیز سیرت کے ساتھ ساتھ میلاد منانے کی عقلی دلیل بھی ہے اور یہ کہ

میلاد میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کا بیان ہے کہ سیرت کا نقطہ آغاز ہے کیونکہ اگر میلاد نہ ہوتا تو صاف ظاہر ہے سیرت کا وجود نہ ہوتا اور اگر سیرت پر عمل نہیں کیا جاتا تو میلاد کا اصل مقصد پورا نہیں ہوتا۔

اہل بیت عظام اور صحابہ کرام

اس جہت سے تحریک منہاج القرآن نے اہل بیت عظام اور صحابہ کرام دونوں کے دامن سے وابستگی کی دعوت دی ہے جیسا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا "خبردار! میری اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہے" اور فرمایا:

من رکب نجا و من تخلف عنها هلك	جو کوئی اس میں سوا ہوا اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح:۵۷۳)

اور دوسری طرف صحابہ کرامؓ کے بارے میں حضور ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی ہے۔

اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیتم اهتدیتم	میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں پس تم ان میں سے جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ (مرقاۃ المفاتیح،۱۱:۲۸)

اس لئے کامل رہنمائی کے لئے ان دونوں مقدس طبقات کی اقتداء لازم ہے اور کسی ایک سے روگردانی ہلاکت و گمراہی کا سبب ہے۔

ii- تکفیر میں انتہاء پسندانہ رویہ

مذکورہ بالا انتہاء پسندانہ سوچ کے نتیجہ میں ایک گروہ نے دوسرے گروہ کو مشرک اور بدعتی ہونے کا فتویٰ دیا اور دوسرے نے پہلے کو کافر و گستاخ ٹھہرایا اور ہر

Marfat.com

ایک کے نزدیک دوسرے طبقے سے تعلق رکھنے والے تمام افراد قیامت تک کے لئے (ان کے فیصلے کے مطابق) کفر و شرک کی وادی سے باہر نہیں نکل سکتے۔

راہِ اعتدال

تحریک منہاج القرآن نے اسے فرداً فرداً لیا ہے کہ کسی طبقے کے تمام افراد کو ایک ہی حکم میں شامل نہ کیا جائے بلکہ اگر کوئی آدمی واقعۃً گستاخ ہے تو یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے۔ اسی طرح اگر کوئی آدمی شرک یا بدعت کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی وجہ سے دوسرے لوگوں کو مشرک و بدعتی نہیں ٹھہرایا جا سکتا بلکہ وہی آدمی اس کا مستحق ہوگا جس نے اس کا ارتکاب کیا۔

اس تحریک نے اس حوالے سے دوسرا اہم کام یہ کیا کہ لوگوں کی توجہ حضور ﷺ کے ان ارشادات گرامی کی طرف دلائی جن میں کسی دوسرے مسلمان کو کافر و مشرک کہنے میں کمال درجہ احتیاط کا سبق ملتا ہے مثلاً ایک حدیث میں حضرت عمرؓ نے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ایما امری قال لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه (الصحیح لمسلم، ۱:۵۷)	جو کوئی آدمی اپنے بھائی کو کافر کہے تو وہ کفر ان دونوں سے ایک کی طرف لوٹے گا۔ اگر پہلا کافر تھا تو اس کی طرف اور اگر وہ کافر نہیں تھا تو کہنے والے کی طرف لوٹے گا۔

iii- اکابر پر بے جا تنقید

اس حوالے سے ایک اور چیز بھی پیدا ہوئی کہ ہر ایک طبقے نے دوسرے طبقے کے اکابر علماء و مشائخ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور ان کو بھی کافر و مشرک قرار دیا گیا

Marfat.com

یہاں تک کہ ان کے ناموں کو بگاڑ کر تضحیک کا نشانہ بنایا گیا اور ہر مسلک نے دوسرے مسلک کے لوگوں کے اکابر کی طرف بڑھ چڑھ کر غلط چیزیں منسوب کرنا شروع کر دیں اور اس کو خدمت دین سمجھتے ہوئے بہت آگے نکل گئے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ فرقہ پرستی کی آگ مزید بھڑک اٹھی۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ مومنین سے مخاطب ہو کر فرماتا ہے:

لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ (۶:۱۰۸)

اور تم ان کو گالی نہ دو جنکی یہ لوگ اللہ کے سوا عبادت کرتے ہیں (ایسا نہ ہو کہ وہ بے عملی کی وجہ سے اللہ کو گالی دیں۔

اس آیہ کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ تبلیغ دین حق کے وقت رد کفر اور ابطالِ باطل کے باوجود کفار کے جھوٹے معبودوں کو گالی دینے پر قدغن لگائی جا رہی ہے۔ اس فرمان خداوندی میں حکمت یہ ہے کہ کفار بزعمِ خویش اپنے آپ کو باطل پر نہیں سمجھتے۔ اگر آپ ان کے جھوٹے معبودوں کو گالی دیں گے تو آپ کے سچے معبود پر دشنام طرازی کریں گے۔ تحریک منہاج القرآن نے کسی کو برا بھلا کہنا اور خصوصاً کسی طبقہ کے اکابرین کو برا بھلا کہنے سے روکا ہے اور قرآن پاک کی اسی حکیمانہ تعلیم کی طرف توجہ کی ہے۔

iv۔ تصور امت...... معدوم

فرقہ پرستی کی مذکورہ بالا انتہاء پسندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج تصور امت عنقا ہو چکا ہے اور ہر کوئی اپنے مسلک کے تصور کو غالب کرنے کی تگ و دو کر رہا ہے۔ ملت اسلامیہ مختلف طبقوں اور فرقوں میں منقسم ہو کر اپنے اپنے مسلک کے تحفظ کو ہی بزعم

Marfat.com

خویش اسلام کی سلامتی واستحکام کا ضامن گردان رہی ہے۔

تحریک منہاج القرآن نے ایسے مبلغین پر واضح کیا کہ اگر مذکورہ بالا صورتحال میں خدانخواستہ اسلام کے دشمنوں کے ہاتھوں اسلام کو کوئی گزند پہنچ گئی تو تمہارے مسلکوں اور فرقوں کی ضمانت کون دے گا۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً و لا تفرقوا** میں مضمر فلسفہ اعتصام ہمیں جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر اس امر کی طرف متوجہ کر رہا ہے کہ باہمی انتشار و تفرقہ سے احتراز کر کے از سر نو اپنی شیرازہ بندی کی تدبیر کریں اور پھر قرآن کنتم خیر امة میں خیریت کی اضافت و نسبت امت کی طرف کر رہا ہے۔ اس لئے بہتری اسی میں ہے کہ تصور امت کو غالب رکھا جائے اور پھر یہ ارشاد باری تعالیٰ بھی ہمارے سامنے رہنا چاہئے **ھو سمکم المسلمین** کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے لہٰذا امت اور اسلام کے تصور کو مقدم رکھنا چاہئے اور مسالک کو ان کا تابع۔

فرقہ پرستی پر ایک تہدید قرآنی

قرآن حکیم میں ایک مقام پر فرقہ پرستی پر سخت ممانعت فرمائی:

اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ (۱۵۹:۶)

بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور کئی گروہ ہو گئے (اے محبوب) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

اس سے بڑھ کر فرقہ پرستی کی مذمت کیا ہو سکتی ہے کہ اس کی پاداش میں حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے امتیوں سے جدائی کا حکم دیا جا رہا ہے۔ گویا امت کا تعلق نبی کے دامن سے اس وقت تک برقرار رہ سکتا ہے جب تک امتی اپنے آپ کو ایک

وحدت کی لڑی میں منسلک رکھیں اس لئے تحریک منہاج القرآن نے مذکورہ بالا صورتوں کے حوالے سے بالخصوص فرقہ پرستی سے بچنے کی عملاً جدوجہد کی ہے اور الحمدللہ اس کے مثبت اثرات پوری دنیا میں تیزی سے پھیل رہے ہیں۔

۲۔ علمی و فکری پہلو

علمی و فکری حوالے سے جو چیزیں روبہ زوال ہوئیں ان میں تحریک منہاج القرآن نے مختلف جہتوں سے کام کیا۔

i۔ تقلید و اجتہاد میں افراط و تفریط

اسلامی تعلیمات میں جمود اور تعطل کی قطعاً گنجائش نہیں اس لئے کہ یہ فطری تعلیمات ہیں اور فطرت کا تقاضا ہے وہ متغیر حالات کے ساتھ ساتھ چلے۔ اسلام میں اجتہاد کا تصور اسی فطری ضرورت کے تحت اول دن سے موثر قوت رہی ہے لیکن آج دیگر میدانوں کی طرح امت مسلمہ اس خصوصیت سے عاری ہو گئی۔

ایک طبقہ نے تقلید کے تصور کو اس حد تک اپنایا کہ وہ جمود و تعطل کا شکار ہو گیا اور آج سے کئی سو سال قبل آئمہ کرام نے اپنے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے جو کام کیا تھا اسی پر قناعت کر گیا اور یہ تصور اپنائے رکھا کہ کتاب و سنت سے دلیل دینا کسی طرح بھی مقلد کا حق ہی نہیں۔ بدلتے ہوئے حالات کے باوجود ان کی سوچ کا دائرہ اسی طرح محدود رہا۔ اس کے رد عمل میں ایک دوسرا طبقہ پیدا ہوا اور اس نے پہلے ادوار کے تمام قسم کے فقہی و تحقیقی کام اور ائمہ مجتہدین کے اجتہادات سے اپنا تعلق توڑنے کا اعلان کر دیا اور ان کی تقلید کو حرام قرار دے دیا۔

تحریک منہاج القرآن نے اس حوالے سے لوگوں کو یہ پیغام دیا کہ نہ اس طرح تقلید کی جائے کہ وہ جمود خالص میں تبدیل ہو جائے اور نہ ہی اکابرین کے سرمایہ

Marfat.com

عملی سے لاتعلق ہو جائے کیونکہ ان کے واسطہ کے بغیر یہ علم ہم تک نہیں پہنچ سکتا تھا اس لئے ہمیں ان کا احسان مند ہونا چاہئے اور اس طرح کی آزادی فکر سے فتنہ و فساد تو برپا ہو سکتا ہے لیکن کوئی تعمیری کام نہیں ہو سکتا جیسا کہ بارہویں صدی کی ایک مشہور شخصیت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:

اعلم ان فی الاخذ بھذہ المذاھب الاربعة مصلحة عظيمة و فی الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة

جان لینا چاہئے کہ ان مذاہب کے اختیار میں ایک عظیم الشان مصلحت اور ان کے چھوڑنے میں ایک بڑا فساد ہے۔

(عقد الجید:۵۳)

اور اس کے ساتھ ساتھ بدلتے ہوئے حالات و واقعات کے مطابق اجتہادی کوششیں بھی جاری رکھنی چاہئیں تاکہ یہ تصور نہ ابھرنے پائے کہ معاذ اللہ شاید اب اسلام اس زمانے کا ساتھ دینے سے قاصر ہو گیا ہے اس لئے ہمارا ایک ہاتھ ماضی پر ہونا چاہئے اور دوسرا مستقبل پر۔

ii- قدیم اور جدید علوم میں جدائی

آج کے دور میں بالعموم ایک طرف کالجز و یونیورسٹیز میں جدید تعلیم دی جاتی ہے اور وہاں سے تعلیم حاصل کرنے والے مذہب سے بالکل بے بہرہ ہوتے ہیں۔ دوسری طرف مدارس میں بالعموم مذہبی تعلیم دی جاتی ہے اور عصری تقاضوں کے مطابق جدید علوم نہیں پڑھائے جاتے جس کے نتیجے میں جدید تعلیم یافتہ طبقے اور مذہبی طبقے کے مابین بہت بڑی خلیج حائل ہو چکی ہے۔

تحریک منہاج القرآن نے ان دونوں قسموں کی تعلیم ملانے کی کوشش کی

Marfat.com

جہاں نئی نسل کو ایک طرف مذہبی تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنا ضروری ہے۔ بالکل اسی طرح ان جدید عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم دینا بھی ضروری ہے تاکہ وہ اس سائنسی دور میں اسلام کو لوگوں کے سامنے عصری تقاضوں کے مطابق پیش کر سکیں۔

iii-نتائج کے حوالے سے مایوسی

آج کے دور میں نتائج کے اعتبار سے بالعموم مایوسی پائی جاتی ہے اور یہ تصور بن چکا ہے کہ ہماری جدوجہد کے کامیابی کی ضمانت دنیا میں ضروری نہیں بلکہ اس کا نتیجہ آخرت میں ہی نکلے گا۔ اس شکستہ فکر کی وجہ سے مقاصد کو حاصل کرنے کی طرف شوق و اضطراب کے جذبات سرد پڑ گئے اور دینی جدوجہد کرنے والوں نے دنیا میں غلبہ اسلام کی منزل سے نظریں ہٹا لیں۔

تحریک منہاج القرآن نے اس دنیا میں بھی نتیجہ خیزی کی ضمانت پر زور دیا۔ ناامیدی و مایوسی کے رجحان کو ختم کرنے کی کوشش کی اور قرآن کے پیغام کو عملاً اپنانے کی ترغیب دی ہے کہ

وَلَا تَهِنُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ○ (۱۳۹:۳)	اور تم پست ہمت نہ ہونا اور نہ غم کرنا بے شک غلبہ و کامرانی تمہیں ہی کو ہو گی بشرطیکہ تم مومن ہو۔

iv-انبیاء پر ناکامی کے الزامات کا جواب

اس دور میں بعض مفکرین نے انبیاء علیہم السلام کی جدوجہد کے نتائج کے حوالے سے بے بنیاد الزامات اٹھائے ہیں۔ تحریک منہاج القرآن نے ان الزامات کے مسکت جوابات دیئے ہیں۔ قائد انقلاب نے کئی کتابچے تحریر کئے اور لوگوں کے سامنے یہ اہم فکر رکھی ہے کہ انبیاء علیہم السلام

Marfat.com

کتب اللہ لاغلبن انا و رسلی (اللہ تعالیٰ نے یہ بات لکھ دی ہے کہ بے شک میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے) وعدہ الٰہی کے تحت اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے اور اس حوالے سے ہر قسم کی ناکامی سے محفوظ رہے۔

مزید بر آں وہ تمام مذہبی اور غیر مذہبی مروجہ علوم جو امید و رجاء سے خالی ہیں اور حالات کو تبدیل کرنے اور عظمتِ رفتہ کی بحالی سے بحث نہیں کرتے۔ ان سب کی معذوری یہ ہے کہ نصب العین تو بیان کرتے ہیں لیکن اسے حاصل کرنے کا حتمی، قطعی اور یقینی طور پر نتیجہ خیزی لائحہ عمل بیان کرنے سے قاصر ہیں۔[۱۵]

علوم کی اصلاح کا طریقہ کار

اس صورت احوال کی اصلاح علم بالوحی کی روشنی میں یوں ہو سکتی ہے کہ نصب العین اور اس کے حصول کے لائحہ عمل اور اس لائحہ عمل میں کامیابی سے سازگار تصور کائنات کی جستجو کر کے فلسفیانہ فکر کی نشوونما کی تکمیل کا رخ پھر سے متعین کیا جائے اور اس طرح حتماً اور یقیناً کامیاب ہونے کا اعتماد بحال کیا جائے اور قدیم وجدید فلسفے سے پیدا ہونے والی مایوسی وناامیدی کو امید ویقین اور وثوق واعتماد میں بدل دیا جائے۔

۳۔ اخلاقی، روحانی و عملی پہلو

اس زمانے میں تصوف وروحانیت کی پاکیزہ شخصیت ساز قدریں مجروح ہو چکی ہیں اور خانقاہوں میں زندہ تصوف کی بجائے جامد، رسمی اور غیر عملی تصوف رہ گیا ہے۔

تصوف میں در آنے والی خرابیاں

تصوف میں در آنے والی خرابیاں تین طرح کی ہیں۔

Marfat.com

i-رسمی تصوف

بہت سے لوگوں نے تصوف کو محض ایک رسم کی حد تک اپنایا ہوا ہے۔ سال میں ایک مرتبہ عرس کروالیا، مختلف موضوعات پر تقریریں کی گئیں بلکہ بعض مقامات پر تو بات یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہاں ڈھول، باجے بجائے اور تھیٹر لگائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو حضرت داتا گنج بخشؒ کی زبان میں مستصوفین (وہ لوگ جو روپے پیسے، طاقت اور دنیوی جاہ حاصل کرنے کے لئے صوفیاء کی نقالی کر رہے ہیں) کہا جاتا ہے۔ (کشف المحجوب: ۹۸)

ii-انکارِ تصوف

ہر چیز کا رد عمل ہوتا ہے لہٰذا مذکورہ بالا بے راہروی کے سبب بہت سے لوگوں نے تصوف کا انکار کرنا شروع کر دیا کہ اگر تعلیمات تصوف یہی ہیں تو ہم ایسے تصوف سے باز آئے۔ چنانچہ اسی طرز عمل کی وجہ سے بعض لوگوں نے حقیقی تصوف کا بھی انکار کر دیا۔

iii-غیر عملی تصوف

تیسرا طبقہ وہ ہے جو نہ تصوف کا منکر اور نہ تصوف کی راہ پر چلنے والا ہے بلکہ وہ محض تصوف کے موضوع پر تقاریر کرنا جانتے ہیں کہ ذکر کیا ہے؟ خلوت کیا ہے؟ تزکیہ کس طرح ہوتا ہے؟ لیکن خود ان پاکیزہ تعلیمات پر عمل نہیں کرتے گویا ایسے لوگ زبانی صوفی ہیں۔

خرابیوں کا ازالہ

i- حقیقی اور غیر رسمی تصوف کا اجراء

Marfat.com

تحریک نے اس مختصر عرصے میں حتی المقدور تصوف کو ان تمام برائیوں سے پاک کرنے کی کوشش کی ہے جو کہ غیر شرعی حرکات کی صورت میں در آئی تھیں اور رسمی تصوف کو ختم کر کے تصوف کی وہ تصویر پیش کی ہے جو کہ صحابہ کے زمانہ میں تھی۔ تصوف آج جس بے حقیقتی کا شکار ہے حضرت ابوالحسنؒ اس بے حقیقت تصوف اور صحابہ کرام کے زمانے کے تصوف کا تقابل ان الفاظ کے ساتھ کرتے ہیں۔

التصوف اليوم اسم ولا حقيقة	آج کا تصوف فقط نام ہے بغیر حقیقت
و قد كان حقيقة ولا اسم	کے اور پہلے دور میں حقیقت تھی بغیر
(کشف المحجوب:۱۵۷)	نام کے۔

اس مذکورہ بالا قول کو نقل کرنے کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ فرماتے ہیں ''صحابہ کرامؓ اور سلف صالحین کے زمانے میں یہ نام نہیں تھا بلکہ ایک حقیقت تھی سب پر ساری و طاری۔ آج کل صرف نام ہے بے حقیقت یعنی پہلے معاملہ معروف تھا اور ظاہر داری مجہول اور اب معاملہ مجہول ہے اور ظاہر داری معروف''۔

(کشف المحجوب:۱۵۷)

سو تحریک منہاج القرآن اس بے حقیقت تصوف کو ختم کر کے صحابہ اور سلف صالحین کے دور کے اسی حقیقی تصوف کو دوبارہ سینوں میں بیدار کر رہی ہے۔

ii-اقرار و ترویج تصوف

تحریک منہاج القرآن نے تصوف کو اقرار محض کے ساتھ ہی مخصوص نہیں رکھا بلکہ اس کی ترویج و اشاعت کے لئے تصوف پر قابل عمل لٹریچر بھی فراہم کیا گیا ہے۔ جس میں تصوف 'ابتداء سلاسل کے تاریخی ارتقاء' فلسفہ و حکمت اور اس کے عملی دستور کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

Marfat.com

iii- عملی تصوف

جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے کہ تصوف تعلیمات کا مجموعہ نہیں بلکہ اس کا تعلق سراسر عمل سے ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے تصوف کو عملی صورت میں ڈھالنے کی بھرپور کوشش کی ہے۔اس سلسلے میں درج ذیل عملی اقدامات کئے گئے۔

تصوف کے اجراء کے لئے عملی اقدامات

۱- بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) میں نبیرہ غوث الاعظمؓ سیدنا طاہر علاؤالدین البغدادیؒ کے مزار اقدس کے قریب جامع المنہاج کو مرکز تصوف بنا کر خانقاہ غوثیہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جہاں دعوت وتربیت کے پروگرام کا آغاز کیا جا چکا ہے۔

۲- منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی کے طلباء کے لئے خانقاہ غوثیہ میں قائم تربیتی مرکز میں اللہ کے فضل وکرم سے عملی متحرک اور زندہ تصوف کی تعلیمات کا پورا اہتمام کیا گیا ہے۔

۳- جامعہ میں سال اول سے لے کر سال ہفتم تک تصوف کی بلند پایہ تصانیف کو شامل نصاب کیا گیا ہے۔

۴- سیرت النبی ﷺ، صحابہ کرامؓ اور اکابر صوفیاء کے حالات وواقعات پر مبنی ایک کتاب "تذکرے اور صحبتیں" منظر عام پر آ گئی ہے۔

۵- مرکزی سیکرٹریٹ کی جامع مسجد میں باقاعدہ ہفتہ وار شب بیداری ہو رہی ہے جس میں متلاشیانِ حق شمولیت کرتے ہیں۔

۶- مرکز کے علاوہ ملک کے طول وعرض میں شہروں سے تھوڑی دور روحانی خانقاہیں بنانے کا منصوبہ بن رہا ہے تاکہ لوگ اپنے تزکیہ نفوس اور باطنی طہارت کا سامان کر سکیں۔

Marfat.com

۷- ملک میں بعض خانقاہیں جہاں تصوف کی عملی تربیت کے لئے تمام ذرائع موجود ہیں وہاں کے تمام ذمہ دار افراد کے ذریعے ان خانقاہوں کو زندہ تصوف کے عملی مراکز بنانے کی بھرپور کوشش کی جارہی ہے۔

۸- تمام صوبائی مراکز کے علاوہ ضلعی اور تحصیل کی سطح پر ادارہ کی طرف سے مجالس ذکر و فکر اور محافل میلاد کا انتظام کیا جارہا ہے۔

۴- تحریکی وانقلابی پہلو

تحریک منہاج القرآن نے عصر حاضر کے جن مطلوبہ تحریکی اوز انقلابی پہلوؤں پر امتیازی کام کیا، ذیل میں ہم ان میں سے بعض کی نشاندہی کرتے ہیں:

i- مستقبل کی قیادت کی تیاری

کسی بھی تحریک میں قیادت کو مرکزی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ دینی و مذہبی تحریک کی قیادت کا علم اس شخصیت کے ہاتھ میں ہونا چاہیۓ جو دینی تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق علمی، فکری اور انتظامی صلاحیتوں کی حامل ہو۔ تحریک کی آئندہ کی قیادت کو اسی نہج پر تیار کیا جارہا ہے۔ منہاج انٹر نیشنل یونیورسٹی میں طلباء کو اسی طرز کی تعلیم و تربیت دی جارہی ہے تاکہ یہ قیادت بھی آئندہ دور میں انفرادی، ملکی اور بین الاقوامی معاملات میں غیر معمولی حکمت وبصیرت کے باعث ملت اسلامیہ کی بہتر طور پر رہنمائی کرسکے۔

ii- بے پناہ جوش وجذبہ اور حصول مقصد کا پختہ یقین

اس تحریک میں لوگوں کو متحرک کرنے کے لئے بے پناہ جوش و جذبہ ان کے رگ وریشے میں جاگزین کردیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان میں حصول مقصد کے پختہ یقین کو بھی راسخ کردیا ہے تاکہ جرات ایمانی، بے پناہ جذبہ اور پختہ یقین کے

Marfat.com

ذریعے اپنی منزلِ مقصود تک رسائی حاصل کر کے **ولا تھنوا ولا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین** کی بشارت کی مستحق ٹھہریں۔

iii- باطل قوتوں سے ٹکرا جانے کا عزم اور مصائب پر استقامت

تحریک منہاج القرآن نے امت مسلمہ کو ایک تحریکی فکر یہ بھی دی ہے کہ اپنے اندر ایسا جوہر پیدا کریں جس کے سبب ان میں باطل قوتوں کے مقابلے میں ڈٹ جانے اور ان سے ٹکرا جانے کا عزم پیدا ہو اور اس راہ میں پیش آنے والے مصائب و آلام میں استقامت سے کام لیں۔ پھر ایسے لوگوں کو دنیا کا کوئی حرص و لالچ ان کے پائے استقلال میں کسی قسم کی لغزش پیدا نہیں کر سکتا۔ وہ بے خوف و بے باک ہو جاتے ہیں۔ وقت کے فرعون ان کی راہ میں خطرات و مصائب کے پہاڑ بھی کھڑے کر دیں تو انہیں وہ ایک پاؤں کی ٹھوکر سے گرا دیتے ہیں اور بڑی سے بڑی مستبد قوت سے بھی ٹکرا جاتے ہیں۔ جب یہ مرحلہ آتا ہے تو پھر ان پر **قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا** کے تحت اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت نازل ہوتی ہے۔

iv- اتحادِ امت کی دعوت

تحریک منہاج القرآن نے تحریکی سطح پر یہ بہت بڑا قدم اٹھایا ہے کہ تمام مکاتبِ فکر کے لوگوں کو قرآن حکیم کے حکم **تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم** کی اتباع میں ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا جائے کیونکہ یک مسلکی اور گروہی آواز سے لوگوں میں وہ جذبہ بیدار نہیں کیا جا سکتا جس کی تحریک و انقلاب کی زندگی میں ضرورت ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں دوسرے مسالک کے لوگوں کی عدم دلچسپی یا تحریک کی مخالفت کرنے سے بے پناہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے جسے قرآن نے **فتذھب ریحکم** (اختلافات کے سبب تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی) سے تعبیر کی ہے۔ اس

Marfat.com

سلسلے میں تحریک منہاج القرآن نے ملکی اور بین الاقوامی دونوں سطحوں پر اتحاد کے لئے علمی و عملی اقدامات بھی اٹھائے ہیں جن کی تفصیلات گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔

v-دین کا وسیع تصور

تحریکی زندگی میں مذہبی اور دینوی پہلوؤں کی ظاہری تقسیم کے باعث اگر بعض اوقات تحریک کا تقاضا مذہبی حوالے سے ہو تو بعض لوگ اس سے گریز کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر بعض حالات میں تحریک ظاہراً دینوی حوالے سے قدم اٹھائے تو مذہبی رجحان رکھنے والے لوگ اس کا ساتھ دینے سے کتراتے ہیں اور بعض انتہاء پسند اس کی مخالفت پر بھی اتر آتے ہیں لہٰذا تحریک منہاج القرآن نے **ان الدین عند اللہ الاسلام** کی روشنی میں دینوی و مذہبی تقسیم کو گمراہ کن اصطلاح قرار دیتے ہوئے دین کا وسیع تر تصور دیا تاکہ لوگ تحریکی زندگی میں ہر سطح کی کوشش کو ایک دینی جذبے سے سرشار ہو کر کریں۔

vi-معاشی استحکام کا تصور

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا **کاد الفقر ان یکون کفرا** (قریب ہے کہ فقر کفر کا سبب بن جائے) اس سے معلوم ہوا کہ معاشی مسئلہ حل نہ ہونے کی وجہ سے تو اسلام سے ہی ہاتھ دھو بیٹھنے کا خطرہ ہوتا ہے چہ جائیکہ ایسے حالات میں کسی اسلامی تحریک کے شانہ بشانہ کام کیا جائے، اس لئے تحریکی و انقلابی جدوجہد میں معاشی استحکام کے تصور سے بالکل عاری ہیں۔ تحریک منہاج القرآن نے معاشی مسئلہ کو مقدم رکھا ہے لہٰذا اس تحریک میں عام غریب طبقات کے لوگوں کی رغبت کے بھی کافی سامان موجود ہیں اور یہ تحریک اپنے انقلابی ساتھیوں کو معاشی حوالے سے اس طرح بے نیاز

Marfat.com

کرنا چاہتی ہے جیسا کہ آقائے دوجہاں ﷺ کی سیاسی حکمتِ عملی نے باقاعدہ انقلابی جدوجہد کے آغاز کے لئے دین حق کے سپاہیوں اور مصطفوی انقلاب کے سرفروشوں کو معاشی فکر سے بے نیاز و مستغنی کردیا۔

vii- فکری و نظریاتی خالصیت

اقوامِ عالم کی تاریخ کا مطالعہ اس بات کی شہادت فراہم کرتا ہے کہ اسلامی و غیر اسلامی تحریکوں میں فکری و نظریاتی خالصیت بنیادی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ ان تحاریک کے اکابرین کی ہمیشہ سے یہ سوچ رہی ہے کہ ان کی قومی و ملی زندگی میں امتداد زمانہ کی وجہ سے فکری و عملی سطح پر جو ملاوٹ اور آمیزش در آئی ہے اس کا ازالہ کیا جائے تاکہ ان کی تحاریک کامیابی سے ہمکنار ہو سکیں۔

تحریک منہاج القرآن نے بھی اپنی نظریاتی خالصیت، **مخلصین له الدین** کی روشنی میں اپنی جدوجہد کا سارا زور تحریکی سطح پر حبِ الٰہی، حبِ رسول، صدق اخلاص اور تقویٰ و طہارت کی پاسداری، فقر و فاقہ سے محبت، ظاہر و باطن میں زہد و ورع کی بحالی اور دیگر فضائل اخلاق سے مزین اعمال خالصہ کی طرف لوٹنے پر ہے۔ یہ تحریک ملت اسلامیہ کی عملی زندگی ان تمام احوال و کیفیات کی طرف لوٹا دینا چاہتی ہے جو احوال سیرتِ مصطفوی کے قریب تر ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کی یہ نظریاتی خالصیت ہی وہ خصوصیت ہے جو کہ لوگوں میں تحریک پیدا کرنے کی حقیقی اساس ہے۔

viii- غلبہ حق کی خاطر باطل قوتوں کے خلاف غیر مصالحانہ انقلابی جدوجہد

تحریک منہاج القرآن نے ملتِ اسلامیہ کے فرزندوں میں تمام معاندانہ قوتوں کے خلاف غیر مصالحانہ طرزِ عمل اختیار کرنے کی تحریک پیدا کی ہے اور یہ بات

Marfat.com

کوٹ کوٹ کر ان کے دل و دماغ میں سمودی گئی ہے کہ وقت کے فرعون کے سامنے گردن کٹائی تو جاسکتی ہے لیکن جھکائی نہیں جاسکتی۔ قرآن حکیم ان تمام معاندانہ قوتوں کے خلاف غیر مصالحانہ انقلابی جدوجہد کا حکم ان الفاظ میں دیتا ہے۔

وَقَاتِلُوْا هُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَ يَكُوْنُ الدِّيْنُ كُلُّهُ لِلّٰهِ (۳۹:۸)

اور ان سے جنگ کرو حتی کہ طاغوتی فتنہ ختم ہو جائے اور دین (یعنی نظام حیات) سارے کا سارا خالصتاً اللہ کے لئے ہو جائے۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَاءَ (۸۹:۴)

تم ان میں سے کسی کو دوست نہ بناؤ۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ (۷۳:۹)

اے نبی! کافروں اور منافقوں (دونوں طبقات) سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔

یہاں تمام منافق گروہوں سے جہاد اور انقلابی جنگ کا حکم صادر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ اسلام غلبہ حق کی خاطر داخلی اور خارجی محاذوں پر تمام باطل، طاغوتی، استحصالی اور منافقانہ قوتوں کے خلاف غیر مصالحانہ انقلابی جنگ کا حکم دیتا ہے کیونکہ اسلام کسی سطح پر بھی کسی باطل طاقت سے سمجھوتہ گوارا نہیں کرتا۔ چنانچہ آج تحریک منہاج القرآن اسی غیر مصالحانہ انقلابی جدوجہد کو امت مسلمہ کے ہر پیر و جواں کے دل و دماغ میں جاگزیں کرنا چاہتی ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے عملی امتیازات

کسی بھی تحریک کی کامیابی کا انحصار صرف اس کی فکر و نظر کی خوبصورتی اور اس کے بلند نعروں پر نہیں ہوتا بلکہ اس کی عملی کارکردگی پر ہوتا ہے تاریخ گواہ ہے کہ بڑے بڑے حسین نظریے رکھنے والی کئی تحریکیں اپنے نظریے کو عملی جامہ نہ پہنا سکیں۔ الحمد اللہ تحریک منہاج القرآن اپنے فکری و نظریاتی امتیازات کے علاوہ کئی عملی امتیازات بھی رکھتی ہے۔ تمام عملی امتیازات کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ چند عملی امتیازات درج ذیل ہیں۔

ا۔ ملک گیر تنظیم

تحریک منہاج القرآن کا تنظیمی جال پاکستان کے تمام صوبوں' ضلعوں اور تحصیلوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ملک کے بڑے بڑے قصبات اور دیہات میں بھی تنظیمات موجود ہیں۔ اب چھوٹے دیہات اور گلی محلوں میں بھی تنظیم سازی کا کام تیزی سے جاری ہے۔

۲۔ بین الاقوامیت

تحریک منہاج القرآن بین الاقوامی سوچ و فکر کی حامل تحریک ہے اسلئے اس کی سوچ اور فکر صرف اپنے لاکھوں رفقاء وارا کین اور وابستگان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ پوری امت کے احوال کی اصلاح' تجدید' احیائے دین اور غلبہ دین حق کی بحالی اس کا مقصود ہے تاکہ مسلمان سپر پاور بن کر ابھریں۔ دنیا کے پانچوں براعظموں (ایشیاء' یورپ' افریقہ' امریکہ اور آسٹریلیا) اور مجموعی طور پر تقریباً ستر (۷۰) ممالک میں تحریک منہاج القرآن کی تنظیمات اسلامک سینٹرز' لائبریریاں' رفقاء وارا کین اور

Marfat.com

وابستگان فروغ دین کے کام میں مصروف ہیں۔

تحریکی دعوت کا طریقہ کار

تحریک منہاج القرآن کے آغاز میں تحریک دعوت کو وسعت اور تسلسل دینے کے لئے ہمارے سامنے دو راستے تھے۔ اول یہ کہ اپنی دعوت اور فکر کو مخصوص حلقوں تک پہنچاتے، اس کے بعد تحریک میں شمولیت اختیار کرنے والے چند افراد کو چن لیتے، ان کی تربیت پر خاص توجہ دیتے ہوئے انہیں تمام تر تحریکی نشیب و فراز سے گزارتے تاکہ یہ چند مخصوص افراد مکمل تحریکی تربیت پا کر مشن کی آئندہ قیادت کے قابل بن جاتے۔ دوسرا راستہ یہ تھا کہ دعوت کو کسی قید اور شرط کے بغیر عوام الناس کے تمام طبقات تک پہنچایا جائے۔ دعوتی عمل کو مسلسل جاری رہنے دیا جائے تاکہ عوام الناس کی ایک کثیر تعداد تحریک سے شناسا ہو اور تحریکی نصب العین سے متعارف ہو جائے تاکہ تحریکی دعوت کسی وقفہ کے بغیر ہر معاشرتی طبقے تک پہنچے۔ ہر شعبہ حیات اور ہر درجہ فکر و شعور کے حامل لوگ اس سے متاثر ہوں۔ ہر مسلک، مذہب اور حلقہ طریقت سے وابستہ اس کے مقاصد سے آگاہ ہوں۔ پہلا طریقہ کار مشروط تھا۔ اس شرط کے ساتھ کہ ابتداء میں دعوت قبول کرنے والے مخصوص افراد ایک خاص حد تک تنظیمی و روحانی تربیت حاصل کریں اور پھر اس کے بعد تحریکی دعوت کو پھیلایا جائے جبکہ دوسرا راستہ غیر مشروط تھا۔ اس میں دعوتی عمل کو ایک تسلسل کے ساتھ جاری رہنا تھا اور ایک خاص تعداد میں کسی خاص حد تک افراد کا تربیت یافتہ ہو کر دعوت کا آغاز کرنا ضروری نہ تھا لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسے افراد کی تنظیمی و روحانی تربیت سے اغماض برتا جائے بلکہ دعوتی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ تحریکی، تنظیمی اور روحانی تربیت کا عمل بھی جاری رکھا جائے۔

Marfat.com

تحریک منہاج القرآن کے آغاز میں دعوت کو مطلوبہ مقاصد سے قریب تر کر دینے کے لئے دوسرا طریقہ اختیار کیا گیا۔ ابتدائی تعارفی لٹریچر، کتب اور آڈیو و ویڈیو کیسٹس سے بھرپور مدد لی گئی۔ آفاقی طریقہ خطابت کو اپنا کر بڑے بڑے مذہبی، روحانی اور دینی اجتماعات میں عوام کے ذوق کے مطابق دعوت پہنچائی گئی۔ گویا یہ ایک دعوت عام تھی اور شامل ہونے کے لئے کوئی تعلیمی و مسلکی قید نہیں لگائی گئی تھی جو ہر سطح کی استعداد کے حامل شخص کو اس کی ذہنی صلاحیتوں کے مطابق پہنچتی رہے۔ ہر شخص کو اس کے ذوق کے مطابق دین کے مختلف پہلوؤں میں مزید غور و فکر کرنے اور ان میں کار فرما کمی بیشی کو دور کرنے کا موقع ملا۔ اس سارے عمل میں قدیم و جدید اور دائیں بائیں کی بنیادوں پر تقسیم کے جامد تصورات کو بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ تحریک دعوت اور فکر و عمل کا ایک ایسا بلند اور وسیع قلعہ تعمیر کیا گیا کہ جو فرد جہاں سے دیکھے اور جس زاویہ نگاہ سے دیکھے اس کو خوشنما لگتا ہے۔ تقاضا ہائے وقت سے مطابقت اور استدلال کی مضبوطی اس خوشنمائی میں مزید وقار پیدا کر رہا ہے۔ قوس قزح کے رنگوں کی مانند ہر فرد کو ایک ہی نظارے میں اپنا پسندیدہ رنگ نظر آجاتا ہے اور یوں ایک ہی نظارے میں مختلف رنگوں کو یکجا ہونے سے تحریک کو فکری جمالیاتی حسن نصیب ہوا اور ساتھ ہی جامعیت فکر و عمل کا ایک حسین مرقع بھی ہمارے سامنے آگیا۔ اس طریقہ کار سے ایک اور عملی فائدہ یہ ہوا کہ جب دعوت ہر خاص و عام تک پہنچی تو اس میں امیر، غریب، متوسط اور متمول ہر طبقے کے لوگ شامل تھے اور تحریک سب کے لئے باعث کشش تھی۔ اگر ہم پہلے طریقے پر اپنی دعوت مخصوص افراد تک ہی محصور رکھتے تو صاف سی بات ہے کہ ہمیں فکری و نظریاتی معاونت ضرور ملتی مگر مالی معاونت نہیں مل سکتی تھی۔ اس طریقے پر جن لوگوں نے کام کیا اس وقت ہر شخص ان کا حال دیکھ رہا ہے کہ ان کے پاس افراد اگرچہ ہیں لیکن وہ ہر مرحلہ پر بیرونی وسائل کے حصول کے

Marfat.com

لئے ہر حربہ اپنانے سے گریز نہیں کرتے۔ بیرونی حکومتوں کو ہر ملک میں اپنے ہمنوا لوگ درکار ہوتے ہیں۔ سو ہمارے ملک میں کئی مذہبی و سیاسی تنظیمات باہر کی بولیاں بولتے دکھائی دیتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اخراجات کے لئے اکثر و بیشتر رقم بھی باہر کی حکومتوں سے آتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کی یہ مجبوری بن گئی ہے۔ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو تنظیم کا وجود تک باقی نہیں رہ سکتا کجا کہ کوئی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔

اس کے برعکس تحریک منہاج القرآن پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم اور سرورِ کائنات ﷺ کے نعلین پاک کا صدقہ ہے۔ اس نے آج تک کسی تنظیم، ملک یا کسی ایجنسی سے حتیٰ کہ اپنے ملک کی حکومت سے اس کی خواہش کے باوجود بھی اپنے کسی منصوبے کے لئے ایک پائی تک بھی نہیں لی۔ دعوت عام سے جو جو احباب تحریک میں شامل ہوئے، ان میں جنہیں اللہ نے توفیق دی انہوں نے رفاقت کے باقاعدہ زرِ اعانت کے علاوہ لاکھوں روپے صرف کئے۔ یوں تحریک پھیلی اور مرکز کی ضرورت پڑی تو ہمارے پاس اللہ کے فضل و کرم سے سیکرٹریٹ کے لئے ایک پرشکوہ عمارت اور یونیورسٹی کی صورت میں معیاری درسگاہ کے لئے تسلی بخش جگہ تیار ہو گئی تھی۔ یہ تعمیری کام اب بھی جاری ہے اور جاری رہے گا۔ ہم چاہتے تو اس دوران بے شمار بیرونی ذرائع استعمال کر سکتے تھے مگر ہمیں عزت و حمیت، دولت و ثروت سے زیادہ عزیز ہے اور اس نعمت کو ہم آئندہ بھی باقی رکھنا چاہتے ہیں۔

ایک اہم نکتہ کی وضاحت

مذکورہ بالا بحث کو آگے بڑھانے سے پہلے یہاں پر ایک اہم نکتہ کی وضاحت ضروری ہے وہ یہ کہ تاریخ انسانیت کی ہر قسم کی جدوجہد اور انقلابی تحریکوں کے

Marfat.com

مطالعہ سے ہمیں یہ بات سمجھ آتی ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی طرف سے نزوع کی گئی پیغمبرانہ جدوجہد اور حکمتِ عملی ہی نتائج کے اعتبار سے ہر عیب سے پاک ثابت ہوئی۔ اس کے علاوہ دوسری طرف مختلف مصلحین اور مسلم و غیر مسلم تحریکی قائدین کی طرف سے بپا کی گئی تحریکوں کی حکمتِ عملی کو نقصانات سے پاک ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ دو پیمانوں سے پیغمبرانہ جدوجہد اور عمومی تحریک کو پرکھا جا سکتا ہے۔

۱۔ بہ لحاظِ طریقہ کار

۲۔ بہ لحاظِ نتائج

پیغمبرانہ جدوجہد میں بھی بہ لحاظ طریقہ کار یعنی تسلسل عمل کے اعتبار سے نقصانات اٹھانے پڑتے تھے مثلاً پیغمبرانہ دعوت و تبلیغ میں دعوت قبول کرنے والوں پر زبان کے اقرار کے علاوہ عمومی طور پر شرائط لاگو نہیں ہوتی تھیں۔ اس وجہ سے بعض اوقات منافقین اندرونی صفوں میں گھس کر نقصان پہنچاتے رہتے مگر پیغمبرانہ جدوجہد نتائج کے لحاظ سے ہمیشہ کامیاب ہوئی اور اللہ کے پیغمبروں کی دعوت قبول کی گئی یا پھر عدم قبولیت کی صورت میں قوموں کو عذابِ الٰہی کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری طرف غیر پیغمبرانہ تحریک اور جدوجہد میں طریقہ کار اور نتائج کے اعتبار سے مکمل کامیابی حاصل کرنا لازمی نہیں۔ طریقہ کار کے اعتبار سے کوئی ایسی حکمتِ عملی اختیار نہیں کی جا سکتی جس میں تمام جہتوں سے تمام فوائد ہی حاصل ہوں اور کوئی تحریک نقصان یا پھر منفی رد عمل ظاہر نہ ہو۔ اس طرح نتائج کے اعتبار سے بھی کوئی حکمتِ عملی مکمل تنظیمی و تحریکی کامیابی کی ضمانت مہیا نہیں کر سکتی۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ وقت کے تقاضوں کو سامنے رکھتے ہوئے ایسی حکمتِ عملی اختیار کی جائے جس میں زیادہ سے زیادہ مثبت پہلوؤں اور کم از کم منفی پہلو سامنے آنے کا اندیشہ ہو۔ اس پس منظر میں دیکھیں تو تحریک منہاج القرآن نے جو طریقہ کار اپنایا اس کو غیر مشروط مسلسل دعوت عمل کہا جا سکتا ہے اور

تنظیمی سائنس کے حوالے سے اسے Fission Reaction Spread of Daawah کہا جاتا ہے۔ ہماری تحریک بھی بہر حال ایک انسانی کوشش ہے۔ اس میں سو فیصد خصوصیات کا نہ ہم دعویٰ کرتے ہیں اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور حضور ختمی مرتبت ﷺ کے نعلین پاک کی خیرات کے بھروسے پر اتنا کہہ سکتے ہیں کہ موجودہ دور کے حوالے سے اس دعوتی حکمتِ عملی کے مثبت پہلو منفی پہلوؤں سے کہیں زیادہ ہیں۔

مروجہ حکمتِ عملی کے چند مثبت پہلو

تحریک منہاج القرآن نے جو حکمت عملی اختیار کی اس کے بے شمار خوش آئند پہلو خاص وعام پر واضح ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مزید اجاگر ہوتے جائیں گے۔ جہاں تک اندرونی و بیرونی حکومتی، سیاسی اور مالی وسائل فراوانی کے بل بوتے پر چلنے والی تنظیموں اور تحریکوں کا تعلق ہے، وطن عزیز میں ان کی کمی نہیں۔ تحریک منہاج القرآن ظاہری بے سروسامانی کے عالم میں اَن گنت عملی دشواریوں کے باوجود اپنی کسی بھی تحریکی حکمت عملی اور پیش رفت پر معذرت خواہان رویہ اختیار نہیں کر رہی۔ اس سلسلہ میں دوسری تنظیموں اور جماعتوں کی دوغلی اور غیر مستقل پالیسیوں کے متعلق بے شمار ناقابل تردید اور کھری کھری باتیں کی جا سکتی ہیں مگر حسبِ سابق ہم مثبت رویہ اپناتے ہوئے اپنی حکمتِ عملی کے چند مثبت پہلوؤں کی طرف اشارہ کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

۱- عملی افادیت (Actual Practicability)

تحریک منہاج القرآن کی دعوتی حکمت عملی کی عملی افادیت یہ ہے کہ اس سے دعوت غیر ضروری وقفوں کا شکار نہیں ہوتی اور دعوت کی عوامی کیفیت یا

Marfat.com

عوامیت مستقلاً قائم رہتی ہے۔ اس طرح رابطہ عوام کی ایک مستقل صورت قائم رہتی ہے۔ دوسری طرف عملی طور پر یہ کافی مشکل نظر آتا ہے کہ آپ چند افراد کو مستقل تربیت میں ڈال دیں اور انہیں عملی تحریکی میدان میں جانے کے مواقع میسر نہ آئیں تو وہ محض لیکچرز اور محض تربیتی نصاب تک ہی مخصوص ہو کر رہ جائیں گے۔ تربیتی لیکچرز اور مطالعہ نصاب سے علمی اور فکری تربیت تو ممکن ہے مگر عملی اور تحریکی تربیت ممکن نہیں کیونکہ جب تک کوئی فرد اپنے نصب العین کے حصول کی خاطر معاشرے کی معاندانہ بھٹی میں ڈال کر کندن نہیں ہو جاتا اس وقت تک اسکی عملی پہلو اور تربیت کے جملہ تقاضوں سے ناواقف رہے گا چند افراد کو بند کمروں میں نصابی تربیت دیتے رہنے سے کوئی تنظیم خواہ اس کے مقاصد جتنے بھی بلند اور ارفع کیوں نہ ہوں تحریک کی صورت اختیار نہیں کر سکتی اس لئے اس طریقہ کار کی تحریکی افادیت کم ہو جاتی ہے۔

یقیناً یہ کام بھی ضروری ہے کہ لیکن ایک مرحلے تک اور ایک حد تک مگر اس کی خاطر تحریکی تسلسل کو توڑا نہیں جا سکتا۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ اس حکمت عملی کے مطابق ہماری تنظیم افراد کی طویل نصابی تربیت کے خلاف ہے بلکہ مدعائے کلام یہ ہے کہ آج کے مادی دور میں ہر شخص دنیوی امور میں اس قدر مصروف ہے کہ اسے اپنے مسائل سے دعوت و تربیت کے لئے اتنا وقت نکالنا بڑا مشکل لگتا ہے۔ دوسری چیز یہ بھی ہے کہ اس وقت ہمارے ملک میں آبادی کی کثرت کے ساتھ ساتھ برائیاں اور معاشرتی و سماجی عیوب اس قدر رچ بس چکے ہیں کہ ایک ایک دن کے صحیح استعمال کی ضرورت ہے چنانچہ ہر تحریکی شخص کو ماحول یا موسم کا انتظار کئے بغیر اپنی دعوتی، تنظیمی اور تحریکی سفر جاری رکھنا چاہئے۔ اپنے خاص افراد جنہیں خاص ماحول میں رکھ کر تربیت دینا مقصود ہوتا ہے اور تحریکی ضرورت کے مطابق علمی و فکری اور نظریاتی گوشوں کی پختگی درکار ہوتی ہے تو الحمد للہ تحریک منہاج القرآن نے آغاز کار سے اس طرف توجہ دیتے

Marfat.com

ہوئے منہاج انٹر نیشنل یونیورسٹی کی شکل میں ایک عظیم دینی ادارہ قائم کیا ہوا ہے جس میں زیر تعلیم طلباء الحمدللہ ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی صلاحیتیں رکھتے ہیں۔ پاکستان میں کسی بھی تحریک کے پلیٹ فارم پر ایسے نوجوان نہیں ملیں گے جتنے ان طلباء کی شکل میں تحریک منہاج القرآن کو میسر ہوں گے۔ ہماری معاصر تحریکوں کو اب ہمیں دیکھ کر اس ضرورت کا احساس ہوا ہے ورنہ ان کا سارے کا سارا انحصار سرکاری تعلیمی اداروں کے لا اُبالی نوجوانوں پر ہے، جو نہ جانے کن کن طریقوں سے زیر دام لائے جاتے ہیں۔ اس سے ایک تو ان تعلیمی اداروں میں چپقلش پیدا ہوتی ہے اور اکثر خون خرابے ہوتے رہتے ہیں اور دوسرا یہ کہ ان نوجوانوں کی فکری تربیت کے ساتھ ساتھ عملی اور علمی تربیت کما حقہ نہیں ہو سکتی۔ ہم نے بھی نوجوانوں کی تنظیمیں بنائی ہوئی ہیں۔ طلباء کے لئے مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور عام نوجوانوں کے لئے منہاج القرآن یوتھ لیگ بنائی ہوئی ہے جو بیک وقت تعلیمی اداروں اور عام پڑھے لکھے نوجوانوں پر مشتمل ہے لیکن ہم نے اس پر اکتفاء یا انحصار نہیں کیا بلکہ تحریک کی آئندہ قیادت کی فراہمی ٹھوس علمی و فکری بنیادوں پر منہاج انٹر نیشنل یونیورسٹی جیسی ایک مثالی درسگاہ کے طور پر قائم کیا ہے جہاں صفہ نبوی ﷺ کے طریقہ پر دور دور سے تشنگانِ علم اتے ہیں اور زیورِ تعلیم سے آراستہ ہونے کے ساتھ ساتھ اصحابِ صفہ کی طرح تزکیہ نفس کا اہتمام بھی کرتے ہیں۔ روزانہ سحر گاہی اور مجالس ذکر و نعت کے مسلسل عمل سے گزر کر ان میں وہ تمام خصائص پیدا ہو رہے ہیں جو تحریک منہاج القرآن کے پانچ عناصر کی شکل میں ہمیں مطلوب ہیں۔

اس حکمت عملی کی افادیت کو ایک عام فہم مثال سے اس طرح سمجھا جا سکتا ہے کہ اگر ہم ریت سے سونے کے ذرات تلاش کر رہے ہیں تو جتنی مقدار میں سونے والی ریت ہو گی اس سے اسی تناسب سے سونا حاصل ہو گا لیکن اگر ہم ریت کے چند ڈھیر

Marfat.com

اکٹھے کرلیں اور بار بار اسی سے سونے کی مطلوبہ مقدار حاصل کرنا چاہیں تو یہ محال بھی ہے اور خلاف عقل بھی اس لئے کہ پہلی یا دوسری کوشش میں ہمیں جس قدر ذات مل سکتے تھے مل گئے۔ مزید ذرات اگر ہوں گے بھی تو بہت باریک اور کم مقدار میں ہوں گے اس لئے بہتر یہی ہے کہ اسی ریت پر وقت ضائع کرنے کی بجائے ریت کے نئے ذخیروں پر محنت کی جائے۔

اس کی دوسری مثال یہ ہے کہ ہمیں موتیوں کی تلاش ہے اور ہم سمندر سے مختلف سیپیاں (صدف) جمع کر رہے ہیں تو صاف ظاہر ہے سیپیاں جتنی زیادہ ہوں گی موتیوں کے امکانات اس کثرت سے بڑھ جائیں گے اس لئے کہ ہر صدف میں ہیرا نہیں ہوتا۔

تحریک منہاج القرآن کی تنظیمی حکمتِ عملی کی اس عملی افادیت کو سامنے رکھتے ہوئے حضور ﷺ کی حکمتِ انقلاب پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ آپ نے بھی اسلامی تحریک کو اسی اسلوب پر پھیلایا۔ آپ ﷺ نے دعوت ہر خاص و عام کے سامنے پیش کی اور کسی مرحلے پر رنگ، نسل یا علاقے کو مخصوص نہیں فرمایا، کوئی تعداد مقرر نہیں فرمائی۔ نتیجتاً آفتاب رسالتمآب ﷺ کے گرد اطراف و اکنافِ عالم سے پروانے جمع ہو گئے۔ انہی پروانوں میں سے چند صحابہ کو صفہ چبوترے پر بٹھا دیا اور ان کی خاص تربیت فرمائی جبکہ دعوت کے عمل کو مسلسل آگے بڑھاتے رہے۔ یہ شرط عائد نہیں فرمائی کہ یہ چند افراد جب تک تربیت مکمل نہ کرلیں تب تک دعوتی عمل رکا رہے۔ دعوت بھی جاری تھی اور تربیت بھی۔

۲۔ دعوت کی عمومیت اور اپنائیت

بعض تنظیموں اور جماعتوں میں بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دعوت بھی

Marfat.com

خاص حلقہ یا طبقہ کا استحقاق بن کر رہ جاتی ہے اور یوں یہ عمل دعوت کی قبولیت عامہ میں بذاتِ خود رکاوٹ بن جاتا ہے۔ تنظیم کے اندرونی احوال ایک پر اسرار گورکھ دھندہ بن کر رہ جاتے ہیں اور دعوت میں عوام کے لئے اپنائیت اور کشش باقی نہیں رہتی جیسا کہ ایک معاصر تنظیم جسے اپنی اندرونی نظم و ضبط پر ناز ہے اور ان کے کارکن سرِ عام اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ ہماری اندرونی بات اور رازہائے نہاں کسی کو معلوم نہیں ہوتے۔ چنانچہ ان عوامل نے اس تنظیم کے اندرونی احوال کو عام کے سامنے پر اسرار بنا کر رکھ دیا اور اب لاکھ عوامی اور (Liberal) جتن کرنے سے بھی عوام اس کی دعوت میں کشش اور اپنائیت محسوس نہیں کرتے۔ تحریک منہاج القرآن کو جو عوامیت حاصل ہوئی اس میں اس امر کا بھی کردار ہے کہ اس کی دعوت کسی خاص حلقہ میں محصور ہو کر دب نہیں گئی بلکہ عوام الناس براہِ راست اس کے مخاطب ہیں۔ دوسری طرف بسااوقات تحریکی قیادتیں بھی ایک لگے بندھے حلقہ مشاورت میں محصور ہو کر رہ جاتی ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قیادتوں کے فیصلوں کا انحصار بھی چند مخصوص لوگوں کی منشاء پر ہوتا ہے۔ اس طرح فیصلوں میں عملیت پسندی کا پہلو دب کر رہ جاتا ہے اور یہ خاص افراد قائد اور عوام کے قرب کو پسند بھی نہیں کرتے۔

یہاں یہ بات قابلِ غور ہے کہ اگر داعی تحریک کی طرف سے عمومی دعوت و تربیت کا عمل ختم ہو جائے تو ایسے افراد جو ذہنی مطابقت پیدا ہو جانے کے باعث تحریک میں دلچسپی لینا شروع کرتے ہیں وہ آہستہ آہستہ دور ہو جاتے ہیں اور یوں تحریک کم لوگوں کی شمولیت کی وجہ سے نقصان اٹھاتی ہے۔

۳۔ رفتارِ کار کی برقراری

اگر چند سو افراد کو تربیت کا نمونہ بنانے کے لئے دس پندرہ سال کا عرصہ

Marfat.com

صرف کر دیا جائے تو تحریکی رفتار بر قرار نہیں رہ سکتی۔ عوام کی نزدیک اس نظر نہ آنے والے وقفے میں عوام کی طرف اسے تحریک کے ساتھ کی گئی توقعات دم توڑ جاتی ہیں اور جوشیلے کارکنان تحریک بھی کم حوصلگی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ یہ بات تحریک کی بقاء اور کامیابی میں زبردست رکاوٹ بن جاتی ہے۔ تحریکوں میں ایک دفعہ رفتار کار کھو دینے کے بعد اسے دوبارہ حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اگر تحریک کا عنصر مفقود ہو جائے تو تحریک تحریک نہیں رہتی بلکہ بقاء کی تگ ودو میں مصروف ایک تنظیمی ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔ یہ عمل خاص طور پر ایسی تحریک کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے جو انقلاب کی شکل میں فوری اور فیصلہ کن تبدیلیوں کا حصول بھی چاہئے اور استحکام و اقامت دین کی خاطر دعوتی وتربیتی جدوجہد بھی، اس لئے کسی بھی ضمنی اور جزوی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے تحریک کی رفتار کار کو بالائے طاق نہیں رکھا جا سکتا بلکہ مسلسل اور عمل پیہم تحریک کی کامیابی کی ضمانت ہوتا ہے۔

۴۔ ہمہ جہتی میدانِ عمل

تحریک کی قبولیت عامہ میں یہ عنصر بھی اہم کردار کا حامل ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے آغاز سفر کے تھوڑے ہی عرصے بعد ہمہ جہتی جدوجہد کا بیڑہ اٹھایا ہے۔ مختلف ذوق اور شعبہ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے مختلف عنوانات کی حامل مختلف تنظیموں اور پلیٹ فارموں کی تشکیل کی گئی ہے تاکہ ہر مزاج ذوق اور شعبہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو خدمت دین کے مواقع میسر آتے رہے ہیں۔ اس سے تحریک کے ہمہ جہتی دائرہ کار کے حامل ہونے کا بھی قابل دید نظارہ ملتا ہے۔

اگر ایک خاص عملی جہت پر ہی سارا زور صرف کر دیا جائے تو دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی تحریکی دلچسپی کم ہو جاتی ہے۔ جس سے تحر

Marfat.com

استعداد کار میں کمی آتی ہے۔ مزید یہ کہ تحریکی دعوؤں اور اعلانات پر پورا اترنے کے لئے جس فنی اور ماہرانہ صلاحیتوں کی ضرورت ہوتی ہے وہ بروقت میسر نہیں آتیں اور جب تحریکی دعوے اور اعلانات پورے نہیں کئے جا سکتے تو قوت فیصلہ سازی میں کمی آ جاتی ہے۔ یوں قوت فیصلہ ساز ماہرین نہ ہوئے تو سارے انتظامی امور کو کیسے بدلا اور سنبھالا جا سکے گا؟ اس لئے تحریک میں مختلف شعبہ ہائے زندگی کی شمولیت از حد ضروری ہے۔

تحریک منہاج القرآن کا ایک فکری اور عملی کارنامہ

تنظیمی و تحریکی حکمت عملی سے ہی تحریک منہاج القرآن کا ایک اور عملی کارنامہ ہے جسے ذہن نشین کرنا اور اس کی جزئیات پر غور و فکر کر کے اسے مزید آگے بڑھانا اراکین تحریک پر واجب ہے وہ یہ کہ:

تحریک منہاج القرآن نے اپنے ٹھوس اور مدلل انقلابی افکار پر مبنی تحریک کو مصطفوی انقلاب کا قابل احترام دلچسپ عوامی عنوان دے کر عوام میں مقبول بنا دیا ہے۔ اس سے قبل کئی تنظیموں کے پاس لٹریچر کی فراوانی تھی۔ علمی مباحثوں کے لئے ان کے پاس کافی مواد تھا۔ تحریکی مقاصد کے پیچھے استدلال کی قوت بھی تھی مگر ان تمام چیزوں کے ہوتے ہوئے ان کا نصب العین اور افکار عوام میں عمومی فہم و ادراک پیدا نہ کر سکے مگر تحریک منہاج القرآن نے جذبہ عشق رسالت ﷺ کو عوام کے اندر ایک عملی اور متحرک مہمیز بنا کر رکھا ہے۔ تحریک منہاج القرآن نے اپنے انقلابی فکری نظام پر استوار اپنے مقاصد اور نصب العین کو عوامی رنگ دیا ہے۔ اب یہ انقلابی فکر لائبریریوں کے شیلفوں میں رکھی ہوئی کتابوں کا موضوع ہی نہیں رہا بلکہ عوامی مجالس میں بھی اس موضوع پر اپنے اپنے نقطہ ہائے نظر کا اظہار کیا جاتا ہے۔ اب

Marfat.com

انقلاب ایک عام فہم لفظ بن گیا ہے جس کی ایک جھلک ہمیں صحافت میں بھی ملتی ہے جہاں ہر زبردست اور تیز رفتار عمل کے لئے انقلابی کا لفظ ساتھ لگا دیا جاتا ہے۔

اس باب میں عالم اسلام کی عظیم انقلابی تحریک کے اساسی خدوخال اور عملی طریقہ کار کے حوالے سے چند گوشوں پر روشنی ڈالی گئی ہے جو تمام معاصر علمی فکری اور عملی تحریکوں میں تحریک منہاج القرآن کے امتیاز کو واضح کرنے میں اور اس امر کا ثبوت ہیں کہ یہ عظیم اور وہ فلسفہ انقلاب جو قرآن حکیم کے عظیم انقلابی فکر سے اخذ کیا گیا ہے۔ ایک دن زندہ حقیقت کے طور پر تعبیر پذیر ہو گا۔ انشاءاللہ

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

حواشی

(باب ششم)

۱۔ مزید حوالہ جات۹:۳۳، ۴۸:۲۸

۲۔ ان موانعات کا تدارک کیسے ہوگا۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:
اسلامی فلسفہ زندگی۔۔۔ قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۳۔ ۸:۵۳، ۱۲:۱۱

۴۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ارکان ایمان۔۔۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۵۔ ایضاً

۶۔ بقول اقبالؒ:

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن
آں کتاب زندہ قرآن حکیم
حکمت او لا یزال است وقدیم
فاش گویم آنچہ در دل مضمراست
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است
مثل حق پنہاں وہم پیدا است او
زندہ و پایندہ و گویا است او
چوں بجاں در رفت جاں دیگر شود
جاں چوں دیگر شود جہاں دیگر شود

تعلق بالقرآن کے حوالے سے تفصیل کے لئے:

Marfat.com

i۔ "ارکان ایمان" ii۔ "اجتماعی تحریکی کردار کے چار عناصر"

ازڈاکٹر محمد طاہر القادری

۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: نظام مصطفیٰ ایک انقلاب آفریں اصطلاح

ازڈاکٹر محمد طاہر القادری' دین ملت اور نظام کی بحث

۸۔ ۹:۳۳'۴۸:۲۸'۹:۶۱

۹۔ اور یہ مراحل خمسہ درج ذیل آیت قرآن سے ماخوذ ہیں۔

ولقد اخذ الله ميثاق بني اسرائيل (دعوت) و بعثنا منهم اثنى عشر نقيبا (نظم) وقال الله انى معكم. لئن اقتم الصلوة و اتيتم الزكوة (تربيت) و امنتم برسلي و عزرتموهم واقرضتم الله قرضاً حسنا (تحریک و انقلاب کی جدوجہد) لا كفرن عنكم سياتكم ولا دخلنكم جنت تجرى من تحتها الانهر (انقلاب) فمن كفر بعد ذلك منكم فقد ضل سواء السبيل (انقلابی راہ سے انحراف کا انجام: زوال) (۵:۱۲)

۱۰۔ تصوف کی تفصیل کے حوالے سے ملاحظہ ہوں:

i۔ منہاج الافکار جلد سوم

ii۔ حقیقت تصوف

iii۔ تصوف وسلوک کا عملی دستور ازڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۱۔ بقول اقبالؒ!

آہ ! اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہہ

وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام

Marfat.com

قوم کیا چیز ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟
اس کو کیا سمجھیں یہ ہمارے دو رکعت کے امام
(ضرب کلیم)

۱۲۔ کاد الفقران یکون کفراً (الحدیث)

۱۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں:
i۔ اسلامی فلسفہ زندگی ii۔ معاشی مسئلہ اور اس کا اسلامی حل
(از ڈاکٹر محمد طاہر القادری)

۱۴۔ کھویا گیا جو مطلب ھفتاد و دولت میں
سمجھے گا نہ تو جب تک بے رنگ نہ ہو ادراک (بال جبریل)

۱۵۔ ملاحظہ ہوں:
i۔ حصول مقصد کی جدوجہد اور نتیجہ خیزی
ii۔ پیغمبرانہ جدوجہد اور اسکے نتائج از ڈاکٹر محمد طاہر القادری

۱۶۔ دیگر ۲: ۱۹۳

۱۷۔ تحریک منہاج القرآن کے حوالے سے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں:
i۔ تحریک منہاج القرآن افکار و ہدایات (از ڈاکٹر محمد طاہر القادری)
ii۔ تحریک منہاج القرآن انٹرویوز کی روشنی میں
تحریک کے انقلابی فکر کی تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں:
سیرت رسول ﷺ جلد ۵ حصہ اول
تحریک منہاج القرآن کے مراحل خمسہ: پروفیسر محمد رفیق
تحریک منہاج القران کی فکری اور نظریاتی اساس:
علی اکبر قادری الازہری

Marfat.com

تحریک منہاج القرآن کے دس سال: پروفیسر محمد رفیق

تحریک منہاج القرآن اور آئندہ قیادت: منہاج القرآن پبلی کیشنز

بانی تحریک منہاج القرآن کے حوالے سے تفصیل کیلئے ملاحظہ ہوں:

نابغہ عصر: پروفیسر محمد رفیق

قائد انقلاب کی انقلابی جدوجہد: پروفیسر محمد رفیق

ڈاکٹر محمد طاہر القادری میدان کارزار میں از بیدار سرمدی

شاہ ولی اللہؒ اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے افکار و نظریات

ڈاکٹر محمد اقبالؒ اور ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے تعلیمی نظریات

معلم عصر: نعیم انور نعمانی

ارشادات اکابر فی مقامات طاہر

فرمودات قائد انقلاب: طاہر حمید تنولی

اشاریہ

Marfat.com

فہرست اشاریہ

نمبر	عنوانات	صفحہ
۱	القرآن	۵۰۹
۲	الاحادیث	۵۳۱
۳	اشعار	۵۳۳
۴	اعلام	۵۴۱
۵	اماکن	۵۴۹
۶	مضامین	۵۵۳

Marfat.com

القرآن

Marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
	البقره:		
۱	هدى للمتقين Oالذين............	۲:۲،۳	۳۷۴
۲	كيف تكفرون بالله و كنتم امواتا..........	۲:۲۸	۲۹۵
۳	و قلنا اهبطوا بعضكم لبعض عدو..........	۲:۳۶	۳۳
۴	قلنا اهبطوا منها جميعا فاما يا تينكم......	۲:۳۸	۳۳_۱۴۷ ۱۴۹_۳۴۷
۵	اتامرون الناس بالبر و تنسون..........	۲:۴۴	۲۸۲
۶	ود كثير من اهل الكتب	۲:۱۰۹	۳۰۶
۷	ولن ترضىٰ عنك اليهود..........	۲:۱۲۰	۳۰۶
۸	و اذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت......	۲:۱۲۷	۷۰
۹	ربنا واجعلنا مسلمين لك	۲:۱۲۸	۳۰۹
۱۰	صبغة الله ومن احسن من الله صبغة	۲:۱۳۸	۲۵۹
۱۱	كما ارسلنا فيكم رسولا منكم يتلوا......	۲:۱۵۱	۱۳۰،۱۹۲ ۲۵۷،۲۹۷، ۳۹۸
۱۲	ولنبلونكم بشيء من الخوف..........	۲:۱۵۵،۱۵۶	۲۸۳
۱۳	والذين امنوا اشد حبا لله..........	۲:۱۶۵	۲۷۴
۱۴	ولكن البر من امن بالله واليوم الاخر......	۲:۱۷۷	۱۳۹،۳۷۴
۱۵	الم تر الى الذى خرجوا من ديارهم	۲:۲۴۳	۲۳۳

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
١٦	وقاتلوا فى سبيل الله واعلموا............	٢:٢٤٤، ٢٤٥	٢٣٥
١٧	الذين يظنون انهم ملقوا الله............	٢:٢٤٩	٢٣٦
١٨	فهذ موهم باذن الله وقتل داؤد جالوت	٢:٢٥١	١١٤
١٩	الم تر الى الذى حاج ابراهيم	٢:٢٥٨	٢٤٠،٤٢
٢٠	فانظر الى طعامك وشرابك لم يتسنه	٢:٢٥٩	٢٢٥،٢٢٦، ٢٤١
٢١	و اذ قال ابراهيم رب ارنى............	٢:٢٦٠	٢٣٨
٢٢	مثل الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله	٢:٢٦١	٢٢٧
	آل عمران:		
٢٣	زين للناس حب الشهوات	٣:١٤	٣٢٦
٢٤	ان الذين عند الله الاسلام	٣:١٩	٣٠٧
٢٥	قل ياهل الكتاب تعالوا............	٣:٦٤	٤٧٣
٢٦	لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون	٣:٩٢	٣٧٣
٢٧	و كيف تكفرون و انتم تتلى عليكم ايت الله..........	٣:١٠١ـ١٠٣	٣٠٩
٢٨	يا ايها الذين امنوا اتقوا الله............	٣:١٠٢	٣٠٨
٢٩	ولتكن منكم امة يدعون الى الخير......	٣:١٠٤ـ١٠٥	٣٠١،٣٠٥، ٣١٤
٣٠	كنتم خير امة اخرجت للناس.........	٣:١١٠ـ١١١	٣١٦

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۳۱	ليسوا سواء من اهل الكتاب..........	۱۱۳:۳	۲۶۱
۳۲	يومنون بالله واليوم الاخر ويامرون بالمعروف	۱۱۴:۳	۲۴
۳۳	وجنة عرضها السموات والارض..........	۱۳۳:۳، ۱۳۴	۳۷۵
۳۴	ولا تهنوا ولا تحزنوا..........	۱۳۹:۳	۴۸۱
۳۵	وكاين من نبى قتل معه ربيون كثير.....	۱۴۶:۳	۲۹۰
۳۶	الذين يذكرون الله قياما..........	۱۹۱:۳	۳۲۵
۳۷	يا ايها الذين امنوا اصبروا..........	۲۰۰:۳	۲۸۸
	النساء:		
۳۸	وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله	۶۴:۴	۲۱
۳۹	يشرون الحيوة الدنيا بالاخرة..........	۷۴:۴	۳۶۳
۴۰	فلا تتخذوا منهم اولياء	۸۹:۴	۴۹۰
۴۱	و انزل الله عليك الكتاب والحكمة......	۱۱۳:۴	۲۵۸، ۲۹۷
۴۲	ومن احسن دنيا ممن اسلم وجهه لله......	۱۲۵:۴	۷۶
۴۳	لا خير كثير من نجوهم..........	۱۴۴:۴	۳۳۵
۴۴	و اتينا داؤد زبورا..........	۱۶۳:۴، ۱۶۴	۱۱۳
	المآئدة		
۴۵	اليوم يئس الذين كفروا من دينكم..........	۳:۵	۱۳۶، ۲۰۷، ۳۰۷

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۴۶	و اذ قال موسیٰ لقومه يقوم اذكروا	۵:۲۰_۲۱	۱۰۱
۴۷	لكل جعلنا منكم شرعة و منهاجا	۵:۴۸	۴۲۵
۴۸	ولو ان اهل الكتب امنوا واتقوا	۵:۶۵،۶۶	۱۲۶
۴۹	يا ايها الرسول بلغ ما انزل اليك	۵:۶۷	۱۲۹،۱۹۰
	الانعام:		
۵۰	فلما را الشمس بازغة قال هذا ربی......	۶:۷۸،۷۹	۷۰
۵۱	كلا هدينا و نوحا هدينا من قبل	۶:۸۵	۱۱۸
۵۲	لا تسبوا الذين يدعون	۶:۱۰۸	۴۷۷
۵۳	ان الذين فرقوا دينهم..........	۶:۱۵۹	۴۷۸
۵۴	ان صلاتی و نسکی..........	۶:۱۶۲	۲۷۴
	الاعراف:		
۵۵	لقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال يقوم اعبدو الله..........	۷:۵۹_۶۳	۳۵،۱۵۳
۵۶	فكذبوه فانجينه والذين معه فی الفلك	۷:۶۴	۱۶۸
۵۷	و الی عاد اخاهم هودا قال يقوم اعبد والله	۷:۶۵_۶۸	۵۷،۱۵۵، ۲۴۳
۵۸	قال قد وقع عليكم من ربكم رجس......	۷:۷۱	۱۶۸
۵۹	فانجينه والذين معه برحمة منا..........	۷:۷۲	۵۸،۱۶۹
۶۰	و الی ثمود اخاهم صلحا قال يقوم اعبدوا	۷:۷۳_۷۴	۶۰،۱۵۹
۶۱	قال الملاء الذين استكبروا من قومه	۷:۷۵،۷۶	۶۴

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۶۲	فعقر والناقة وعتوا عن امر ربهم..........	۷:۷۷،۷۹	۱۷۰،۲۴۴
۶۳	و لوطا اذ قال لقومه اتاتون الفاحشة.....	۷:۸۰،۸۲	۷۸،۱۶۱
۶۴	فانجينه واهله الا امراته كانت من الغبرين..........	۷:۸۳،۸۴	۱۷۳
۶۵	و الى مدين اخاهم شعيبا..............	۷:۸۵،۸۸	۹۱،۱۶۱
۶۶	قال الملاء الذين استكبروا من قومه......	۷:۸۸،۹۰	۹۶،۱۷۴
۶۷	فاخذتهم الرجفة فاصبحوا فى دارهم جثمين............	۷:۹۱-۹۳	۹۸،۱۷۵، ۲۴۴
۶۸	ثم بعثنا من بعدهم موسىٰ باٰيتنا..........	۷:۱۰۳-۱۰۵	۱۰۱-۱۷۷
۶۹	قال ان كنت جئت باية فات بها..........	۷:۱۰۶	۱۱۰-۱۰۳
۷۰	قالوا ارجه و اخاه و ارسل فى	۷:۱۱۳-۱۱۹	۱۰۵
۷۱	و قال الملاء من قوم فرعون اتذر موسىٰ	۷:۱۲۷	۱۰۴
۷۲	قال موسىٰ لقومه استعينوا بالله..........	۷:۱۲۸	۱۰۲
۷۳	فانتقمنا منهم فاغرقنهم فى اليم..........	۷:۱۳۶	۱۰۷،۱۷۷
۷۴	و اورثنا القوم الذين كانوا..........	۷:۱۳۷	۱۰۷،۱۷۷
۷۵	الذين يتبعون الرسول..........	۷:۱۵۷	۱۸۶
۷۶	قل يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا..........	۷:۱۵۸	۱۸۷
	الانفال:		
۷۷	و اذ يعدكم الله احدى الطائفتين..........	۸:۷،۸	۱۳۵،۱۹۹

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۷۸	و اذكروا اذ انتم قليل مستضعفون فى الارض	۲۶:۸	۱۳۱، ۳۴۲، ۳۵۲
۷۹	و قاتلوهم حتى لا تكون فتنة..............	۳۹:۸	۳۴۲_۴۹۰
	التوبة:		
۸۰	يريدون ان يطفئوا نور اللہ بافواهم...........	۳۲:۹	۱۳۴، ۱۹۷، ۲۵۳
۸۱	هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ...........	۳۳:۹	۱۲۷، ۱۸۹، ۱۹۶، ۳۷۹
۸۲	يا ايها الذين امنوا ان كثيرا من الاحبار......	۳۴:۹	۱۹۸
۸۳	يا ايها النبى جاهد الكفار...........	۷۳:۹	۶۹۰
۸۴	ان اللہ اشترى المومنين	۱۱۱:۹، ۱۱۲	
	يونس:		
۸۵	لهم البشرىٰ فى الحيوة الدنيا...........	۶۴:۱۰	۲۹۱
۸۶	و اتل عليهم نبا نوح اذ قال لقومه	۷۱:۱۰، ۷۲	۳۷
۸۷	فما امن موسىٰ الاذرية من قومه	۸۳:۱۰	۱۷۹، ۳۶۸
۸۸	فلولا كانت قرية امنت فنفعها	۹۸:۱۰	۱۱۲
	هود:		
۸۹	ولقد ارسلنا نوحا الى قومه انى لكم نذير مبين	۲۵:۱۱، ۲۷	۴۳، ۱۵۴
۹۰	قال يقوم ارء يتم ان كنت على بينة	۲۸:۱۱_۲۹	۴۴

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۹۱	قالوا ینوح قد جاد لتنا	۱۱:۳۲	۴۶
۹۲	قال انما یاتیکم به الله ان شاء	۱۱:۳۳'۳۴	۴۶
۹۳	فسوف تعلمون من یاتیه عذاب	۱۱:۳۹	۱۶۷
۹۴	قیل ینوح اهبط بسلم منا	۱۱:۴۸	۵۲
۹۵	و الی عاد اخاهم هودا قال یقوم اعبدوالله	۱۱:۵۰_۵۲	۵۶'۱۵۶' ۱۶۹
۹۶	ولما جاء امرنا نجینا هودا والذین امنوا معه............	۱۱:۵۸_۶۰	۵۹'۱۶۹
۹۷	و الی ثمود اخاهم صلحا قال یقوم اعبدوالله	۱۱:۶۱	۶۳'۱۵۸
۹۸	و یا قوم هذه ناقة الله لکم	۱۱:۶۴_۶۵	۱۷۰
۹۹	قالوا یصلح قد کنت فینا مرجوا قبل هذا	۱۱:۶۲_۶۸	۶۶'۱۷۱
۱۰۰	ان ابراهیم لحلیم اواه منیبO	۱۱:۷۵	۶۹
۱۰۱	ولما جاء ت رسلنا لوطا سیٔ بهم	۱۱:۷۷_۸۰	۸۲
۱۰۲	فلما جاء امرنا جعلنا عالیها سافلها......	۱۱:۸۲_۸۳	۸۳'۱۷۴
۱۰۳	و الی مدین اخاهم شعیبًا قال یقوم اعبد والله	۱۱:۸۴_۸۶	۹۰'۱۶۳
۱۰۴	قالوا یشعیب اصلوتك تامرك..........	۱۱:۸۷'۸۹	۹۶'۱۷۴
۱۰۵	واستغفروا ربکم ثم توبوا الیه	۱۱:۹۰	۹۰
۱۰۶	قالوا یشعیب ما نفقه کثیرا مما	۱۱:۹۱_۹۳	۹۵

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۱۰۷	فلما جاء امرنا نجينا شعيبا والذين امنوا معه	۱۱:۹۴، ۹۵	۹۹، ۱۷۵
۱۰۸	ولقد ارسلنا موسیٰ بایتینا وسلطن مبین	۱۱:۹۶ـ۹۷	۱۰۰، ۱۷۸
۱۰۹	وكذلك اخذ ربك اذا اخذ القرىٰ..........	۱۱:۱۰۲	۱۷۸
۱۱۰	فاستقم كما امرت ومن تاب معك	۱۱:۱۱۲، ۱۱۳	۱۸۵
۱۱۱	فلولا كان من القرون من قبلكم	۱۱:۱۱۶ـ۱۱۷	۱۸۶
۱۱۲	وكلا نقص عليك من انباء الرسل...........	۱۱:۱۲۰	۱۸۸
	يوسف:		
۱۱۳	ولما بلغ اشده اتينه حكما و علما...........	۱۲:۲۲	۸۶
۱۱۴	قال لا ياتيكما طعام ترزقنه..........	۱۲:۳۷، ۴۰	۸۶
۱۱۵	قال اجعلنی علی خزائن الارض انی حفیظ علیم	۱۲:۵۵، ۵۶	۸۸، ۳۷۰
۱۱۶	انه لا يايئس من روح الله	۱۲:۸۷	۲۹۶
۱۱۷	قل هذه سبیلی ادعوا الى الله	۱۲:۱۰۸	۲۸۹
	الرعد:		
۱۱۸	ان الله لا يغير ما بقوم	۱۳:۱۱	۲۹۵، ۳۳۴
۱۱۹	الا بذكر الله تطمئن القلوب	۱۳:۲۸	۳۲۵
	الحجر:		
۱۲۰	وجاء اهل المدينة يستبشرون..........	۱۵:۶۷، ۷۰	۸۱
۱۲۱	فاخذتهم الصيحة مشرقين	۱۵:۷۳، ۷۷	۸۴

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حوالہ	صفحہ
	النحل:		
۱۲۲	ولہ الدین و اصبا	۱۶:۵۲	۲۱۵
۱۲۳	ان ابراھیم کان امة قانتا للہ	۱۶:۱۲۰،۱۲۳	۷۵
۱۲۴	ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة	۱۶:۱۲۵	۱۲۹،۱۹۰، ۲۱۹،۲۴۵
	الاسراء		
۱۲۵	و قل رب ادخلنی مدخل صدق...........	۱۷:۸۰	۱۳۹،۳۷۱
		۱۷:۸۱	۳۷۲
	مریم:		
۱۲۶	قال رب انی وھن العظم منی	۱۹:۴	۲۲۸
۱۲۷	یا ذکریا انا نبشرک بغلم	۱۹:۷	۲۲۹
۱۲۸	وقد خلقتک من قبل ولم تک شیاء	۱۹:۹	۲۳۰
	طہ:		
۱۲۹	طہ O ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ.........	۲۰:۱،۲	۲۶۲
۱۳۰	اذھبا الی فرعون انہ طغیٰO	۲۰:۲۴	۳۶۹
۱۳۱	قال رب اشرح لی صدری	۲۰:۲۵۔۳۴	۱۸۰
۱۳۲	قال قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ	۲۰:۳۶	۱۸۳
۱۳۳	اذھب انت و اخوک	۲۰:۴۲	۱۸۴

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۱۳۴	اذهبا الی فرعون انه طغیٰ	۲۰:۴۳	۳۶۹
۱۳۵	فاتیه فقولا انا رسولا	۲۰:۴۷	۳۷۰
۱۳۶	قالوا ان هذن لسحرن یریدن	۲۰:۶۳،۶۴	۱۰۶
۱۳۷	ولقد اوحینا الی موسیٰ ان اسر	۲۰:۷۷	۱۰۳
	الانبیاء:		
۱۳۸	قال بل ربکم رب السموات والارض......	۲۱:۵۶ـ۵۸	۷۴،۱۷۲
۱۳۹	قالوا هرقوه وانصروا الهتکم	۲۱:۶۸،۶۹	۷۵
۱۴۰	ونجینه ولوطا الی الارض التی برکنا فیها للعلمینO	۲۱:۷۱	۸۵
۱۴۱	ونصرنه آئمة یهدون بامرنا	۲۱:۷۳	۲۳
۱۴۲	و نصرنه من القوم الذین کذبوا	۲۱:۷۷	۵۰
۱۴۳	و داؤد و سلیمن اذ یحکمن فی الحرث	۲۱:۷۸،۷۹	۱۲۰
۱۴۴	و ذالنون اذ ذهب مغاضا فظن............	۲۱:۸۷،۸۸	۱۰۹
۱۴۵	ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض	۲۱:۱۰۵،۱۰۶	۲۵
	الحجر:		
۱۴۶	ولولا دفع الله الناس	۲۲:۴۰	۳۶۶،۳۸۷ ۳۸۹
۱۴۷	الذین ان مکنهم فی الارض اقاموا الصلوة..........	۲۲:۴۱	۲۶ـ۳۶۶ ۳۹۲

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۱۴۸	ذلك بان الله هو الحق	۲۲:۶۲	۲۱۵
۱۴۹	هو الذى احياكم ثم يميتكم	۲۲:۶۶	۲۳۱، ۲۹۵
۱۵۰	لكل امة جعلنا منسكاهم ناسكوه........	۲۲:۶۷، ۶۸	۲۳۷، ۲۴۵
۱۵۱	و اذا تتلى عليهم ايتنا بينت	۲۲:۷۲	۳۳۵
۱۵۲	هو سمكم المسلمين من قبل و فى هذا	۲۲:۷۸	۳۰۸
	المومنون:		
۱۵۳	ولقد ارسلنا نوحاً الى قومهٖ	۲۳:۲۳، ۲۵	۴۰
۱۵۴	فاوحينا اليه ان اصنع الفلك........	۲۳:۲۷	۵۱
	النور:		
۱۵۵	ومن يتبع خطوات الشيطن فانه يامر	۲۴:۲۱	۳۳۶
۱۵۶	ويعلمون ان الله هوا الحق المبين	۲۴:۲۵	۲۱۵
۱۵۷	رجال لا تلهيهم تجارة........	۲۴:۳۷	۳۲۲
۱۵۸	و اقسموا بالله جهد ايمانهم	۲۴:۵۳	۳۳۵
۱۵۹	وعد الله الذين امنوا منكم و عملوا الصلحت........	۲۴:۵۵-۵۶	۲۶، ۱۳۸، ۳۴۶، ۳۶۴، ۳۸۴
	الفرقان:		
۱۶۰	و كذلك جعلنا لكل نبى عدوا........	۲۵:۳۱	۱۳۴، ۱۴۷، ۲۵۴
۱۶۱	و قوم نوح لما كذبوا الرسل اغرقنهم	۲۵:۳۷	۴۹

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
	الشعراء:		
۱۶۲	كذبت قوم نوح ن المرسلين..........	۱۰۵:۲۶	۴۲:۱۱۱
۱۶۳	قال وما علمی بما كانوا يعملون..........	۱۱۲:۲۶_۱۱۵	۶۵
۱۶۴	قالوا لئن تنته ينوح لتكونن من المرجومينO	۱۱۶:۲۶	۴۵
۱۶۵	قال رب ان قومی كذبون..........	۱۱۷:۲۶، ۱۱۸	۴۷
۱۶۶	فانجينه ومن معه فی الفلك المشحون	۱۱۹:۲۶، ۱۲۰	۵۱
۱۶۷	كذبت عاذ ن المرسلين..........	۱۲۳:۲۶ ۱۳۵	۵۳
۱۶۸	اذ قال لهم اخوهم هود الا تتقون..........	۱۲۴:۲۶ ۱۲۶	۵۵
۱۶۹	فكذبوه فاهلنكهم ان فی ذلك لاية......	۱۳۹:۲۶	۵۸
۱۷۰	اذ قال لهم اخوهم صلحا الا تتقون......	۱۴۲:۲۶ ۱۵۲	۶۲
۱۷۱	فكذبوه فاهلنكهم ان فی ذلك لاية......	۱۳۹:۲۶	۵۸
۱۷۲	اذ قال لهم اخوهم صلحا الا تتقون	۱۴۲:۲۶ ۱۵۲	۶۲
۱۷۳	قالوا انما انت من المسحرين	۱۵۳:۲۶ ۱۵۴	۶۴

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۱۷۴	اذ قال لهم اخوهم لوط الا تتقون..........	۲۶:۱۶۱ ۱۶۸	۷۷، ۱۷۳
۱۷۵	اذ قال لهم شعيب الا تتقون	۲۶:۱۷۷	۱۸۰، ۹۰
۱۷۶	اوفوا الكيل ولا تكونوا من المخسرين	۲۶:۱۸۱ ۱۸۴	۹۳
۱۷۷	قالوا انما انت من المسحرين..........	۲۶:۱۸۵	۱۸۷_۹۳
۱۷۸	فكذبوه فاخذهم عذاب يوم الظلة..........	۲۶:۱۸۹ ۱۹۱	۹۹
	النمل:		
۱۷۹	ولقد اتينا داؤد سليمن علماً	۲۷:۱۵	۱۱۹
۱۸۰	انه من سليمن و انه بسم الله الرحمن الرحيم	۲۷:۳۰، ۳۱	۱۲۰
۱۸۱	قالت ان الملوك اذا دخلوا قرية..........	۲۷:۳۴	۱۲۱
۱۸۲	فلما جاء ت قيل أ هكذا عرشك قالت	۲۷:۴۲	۱۲۲
۱۸۳	قالت رب انى ظلمت نفسى و اسلمت..........	۲۷:۴۴	۱۲۲
۱۸۴	ولقد ارسلنا الى ثمود أخاهم صلحا أن اعبدو الله	۲۷:۴۵، ۴۶	۶۱
۱۸۵	قالوا اطيرنا بك و بمن معك	۲۷:۴۷، ۴۹	۶۵

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۱۸۶	ومکروا مکرا و مکرنا مکرا و هم لا یشعرون	۲۷:۵۰‘۵۳	۶۶
۱۸۷	ولوطا اذ قال لقومه اتأتون الفاحشة.....	۲۷:۵۴‘۵۶	۷۹
	القصص:		
۱۸۸	ولا يصدنك عن ايت الله بعدا اذ	۲۸:۸۷	۲۴۶
	العنكبوت:		
۱۸۹	ولقد ارسلنا نوحا الى قومه	۲۹:۱۴	۵۰
۱۹۰	ولوطا اذ قال لقومه انكم لتاتون	۲۹:۲۸‘۳۰	۸۰
۱۹۱	و الى مدين اخاهم شعيبا	۲۹:۳۶	۸۹
۱۹۲	فكذبوه فاخذتهم الرجفة..........	۲۹:۳۷	۹۹
	الروم:		
۱۹۳	ان وعد الله حق ولا يستخفنك الذين لا يوقنونO	۳۰:۶۰	۳۲۸
	الاحزاب:		
۱۹۴	لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة	۳۳:۲۱	۳۳۹‘۳۹۲
۱۹۵	يا ايها الذين امنوا اذكروا الله ذكرا كثيرا	۳۳:۴۱‘۴۲	۲۵۱
	سبا:		
۱۹۶	يا ايها النبى انا ارسلنك شاهدا و مبشراً و نذيرا..........	۳۳:۴۵‘۴۶	۱۳۰‘۱۹۱ ۲۵۵

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۱۹۷	ولقد اتینا داؤد منافضلا	۱۱،۱۰:۳۴	۱۱۶
۱۹۸	اعملوا ال داؤد شکرا و قلیل من عبادی الشکورO	۱۳:۳۴	۱۴
	فاطر:		
۱۹۹	فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا	۴۳:۳۵	۲۲۳
	الصفت:		
۲۰۰	فلما اسلما و تله للجبين	۱۰۳:۳۷ ۱۰۷	۷۱
۲۰۱	و ترکنا علیه فی الاخرین	۱۰۸:۳۷، ۱۰۹	۷۱
۲۰۲	و ان یونس لمن المرسلین	۱۳۹:۳۷، ۱۴۴	۱۰۸
۲۰۳	و ارسلنه الی مائة الف اویزیدون.........	۱۴۷:۳۷، ۱۴۸	۱۱۲
	ص:		
۲۰۴	و شددنا ملكه و اتينه الحكمة و فصل الخطابO	۲۰:۳۸	۱۱۷
۲۰۵	یداؤد انا جعلنك خليفة فی الارض......	۲۶:۳۸	۱۱۷
۲۰۶	ووهبنا لداؤد مسلمين نعم العبد انه اواب	۳۰:۳۸	۱۱۸
۲۰۷	قال رب اغفرلی و هب لی ملكا	۳۵:۳۸	۱۱۹

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
	الزمر		
۲۰۸	الا لله الدين الخالص	۳:۳۹	۲۱۵
	المؤمن:		
۲۰۹	و یا قوم مال ادعوكم الى النجوة..........	۴۰:۴۱،۴۲	۲۴۴
	حم السجدة:		
۲۱۰	ان الذين قالوا ربنا الله................	۴۱:۳۰۔۳۲	۲۷۶
۲۱۱	ومن احسن قولا ممن دعا الى الله..........	۴۱:۳۳۔ ۳۵	۲۷۸
	الشوریٰ		
۲۱۲	شرع لكم من الدين ما وصى به............	۴۲:۱۳	۷۲
۲۱۳	فلذلك فادع واستقم كما	۴۲:۱۵	۲۴۶
	الزخرف		
۲۱۴	ولما جاء عیسیٰ بالبينت قال قد جئتكم	۴۳:۶۳، ۶۴	۱۲۳
۲۱۵	فاختلف الاحزاب من بينهم	۴۳:۶۵	۱۲۳
	الدخان:		
۲۱۶		۴۴:۵۵،۵۶	
	محمد:		
۲۱۷	فلا تهنوا و تدعوا الى السلم.........	۴۷:۳۵	۲۴۶

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
	الفتح:		
۲۱۸	هو الذی ارسل رسوله بالهدی..........	۲۸:۴۸	۱۳۰_۱۲۷
		۲۹	۳۴۲
	الذاریت:		
۲۱۹	و قوم نوح من قبل	۴۶:۵۱	۵۰
۲۲۰	ولقد اتینا ابراهیم اشده من قبل	۵۲:۵۱	۱۵۱
	النجم:		
۲۲۱	ان الظن لا یغنی من الحق شیاءO	۲۸:۵۳	۲۴۵
	الحدید:		
۲۲۲	ولقد ارسلنا رسلنا بالبینت	۲۵:۵۷	۱۳۷، ۲۱۵
			۳۶۱، ۳۸۳
۲۲۳	ثم قفینا علی آثار هم برسلنا..........	۲۷:۵۷	۱۲۴
	المجادلة		
۲۲۴	وانهم لیقولون منکرا..........	۲:۵۸	۳۳۶
	الحشر:		
۲۲۵	وما اتاکم الرسول فخذوه..........	۷:۵۹	۲۸۱
۲۲۶	ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون	۹:۵۹	۲۰۶
	الممتحنة:		

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۲۲۷	قد كانت لكم اسوة حسنة فى ابراهيم والذين معه	۴:۶۰	۷۷
	الصف:		
۲۲۸	و اذ قال عيسىٰ بن مريم يبنى اسرائيل انى رسول الله..........	۷،۶:۶۱	۱۲۵
۲۲۹	يا ايها الذين امنو اهل ادلكم على تجارة.....	۱۰_۸:۶۱	۴۲۵_۲۰۱
۲۳۰	هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ..........	۱۰_۹:۶۱	۴۳۲
۲۳۱	يريدون ليطفوا نور الله بافواههم..........	۱۱_۸:۶۱	۲۰۱،۱۳۵
	التحريم:		
۲۳۲	قوا انفسكم و اهليكم نارا..........	۶:۶۶	۲۸۵
	القلم:		
۲۳۳	فاصبر بحكم ربك ولا تكن كصاحب الحوت..........	۵۰_۴۸:۶۸	۱۱۰
	نوح:		
۲۳۴	انا ارسلنا نوحاً الىٰ قومه ان انذر	۳،۱:۷۱	۳۸
۲۳۵	قال رب انى دعوت قومى ليلا و نهاراO	۵:۷۱	۲۴۳
۲۳۶	قال رب انى دعوت قومى ليلا و نهارا.....	۹_۵:۷۱	۴۷
۲۳۷	ثم ان ذعوتهم جهارا	۱۴_۸:۷۱	۳۹

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۲۳۸	قال نوح رب انهم عصوني وابتعوا......	۲۷،۲۱:۷۱	۱۶۵،۳۸
۲۳۹	جاء الحق زهق الباطل	۸۱:۷۱	۱۳۴
	الجن:		
۲۴۰	انا سمعنا قرآن عجبا..................	۲،۱:۷۲	۲۱۴
	المزمل:		
۲۴۱	يا ايها المدثر O	۳،۱:۷۳	۱۲۸
۲۴۲	قم اليل الاقليلا..................	۴،۲:۷۳	۲۶۰،۲۵۹
۲۴۳	انا سنلقى عليك قولا ثقيلاO	۵:۷۳	۲۶۲
۲۴۴	ان ناشئة اليل هى اشد وطا واقوم قيلاO	۶:۷۳	۲۶۳
۲۴۵	ان لك فى النهار سبحا طويلاO	۷:۷۳	۲۶۵
۲۴۶	و اذكر اسم ربك	۸:۷۳	۲۶۶،۲۶۵
۲۴۷	رب المشرق والمغرب..................	۹:۷۳	۲۶۷
۲۴۸	وامبر على ما يقولون..................	۱۰:۷۳	۲۶۸،۲۶۷
۲۴۹	و ذرنى والمكذبين	۱۲،۱۱:۷۳	۲۶۹
	المدثر:		
۲۵۰	يايها المدثر..................	۳،۱:۷۴	۱۹۱
۲۵۱	**الدهر:**		
۲۵۲	هل اتى على الانسان حين من الدهر......	۱:۷۶	۲۶۴
	الغاشية:		

Marfat.com

نمبر شمار	أطراف الآيات	حواله	صفحه
۲۵۳	فذکر انما انت مذکرO	۲۱:۸۸	۱۲۹'۱۹۱
	الفجر:		
۲۵۴	یایتها النفس المطمئنة............	۲۷:۸۹' ۳۰	۲۶۷'۳۲۱
	اليل:		
۲۵۵	وسیجنها الاتقیٰ................	۱۷:۹۲'۱۸	۳۷۵
	البينة :		
۲۵۶	لیعبد واللہ مخلصین له الدین	۵:۹۸	۴۶۲
	العصر:		
۲۵۷	والعصر Oان الانسان	۱۰۳	۲۷۴'۲۸۴
۲۵۸	وتواصو بالحق وتواصو بالصبرO	۱۰۳	۲۷۴'۲۸۴
	القریش:		
۲۵۹	لایلف قریشO	۱:۱۰۶_۴	۱۳۳
	الماعون:		
۲۶۰	اریت الذی یکذب بالدین............	۱۰۷	۱۴۰'۳۷۶
	النصر:		
۲۶۱	اذا جاء نصراللہ والفتح	۱۱۰	۲۱۵

Marfat.com

الاحادیث

Marfat.com

نمبر شمار	اطراف الاحادیث والآثار	صفحہ
۱	انما بعثت رحمة ولم ابعث لعاناً	۲۸۷
۲	ذکر رسول الله ﷺ فتنة فقربها قالت قلت یا رسول الله من خير الناس	۳۳۴
۳	من رای منکم منکراً....................	۳۳۵
۴	انتم تتمون سبعین امة انتم خیرها............	۳۳۵
۵	والذی نفسی بیده لتامرون..............	۳۳۵
۶	فليبلغ الشاهد الغائب	۴۲۰
۷	لا یقوم بدین الله الا من	۴۳۴،۴۷۱
۸	من ركب نجیٰ ومن تخلف عنها هلك	۴۷۵
۹	اصحابی کالنجوم فبایهم اقتدیم اهتدیتم...........	۹۷۵
۱۰	ایما امری قال لاخیه کافر	۴۷۶
۱۱	کا د الفقران یکون کفرا	۴۸۸

Marfat.com

اشعار

Marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	شعر	شاعر	صفحہ
۱	حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاداری آنچہ خوباں ہم دارند تو تنہا داری		31
۲	ہو حلقہِ یاراں تو بریشم کی طرح نرم رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن	اقبال	184
۳	حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو لہو خورشید کا ٹپکے گا اگر ذرے کا دل چیریں	اقبال	223
۴	تقدیر کے قاضی کا فتویٰ ہے ازل سے ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات	اقبال	234
۵	کئی جاگن کئی جاگ نہ جانن تے کئی جاگدیاں وی ستے ہو کنہاں نوں رب ستیاں ملیا تے کئی جاگدے وی مٹھے ہو۔	باھو	260
۶	یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن		261

Marfat.com

نمبر شمار	شعر	شاعر	صفحہ
۷	تری نماز بے سرور ترا امام بے حضور! ایسی نماز سے گزر ایسے امام سے گزر!	اقبال	263 381
۸	اسی سے ٹوٹ سکتا تھا یہ طلسم رنگ و بو یہی توحید تھی جسے نہ تو سمجھا نہ میں سمجھا	اقبال	264
۹	ذکر و ذاکر محو گردد بالتمام جملگی مذکور ماند والسلام	اقبال	265
۱۰	بیروں کشید زیچاک ہست بود مرا چہ عقدہ ھا کہ مقام رضا کشود مرا		267
۱۱	جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمین سے آنے لگی صدا ترا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں	اقبال	273 384
۱۲	چمن والو چمن میں یوں گزارا چاہئے باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی	اقبال	276

Marfat.com

نمبر شمار	شعر	شاعر	صفحہ
۱۳	باطل دوئی پسند اور حق لا شریک ہے شرکت میان حق و باطل نہ کر قبول	اقبال	276
۱۴	توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے	اقبال	281
۱۵	دوستاں راکجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری	سعدی	287
۱۶	قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کردے	اقبال	295
۱۷	مقام بندگی دیگر مقام عاشقی دیگر زنوری سجدہ می خواہی زخاکی بیش ازاں خواہی	اقبال	296
۱۸	ھو یافنا فی الشیخ ایہہ طالب مرشد وچ سمایا لا الہ دی پھر بھاری الا اللہ گھر آیا	میاں محمد بخش	297

نمبر شمار	شعر	شاعر	صفحہ
۱۹	نہ در اندیشہ من کارزار کفر و ایمانے نہ در جان غم اندوزم ہوائے باغ رضوانے اگر کاوی در و نم و خیالِ خویش رایابی پریشاں جلوہ چوں ماہتا بے اندر بیابانے	اقبال	297
۲۰	اندر ہوتے باہر ہو ایدم ہودے نال جلیندا ہو ھووا داغ محبت والا ہر دم پیا سڑیندا ہو جتھے ہو کرے رشنائی چھوڑ اندھیرا دیندا ہو میں قرباں تنہاں توں باہو جہڑا ہونوں صحی کر بندا ہو	باھو	298
۲۱	جان دی دی ہوئی اسی کی تھی حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا	غالب	318
۲۲	شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی	اقبال	325
۲۳	عزم مارا بہ یقیں پختہ ترک ساز کہ ما اندریں معرکہ بے خیل و سیاہ آمدہ ایم	اقبال	325

Marfat.com

صفحہ	شاعر	شعر	نمبر شمار
346-364	//	باطل کے اقتدار میں تقویٰ کی آرزو ہے کیا حسیں فریب جو کھائے ہوئے ہیں ہم	۲۴
378	اقبال	ملا کو جو ہند میں ہے سجدے کی اجازت ناداں یہ سمجھتا ہے اسلام ہے آزاد	۲۵
382	//	عصا نہ ہو تو کلیمی ہے کار بے بنیاد	۲۶
383	اقبال	مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے یعنی وہ صاحب اوصاف حجازی نہ رہے	۲۷
420	اقبال	مکسل از ختم الرسل ایام خویش تکیہ کم کن بر فن و برگام خویش	۲۸
445	اقبال	نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زار سے وہی آب و گل ایراں وہی تبریز ہے ساقی	۲۹

Marfat.com

نمبر شمار	شعر	شاعر	صفحہ
۳۰	بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی	اقبال	462
۳۱	شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے یہ چمن معمور ہوگا نغمہ توحید سے	اقبال	503
۳۲	گر تومی خواہی مسلماں زیستن نیست ممکن جز بقرآں زیستن	اقبال	505
۳۳	آہ !اس راز سے واقف ہے نہ ملا نہ فقیہہ وحدت افکار کی بے وحدت کردار ہے خام	اقبال	506
۳۴	قوم کیا چیز ہے؟ قوموں کی امامت کیا ہے؟ اس کو کیا سمجھیں یہ ہمارے دو رکعت کے امام	//	507
۳۵	کھویا گیا ہے جو مطلب ہفتاد و دولت میں سمجھے گا نہ تو جب تک بے رنگ نہ ہو ادراک	اقبال	507

Marfat.com

اعلام

Marfat.com

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۱	آدم	تا169,70،34تا30
		243,172,157
۲	ابراہیم	150, 87 تا69,31
		305,249تا213,153
۳	ابوسفیان	415
۴	ابن تیمیہ	473
۵	ابوجہل	206,200
۶	احمد	125
۷	ادریس	149-32
۸	اسحاق	150,32
۹	اسرائیل	150
۱۰	اسمٰعیل	150-71
۱۱	اقبال	184
۱۲	الیاس	32
۱۳	الیسع	32
۱۴	امام حسین	193
۱۵	انجیل	150,127تا124
۱۶	ایوب	118,32
۱۷	بدھ مت	195
۱۸	بنی اسرائیل	125,107,101

Marfat.com

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۱۹	بنی ثقیف	397
۲۰	بنو خزاعہ	415
۲۱	بنی غفار	397
۲۲	بنی ہاشم	197
۲۳	توارت	127
۲۴	ثمود	159,158,99, 68 تا 60 176, 172
۲۵	ثناء اللہ قاضی	274
۲۶	جالوت	115
۲۷	حارث غسانی	417
۲۸	حضور اکرم ﷺ	کثیر الاستعمال
۲۹	حوا	34
۳۰	خالد بن ولید	386
۳۱	خسرو	417
۳۲	خواجہ اجمیر	270
۳۳	داتا گنج بخشؒ	484
۳۴	داؤد	116 تا 113, 31, 25
۳۵	ذوالکفل	32
۳۶	رابعہ بصری	274,273

Marfat.com

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۳۷	روسائے یمامہ	417
۳۸	زبور	116تا113,25
۳۹	ذکریا	229,228,32
۴۰	زلیخا	327
۴۱	سلیمان	122تا117-31
۴۲	سواع	166,48
۴۳	شاہ حبشہ	417
۴۴	شاہ ولی اللہؒ	477
۴۵	شعیبؑ	99,89,30
		244‘184‘180‘175تا163
۴۶	طارق بن زیاد	386
۴۷	عاد	169,160 ,156,155,61,57,
۴۸	عذیرؑ	241,32
۴۹	عزیز مصر	417,88
۵۰	عمرو بن عثمان	320
۵۱	عہد نامہ عتیق	150
۵۲	عیسیٰ	265,72,31,30
۵۳	عیسائیت	195
۵۴	فاروق اعظم	301

Marfat.com

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۵۵	فرعون	244‘180تا178‘108تا100
۵۶	قرآن مجید	کثیر الاستعمال
۵۷	قیصر روم	417
۵۸	لات	252
۵۹	لوط	173‘161‘95تا69,30
۶۰	محمد رسول اللہ ﷺ	کثیر الاستعمال
۶۱	مریم	228
۶۲	ملکہ سبا	122تا120
۶۳	موسیٰ	107تا100,72,31
		190تا176,150,118
		270,244,236,213
		368تا366
۶۴	نجاشی	417
۶۵	نمرود	240,73,72
۶۶	نوح	72,53تا35,30
		154,149,95
		243,167,165
۶۷	ود	166
۶۸	ہارون	367,118,31
۶۹	ھبل	252

نمبر شمار	اعلام	صفحہ نمبر
۷۰	ھود	30,95، 53تا59، 150,155,156,163، 168,174,243,244
۷۱	یزید	193
۷۲	یحییٰ	32,123تا126,229
۷۳	یعقوب	87,150
۷۴	یعوق	48,166
۷۵	یغوث	48,166
۷۶	یوسفؑ	31,85تا89,118 327,328,329,368
۷۷	یونسؑ	31,108تا113

Marfat.com

اماکن و بلاد

Marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	اماکن وبلاد	صفحہ نمبر
۱	آذربائیجان	418
۲	آرمینیا	418
۳	احد	416
۴	اردن	418
۵	افریقہ	418
۶	ایران	418
۷	بدر	416
۸	بصریٰ	418
۹	بعلبک	418
۱۰	حمص	418
۱۱	حنین	416
۱۲	دمشق	418
۱۳	روم	418
۱۴	شام	417,177,107
۱۵	طائف	197
۱۶	طرابلس	418
۱۷	عراق	418
۱۸	فارس	418
۱۹	فلسطین	418,417

Marfat.com

نمبر شمار	اماکن وبلاد	صفحہ نمبر
۲۰	قادسیہ	418
۲۱	قبرص	418
۲۲	کابل	418
۲۳	کعبۃ اللہ	70
۲۴	کوفہ	418
۲۵	لاہور	418
۲۶	مدائن	418
۲۷	مدائن	418
۲۸	مدین	184,176,163,161,99,91,60,89
۲۹	مدینہ	197
۳۰	مصر	418,366,179,177,107
۳۱	مکہ	198,197
۳۲	موصل	418
۳۳	نہاوند	418
۳۴	یرموک	418
۳۵	یمن	417

Marfat.com

مضامین

Marfat.com

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	اظہار علی الدین کلہ	129
۲	اقامت دین	72
۳	انقلاب کے ادوار	343
۴	پیراڈائم	32
۵	تفرقہ امت	310
	تکمیل دین	208,196
۶	تکمیل حقہ	195
۷	جدوجہد انقلاب کے تقاضے	182
۸	جدوجہد کی مزاحمت	197
۹	جہادو انقلاب	177
۱۰	ختم نبوت کا مفہوم	193
۱۱	داعی کا نصاب	270,256
۱۲	دعوت و تبلیغ	177
	دین کا تصور	207
۱۳	دین حق	196
۱۴	سماجی امتیاز	23
۱۵	سیاسی حربے	28
۱۶	سیاسی مزاج	55
۱۷	سیر الی اللہ	249

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱۸	سیر من اللہ	249
۱۹	عدل اجتماعی	23
۲۰	علم الاسماء	32
۲۱	غایت نزول قرآن	194
	فحشاء و منکر	25
۲۲	فرائض نبوت	192
۲۳	فعل الخیرات	24
۲۴	فلاح و بہبود انسانی	23
۲۵	قومی زندگی کے شعبے	347
۲۶	قیام جماعت کے تقاضے	308
۲۷	کائناتی اصول وحدت	222
۲۸	مستقر و متاع	34,33
۲۹	معاشرتی کشمکش	33
۳۰	معاشرتی مقاطعہ	391
۳۱	معروف	333
۳۲	معمولہ بہ دین	359
۳۳	معیاری دین	359
۳۴	مقصد بعثت محمدیؐ	189
۳۵	.... کی جدو جہد	202

Marfat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۳۶	منکر	333
۳۷	موثر دعوت کے تقاضے	238
۳۸	نبوی نظام فکر	23
۳۹	نبوی فرائض خمسہ	25
۴۰	نتیجہ خیزی	209
۴۱	نظام دعوت	235
۴۲	نظام صلوۃ	25
۴۳	نظام زکوۃ	25
۴۴	نیکی کا تصور	371
۴۵	نیو ورلڈ آرڈر	419
۴۶	وحدت نامی	29
۴۷	ھدیٰ	196

Marfat.com

فہرست ضمیمہ جات

نمبر	عنوانات	صفحہ
۱	تحریر قائد انقلاب محررہ ۱۹۷۳ء	۵۶۱
۲	منتخبات القرآن (قائد انقلاب کا قلمی مسودہ)	۵۷۷
۳	قرآنی فلسفہ انقلاب (قائد انقلاب کا قلمی مسودہ)	۶۴۱

Marfat.com

Marfat.com

ضمیمہ نمبرا

تحریر قائد انقلاب محررہ ۱۹۷۳ء

Marfat.com

Marfat.com

1 MONDAY JANUARY

اکتوبر 1971ء میں ذہن کو انقلابی فکر
سے شناسائی ہوئی ۔

73-1971ء میں بمقام شعبہ علوم اسلامیہ
پنجاب یونیورسٹی لاہور

2 TUESDAY

استاذی المکرم ڈاکٹر برہان احمد
فاروقی
ایم اے پی ایچ ڈی (علیگ)
کے خیالات سے مستفید ہوا ۔

~~آپ کی ...~~ ۔ اسی دوران
سٹالن
کارل مارکس ، لینن ، ماؤزے تنگ

3 WEDNESDAY

اور بعض دیگر غیر مسلم
انقلابی رہنماؤں کی
تصانیف کے مطالعہ کا بھی موقع ملا

امام غزالیؒ اور شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے انقلابی
نظریات سے استفادہ کیا ۔

4 THURSDAY JANUARY

سید جمال

دور جدید میں سے جمال الدین افغانی

علامہ رشید رضا

مفتی محمد عبدہ، حسن البنا کے انقلابی

محمد اقبال شیخ عبید اللہ سندھی

رجحانات سے آگاہی حاصل کی

تحریک انقلابی نقطہ نظر سے قرآن و سنت

اور سیرت کا مطالعہ کیا اور یہ

5 FRIDAY

بالآخر حالات اسلامیہ کا

تجزیہ و عظمت بحال کرانے کیلئے

"عالمی انقلاب" کو اپنا

مطمح نظر اور تجدید رکھیت بنا لیا

6 SATURDAY **7** SUNDAY

زندگی کو وقف انقلاب کرنے کا حلف قطب باطن

سیدی و مرشدی طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی

کے دست اقدس پر بصورت بیعت اٹھایا

Marfat.com

8 MONDAY JANUARY

[redacted] یہ بیعت القلب

روز بدھ بتاریخ 26 جولائی 1972ء

مطابق 14 جمادی الثانی 1392ھ

بوقت 12.30 دوپہر بمقام دربار غوثیہ

9 TUESDAY

شارع الکیلانی کوٹلہ منعقد ہوئی ۔

حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی مدظلہ

نے بیعت سے پہلے "القلب" کیلئے ہیں

تین ہدایات فرمائیں ۔ اور بیعت

اور سرمایہ طمانیت ثابت ہونے

10 WEDNESDAY

کے بعد عزم و استقلال

ہمت و جرأت اور کامیابی و کامرانی کی

دعا فرمائی ۔ اسکے فوراً بعد میں

Marfat.com

11 THURSDAY — JANUARY

اسلامی انقلاب ۱

- ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی تربیت نے انقلابی فکر کے ذریعے شعور مقصدیت عطا کیا۔
- چائینز کمیونسٹ پارٹی کے چیئرمین ماؤزے تنگ کی تصانیف نے انقلابی ولولہ اور جوش پیدا کیا
- جمال الدین افغانی کے افکار نے میری وفاداریوں کو وسعت بخشی اور میں نے [illegible]

12 FRIDAY

- علامہ اقبال سے ملت اسلامیہ سے والہانہ عشق اور جذبہ جنوں کا سبق دیا۔

اساسی اسلام

- تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نے انقلابی جدوجہد کے نتیجے خدوخال متعین کیے

روحانی مبشرات [illegible]

13 SATURDAY 14 SUNDAY

- اور قرآن مجید نے غلبہ حق کی حتمی قطعی اور یقینی ضمانت مہیا کی

مسئلہ کو بحیثیت مسلم ملی سطح پر سوچنے کا عزم کیا۔

Marfat.com

15 MONDAY — JANUARY

میں نے اپنے ملک میں معاشرتی بے انصافی
اور معاشی استحصال کا نقشہ دیکھا
میں نے ہر فرد میں کارفرما خود غرضانہ
ذہنیت اور مفاد پرستانہ رجحانات
کے اسباب و علل کا کھوج لگانا

16 TUESDAY

چاہا
میں نے بارہا اس سوال پر اپنی توجہ
مرکوز کی کہ انسان ذاتی مفاد کے تنگ
حصار سے باہر کیوں نہیں نکلتا۔ تعلیم یافتہ
طبقہ بھی محدود وفاداریوں کے بندھنوں میں

17 WEDNESDAY

جکڑا ہوا ہے
ہماری درسگاہوں کی فضا اس قابل کیوں
نہیں کہ وہ طلبہ کی فکر کو بلند پرواز
دے سکے۔ ہمارے نوجوان ذہنی و
علمی تحقیق و انفرادیت کی اہمیت سے

Marfat.com

18 THURSDAY JANUARY

کیوں ناواقف ہیں انھیں اپنی تہذیب و
ثقافت کو بین الاقوامی سطح پر فروغ
دینے کی تڑپ کیوں نہیں ہے۔
ہمارے معاشرے کے تمام افراد انفرادی

19 FRIDAY

اجتماعی سطح پر بے مقصدی اور
عیش کوشی کا شکار کیوں ہیں۔ زیور
تعلیم سے آراستہ ارباب ذہنی و فکری
التباس و انتشار میں کیوں مبتلا ہیں
وہ اپنے اندر باطل نظاموں سے ٹکر

20 SATURDAY 21 SUNDAY

لینے کی جرات کیوں نہیں رکھتے
وہ غالب مغربی اقوام کی اسلام دشمنی
کے منظم منصوبوں اور عالم اسلام کو ذلیل
و رسوا کرنے کے پروگراموں سے بے خبر
کیوں ہیں۔

Marfat.com

22 MONDAY JANUARY

ملت اسلامیہ کے زوال و انحطاط کو از سر نو

عروج و ترقی میں کیونکر بدلا جا سکتا ہے

میں ایک نتیجہ پر پہنچا کہ جس معاشرے میں

اسلامی اقدار اور اخلاق کی فضائل کا شیرازہ

23 TUESDAY

منتشر ہو چکا ہو وہاں پر

فرد اپنے مقاصد و مفادات محض خود غرضی

کے ذریعے پورا کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے

لہذا جب سارا نظام معاشرت و معیشت

یکسر بدل کر ایک نوعیت کا نہ ہو جائے

24 WEDNESDAY

کہ ترک خود غرضی سے ہر فرد کے

مفادات از خود پورے ہونے لگیں

اور حقوق از خود تمام و کمال ادا ہونے

لگیں اسوقت تک کوئی بھی ذاتی مفاد کے

Marfat.com

25 THURSDAY JANUARY

بنک حصار سے باہر نہیں نکلے گا ۔
ہر شخص مطالبہ کے ذریعے اپنے حقوق
پورے کرائیگا اور اس کا رویہ خود غرضانہ
ذاتی مفادات کا تحفظ کرے گا ۔

26 FRIDAY

نتیجتاً لوگوں کی ہمدردی و بہی خواہی
نہ ہوگی ۔ کوئی شخص ایثار و قربانی
اور نفع بخشی و فیض رسانی انسانی
کردار کے شعار نہ ہوگا ۔ معاشرے میں

27 SATURDAY 28 SUNDAY

اخوت و محبت
کا فقدان ہوگا
زیادہ عیار اور چالاک لوگ
زیادہ دولت سمیٹ کر سرمایہ دار
بنتے جائینگے اور سادہ و غریب لوگ

Marfat.com

29 MONDAY JANUARY

بنیادی ضروریات سے محروم ہو کر افراد
کے دست نگر بن جائیں گے۔ اس طرح
معاشرہ اضمحلال و اضطراب کا شکار
ہو جائیگا۔ افراد عیش و عشرت کے

30 TUESDAY

باعث اخلاق و مذہب
سے دور ہو جائیں گے اور غرباء
معاشی پریشانیوں کے باعث مذہب
سے متنفر ہو جائیں گے اور لوگوں کا معاشرہ
لادینیت کا مرکز بن جائے گا

31 WEDNESDAY

یہ منطقی عمل ہمارے معاشرہ میں
25 برس سے ہو رہا ہے اور کوئی قیادت
بھی اصل مرض کی تشخیص کر کے صحیح علاج
نہ کر سکی۔ اگر اجتماعی زندگی کے تمام

Marfat.com

1 THURSDAY FEBRUARY

اداروں میں محرک عمل "مطالبہ حقوق"
کی بجائے "ادائے حقوق" و "ادائیگی فرض"
قرار پا جائے تو ہر قوت یا فرد کے دل و [illegible]
اس اصول کو عملاً رائج کیا جائے تو

2 FRIDAY

معاشرتی کشیدگی کا بنیادی سبب [illegible]
نہ رہے
لیکن یہ کام "انقلاب" سے ہو
[redacted] انقلاب کوئی کھیل نہیں

3 SATURDAY 4 SUNDAY [redacted]

اس میں جان کی بازی اور تن من دھن
کو داؤ پر لگانا پڑتا ہے۔ یہ عظیم مقصد
خون دیئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

20/3/73

5 MONDAY — **FEBRUARY**

میں چاہتا ہوں کہ سرزمین پاک اور دنیائے اسلام
کیلئے عالمی انقلاب کا مرکز بنے یہاں زندگی
کے ہر شعبے میں انقلاب برپا ہو جائے
فکر و عمل کے پیمانے بدل جائیں۔ یہاں امن اور
سلامتی اور خوشحالی کا دور دورہ ہو

6 TUESDAY

یقینی و ابہام ہستی کا نام و نشان باقی نہ
رہے۔ محبت و شفقت ہر فرد کا زیور ہو
دیانت و خلوص ہر بشر کی پالیسی ہو
پھر پوری دنیائے اسلام متحد ہو کر "اسلامک
بلاک" یا "اسلامک کامن ویلتھ"

7 WEDNESDAY

کا قیام عمل میں لائے
اور دین حق پھر ماضی کی طرح شان و شوکت
کے ساتھ عالم انسانیت کا رہنما و رہبر
بن جائے۔

Marfat.com

8 THURSDAY FEBRUARY

میں غریب مظلوم بیکس اور افلاس زدہ انسانیت
کی فلاح و نجات اور عروج و ترقی صرف اور صرف
"اسلام" کے ذریعے ممکن سمجھتا ہوں
اور اسلام کا احیاء ایک زبردست جہد ہے

9 FRIDAY

ہمیں "انقلاب" کے بغیر ممکن نہیں۔
انقلاب پر میرا ایمان ہے اور
"عظیم عالمی انقلاب" میری زندگی کا
واحد مقصد ہے

10 SATURDAY 11 SUNDAY

میں خود کو وقف انقلاب کر کے ملت اسلامیہ
کے احیاء کی خاطر اسلام دشمن طاقتوں کے
خلاف دیوانہ وار جنگ کروں گا۔ انشاءاللہ
مجھے دنیا کی کوئی طاقت اپنے عظیم مقصد

Marfat.com

12 MONDAY FEBRUARY

کیسے دیوبند سے باہر نکل سکتی تھی اور
مذہبی حالات کا زیر و بم مجھے اپنے مشن
سے منحرف کر سکتا ہے۔ میں نے ایک
مرتبہ خدا کا مقدس صحیفہ "قرآن مجید"

13 TUESDAY

اٹھا کر اور دوسری مرتبہ اپنے
آقائے لولاک والی رحمت کے پاؤں میں
کہ تو دیا۔ خدا کے حضور سر رکھ کر اپنے
خدا کے فضل و احسان سے یقیناً "انقلاب"
آئے گا

14 WEDNESDAY

ایک ایسا زبردست عالمی انقلاب
جس سے مسلم قوم کی تقدیر بدل جائے
گی۔ یہ انقلاب آ کر رہے گا
اور دنیا اس حقیقت کا اعتراف کرے گی

Marfat.com

15 THURSDAY FEBRUARY

دل میں یہ عزائم ہیں کہ ہمارا آشیانہ اور
ہمارا تمسخر و تضحیک کرنے والوں کی سعادت ہو
گی ہے مگر انشاء اللہ جلد ہی ان کے دیار
بہار فانی ہی ہے - دنیا والوں کی ٹھٹھول

16 FRIDAY

مذاق ہنسی باعث استہزاء ہیں
نزول اس دربار کا ہو گیا - وہ وقت
دور نہیں جب "وانتم الاعلون"
"الا ان حزب اللہ ہم الغلبون" کی

17 SATURDAY 18 SUNDAY

عملی تفسیر دنیا کے سامنے آ جائے
گی - انشاء اللہ الرحمن مرے اندر ایک جذبہ
ہے کہ اے عزائم میں مزید پختگی پیدا کرے اور
ہمیں اپنی مدد و نصرت سے نوازے آمین

Marfat.com

ضمیمہ نمبر ۲
منتخبات القرآن (قائد انقلاب کا قلمی مسودہ)

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نمبر شمار	نام سورة	آیات	(1)	پارہ	موضوعات
1	الفاتحہ	تمام		1	صفات ربوبیت
2	البقرة	18 — 1		1	صفات متقین
3	لفساد وجدلیاتی	38 — 30		"	سبب شرف انسانیت
4	"	46 — 40		"	خطاب بنی اسرائیل
5	"	86 — 83		"	میثاق بنی اسرائیل
6	"	157 — 152		2	بیان صبر و استقامت
7	"	179 — 172 (188 تک)		"	(1) اکل حلال (2) بر اور صدق و تقوی
8	"	193 — 190		"	استیصال فتنہ و شر
9	"	220 — 204		"	متفرق موضوعات (جنگ و قتال)
10	"	252 — 243		"	بنی اسرائیل کی بزدلی (قصۂ طالوت و جالوت)
11	"	257 — 256		3	تمییز بین الحق و الباطل
12	"	281 — 261		"	(1) انفاق فی سبیل اللہ (2) حرمت و شناعت ربو (سودی نظام معیشت کی حرمت)

نمبر شمار	نام سورۃ	آیات	پارہ	موضوعات
13	آل عمران	13 — 28	3	متفرق موضوعات
14	"	31 — 32	"	اطاعت و اتباع رسولؐ
15	"	68 — 78	"	اہل کتاب سے خطاب (بالخصوص یہود)
16	"	85 — 97	" 4	(۱) تمسک بالاسلام (۲) کعبۃ اللہ کی عالمی حیثیت (عالمی مرکز ہدایت) و دیگر موضوعات
17	"	99 — 110 103 — اتحاد	"	(۱) اعتصام باللہ (۲) فرائض امت محمدیہ ① دعوت الی الخیر ② امر بالمعروف ③ نہی عن المنکر ④ ایمان کامل
18	"	118 — 127	"	غیر مسلم اقوام کی اسلام دشمنی
19	"	132 — 142	"	(۱) اطاعت رسولؐ (۲) مسارعت الی الخیر
20	"	156 — 158	"	(۳) مومنین کی آزمائش و امتحان (۴) غلبہ اہل حق - شکست باطل
21	"	164 — 178	"	فرائض چہارگانہ نبوت اور واقعہ غزوہ احد
22	"	184 — 188	"	تشکیل سیرت کی ہدایات - (حیات شہداء)
23	"	191 — 198	" (۱۲)	راہ حق کے مصائب اور جزا ① ہجرت ② اخراج ③ ایذا ④ قتال (مقابلہ) ⑤ شہادت [illegible]
		۱- اقامت صلوٰۃ ۴- تعزیر رسل ۲- ایتاء زکوٰۃ ۵- قرض حسنہ ۳- ایمان بالرسل		

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورۃ	آیات (3)	پارہ	مضامین
24	آل عمران	200 (آخری) "یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون"	4	1 صبر، ضبط، مسلسل جدوجہد (بیان) 2 حفاظت و نگہبانی 3 تقویٰ — 4 فلاح و کامیابی
25	النساء	58 — 100	5	1۔ اطاعت رسول 2۔ علامات منافقین 3۔ نظام اسلامی کا نفاذ 4۔ حکم جہاد وغیرہ (اسلامی جدوجہد کا حکم)
26	"	104 — 115	"	رسول کی حمایت، خفیہ تجاویز کا بیان
27	"	135 — 149	6	حکم عدل و قسط، ولایت کفار کی حرمت، علامات منافقین
28	"	160 — 162	"	معائب یہود۔ (انکی تباہ حالی کے اسباب)
29	"	175 — 176	"	رسالت محمدیؐ کی عالمگیریت
30	المائدہ	1 — 5	6	1۔ ایفائے عقود 2۔ تعاون و عدم تعاون کے اصول (بر و تقویٰ >< اثم و عدوان) 3۔ مایوسی کفار اور تکمیل دین
31	"	8 (دعوت، تنظیم، تربیت، تحریک، انقلاب)	"	حکم عدل و قسط
32	"	12 — 14 (مراحل خمسہ)	"	1 میثاق یہود 2۔ میثاق نصاریٰ 3۔ نقض میثاق

Marfat.com

موضوعات	پارہ	آیات (4)	نام سورۃ	نمبر شمار
واقعہ وادیٔ تیہ - (ارض فلسطین پر حملہ کا حکم اور یہود کا انکار - نتیجہ)	6	20 - 26	المائدہ	33
متفرق موضوعات	"	32 - 68	"	34
ولدیت یہود، نصاریٰ و مشرکین کا ذکر	"	77 - 86	"	35
		ألا ان حزب الله هم الغالبون — فقطع دابر القوم الذين ظلموا		
ظالم و جابر قوم کا انجام	7	45 صرف	انعام	36
غریب و مفلس مومنین کی دلجوئی کا حکم	"	52 - 55	"	37
ہدایت ربانی ہی اصل ہدایت ہے	"	71 - 72	"	38
مغربی جمہوریت پر تنقید (عوام کی اکثریت اتباع ظن میں مبتلا ہے)	8	116 - 118	"	39
گناہ کے ظاہر و باطن سے اجتناب	"	121 - 122	"	40
تشکیل سیرت و کردار کی ہدایات	"	152 - 154	"	41
تفرقہ بازی کی مذمت	"	160 - 166	"	42

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورۃ	آیات	پارہ (5)	موضوعات ۱۲
43	اعراف	۱ — 6	8	تبلیغِ حق کا حکم ، ابنائے ظلم و طغیان
44	〃	۱۰ — 18	〃	مقابلہ خیر و شر (قصۂ ردِّ ابلیس)
45	〃	29 — 34	〃	بیان محرمات ، حکم عدل و قسط ، و اخلاص فی الدین 1. الفواحش 2. ظاہر الاثم 3. باطن الاثم 4. البغی بغیر الحق 5. الشرک باللہ 6. القول علی اللہ بغیر علم ۔ (افتراء) لکل امۃ اجل
46	〃	44 — 53	〃	اہل جنت ، اہل دوزخ اور اہل اعراف کے درمیان نصیحت آموز مکالمہ
47	〃	157 — 158	9	1. فلاح کی شرائط 2. رسالت محمدی کی عالمگیریت 3. آنحضرت کے خصائص 1 الرسول 2. النبی 3. الامی ۔ 4. مکتوب فی التوراۃ والانجیل ۔ 5. الامر بالمعروف 6. الناہی عن المنکر 7. محل الطیبات 8. محرم الخبائث 9. دافع الاصر والاغلال 10. معلم و مطاع ۔

شرائطِ فلاح

1. رسالت مآب پر ایمان
2. تعزیر و تعظیم
3. نصرت
4. اتباع

نمبر شمار	نام سورۃ	آیات ⑥	پارہ	موضوعات
۴۸	اعراف	163 — 166	9	نہی عن المنکر کا وجوب ولزوم (مجرم طبقہ اور جرم دیکھ کر خاموش رہنے والا طبقہ دونوں عذاب الٰہی کے مستحق ہیں)
۴۹	"	178 — 179	"	بیان ہدایت وضلالت (بدبخت وشقی لوگ باوجود دل ودماغ کان اور آنکھ رکھنے کے فہم وادراک سے محروم ہیں)
50	"	199 — 202	"	عفو، امر بالعرف، اعراض عن الجاہلین
	وتوکرہ المجرمون			
51	انفال 1 — 30 (نہایت اہم) (احقاق حق وابطال باطل سے متعلق ہے)	1 — 30	9	صفات مومنین - غلبۂ حق اور شکست باطل (واقعہ بدر کی طرف اشارہ) حزب باطل سے جنگ نصرت الٰہی - وغیرہ
52	"	36 — 40	"	کفار کا باطل کے غلبہ کی خاطر مال خرچ کرنا، استیصال فتنہ اور غلبۂ حق کیلئے جنگ وقتال،
53	"	43 — 75 الیٰ آخر السورۃ	10	(۱) جنگی مصالح وحکم۔ (۲) باہمی تنازع۔ بزدلی کمزوری اور بے وقاری کا سبب بنتا ہے۔ (۳) اپنی کامیابی کی نسبت مومنین کے اعتماد ویقین کو منافقین غرور سے تعبیر کرتے ہیں۔ ۴۹ ← اذ یقول المنافقون والذین فی قلوبہم مرض غرّ ھؤلاء دینہم ومن یتوکل علی اللہ فان اللہ عزیز حکیم۔

Marfat.com

(iii) انقلابی مومنین کے نیک اعمال کا بدلہ حق و باطل کی جنگ میں غیبی امدادِ الٰہی کی صورت میں ملتا ہے: نمبر 50، 51

(iv) و: شیطان اہلِ باطل کی کوششیں انکی نظروں میں اچھی کر کے دکھاتا ہے (تاکہ وہ اپنے اعمال سے مطمئن رہیں)

ب: انہیں غلبۂ باطل کی امید دلاتا ہے۔

ج: مقابلہ میں بالآخر انہیں ذلیل و رسوا کروا کر بھاگ نکلتا ہے۔

(v) اللہ تعالیٰ کسی قوم سے اپنی عطا کردہ نعمت (غلبہ و اقتدار یا کوئی اور) واپس نہیں لیتا۔ تاوقتیکہ وہ خود بدتر حالت میں نہ بدل جائیں۔ نمبر 53۔ (اس کا عکس بھی درست ہے)

"ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم"

(vi) جو قوم مومنین سے وعدہ کر کے ہر بار توڑ دے۔ اسے جنگ میں نہایت عبرتناک سزا دو۔ نمبر 58،

اگر کسی قوم سے نقضِ عہد اور دغا و فریب کا اندیشہ ہو تو وہ عہد (Pact) اس کے منہ پر دے مارو۔

(viii) اہلِ باطل کو (دشمنانِ اسلام کو) کچلنے کیلئے ہمہ وقت پوری طاقت سے تیار رہنا۔ (Foreign Policies)

(Compulsory Military Training + War Preparation)

(ix) دعوتِ صلح دیں تو قبول کر لو۔ (بشرطیکہ شوکتِ اسلام کی مظہر ہے) نمبر 60

(x) تھوڑی تعداد میں بھی انقلابی مومن کثرتِ اہلِ باطل پر غالب ہو سکتے ہیں۔

(xi) دشمنانِ اسلام (جو دینِ حق کو نقصان پہنچانے والے ہوں) کا قلع قمع کر دو۔ ان سے معاوضہ لینے کی بجائے خون بہانا (قتل کرنا) بہتر ہے۔

(xii) ایمان، ہجرت، جہاد اور مدد و نصرت (انقلابی مومنین کے امتیازی خصائص) صفاتِ مومنین (باہمی تعاون و تناصر) نہ ہو تو اہلِ باطل فتنہ و فساد بپا کر دیتے ہیں۔ کیونکہ "الذین کفروا بعضہم اولیاء بعض" اور "الکفر ملۃ واحدۃ"

(آج یہی مشاہدہ ہو رہا ہے) (7)

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورۃ	آیات	پارہ	موضوعات ⑧
54	توبہ	1 - 29 (تعلق باللہ، نظریہ رسالت، عناصر اربعہ انقلاب) (لو کرہ الکافرون) (مقصد بعثت - غلبہ حق) (نمبر 32 - 33) توبہ ① ارتکاز دولت کی مذمت حرمت (اکتناز)	۱۵	• بیان معاہدات کفار و مشرکین (براءت) • اسلامی ریاست خالص نظریاتی ریاست ہوگی • (ہر حال میں نظریہ اسلام کی بالادستی، تفوق و برتری تسلیم ہوگی) • نقض میثاق کے مرتکب مشرکین سے قتال • قبول اسلام یا طلب پناہ کی صورت میں معافی • غیر مسلموں کو محرم (راز دار) بنانے کی ممانعت • ایمان، ہجرت اور جہاد (بالنفس و بالمال) کی عظمت و فضیلت • آباء و اجداد اولاد، ازواج و رشتہ دار تجارت "مساکن ترضونہا" تمام دنیوی منافع سے بڑھ کر الفت و محبت، اللہ، رسول اور جہاد (انقلاب اسلامی) میں ہونی چاہیے۔ ورنہ تباہی و ہلاکت ہے۔ (خصوصیت انقلابیین) • ایمان باللہ، بالیوم الآخر، تحریم ما حرم اللہ والرسول اتباع دین حق (زندگیوں میں نفاذ) نہ ہونے کی صورت میں مستحق قتال۔
55	″	32 - 39	″	① ارادہ اہل باطل - (اطفاء نور حق) ارادہ ایزدی (اتمام) ② مقصد بعثت - غلبہ حق (اسلام کا عالمگیر فتح)

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ نمبر	موضوعات (9)
56	توبہ	38 — 39، 40 — 41	10	• جہاد (انقلاب اسلامی) کیلئے حکم ہجرت • متاع دنیا کی کم مایگی
57	"	44 — 81	"	علامات منافقین (خصوصاً جہاد و انقلاب کے حوالے سے) (سورۃ النساء میں بھی ہیں)
58	"	85 — 98	" 11	علامات منافقین۔ (شناخت نفاق) (صحیح معذوروں کا استثناء) نمبر 92-91
59	"	107 — 112 ۱۔ التائبون ۲۔ العابدون ۳۔ الحامدون ۴۔ السائحون ۵۔ الراکعون ۶۔ الساجدون ۷۔ الآمرون بالمعروف ۸۔ الناہون عن المنکر ۹۔ الحافظون لحدود اللہ	"	• منافقین کا مقصد (جو تعمیر مسجد ضرار میں کارفرما تھے) (1) ضرار (2) کفر (اسلام) (3) تفریق (بین المومنین) (4) ارصاد محاربین (محاربین رسول کا انتظار) • مومنین کا مقصد..... (1) تقویٰ (2) رضائے الٰہی • اشتراء الجنۃ بالنفس والمال (قتال فی سبیل اللہ) • صفات مومنین۔ (نمبر 112)
60	"	122، 123 صرف	"	"مقابلہ میں اہل ایمان نہایت سخت و شدید ہوں"
61	"	128 — 129	"	شان رسالت مآب (رحمت و رأفت [redacted] اہل ایمان کے حق میں) (مومنین کی تکلیف آنحضرت پر بڑی گراں ہے)

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ (15)	موضوعات
62	یونس	6 — 9	11	• مادیت پسندوں کا انجام اور اہل ایمان کا انجام
63	〃	12 — 14	〃	• پہلی مجرم اقوام کا انجام ۔ زمین کی حکمرانی آزمائش ہے
64	〃	22 — 27	〃	• بغی فی الارض کا انجام ۔ متاع دنیوی پر مغرور ہونے کا نتیجہ
65	〃	35 — 39 (57 — 58) قرآن موعظت شفا ہدایت اور رحمت (61 سے 64)	〃	• قرآن اور علم الٰہی چھوڑ کر اتباع ظن کی مذمت (تمثیل) (غیر اسلامی نظام افکار کی پیروی) کی مذمت
66	ہود	15 — 16	12	• مادی زندگی کے خواہشمند اخروی نعمتوں سے محروم رہیں گے (دنیوی جاہ و حشمت اور مادی منافع)
67	〃	84 — 95 نمبر 117	〃	• کسب معاش میں بددیانتی پوری قوم کی تباہی و (اقتصادیات) ہلاکت کا باعث بنتی ہے (قوم شعیبؑ) کے حوالے سے
68	〃	102 — 108 علامات شقاوت 5: ۱. قساوت قلبی (دل کی سختی) 2. عدم گریہ 3. دنیا کی رغبت 4. دراز امیدیں 5. بے حیائی	〃	• ظالموں کی گرفت ۔ روز قیامت شقی و سعید کا انجام ۔ (حضرت شقیق بلخیؒ) علامات سعادت 5: ۱. رقت قلب (نرمی دل) 2. کثرت گریہ 3. دنیا سے نفرت (متاع دنیوی کا حریص نہ ہونا) 4. امیدوں کا کوتاہ ہونا 5. شرم و حیاء
یونس	• پارہ 11 (75) تا (79) (موسیٰ کا معارضہ) اہل باطل کا الزام کہ اقتدار کے خواہشمند ہیں		آیت نمبر (92)	اِنَّ فرعون لعال فی الارض ۔ (سیاسی و معاشی تسلط) بنی اسرائیل کو مجبور کیا گیا ۔ مصر (اہل حق پر طلب اقتدار کا الزام) (78)

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	موضوعات (11)
69	یوسف	55 — 57	13	تمکن فی الارض (حکمران) کا طلب کرنا محض رضائے الٰہی کیلئے (اس کے احکام کے نفاذ کیلئے) یہ رحمتِ خدا ہے۔
70	"	نمبر 76	"	لفظ "دین" ملکی قانون کے معنوں میں استعمال ہوا ہے
71	"	نمبر 111	"	قرآن عبرت (1)، تصدیق (2)، تفصیل (3)، ہدایت (4) اور رحمت (5) ہے
72	الرعد نمبر 11		13	خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا۔
73	"	20 — 26	"	صفاتِ مومنین (1) ایفاء ما امر اللہ بہ (2) ایفائے عہدِ الٰہی (3) تکمیلِ میثاق (4) خشیتِ الٰہی / خوفِ خدا (5) خوفِ سوءِ الحساب (6) صبر (7) طلبِ رضائے الٰہی (8) اقامتِ صلوٰۃ (9) انفاق (سراً و علانیۃً) (10) ادراء السیئۃ بالحسنۃ (احسان) — استشہادِ حقیقہ الشہداء قالوا اجئتنا لتلفتنا عما وجدنا علیہ آباءنا وتکون لکما الکبریاء فی الارض وما نحن لکما بمؤمنین
74	"	28 — 29	"	ذکرِ الٰہی باعثِ اطمینانِ قلب ہے۔
75	ابراہیم	1 — 3	13	اقوامِ عالم کو صرف قرآن سے ہی ہدایت مل سکتی ہے۔ علاماتِ کفر۔ (1) استحبابِ حیاتِ دنیا بر آخرت (2) صدود عن سبیل اللہ
76	"	6 — 9	"	قومِ موسیٰ۔ (شکرِ نعمت اور کفرانِ نعمت) کا انجام (قومی آزادی سب سے بڑی نعمت ہے)
77	"	13 — 15	"	(حق کو بالآخر باطل پر غلبہ ہوتا ہے)

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	معلومات ⑤
78	ابراھیم	19 - 20	13	مادی کا غلبہ و تسلط مشیت الٰہی سے ایک قوم سے دوسری کو منتقل ہوتا (سیاسی تسلط)
79	"	27 - 30	"	• اہل حق دنیا و آخرت میں ثابت قدم رہتے ہیں • نعمت الٰہیہ کو کفر و ناشکری میں بدلنے والی قوم کا انجام تباہی و ہلاکت ہے
80	"	42 - 52	"	ظالمین کا عبرتناک انجام ۔ روز حشر کا منظر و مجرمین (نہایت اہم بیان)
81	الحجر (ایک وادی کا نام ہے)	4 - 5	14	اقوام کی تباہی مقررہ پروگرام کے مطابق ہوتی ہے
82	"	نمبر 56 - 51	"	رحمت حق سے مایوسی گمراہوں کا شیوہ ہے ۔
83	"	56 - 99 "واعبد ربک حتی یاتیک الیقین"	"	(i) (فرشتوں کا حضرت ابراہیم کے یہاں آنا) بشارت تولد اسحاق (تفصیل بحوالہ) (ii) قوم لوط کی ہلاکت (iii) قوم شعیب کی ہلاکت (اصحاب الایکہ) (iiii) قوم ثمود کی ہلاکت (حضرت صالح کی تکذیب) اصحاب الحجر (v) قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے والوں کا انجام • حکمت حق علانیہ کہنے کا حکم (اعلان) ...
84	النحل	40 - 43	14	شان تخلیق (عدم سے وجود میں لانا) ہجرت فی اللہ کا اجر صبر و توکل کی جزا ۔ اہل ذکر سے استفسار ۔
85	"	51 - 52	"	تعدد الٰہ و خدا کی نفی ۔ دین حق کی پیروی لازمی و لابدی ہے
86	"	نمبر 78 حواس ظاہری و باطنی	"	ذرائع علم ۔ "السمع والابصار والافئدة" (کان، آنکھ، دل)

Marfat.com

شمار	نام سورت	آیات	پارہ	موضوعات (13)
(87)	النحل	78 – 91 (۱۴)	14	کفر اور صدود عن سبیل اللہ کا انجام • معبودوں کی شہادت تمام امم سابقہ پر ان کے نبیوں (عالمگیر نبوت) کی شہادت اذ جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ھؤلاء شہیدا ؟ • قرآن (۱) روشن بیان (۲) ہدایت (۳) رحمت اور (۴) بشارت * ونزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شیء وھدی ورحمۃ وبشری للمسلمین
	• حکم عدل احسان ایتاء ذی القربی نہی عن الفحشاء . نہی منکر نہی بغی وعظ تذکر . ایفاء عہد . ممانعت نقض ایمان		ابتدایا سفیع	
88	النحل .	98 – 105	14	استعاذہ [illegible] . اہل ایمان واہل توکل شیطان کا داؤ نہیں چلتا .
(89)	〃	نمبر 112		کفران نعمت کی صورت میں پوری قوم اور ملک پر جوع وخوف (بھوک اور بے چینی) مسلط کر دیئے جاتے ہیں .
(90) Imp.	〃	125 – 128		• طریق دعوت حق . ۱. حکمت ۲. موعظت حسنہ ۳. جدال احسن . • بدلہ وانتقام کا حکم اور معافی کا حکم

سورۃ النحل میں سے صرف شمار ۸۷، ۸۹ اور ۹۰ ہی جمع کریں۔

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	موضوعات (14)
91	بنی اسرائیل	9 - 10	15	ہدایت قرآنی اقوم ہدایت ہے۔
92	"	15 - 39	"	● ہر شخص اپنی ہدایت وضلالت کا خود ذمہ دار ہے۔ ● ملک و قوم پر تباہی سرداروں اور حکمرانوں کے باعث آتی ہے ● طالب دنیا عطاء الٰہی میں اپنا حصہ پا کر آخرت میں محروم (مادی منافع کا حریص) ہو جاتا ہے۔ ● توحید اور احسان بالوالدین کا متصل حکم۔ ● ہر حقدار کو اس کا حق پورا پورا ادا کرنے کی تلقین ● شناعت تبذیر - (بخل و اسراف دونوں کی مخالفت) اعتدال کا حکم۔ ● خوف مفلسی سے اولاد کو قتل کرنا (گویا خدا کو رازق نہ سمجھنے کے مترادف ہے) ● زنا اور قتل ناحق کی مذمت و حرمت۔ ● یتیم کا مال کھانے سے گریز۔ ● ایفائے عہد ● ایفائے کیل (پورا ناپنا) ● وزن بالقسطاس المستقیم (وزن بالقسط) ● بغیر علم کسی بات پر قائم ہونا (ممنوع ہے) ● کان آنکھ اور دل ہر چیز مسئول عنہ ہے ● غرور اور گھمنڈ سے چلنے کی مخالفت
93	"	70 - 72	"	● فضیلت نوع انسانی ● روز قیامت لوگ اپنے مقتدا و پیشوا کے حوالے سے بلائے جائیں گے۔ (حدیث نبوی "المرء مع من احب وله ما اکتسب") ● جو شخص اس دنیا میں اندھا (گمراہ - بے بصیرت) ہے آخرت میں بھی محروم ہوگا

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	موضوعات (15)
94	بنی اسرائیل	82 — 78	15	تلاوت قرآن و تہجد کا بیان۔ غلبۂ حق کیلئے طاقت اور اقتدار طلب کرنا۔ (احقاق حق و ابطال باطل)
95	الکہف	25 — 9	"	واقعہ اصحاب کہف۔ (اہل باطل کے سامنے نہ جھکنے پر فضائل و انعامات خداوندی)
96	"	59 — 28	"	تخییر بین الخیر والشر اور دونوں کا انجام۔ مثل الرجلین۔ (باغ کی آبادی و ویرانی) دنیوی زندگی کی ناپائیداری۔ (متاع دنیا کی حیثیت) • انجام مجرمین ولایت شیطان۔ • انجام ظالمین
97	"	82 — 60	15 ↓ 16	واقعہ ملاقات موسیٰ و خضر۔ (تمثیل قیاس کے ذریعے عمرانیات تربیت مذکور)
98	"	110 — 103	"	ساری جد و جہد محض متاع دنیا میں صرف کر دینا صریح نقصان ہے۔

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	(16) موضوعات
99	مریم	58 - 63	16	• حضور باری تعالیٰ سے انعام یافتہ بندوں کا ذکر۔ • بعد کی ناخلف و نافرمان نسلوں کا ذکر۔ • جنت متقین کا ورثہ ہے۔
		(71 — 75)		
100	"	85 - 87	"	• روز حشر متقین و مجرمین کے ساتھ جداگانہ سلوک • حق شفاعت صرف "عبد ماذون" کو ہوگا
101	"	96 - 98	"	• مومنین و صالحین کی مقبولیت جناب باری میں محبوبیت کے باعث ہوتی ہے۔
		وکم اھلکنا قبلھم من قرن ھل تحس منھم من احد او تسمع لھم رکزا۔		• سابقہ ظالم و مجرم اقوام اس طرح نیست و نابود ہوئیں کہ آج ان کا نام و نشان تک باقی نہیں (یعنی صفحۂ ہستی سے کلیتہً مٹ گئیں)
102	طٰہٰ	24 - 36	16	• حضرت موسیٰ کو دربار فرعون میں جانے کا حکم • آپ کو اپنے معتمد اور دست راست ساتھی کی طلب
103	"	77 - 82	"	• معرکہ حق و باطل کے بعد حضرت موسیٰ کی فتح (بنی اسرائیل کی نجات و آزادی) (حکم ہجرت) • غرق فرعون۔ • قوموں کے امتحان و آزمائش کے بعد انعامات الٰہی اور سہولتیں
		• سابقہ اقوام کی تباہی اور نیست و نابود ہونا اہل عقل کیلئے عبرت		
104	"	123 — 128	"	• ہدایت ربانی کی اتباع سے گمراہی و بدبختی سے حفاظت ہو جاتی ہے • اعراض و انحراف سے معاشی تنگی
		(تباہ حالی) اور حشر رسوائی		

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	موضوعات (6)
105	طٰہٰ	130 — 132	16	• صلوٰت خمسہ کا حکم۔ تلقین صبر۔ • دنیوی زیب وزینت کی طلب نہ کرنے کا حکم۔ حکم توکل (رزق) [illegible]
106	الانبیاء۔	1 — 2	17	یوم حساب کے قرب کا ذکر اور لوگوں کی غفلت پر تعجب۔
107	"	9، 10 — 15	"	ظالم قوموں کا انجام (تباہی وہلاکت)
108	"	21 — 27	"	• بیان توحید • توحید باری تعالیٰ پر فلسفیانہ استدلال
	"ھذا ذکر من معی و ذکر من قبلی"			• قرآن تاریخ ہے • ملائکہ کا بندہ خدا ہونا
109	"	30 — 35	"	• تفکر فی الکائنات کی دعوت۔ (سائنسی فکر کی دعوت)
110	"	41 — 44	•	کفار کا تمسخر بالانبیاء۔
111	"	105 — 106	"	• عباد صالحین اس زمین کے وارث ہیں۔
		95 — 96	"	• قرآن مومنین کیلئے کافی و وافی ہے۔
		61 — 80 •	"	• حضور کی رحمت ساری کائنات کو عام ہے
	مکذبین سے (انبیاء سابقین کی کامیابی)			

44 ۔ أفلا یرون أنا نأتی الأرض ننقصها من أطرافها ۔ أفهم الغٰلبون

تباہ شدہ بستیاں قیام قیامت تک واپس نہ آسکیں گی

اسلام کا فروغ پزیر ہونا اور [illegible] ممالک کا ذکر کفار کی غلبہ کی نفی

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت - آیات		پارہ	(18) موضوعات (مضامین)
112	الحج	3 - 4	17	بعض لوگوں کا علمائے اسلام کی تعلید میں بغیر علم جھگڑا و انکار کرنا لیکن گمراہ کن ماہرین (سرکش شیطانوں) کی لازمی تقلید
113	"	8 - 11	17	معاملات باری تعالیٰ میں بغیر علم - بغیر دلیل اور بغیر واضح و روشن نوشتہ (کتاب ثبوت) گفتگو گمراہی۔ بعض لوگوں کے نزدیک مذہب کو حق و باطل کا معیار مادی منفعت و مضرت (یعنی ظاہری تنگی و فراخی) ہے یہ تصور خسران الدنیا والآخرۃ ہے۔
114 ✱	" (اہل حق کا پروگرام اس دنیا میں حتماً نتیجہ خیز ہے) هٰذانِ خصمانِ اختصموا فی ربھم۔ ← "جعلناہ للناس سواءً العاکف فیہ والباد" (مقیم — پردیسی)	15 - 25	17	نبی برحق کا (اور ان کے غلاموں) کا دینوی و اخروی کامیابی یعنی نصرت الٰہی حق ہے۔ اور اسپر شک کرنیوالا جلکر مر جائے: challenge۔ دو گروہوں (حق و باطل) کا بیان مومن ہے < یہود، صابی، نصاریٰ، مجوس، مشرکین گروہ (الکفر ملۃ واحدۃ) اہل باطل مسلمانوں کو راہ حق سے اور مسلمانوں کی عالمگیر مرکزیت (مسجد حرام) سے روکتے ہیں اسمیں عرب و عجم دونوں کا مساوی حق ہے۔
115	"	34 - 50	17	ہر امت کیلئے قربانی مقرر ہے۔ بشارت برائے متواضعین (مخبتین)۔

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت — آیات	(۱۹) پارہ	معلومات
		17	علامات مخبتین - (۱) وجل قلوب بذکر اللہ (۲) صبر بر موت مصیبت - (۳) اقامت صلوٰۃ (۴) انفاق المال
	ذالک ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب " نمبر 32		تعظیم شعائر اللہ (مینھا جزء)
			بیان تقویٰ (قربانی میں نیت و اخلاص کی اہمیت)
			بشارت برائے محسنین
			تدافع البلایا عن المومنین -
			ظالموں کے خلاف مظلوموں کو حکم جہاد - اور نصرت الٰہی کا وعدہ -
	(اخراج من الدیار) الذین اخرجوا من دیارھم بغیر حق الا ان یقولوا ربنا اللہ۔		اہل حق پر صرف خدا کا نام لینے سے ہی مظالم ہوتے ہیں - (یعنی حق و باطل کا تضاد ہر زمانہ)
	یہ قاعدہ الٰہیہ ہے۔		دفع الناس بالناس - (اگر اہل حق - باطل جیسی طاقتوں (مشرکین) کا استیصال نہ کریں تو تمام مذہبی مراکز تباہ و برباد ہو جاتے) - گویا [مذہبی عبادتگاہوں کی آبادی دین حق کے سیاسی غلبہ کی مرہون منت ہے]
	نمبر 40		
	دین حق کی سیاسی فتح کیلئے نصرت الٰہی کا وعدہ ہے۔		
	حتمی طور پر ظاہری کامیابی ہوگی		ولینصرن اللہ من ینصرہ ۰ ان اللہ لقوی عزیز ۰

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات (22)	پارہ	موضوعات
		نمبر 41 تمکن فی الارض کا نتیجہ (i) اقامت صلوٰۃ (ii) ایتاء زکوٰۃ (iii) امر بالمعروف (iv) نہی عن المنکر	17	تمکن فی الارض (سیاسی غلبہ) مقدم ہے یہ شرط ہے گویا یہ لازم ہے (معیار دین) اور معمول بہ دین ملزوم و مشروط اور مؤخر ہے گویا تبلیغ دین بھی صحیح معنوں میں اسی طرح مؤثر ہو سکتی ہے
		نمبر 42		اہل حق کی تکذیب ہمیشہ گمراہوں کا شیوہ رہا ہے
		نمبر 45		ظالم اقوام کی تباہی و ہلاکت۔
		نمبر 46 تاریخ کا جاندار مطالعہ مردہ مطالعہ بے سود ہے اعمی الابصار۔ اعمی القلوب۔		امم سابقہ کے حالات و واقعات کا مطالعہ سبق و عبرت کا سبب ہونا چاہیے۔ یہ چیز سر کی آنکھوں سے نہیں بلکہ چشمانِ قلب کی بینائی سے ممکن ہے۔ * آج کا مسلم اپنی سابقہ تاریخ کا مطالعہ اعمی القلوب کی حیثیت سے کر رہا ہے
		نمبر 48		ظالم اقوام کو کیا عرصہ تک مہلت دیکر لیکن گرفت میں لیا گیا۔
116	الحج۔	54 — 55 ولیعلم الذین — عذاب یوم عقیم کا		اہل ایمان ہمیشہ راہ راست پر رہیں گے لیکن اہل باطل ان کے مرگ [illegible] کی صحت و حقانیت کے بارے میں شک [illegible]

بیان [illegible] [illegible] دیکھا۔

نمبر شمار	نام سورت	آیات (21)	پارہ	مضمونات
117	الحج	58 — 60 اور "ولکم فی القصاص حیوٰۃ یا اولی الالباب"	17	فی سبیل اللہ ہجرت۔ قتل و موت قصاص و انتقام کا حکم (من عاقب)۔
118	الحج	$\frac{67}{34}$ قربانی		ہر ملت کیلئے خاص لائحہ عمل مقرر ہے۔ یا (قربانی و ایثار)
119	"	77 — 78	"	ایمان رکوع سجود عبادت فعل الخیر۔ (فلاح و نجات)
		وجاهدوا فی اللہ حق جهاده		جہاد (اکبر) اعلاء دین حق (یعنی غلبۂ حق کیلئے اکبر جہاد کرو)
		ولکل امۃ جعلنا منسکا (ھم ناسکوہ —) نمبر 67		ھو اجتبٰکم (اس مقصد کیلئے اس امت کو منتخب کیا گیا ہے) "یہ عظیم مشن حرف آخر اسلام کا ہے"
		لیکون الرسول علیکم شہیداً — حکم اتحاد		عدم حرج۔ (اصول شریعت) ملت ابراہیمی "ھو سمّٰکم المسلمین"؛ اقامت صلوٰۃ • ایتاء زکوٰۃ اعتصام باللہ
		نتیجۃً کامیابی ۔ نصرت الٰہی		نعم المولیٰ و نعم النصیر

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ (22)	موضوعات
120	**المؤمنون** اولئک ہم الوارثون ← الذین یرثون الفردوس ہم فیہا خالدون	1 — 11	18	فلاح مومنین — صفات مومنین ① خشوع فی الصلوٰۃ ② اعراض عن اللغو ③ فعل الزکوٰۃ ④ حفاظت فروج ⑤ رعایت امانات ⑥ رعایت عہد ⑦ محافظت صلوٰۃ
121	,,	23 — 25	,,	• بعثت نوحؑ — اعتراضات قوم نوح • حضرت نوحؑ پر طلب تفضل دنیوی (اقتدار) اور مالی برتری کی خواہش کا الزام الزام دیوانگی۔
122	,, (اس سے قبل اعتراضات مذکور ہیں۔)	39 — 48	,,	• تکذیب ہودؑ اور ابائے منکرین • دیگر انبیاء کی بعثت — انکار — اور منکرین کی تباہی و ہلاکت • بعثت موسیٰ و ہارون — • ہلاکت فرعون —

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورت	آیات	پارہ	(23) مضمونات
123	المومنون		18	• عوام کی اکثریت حق سے گریزاں ہے" ع70 • قرآن کے باعث ہی تو ہیں سربلند ہو سکتے ہیں" ع71
	"	64 — 71 * مستکبرین بہ " ع67 (حرمت حرم پر بڑھانا) عارف میو۔ * "اکثرھم للحق کارھون"	"	
124	"	108 — 111	"	قیامت کے روز اہل ایمان کا مذاق اڑانے والوں کا انجام۔ اور "صابرین کی جزا"۔
125	"	115	"	بنی نوع انسان کی تخلیق بامقصد ہے۔ عبث نہیں ہے (یعنی انسان کسی مقصد کی خاطر پیدا کیا گیا ہے)
126	النور	1 —	18	1۔ حد زنا ۔ حد قذف ۔ لعان ۔ (حدود الہیہ) [illegible] [illegible] 2۔ واقعہ افک اور حضرت عائشہ صدیقہ کی برات و تقدس کا بیان۔ 3۔ "اشاعت الفاحشہ" (بری بات کا چرچا کرنا) کی مذمت۔ منافقین اور عوام کے رویہ پر تنقید۔
	افواہوں کی مذمت			

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورۃ - آیات	پارہ	(24) مضامین
127	**النور** رکوع 21 ولا یأتل اولوا الفضل منکم والسعۃ ان یؤتوا اولی القربیٰ 22	18	4- اتباع خطوات الشیطان، فحشاء و منکر ہے (شیطانی طریق عمل کی پیروی کی ممانعت) 5- کسی حالت میں نفع بخشی و نیکی رسانی منقطع نہ کی جائے خواہ محرومین و سائلین کسقدر عداوت کیوں نہ کریں بلکہ عفو و درگزر کی تلقین ہے
	احکام عصمت ع 31 مشترکہ: 1- حکم غض بصر 2- حفاظت فروج عورتوں کیلئے: 3- ممانعت اظہار زینت 4- گریبانوں کا ڈھانکنا (دوپٹے کا استعمال) 5- ضرب ارجل کی ممانعت (زمین پر زور سے پاؤں مارنے کی ممانعت) 6- پردے سے چند افراد مستثنیٰ ہیں		6- شناعت ایتام - 7- احباب کے ہاں آمد و رفت کے آداب - حکم استئذان و تسلیم بیوت غیر مسکونہ 131 8- غض بصر کا حکم - اور حفاظت فروج 132 (عورتوں اور مردوں کو حکم) عصمت مومنات کے احکام۔ ع 31
1281	36 — 38	18	ع 33 9- وبال گناہ مجبور کرنے والے پر پلٹتا ہے • مساجد میں نماز ادا کرنی چاہئے • تجارت و کاروبار راہ خدا میں مائل نہیں ہونا چاہئے

Marfat.com

نمبر شمار	نام سورۃ	آیات	پارہ	مضامین (25)
129	46 — 57		18	معیار ایمان — اطاعت رسول ع 51 معیار منافقت — اعراض عن الاطاعت ثبوت وفاداری قسمیں کھانا نہیں بلکہ عملی قربانی ہے ہدایت و کامیابی حضور کی اطاعت پر موقوف ہے قرب سیاسی اقتدار میں مذہبی تمکن اور معاشرتی
	ع 53 — 56	استخلاف فی الارض ← مذہبی تمکن ← معاشرتی امن و سلامتی	ع 59	
130	61 — 63			بہبود یا منافی ہو سکتا ہے شرط ایمان — کفی اطاعت رسول ہے
	الفرقان			
131	1 :	الفرقان — للعالمین نذیرا	18	قرآن — الفرقان ہے (حق و باطل کے درمیان فارق) نذیراً — ڈر سنانے والا
132	7 — 9 اور 20	Common Standard of Living		رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض — (حضور علیہ السلام اپنا منتخب کردہ سادہ معیار زندگی جو عام انسانوں کی طرح تھا — کفار کے نزدیک رسول ہونے کے منافی تھا۔ وہ انکے لئے غیر معمولی طور پر بلند و بالا معیار زندگی کی توقع رکھتے تھے۔ (قیادت جس طبقہ کے مسائل حل کرنے کیلئے میدان عمل میں آئے اسکا اپنی زندگی اسی طبقہ کی طرز بود و باش کے مطابق ہونا چاہیے)

Marfat.com

نمبر شمار	سورت — آیات	پارہ	(26) مضامین
133	الفرقان — ع 3 — 26-31	19	• روز قیامت — ملک الہی — کفار پر سخت ہوگا • ظالم اپنے ہاتھ چبا چبا کر کہیں گے کہ کاش ہم نے رسول کا ساتھ اپنایا ہوتا۔ (رسول کا ساتھ چھوڑ دیا تھا) • ظالم غلط رفاقتوں پر نادم و شرمندہ ہوں گے • رسول شکایت کریں گے کہ قوم نے قرآن چھوڑنے کے قابل بنا دیا تھا (یعنی قرآن سے ہدایت اخذ کرنے کی آرزو باقی نہ رہی تھی)
×	(اچھی اور بری رفاقتوں) کے اثرات روز قیامت عیاں ہوں گے		
	"وکذالک جعلنا لکل نبی عدواً من المجرمین" — 9		
✓	اصول تضاد — تصادم		• ہر نبی کیلئے مجرمین میں سے کسی نہ کسی کی عداوت پیدا کر دی —
134	ع 35 — 39	19	— انبیاء کی نافرمانی کرنے والی قومیں تباہ ہو کر مٹ گئیں —
135	ع 63 — 77	〃	خدا کے بندوں کے اوصاف (مقبول بندوں کی خصوصیات)

(87)

وعباد الرحمٰن الذین

① متواضعانہ شان سے زمین پر چلنا۔ (عزت و وقار کے ساتھ) تکبر سے نہیں۔
اور کسی پر ظلم و استبداد نہیں۔ (محتاط زندگی)

② عفو و درگزر۔ (زیادتی سے صرف نظر کر جاتے ہیں)

③ رات کو سجود و قیام (عبادت گزاری) اور دعا و التجا بارگاہ خداوندی میں

④ انفاق۔ بغیر اسراف و اقتار کے۔ (نہ حد سے زیادہ نہ کم)
بلکہ اعتدال پر رہتے ہیں۔

⑤ نفی شرک۔ (کسی غیر کے سامنے جھکتے نہیں ہیں)

⑥ قتل نفس سے اجتناب۔

⑦ زنا (بدکاری) سے اجتناب۔

⑧ جھوٹی گواہی سے پرہیز۔ (اجتناب عن الزور)

⑨ لغو اور لھو و لعب سے پرہیز۔ (یہ خلاف متانت و شرافت)

⑩ آیات اللہ سے سبق حاصل کرتے ہیں۔ (چشم بینا رکھتے ہیں)

⑪ ازواج و ذریت (اولاد) سے انس و شفقت۔

⑫ کثرت تقویٰ کی تمنا و آرزو
کمال پرہیزگاری

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین (28)
موسیٰ	الشعراء		19	
136	16-17 — ان کا مطالبہ لے کر فرعون سے مناظرہ، مقابلہ اور مجادلہ (جنگ تا ترتیب) ہوا		"	موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام فرعون کے پاس — بنی اسرائیل کی آزادی کا مطالبہ کرتے ہیں (مقصد بعثت میں — بنی اسرائیل کو غلامی سے نجات دلانا شامل ہے) بالآخر اس میں کامیابی۔
137 — رب ھب لی حکما والحقنی بالصالحین واجعل لی لسان صدق فی الآخرین 83-84 (حضرت ابراہیم کی دعا)	65-68		"	بالآخر موسیٰ کی کامیابی اور لشکر فرعون کی ہلاکت۔ (انبیاء اپنے مقاصد کی تکمیل میں ہمیشہ کامیاب رہتے ہیں) یہ کامیابی انکی نبوتوں کی تصدیق ہوتی ہے۔ اور وعدہ الٰہی کا ایفاء
نوح 138	105-122 — قالوا انؤمن لک واتبعک الارذلون		"	قوم نوح کی تکذیب — نوح کی دعوت — قوم کا طعنہ اور انکار، نوح کو دھمکی (قتل کی طرف سے)

یعنی ظاہری کامیابی و فتح کی دعا کی — قوم کی تباہی — نوح نے اپنے اور قوم کے درمیان واضح فیصلہ

Marfat.com

اشجار	سورت	آیات	پارہ	(29) مضامین
				فانتح بینی و بینهم فتحاً و نجنی و من معی من المومنین فانجینٰه و من معه فی الفلک المشحون ثم اغرقنا بعد الباقین »
هود ع 139 ✓	ع 123 — 140		19	تکذیب قوم عاد - دعوت انبیاء - انکار - حضرت هود علیه السلام
	(انبیاء کی معرکہ حق و باطل میں ظاہری فتح و ناکامی)			قوم کا چیلنج "وما نحن بمعذبین"
				قوم کی تباہی - مکذبوہ فاهلکنٰهم »
صالح ع 140 ✓	ع 141 — 159		"	قوم ثمود کی تکذیب - حضرت صالح کی دعوت - انکار - مخالفت - ہلاکت و تباہی
(145) NOTE اربعین ذکر ہے	اونٹنی کا معجزہ - اونٹنی کی کونچیں کاٹنا - عذاب اور			
لوط ع 141 ✓	ع 160 — 175		"	قوم لوط کی تکذیب - دعوت - انکار اور دھمکی
	ثم دمرنا الآخرین		«	[illegible]
شعیب ع 142 ✓	ع 176 — 191		"	اصحاب ایکہ کی تکذیب (بن والوں کی تکذیب) (مدین کے قریب بن تھا)
	« فاسقط علینا کسفاً من السماء ان کنت من الصٰدقین »			شعیب کی دعوت - انکار - چیلنج - ہلاکت و تباہی

Marfat.com

(35) مسئلہ

* (موسیٰؑ، نوحؑ، ہودؑ، صالحؑ، لوطؑ، شعیبؑ) — ان تمام انبیاء کو خود دلائل سے تقابل میں ظاہراً و باہراً نتیجہ کامیاب ہوئے - اور کوئی بھی نتائج کے اعتبار سے ناکام نہ ہوا۔

○ ہر نبی نے اپنی دعوت کے ساتھ یہ کہا کہ

" وما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی رب العٰلمین "

○ ہر دفعہ منکرین کی ہلاکت کے تذکرے کے بعد قرآن یہ الفاظ استعمال کرتا ہے " ان فی ذالک لآیۃ ——— وان ربک لھو العزیز الرحیم "

* - (i) " وما اھلکنا من قریۃ الا لھا منذرون " ع 208

(ii) وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا ۔

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین (31)
143	۲۰۸ ۔		19	ہم ڈر سنانے والے کو بھیجے بغیر کسی گاؤں کو تباہ نہیں کرتے ۔ ✱ (گویا منکرین کی ہلاکت پیغمبر کی تبلیغ قرار پاتی ہے)
	النمل		19	"تلک آیات القرآن وکتاب مبین ۔ ھدی و بشری للمؤمنین الذین یقیمون الصلوٰۃ ــــــ "
144 ـ	3-2		"	
صالحؑ 145 (145)	45 ــ 53		"	صالحؑ کی دعوت قوم ثمود کو ۔ ✓ حق و باطل دو گروہ ہیں گویا "فاذا هم فريقان يختصمون" ــ فانظر کیف کان عاقبة مكرهم انا دمرنهم و قومهم اجمعين ــ "
	✱ باطل کی تباہی			
لوطؑ 146	54 ــ 59		"	لوطؑ کی دعوت اور ناکامی منکرین کی ہلاکت

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ (32)	مضامین
147	النمل - ع	69	20	"قل سیروا فی الارض فانظروا کیف کان عاقبة المجرمین" (امم سابقہ کی تباہی سے سبق حاصل کرنا) (تاریخ ذریعہ عبرت ہے) اور سرچشمہ حیات ہے۔
148	ع (اختلافی مسائل کا بیان اگر مثبت طریق سے اظہار حقیقت اور رفع حجاب کی خاطر ہو تو ہدایت و رحمت ہی باعث عبرت ہوکر بھی رحمت ہوسکتا ہے)	76-79	"	قرآن ان مسائل کا ذکر کرتا ہے جس میں انھوں نے اختلاف کیا اور تفرقہ میں مبتلا ہوگئے۔ لیکن قرآن کا یہ بیان ایمان لانے والوں کیلئے ہدایت اور رحمت ہے" (اختلاف امتی رحمة) "ان ربک یقضی بینھم بحکمه" احقاق حق و ابطال باطل
149	ع	91—93	"	١- عبادت الٰہی (مکہ معظمہ کی مرکزیت) ان اعبد رب هذه البلدة الذی حرمها ٢- فرمانبرداری - (ان اکون من المسلمین) ٣- تلاوت قرآن ٤- ہدایت ربانی — ہدایت — اهتداء جس نے راہ کو پالیا
"	یضل به کثیرا و یهدی به کثیرا		"	٥- (ضلالت گمراہی) — بھی ممکن ہے
150	القصص ع ١	6	"	فرعون کا تغلب و ظلم - کمزور اسرائیلیوں کی مظلومیت و بے بسی ارادہ الٰہی — الظهور

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات (33)	پارہ	مضامین
151	26 — 35 (دائرہ نمبر 22 سے شروع ہوتا ہے) (خصوصی تربیت)		20	• موسیٰ کی بعثت ایک عظیم الشان مقصد کیلئے تھی۔ چنانچہ اس بعثت سے قبل تقریباً 10 سال شعیبؑ کی تربیت میں رہے۔ دو عارف کلیم جمع ہو گئے۔ اس سے راستہ عشق میں غم ہے اگر کوئی شعیب آئے میسر۔ شبانی سے کلیمی دو قدم ہے (اقبال) چنانچہ بوقت بعثت موسیٰ کو دو نشانیوں کا مشاہدہ کرایا۔ i- معجزۂ عصا — ii- ید بیضا — تاکہ اطمینانِ قلب ہو * مشاہدہ سے یقین ملتا ہے * ہارونؑ جو موسیٰ کے بھائی ہیں کو انکا معاون (وزیر) بنایا گیا اور ان میں بھی بصیرت دی گئی۔ تب دونوں مصر جیسے گئے دربار فرعون میں — (فرعون سے مقابلہ) انقلاب۔ اور بنی اسرائیل کی ہجرت و آزادی
152	39 — 43		″	فرعون کا غرور و تکبر۔ اسکی تباہی — * ظالم ہی دنیا میں اور آخرت میں دو مرتبہ لعنت و ہلاکت کا شکار ہوتا ہے۔ • سابقہ اقوام کی تباہی کی تاریخ — بصیرت، رحمت اور نصیحت ہے

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	(34) پارہ	مضامین	ریمارکس
153	القصص -	آیات 49 - 51 "کتاب" - لائحہ عمل "و من اضل ممن اتبع هواه بغیر هدی من الله"	20	وحی الٰہی سے بڑھ کر کوئی کتاب یا صحیفہ ہدایت نہیں دے سکتا - (یعنی منزل تک پہنچانے یا نتائج کے پیدا کرنے کی ضمانت مہیا نہیں کر سکتا) ہدایت ربانی کو چھوڑ کر انسانوں کے ذہنی تراشیدہ لائحہ عمل کو اپنانا گمراہی ہے -	نوٹ
154		آیات 56 — 60 - یہ طبقہ مادی نقصان کے اندیشے سے ہدایت ربانی کو نظرانداز کیے رہتا ہے - →		"انک لا تهدی من احببت ولکن الله یهدی من یشاء —" مفاد پرست سوچتے ہیں کہ ہدایت ربانی کی پیروی سے ہمیں ملک بدر کر دیا جائے گا - دنیوی متاع و لعیشات پر فخر کرنے والوں کی تباہی	
155	پیغمبرانہ ابلاغ و اعظانہ ابلاغ میں فرق	"وما علینا الا البلاغ المبین"		قوموں کے پاس رسول کے ذریعے ہدایت بھیجے بغیر اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک نہیں کرتا -	
	پیغمبرانہ ابلاغ - تبلیغ ہوتا ہے - جس کی اطاعت — فلاح اور جس سے انحراف - ہلاکت و تباہی - پر منتج ہو کر رہتا ہے - یہی ان کی دعوت کی کامیابی ہے			علاقے تباہ نہیں ہوتے جب تک کہ اس کے باشندے ظالم نہ ہو جائیں -	

Marfat.com

(33) " مرکزی مقام "

① ٥ " وماکان ربک مہلک القریٰ حتی یبعث فی امہا رسولاً — "

(تعلیم و دعوت مرکزی مقامات ہی سے ممکن ہے)

② • وماکنا مہلکی القریٰ الا واہلہا ظالمون ۔

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین
155		67	20	• مقصود زندگی فلاح ہے — " فاما من تاب وآمن وعمل صالحاً فعسیٰ ان یکون من المفلحین "
156		76 — 88 (رد قارونیت) " قال انما اوتیتہ علی علم عندی "	"	• قارون — سرمایہ و دولت — انکار و غرور آخرت سے بے تعلق، فساد فی الارض (ظلم و استحصال) (سرمایہ داروں کی ذہنیت — کہ یہ سب دولت ہمارے ذاتی کسب و کمال کا نتیجہ ہے — لہٰذا ہم ہی اس کے غیر مشروط طور پر مالک ہیں) ✔
		77 وابتغ فیما آتاک اللہ الدار الآخرۃ		• " اشد منہ قوۃ و اکثر جمعاً " — 78 ٥ (سیاسی اقتدار — معاشی قوت) — دونوں کا بے دریغ اتباع —
		79 " یلیت لنا مثل ما اوتی قارون ٥ "	(2 لغزشات)	٥ عوام کی لغزشات — طلب زر ✔
		" قال الذین اوتوا العلم ویلکم — "		⊙ دولت علم و فکر — مادی سرمایہ و دولت سے بے نیاز کر دیتی ہے — 80 ✔
✔	بہر حال یہ تدریج ہیں			

Marfat.com

③ قارون کا عبرتناک انجام ۔ تابعی (زمین میں کبر و فساد کا انجام)
دنیوی انجام کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے

— "من جاء بالحسنة فله خير منها — ومن جاء بالسيئة فلا يجزى الذين عملوا السيئات الا ما كانوا يعملون"

نیک و بد پر کوشش (عمل اور جدوجہد) کا انجام و نتیجہ جزا و سزا کی صورت میں اسی دنیا (زندگی) میں مترتب ہو کر رہتا ہے"

ہر عمل اپنے نتیجے پر پہنچ کر رہتا ہے ۔

④ ھدیٰ — ضلال دو راستے (طرزِ عمل) ہیں ۔
(من جاء بالھدیٰ — ومن ھو فی ضلال مبین) جدوجہد دو اصولوں پر ہو سکتی ہے ۔ رہِ ہدایت پر یا رہِ ضلالت پر ۔ دو الگ مقاصد لگن طرزِ عمل کے الگ نتائج

⑤ "كل شيء هالك الا وجهه —" کامیابی (بقا) صرف حق کی ذات یہی ہے ۔ باقی سب کچھ ھالک یعنی برباد ہونے والا ہے ۔
(باطل نتیجہ ناکام ہونے والا ہے)

مضامین (37)	پارہ	آیات	سورت	نمبر شمار
(i) ایمان کے بعد آزمائش شرط ہے - * یقین کی پختگی اور تحقیق (علم) تجربہ، توثیق، آزمائش کے بعد نتائج کی کسوٹی میں طے پاتا ہے - (ii) گویا صدق کا پرکھ امتحان میں ہی پرکھا ہے عامل بالسوء بھی کہیں خاص انتقام سے گزرے گا	25		العنکبوت - ر 1 - 7	157
(iii) ہر اچھے یا برے عمل کرنے والے کیلئے فیصلہ کی ساعت آنے والی ہے -	اجل یا تعمیر		"فان اجل اللہ لآت" * (لکل امۃ اجل - اور لکل اجل کتاب)	
(iv) ہر شخص کی ہر کوشش اسکے اپنے نفع یا نقصان کیلئے ہی ہوتی ہے۔ ذات حق اس سے بے نیاز ہے (v) عمل صالح سے تکفیر سیئات ہوتی ہے			"ومن جاهد فانما يجاهد لنفسه ان الله لغني عن العلمين"	
✓ علامت منافقت — دعویٰ ایمان اور آزمائش و امتحان سے گھبرانا۔ اسے عذاب سمجھنا۔			ر 10 - 11	158
● نوح کا 950 برس تبلیغ کرنا - انکے اتباع کی نجات اور مخالفین کی ہلاکت			ر 14 - 15	159
			ر 18 (بعنوان بلاغ مبین)	160 ✓

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات (38)	پارہ	مضامین	رجوع
161		23	20	خدا کی رحمت سے مایوسی (بے یقینی) صرف گمراہ کو ہی ہو سکتی ہے۔ اور ان کیلئے دردناک عذاب (عبرتناک انجام) ہے	
162 Imp		ظالم نا انصاف — ہلاکت ملتی ہے 29، 30، 31 32، 33، 34، 35 دعوت انبیاء کا اثر گمراہ کو تباہ کرنیکے لئے آئے	"	لوط کو انکی قوم نے عذاب پر چیلنج کیا انھوں نے دعا کی — اور فرشتے [illegible] آئے۔ لوط اور انکے اہل نجات پاگئے اور باقی سب تباہ ہوگئے۔	
163 Imp		36 — 40 (ومنهم من اخذته الصيحة ومنهم من خسفنا به الارض ومنهم من اغرقنا —)	"	اہل مدین کی تباہی (شعیب) ، عاد و ثمود کی تباہی ، قارون ، فرعون اور ہامان کی تباہی	

Imp نتیجہ خیزی کا [illegible]

(أن الله [illegible] الذنب)

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	(39) مضامین
164	العنکبوت	45	21	رجوع الی الکتاب (قرآن)، اقامت صلوٰۃ، نماز کا ناھی عن الفحشاء و المنکر ہونا۔
165		51	"	قرآن رحمت اور نصیحت ہے۔
166		53 "وليأتينهم بغتة وهم لا يشعرون"	"	"ولولا اجل مسمّٰی لجاءھم العذاب" (اگر مہلت کی ساعت مقرر نہ ہوتی تو ابھی جلد عذاب (یعنی تباہی و ہلاکت) آجاتا۔)
167		58 – 59	"	صبر اور توکل کا اجر "نعم الاجر"
168		64	"	حیات الدنیا – لھو و لعب ہے۔ اور دار آخرت اصل زندگی ہے۔
169		67 – 69 "أفبالباطل يؤمنون وبنعمة الله يكفرون"	"	باطل پر یقین اور حق کی نسبت بے یقینی و مایوسی (خدا کی لعنت)
		(مومنانہ بے یقینی اور کافرانہ یقین)		افتراء علی اللہ یا تکذیب حق – کفر ہے۔ (حق کے نتیجہ خیز ہونے پر شک) کفر ہے۔ اور باطل کی نتیجہ خیزی کا یقین کفر ہے
		"والذين جاهدوا فينا لنهدينهم سبلنا. وان الله لمع المحسنين."	—	راہ حق کی جدوجہد – یقیناً نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اہل حق کو خدا کی معیت حاصل ہوتی ہے

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	(۶۵) مضامین
170	**الروم** ۱ - ۱۵ (لِلّٰهِ الْأَمْرُ مِن قَبْلُ وَمِن بَعْدُ) یہ چیزیں حادثاتی نہیں۔ بلکہ خدائی قانون و ضابطہ کے مطابق ہوتی ہیں۔ وخلق اللہ السموات والارض وما بینہما الا بالحق و اجل مسمی — أولم یسیروا فی الارض فینظروا کیف کان عاقبۃ الذین من قبلہم —" کائناتی قانون نشوونما اور تاریخی قانون تضاد (عروج و زوال کا)		21	(i) رومیوں کی شکست کا ذکر (ii) رومیوں کے دوبارہ غالب ہونے کا وعدہ (iii) مدت کا تعین (دوبارہ غلبہ کب ہوگا) (iv) شکست و غلبہ دونوں خدائی قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔ (v) خدا کا وعدہ (دعوی) ہر صورت میں پورا ہو کر رہتا ہے۔ (وعد اللہ لا یخلف اللہ وعدہ) (vi) دنیوی زندگی اور اخروی زندگی کا تقابل (vii) کائنات کی تخلیق اور اس کا نظام حق ہے یعنی ایک باقاعدہ اصول ضابطہ اور منصفانہ امر کے تحت ہے (viii) تاریخ امم کا مطالعہ اس خاص زاویہ نگاہ سے کیا جائے۔ (اقوام سابقہ کے عروج و زوال کے احوال ایک باقاعدہ اصول کی نشاندہی کرتے ہیں۔)

اٹل قانون

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین (41) ۹۰
171	30	32 — 30	21	دین حق سے اسطرح وابستہ ہو جاؤ کہ ہر باطل سے اپنا علاقہ منقطع کر لو ۔
	دین فطرت بالقوۃ دین فطرت بالفعل			اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک ہی فطرت پر پیدا کیا۔ رجوع الی اللہ ، تقویٰ ، اقامت صلوٰۃ ، اجتناب شرک اجتناب تفرقہ ،
172		39 — 38	"	انفاق مال (یہ مال دینا حقداروں کو ان کا اپنا حق دینا ہے)
	"قد افلح من تزکی"			خدا کی رضا کا یہی طریقہ ہے ، فلاح بھی اسی طرح ممکن ہے ۔
	عادلانہ اور مستحکم معیشت کا اجراء			سود سے معیشت تباہ ہوگی اور خیرات وصدقہ سے معیشت اور وسیع ہوگی ۔
173		45 — 41	"	خشکی وتری میں تمام شر (بگاڑ) فساد انسانوں کا اپنا پیدا کردہ ہے ۔ (الزام خدا پر لگانا غلط ہے) امم سابقہ کے انجام کے مطالعہ کی تلقین ۔ مقررہ دن کے آنے سے پہلے اپنی اصلاح کر لو (اخلاص فی الدین پیدا کر لو) کفر اور عمل صالح پر ہی صلہ ملے گا
174	سابقہ انبیاء روشن دلائل لے کر آئے اور اہل باطل (مکذبین) کو اسی دنیا میں ہی عذاب کے ذریعہ ہلاک کر دیا گیا۔ مومنین کی مدد کرنا خدا کی ذمہ داری ہے۔	47		"وکان حقاً علینا نصر المومنین"

نمبر	آیات		پارہ	
		(42)	21	
175	58 — 60		〃	• قرآن نے لوگوں کیلئے ہر قسم کی مثل (نمونہ) بیان کیا ہے۔ • خدا کا وعدہ (نصرت الٰہی اور دین حق کے غلبے کا وعدہ) حق ہے۔
		لقمان	21	
176	1 — 6	(محسنین کی تعریف)	〃	• قرآنی آیات — حکمت، ہدایت اور رحمت ہیں محسنین کیلئے۔ • محسنین کی تعریف جو اقامت صلوٰۃ، ایتائے زکوٰۃ، اور ایمان بالآخرۃ سے بہرہ ور ہوں۔ یہی لوگ ہدایت اور فلاح والے ہیں۔ • قرآن کے بدلے لہو الحدیث (باطل بات) کا پیرو ہونا — ذلت و رسوائی کا سبب ہے۔
177	13 — 15	"ان الشرک لظلم عظیم" (واتبع سبیل من اناب الیّ)	〃	• اجتناب شرک کا حکم، احسان بالوالدین کا حکم • اور اہل اللہ کی پیروی کا حکم۔
178	16 — 20	(حضرت لقمان اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہیں)	〃	• برائی اور ظلم مستعد ہو اور پنہاں ہو خدا سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا۔ وہ خود اپنے انجام کو پہنچے گا (ہر برائی سے اجتناب کی تعلیم)

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین
179	ع 16—20	"ان ذلک من عزم الامور" ← تیوری چڑھانا	21	④ اقامت صلوٰۃ ⑤ امر بالمعروف ⑥ نہی عن المنکر۔ ⑤ صبر ⑥ مخالفت تعصب خد (کسی کو حقیر سمجھ کر رخسار و پیشانی کو کج کرنا) ⑦ اترا کر چلنے کی مخالفت (کبر و غرور کی مذمت) ⑧ اقتصاد فی المشی کی تعلیم (میانہ چال چلنا) ⑨ غض صوت (آواز کا دھیما اور پست رکھنا) کی تعلیم۔ ⑩ خدا کی نعمتوں کو یاد رکھنا اور اس کا شکر بجالانا
180	ع 22	"فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ" "مضبوط رسی کو تھامنا" "والی اللہ عاقبۃ الامور"	۴	• خالصتاً خدا کی طرف جھکنا (تمام دنیوی کاموں و ہوا سے پاک رہنا) اور محسن رہنا (پرہیزگاری) • پس یہ تمسک بالعروۃ الوثقیٰ • تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔
	السجدہ		21	
181	ع 1—3	تاکہ یشعرو لغیب الیقین کی معرفت ہو، اور اس کا حصول ممکن ہو	۴	• تنزیل الکتاب لاریب فیہ من رب العلمین —" • یہ رب کی طرف سے حق ہے — قرآن کے ذریعے ظالم اقوام کو ڈر سنایا جائے، تاکہ انھیں ہدایت نصیب ہو۔

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین (۱۱۱)
182	ع 16 - 15		21	اہل ایمان کے اوصاف • سجدہ، تسبیح و تحمید، تواضع (دوم اور تکبر نہ کرنا) شب بیداری (عبادت نیم شبی) خدا سے خوف و امید، انفاق فی سبیل اللہ -
183	ع 28 - 30	"قل یوم الفتح لا ینفع الذین کفروا ایمانہم"	″	"ویقولون متی هذا الفتح ان كنتم صدقين" فیصلہ کن گھڑی - حق و باطل کے درمیان انجام و نتیجہ کے اعتبار سے واضح امتیاز قائم کر دیا گیا -
	الاحزاب -		21	
184	ع 1 - 3		″	تقویٰ کی تعلیم، کفار و منافقین کی مخالفت (یا ان کی پیروی نہ کرنا)، اتباع وحی توکل علی اللہ، لہٰذا خدا کے کافی ہونے پر یقین
185	ع 6 - 27	حصہ وحی متقدم ہے ←		(1) نبی اکرمؐ مسلمانوں کی جانوں سے بھی زیادہ مالک (قریب تر) ہیں (باپ ہیں) (2) ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں - (3) عام مسلمانوں کی نسبت مسلمان رشتہ دار زیادہ قریب ہیں -

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	(۹۵) مضامین

④ میثاقِ انبیاء۔ (لیسئل الصدقین عن صدقھم) کہ تمام اہلِ صدق کے صدق کی پرکھ ہوگی۔ (امتحان و آزمائش اور تجربات و تشریق کے ذریعے سچائی کو پرکھا جائیگا) (یہ تمام انبیاء سے وعدہ لیا گیا ہے) –

⑤ حق و باطل کے معرکے میں غیبی طور پر نصرت الٰہی خدا کی سنت ہے –

* ⑥ کفر و طاغوت کی سخت ترین طاقت سے ٹکر — مسلمانوں کا امتحان ہوتا ہے (ھنالکَ ابتُلِیَ المومنون و زلزلوا زلزالاً شدیداً) —

غزوہ احزاب

* ⑦ منافقوں کی نفسیات – بزدلی [1]، دھوکہ اور طعنہ زنی [2]، اور دوکروں کو بھی [3] جہاد سے روکنا [4]، (جہاد سے فرار – کفر کی محبت و حفاظت کا بہانہ) کالذی یغشیٰ علیہ من الموت مال و دولت کا لالچ [5] (مال غنیمت کی طمع) دل سے لشکرِ کفر (یا طاغوتی طاقت) سے ہمدردی [6] –

* ⑪ اللہ تعالیٰ اہلِ حق کیلئے معرکۂ حق و باطل میں کافی ہے (نتیجہ خیزی کی ضمانت) 25

⑧ اسوۂ حسنہ حضورؐ کی ذاتِ گرامی ہے –

⑨ اہلِ ایمان کفار کی سختیوں سے مزید اپنے ایمان کو پختگی دیتے ہیں –

⑩ آزمائش کے بعد اہلِ حق کو صلہ و انعام اور اہلِ باطل کی تباہی و ہلاکت (اور شکست)

* من المومنین رجالٌ 23

Marfat.com

نمبر	سورت و آیات	پارہ	مضامین
186	الاحزاب ع 35-36	22	ان ایمان کی علامات — اسلام، ایمان، قنوت (فرمانبرداری)، صدق، صبر، خشوع، تصدق (صدقہ و خیرات کرنا) صوم، حفاظت فروج، ذکر الٰہی ان کیلئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔ خدا اور رسول کا فیصلہ حتمی و قطعی ہے۔ اس کے بعد کسی کو رائے زنی کا حق نہیں۔ یہ گناہ اور گمراہی ہے۔
187	ع 40 (ختم نبوت اور مفہوم و فلسفہ)		آیت ختم نبوت — "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیء علیماً"
187-A	آیت 43 اور تکمیل دین		اللہ (اور فرشتے) مومنوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی میں لایا کرتا ہے (اسلئے رحمت بھیجتا ہے)
188	ع 45 — 48 اگر شاخ کی ضمانت نہ دے تو کافی کارساز؟ وکیلاً کیا مطلب ہے؟		نبی اکرم — شاہد، مبشر، نذیر، داعی، اور سراج منیر ہیں۔ کفار و منافقین کی اطاعت سے احتراز، انکی ذاتی ایذا رسانی سے صرف نظر، اور توکل علی اللہ اور خدا کا کافی کارساز ہونا
189	ع 56 — 58		اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کا نبی اکرم پر صلوٰۃ بھیجنا اور مومنوں کو حکم صلوٰۃ و سلام پڑھنے کا۔ (نمبر 43 بھی قابل غور ہے) خدا اور رسول کو ایذا دو دنیا و آخرت کی لعنت و عذاب۔ ایذائے مومنین کی ممانعت و مذمت

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین (67)
١٩٥		60 — 62 ملعونین اینما ثقفوا اخذوا وقتلوا تقتیلا	22	اگر منافق (منافقین [illegible] طبقہ) اپنے نفاق اور جھوٹ سے باز نہ آئیں تو انہیں شکنجہ میں لے لیا جائے (مغلوب کر لیا جائیگا) اور قتل کیا جائیگا۔ (یعنی قوت سے دبایا جائیگا)
※		(اللہ تعالیٰ اہل حق کو باطل پر غلبہ و فتح عطا کرتا ہے)	سنت	خدا کی سنت (طریقہ) بدل نہیں سکتا۔
١٩١		70 — 73	"	ایمان، تقویٰ، قول سدید (سیدھی بات) (کھری بات)
				صلہ — اصلاح اعمال اور مغفرت ذنوب
※		رسول کی پیروی سے عظیم کامیابی نصیب ہوتی ہے		اطاعت اللہ والرسول — صلہ فقد فاز فوزاً عظیماً — (عظیم کامیابی)
			Imp	انسان کا امانتِ الٰہی کو اٹھانا۔ (خلافتِ ارضی) — (امانت اور اسکی ذمہ داری کو انسان نے قبول کر لیا)
				منافقوں اور مشرکوں کو عذاب، ہلاکت اور مومنوں کو بخشش و کامیابی —

Marfat.com

	سورت	آیات	پارہ	مضامین۔ (68)
192	السبا	6	22	• اہل علم جانتے ہیں کہ قرآن ہی حق ہے اور منزل مقصود کیلئے کافی ہدایت ہے۔
193	"	28—30	"	• رسالت محمدیؐ تمام نسل انسانی کیلئے ہے۔ تبشیر و تنذیر اسکے دو پہلو ہیں۔
		ویقولون متی ہذا الوعد ان کنتم صادقین ←		• اہل باطل ساعت موعودہ کی نسبت سوال کرتے ہیں۔
				• اس دن کیلئے (فیصلہ کن گھڑی) ایک میعاد (مقرر فیصلہ) ہے۔ اسکے آگے پیچھے ہونیکا کوئی امکان نہیں۔
194	"	31—39	"	ظالم لوگ ① اہل باطل قرآن کا کھلا انکار کرتے ہیں۔ (بلکہ علم بالوحی کا)
		⑤ نیز اہل باطل اپنے اعمال سوء کا انجام بھگت کر رہینگے۔		② اپنا عبرتناک انجام دیکھ کر ایک دوسرے کو گمراہی کا الزام دینگے اور ذمہ دار ٹھیرائینگے۔
		⑥ انکار کفر کا آغاز ہمیشہ وڈیرے طبقے (سرمایہ داروں اور جاگیرداروں) کی طرف سے ہوتا ہے		③ کمزور طبقہ وڈیروں کو ساری ہلاکت و ضلالت کا ذمہ دار ٹھیرائیگا۔ وہ اپنا دامن صاف کرنا چاہینگے۔
		⑦ مال و دولت کا نشہ انہیں حق سے منحرف کرتا ہے (زنجیروں میں جکڑے جائینگے) ←		④ دونوں طبقات نادم و شرمندہ ہونگے غلامی میں مبتلا ہونگے

Marfat.com

(۶۹)

⑧ ایمان اور اعمال صالحہ (حق کو قبول کرنے) کا دوگنا صلہ ملے گا۔

(نتیجہ)
(یعنی آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی نتائج موعودہ میسر آئیں گے۔

(فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا —)

⑨ حکایات الٰہیہ (خدائی وعدوں) کو غلط اور ناکام ثابت کرنے کی کوشش کرنے والے ہلاکت کا شکار ہوں گے۔ (والذین یسعون فی آیتنا معٰجزین —)

⑩ رزق کی کمی بیشی خدا کی طرف سے ہے۔ (کسی کا چاہے تو وسیع کر دے، (فراخی اور تنگی) کسی کا چاہے تو ضروریات تک محدود رکھے۔ یہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہے۔ لیکن وہ کسی کو محروم رزق نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہو تو بعض لوگ خدائی احکام کی خلاف ورزی کے ذریعے دوسروں کا استحصال کر رہے ہیں۔ (خدا رزاق بھی ہے)

⑪ خرچ کرنے کا بدلہ بعد جزا مزید ملے گا۔ (وھو خیر الرازقین)

۱۹۵ عنوان	۴۸-۴۹ (قل جاء الحق وما یبدئ الباطل وما یعید)	22	حق کا اظہار رب کی طرف سے ہوتا ہے۔ (علم بالوحی سے حق ملتا ہے)
نتیجہ	(باطل نہ نشو و نما، حق بین)		حق کا پیمان یہ ہے کہ وہ آئے تو باطل جڑ سے ختم ہو جاتے اور اس کے لوٹ آنے کے امکانات بھی نہ رہیں۔
	(جاء الحق وزھق الباطل - ان الباطل کان زھوقا)		

Marfat.com

نمبر شمار	سورت / آیات	پارہ	مضامین (50)
196	فاطر ع 2 خدائی فیصلہ وارادہ حق ہے ۔ وہ پورا ہوکر رہتا ہے ۔ کوئی مخالف طاقت یا لائحہ عمل اسمیں ردوبدل نہیں کر سکتا	22	اگر اللہ تعالیٰ کسی پر رحمت کرنا چاہے (کامیابی سے ہمکنار کرنا چاہے) تو کوئی روک نہیں سکتا ۔ اگر وہ کسی سے اپنی رحمت وفضل روکنا چاہے (ناکام اور شکست خوردہ کرنا چاہے) تو کوئی اسکا اجراء نہیں کر سکتا ۔ وہ عزیز وحکیم ہے
197	ع 8 — 9 انّ وعداللّٰہ حقٌ — انّ الشیطٰن لکم عدوٌ فاتخذوہ عدوًّا —		اہل باطل کی تکذیب سے گھبرانا نہیں چاہیے ۔ وعدۂ الٰہی حق ہے وہ پورا ہوکر رہیگا ۔ دنیوی زندگی (جاہ ومنصب اور سرمایہ ودولت) پر دھوکہ نہیں کھانا چاہیے ۔ شیطان اہل حق کا دشمن ہے ۔ اور اسے دشمن سمجھنا ہی چاہیے ۔
198 Imp	ع 10 — عزت وغلبہ سب اللہ کے پاس ہے اور اسی سے چاہو پاکیزہ کلام اسکی بارگاہ تک پہنچتا ہے ۔ اور نیک کام (پاکیزہ جدوجہد) آدمی کو بلند کرتا ہے ۔ منزل مقصود کے قریب کرتا ہے		ایمان اور عمل صالح سے مغفرت اور اجر کبیر اہل باطل کو اپنا برے اعمال (بری کوششیں) اپنی نظر میں اچھے لگتے ہیں ۔ ہدایت وضلالت — دو الگ الگ راستے ہیں ۔ جو خدا کی طرف سے متعین ہیں ۔

Marfat.com

(51)

"الیه یصعد الکلم الطیب و العمل الصالح یرفعه"

• الکلم الطیب ← پاکیزہ اور مخلصانہ پروگرام ۔ عزم و ارادہ بعد منشور

الیه یصعد ۔ بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوتا ہے ۔ اور اسے تائید غیبی اور قبولیت حاصل ہوتی ہے

• العمل الصالح ← اس پروگرام کے مطابق اگر اسی یقین سے مخلصانہ جدوجہد بھی کی جائے تو یرفعه وہ اس مجاہد کو بلند کر دیتی ہے ۔ یعنی منزل مقصود کے قریب پہنچا دیتی ہے ۔

ان دونوں اصطلاحات کا مفہوم اسی آیت کے پہلے حصے کے حوالے سے سمجھا جائے

• من کان یرید العزۃ فللہ العزۃ جمیعاً ۔

(غلبہ) (غلبہ)

• برے داؤ چلنے والے (باطل طاغوتی عزائم کیلئے جدوجہد کرنیوالے)

※ (اپنے پروگرام ہی کے نتیجے میں برباد ہو جاتے ہیں)

جملہ: "ومکر اولئک هو یبور" یعنی باطل کے پروگرام میں ہی تباہی کی ضمانت ہے ۔ جس طرح العمل الصالح میں کامیابی کی ۔ (وہ اپنی برباد کر دے گا)

نمبر شمار	سورۃ	آیات	پارہ	مضامین
199 *		ع 16-17 غلبہ و زوال کا عمل اتفاقیہ و حادثاتی نہیں بلکہ باقاعدہ خدائی ارادے سے واقع ہوتا ہے	22	• اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو ایک قوم کو فنا کر (معدوم کر کے) دوسری قوم کو غلبہ دے دے۔ ایسا کرنا قطعاً دشوار نہیں۔ (ان یشأ یذھبکم ویأت بخلق جدید۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز)
200 [illegible]		ع 24-26 • ٥ تکذیب کرنے والے گرفت میں آگئے۔ اور انبیاء کی کتب کے مطابق تباہ و برباد ہو گئے کتاب منیر — نتیجہ خیز پروگرام (جس کی اطاعت سے فلاح اور	١	• ١ رسالت محمدیہ — تبشیر و تنذیر دونوں پر مشتمل ہے • ٢ ہر طبقہ کی طرف (پیغمبر انقلاب) اہل حق کو بشارت — اہل باطل کی ہلاکت • ڈر سنانے والا ضرور آیا ہے۔ • ٣ اہل باطل کی تکذیب کا عبرتناک انجام۔ • ٤ انبیاء سابقہ امم کے پاس بھی بینات (روشن دلائل) زبر (صحائف) اور کتاب منیر (روشن اور واضح کتاب — لائحہ عمل) کیا آئے۔ • ٥ انحراف سے تباہی — یہ نتیجہ پیدا ہو کر رہا
201		ع 29-30 دوام مغفرت — قدر کرنے والا (اجر — فضل) غفور — شکور (یہ اجر تو تجارت کا ہے) قدر اگر دینا ہی نہ ہو — ذلت ہو تو وہ شکور نہیں رہتا۔	١	• تلاوت کتاب، اقامت صلوٰۃ، انفاق (سری و جہری) اس تجارت میں قطعاً نقصان نہیں۔ • اللہ تعالیٰ اپنی مکمل اجر دے گا اور مزید فضل کریگا

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	(53) مضامین
202		39 ۔	22	خلافت ارضی (غلبہ واقتدار) اللہ تعالیٰ دیتا ہے ایک اور جو کوئی کفر کرے تو کفر اس کا اسی کے لیے بیزاری اور نقصان میں اضافہ ہوتا ہے ۔
٭		غلبہ واقتدار ایک نعمت ہے مگر نعمت آزمائش بھی ہے ۔		
203		42 - 45 ۔	"	(بعثت سے پہلے — یہود و نصاریٰ کے حال کو دیکھ کر) کفار مکہ (قریش) نے قسمیں کھائیں کہ اگر ہمارے پاس کوئی رسول آیا تو ہم اس کی پیروی کریں گے ۔ لیکن بعثت محمدی کے بعد منکر رہے ۔ وعدہ پورا نہ کیا ۔ نفرت ، غرور اور فریب کرتے رہے
٭		«فلن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا»		وہ پہلی امتوں کا انجام دیکھیں ۔ خدائی ضابطے بدل نہیں سکتے ۔
		(اور کوئی بھی نہ بچے)		اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو اہل باطل (ظالموں) کو ہر برائی اور ظلم پر پکڑ کر تباہ کر سکتا ہے ۔ سب کو نیست و نابود کر دے لیکن وہ ہر ایک کو مقرر ضابطے اور طریقہ عمل کے مطابق
٭		تاکہ لوگ خود اپنے انجام کو دیکھتے رہیں ۔ مقرر قانون کے مطابق		مہلت کی ساعت تک ڈھیل دیتا ہے

Marfat.com

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین (54)
204	یٰسین	ع 1-6	22	قرآن حکمت والا کتاب ہے۔ حضور مرسل ہیں۔ اور سیدھی راہ (صراط مستقیم) پر ہیں جو منزل مقصود تک پہنچاتی ہے۔ یہ تنزیل برائے انذار ہے
205	"	ع 47	23	اہل باطل کسی نادار کی ضرورت رفع کرنا نہیں چاہتے بلکہ اس سلسلے میں خدا کی تقدیر کا بہانہ بنا کر اپنی جان انفاق سے بچانا چاہتے ہیں۔
206	" ✱	ع 69-70 Imp. قرآنی دعاوی نتیجہ خیز ہیں اور ان کی حقانیت واضح ہو کر رہیگی "	"	پیغمبرانہ فرمودات اور قرآنی دعاوی شعر (شاعرانہ تعلی) نہیں بلکہ واضح حقیقت ہیں۔ الٹے اہل باطل پر حق واضح اور ثابت ہو کر رہیگا۔
207 ✱		ع 71-73 ملکیت - برائے انتفاع و شکر	"	فلسفہ ملکیت - (اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو اپنی تخلیق کردہ اشیاء پر اس لیئے مالک بنایا کہ وہ ان سے مختلف منافع حاصل کریں اور شکر بجا لائیں۔

← (اہل حق کی فتح و غلبہ کا وعدہ کیا گیا ہے) ✱

Marfat.com

نمبر شمار	سورت آیات	پارہ	مضامین (55)
208	الصّٰفّٰت - 75-82 — دنیوی کامیابی، بقا، سلامتی یہ بھی جزائے الٰہی ہے	23	حضرت نوحؑ — معرکہ حق و باطل میں کامیابی دنیا کی تعریف (بقا) اور سلامتی بھی خدا کی نعمت ہے۔ اور یہ خدا کی طرف سے نیکی کی جزا ہے (ونجینٰہ واھلہ من الکرب العظیم وجعلنا ذریتہ ھم الباقین وترکنا علیہ فی الآخرین سلام علی نوح فی العالمین انا کذلک نجزی المحسنین) ثم اغرقنا الآخرین
209	98	"	(فارادوا بہ کیداً فجعلنٰھم الاسفلین) اہل باطل کے داؤ کو ناکام بنا کر حضرت ابراہیمؑ کو کامیاب کر دیا۔
210	100 — 111	"	حضرت ابراہیمؑ کی دعا اولاد کیلئے، فرزند کا عطا ہونا، اور خدا کی رضا کیلئے اسے قربان کرنا، امتحان صبر
211	114 — 122 — (دنیوی غلبہ بھی خدا کی طرف سے جزا ہے۔ جو بعض انبیاء کو عطا ہوتی رہی)	"	موسیٰ و ہارونؑ کی کامیابی و غلبہ اور اہل باطل کی شکست و ناکامی — (انا کذلک نجزی المحسنین) جزا محض جزائے اخروی ہی نہیں ہے۔
212	133 — 138		لوطؑ کی کامیابی اور گمراہ قوم کی ہلاکت۔
213	171 — 173	"	ہمارا وعدہ پہلے انبیاء کی طرف بھی نازل ہوا تھا کہ بے شک اہل حق کی ہی مدد ہوگی اور ہمارا ہی لشکر (غالب آئے گا)

Marfat.com

(ص۴)

نمبر شمار	سورت، آیات	پارہ	مضامین
214	ص ع ۱ — 8	23	ذکروالے قرآن کی قسم - کفار تکبر اور مخالفت حق میں پہلی اقوام کی تباہی ، کفار کا حضورؐ کو جادوگر کہنا - تعدد آلہہ کے انکار پر تعجب ، حضورؐ کی تبلیغ و سعی (توحید) کو کسی خواہش و طمع کا نتیجہ سمجھنا قول رسولؐ کو اختلاق قرار دینا (نری من گھڑت) کفار کو اپنی دنیوی عزت پر ناز تھا - اور حضورؐ پر طعنہ کہ ہم سب کو چھوڑ کر اسی پر وحی نازل ہوئی ہے
215	۲ ع ۴۵ — 12	"	قوم نوحؑ، عادؑ، فرعونؑ، ثمودؑ، لوطؑ، شعیبؑ کی تکذیب اور انکا عبرتناک انجام -
(i)	✓ دنیوی اقتدار (داؤدؑ) (وشددنا ملکہ وآتیناہ الحکمۃ) وفصل الخطاب		داؤدؑ کو دنیا میں مضبوط سلطنت ، حکمت و دانائی اور قول فیصل (فصل الخطاب) عطا فرمایا گیا
(ii)	"یا داؤد انا جعلنٰک خلیفۃ فی الارض فاحکم بین الناس بالحق" (کائنات کو کسی مقصد، اور ضابطہ و قانون سے خالی سمجھنا کافرانہ گمان ہے)		سرمایہ داروں کی مفاد پرستانہ اور استحصالی ذہنیت ۲۶ ۔
			کائنات کی تخلیق بامقصد ہے ، اور با ضابطہ ہے (Creation by chance) (کہ لغو ہو کی نفی)
	✓ سلیمانؑ کو دین حق کے غلبہ کیلئے اولاد دنیوی نعمتیں دی گئیں		مومنین اور مفسدین / متقین اور فجار — ایک جیسے نہیں ہو سکتے
	✓ دنیا یاد خدا سے غافل نہ کرے تو دنیاداری بری نہیں ۔		سلیمانؑ کی سلطنت کا ذکر — یہ خدا کی نعمت و عطا ہے

۲۰

۲۲۱

Marfat.com

شمار	سورۃ	آیات	پارہ	(57) مضامین
216		87	23	إن هو إلا ذكر للعٰلمين ۔ عالمی ہدایت ۔
217	الزمر	1-3	"	• خدا غلبہ و حکمت والا ہے جس نے قرآن نازل کیا ۔ • اخلاص فی الدین کی تعلیم ۔ • شرک کیلئے کوئی بھی وجہ جواز نہیں ہو سکتی ۔ • جھوٹا اور ناشکرا ہدایت سے محروم رہتا ہے ۔
218		9-12 وارض اللہ واسعۃ	"	• فرمانبردار اور نافرمان ، جاننے والا اور انجان برابر نہیں ہو سکتے ۔ • اہل حق کیلئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے
219		17-18	"	• اخلاص فی الدین کی تعلیم ۔ اجتناب عن الطاغوت اور انابت الی اللہ والوں کیلئے بشارت اور ہدایت ۔
220		22	"	انشراح صدر اسلام کیلئے ۔ فهو على نور من ربه جس کا دل یاد خدا سے غافل ہو گیا ۔ وہ گمراہی میں ہے
221		25-28	"	• اقوام سابقہ کی تکذیب اور انجام بد • اہل باطل کو دنیا اور آخرت میں الگ الگ عذاب • قرآن میں ہر چیز کی تمثیل بیان ہوئی ہے تاکہ توجہ پیدا ہو

Marfat.com

نمبر شمار	سورت - آیات	پارہ	(58) مضامین
221	الزمر - 32-37	24	ظلم — کذب علی اللہ اور تکذیب بالصدق تقویٰ — تمسک بالصدق اور تصدیق صدق (دعوت الی الصدق) جزاء انعام — تکفیر سیئات (خطایا) الیس اللہ بکافٍ عبدہٗ —
	ومن یضلل اللہ فما لہٗ من ھاد ومن یھد اللہ فما لہٗ من مضل —	"	
222	" [redacted] 41	"	منزل الکتاب بالحق — ہدایت و ضلالت میں
223	" 53-55	"	اپنے اپنے لیے ہی نتیجہ کرتا ہے ۔ (1) خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا — (2) انابت الی اللہ اور (3) تسلیم و اطاعت کامل — یہ کہ ذات سے پہلے ۔ (4) اتباع ما انزل ۔
	نمبر 60 تک کا تلخیص		
			یوم قیامت (اہل نار اور اہل جنت کا اپنے اپنے مقامات تک جانے کا منظر)
224	المومن 1-9	"	قرآن کا تعارف "منزل کے حوالے سے" — العزیز العلیم غافر الذنب ، قابل التوب ، شدید العقاب ، ذی الطول توحید (الوہیت و وحدانیت) آیات اللہ میں جھگڑا (انکار) اہل کفر (باطل) کا شیوہ

مضامین (59)	پارہ	آیات	سورت	شمار
اہل باطل کی ظاہری شان و شوکت سے اہل حق کو متاثر نہیں ہونا چاہیے۔	24			
قوم نوح اور دیگر طبقات کا تکذیب کا یہ باطل گروہ کا ارادہ یہ ہوتا تھا کہ حق کو مٹا دیں (یا ناکام کر دیں) اور باطل کو مستقل رائج رکھیں۔		وعدہ الٰہیہ باطل کو شکست دینے اور حق کو غالب کر لینے سے میں پورا ہوتا ہے		
قدرت نے تمام اہل باطل کو مٹا دیا اور اس طرح کلمات خدا حق ثابت ہوئے۔		وکذلک حقت کلمت ربک علی الذین کفروا		
اہل حق (مومنین) کیلئے حاملان عرش کی دعا		(مومنین کیلئے فرشتوں کی دعا)		
اگر خدا کی بندگی و اطاعت اور اخلاص فی الدین میں اہل باطل ~~[illegible]~~ کی طرف سے مخالفت و مزاحمت پیدا نہ ہو) تو یہ اخلاص فی الدین نہ ہوگا۔ (لکم تبالیون علی حرب الاحمر والاسود من الناس کی بلیت عقبہ ثانیہ)	"	14 یہ شیدہ سا گرا لفت میں قدم رکھنا ہے۔ لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا		225
اقوام سابقہ کی ہلاکت و تباہی۔ دعوت انبیاء کے انکار کے سبب تھی	"	21 - 27		226
فرعون، ہامان اور قارون کی حضرت موسیٰؑ کی دعوت		جابر و مستبد سرمایہ داری اور تکبر کی لغیات		

(60)

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	مضامین
227	المومن	58	24	جاہل و عالم اور نیکوکار و بدکار برابر نہیں ہو سکتے ۔
228	"	81 – 85	"	امم سابقہ کی تباہی، انبیاء کی دعوت کی تکذیب کے سبب تھی ۔ اور یہ اصول الٰہی ہے کبھی بدلا نہیں کرتا ۔
		سنت اللہ التی قد خلت فی عبادہ ←		
			"	عذاب الٰہی کو دیکھ کر ایمان لانا قابل قبول نہیں
229	حٰم السجدہ	5-6-7	"	ہدایت ربانی قبول نہ کرنے کے مختلف بہانے ۔ اپنے اور رسول اکرمؐ کے درمیان رکاوٹ و مغایرت کا الزام کہ کیسے آپکی اطاعت کریں ۔ **جواب** کہ آدمی ہونے میں تو میں تم جیسا ہوں کہ میری بات سن سکو اور مجھے دیکھ کر میری اتباع کر سکو ۔ " قل انما انا بشر مثلکم "
230		13 – 14 – 18	"	قوم عاد و ثمود کی تکذیب و تکبر اور عبرتناک انجام
231		30 – 36		اور اہل حق کی نجات و کامیابی
				(1) کلمۂ حق بلند کرنا ۔ اور اس پر استقامت
				(2) تنزل ملائکہ ۔ امداد اور بشارت
				(3) دنیا اور آخرت دونوں میں معاونت

نمبر شمار	سورت	آیات	پارہ	(61) مضامین
	قول و عمل میں مطابقت (و پختگی)		۲۴	(۴) دعوت الی اللہ — عمل صالح — سب سے بڑی بات ہے (۵) حسنہ اور سیئہ میں واضح امتیاز (خیر و شر اور حق و باطل ایک جیسے نہیں ہو سکتے)
*	مگر یہ دولت بہت بڑا نصیب ہے جو صرف صبر والوں کو ملتا ہے		*	(۶) عفو و درگزر کی تعلیم — (احسان) سے عداوت — دوستی میں بدل جاتی ہے (انتقام نہ لینا — صاحب عزیمت ہونا)
232		41-42	✓	ہدایت ربانی کتاب عزیز ہے (پختہ لائحہ عمل اور Guaranteed Programme)
*	ان کے بچاؤ کا کوئی راستہ نہیں ہے			لیل باطل کسی لحاظ سے جو اس لائحہ عمل کو ناکام ثابت نہیں کر سکتی
233			25	

Marfat.com

ضمیمہ نمبر ۳

قرآنی فلسفہ انقلاب (قائد انقلاب کا قلمی مسودہ)

Marfat.com

Marfat.com

"فادعوا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون" ②

قرآنی فلسفۂ انقلاب

محمد طاہر القادری

Marfat.com

(۲)

تیسرا سوال یہ ہے ۔ عمل کیوں چھوڑا ؟

اس لئے کہ جب مطلوبہ نتائج زندگی میں (اسلام پر عمل سے) پیدا ہونا بند ہو گئے
اسلام کی بے تاثیری ۔ اور مایوسی و بے یقینی کا تصور پیدا ہوا ۔

وہ مؤثرات کیا ہیں جنہوں نے اسلام کی بابت نتائج کے لحاظ سے مایوسی پیدا کی ؟

(زندگی کے بنیادی تصورات میں تغیر)

زوال کو ختم کرنے کیلئے انداز فکر میں تبدیلی درکار تھی ۔

سلسلہ

مؤثرات دو ہیں

(۱) غلبۂ باطل — حق کی قوت سے غلبہ کا ختم ہو جانا ۔
(۲) فکری علمی و عملی زندگی کے بنیادی تصورات میں تغیرات کا رونما ہونا

دو طرح کے انقلاب رونما ہیں

۱۔ سیاسی انقلاب
۲۔ فکری انقلاب

Marfat.com

ادائیگیٔ حقوق — Demand of Rights

• معاشرت - (3) ایسی انسانی اجتماعی زندگی جو مطالبۂ حقوق کے بجائے ادائیگیٔ حقوق یا
کے اصول پر حرکت پذیر ہو اور اسکی اساس وحدت نفس شریعت اسلامیہ ہو۔

، Socialism ، معاشی رواداری، بین الانسانی رواداری ،
، Capitalism ، جغرافیائی رواداری (وطنیت) ، وغیرہ۔

" اسباب و محرکات اور اساسی تغیرات و مؤثرات
جنکے باعث عالمی سطح پر اسلام کی اجتماعی قوت
زوال پذیر ہوئی۔

تعلیمی زندگی - مروجہ علوم -

✓ موضوع — علم

✓ موضوع — عمل

۱ سیاسیات کا مسئلہ
۲ معاشیات ،
۳ عمرانیات ،
۴ افلاطونیات ،
۵ اسلامیات ،
۶ تاریخ — وغیرہ۔

ریاست کا تشکیلی عنصر
• ______
• ______
• ______
• ______

واقعات کا سبب [illegible]
تاریخی تاثر [illegible] ؟

✓ " دورِ صحابہ کے اثرات ۔ " زوال کا کیا سبب ہے؟
دین اور انسان — کہ ہم نے اسلام پر عمل کرنا چھوڑ دیا ہے
حالانکہ اکثریت ہم سب سے زیادہ [illegible] تعلیمات میں اسلام پر [illegible] ۔

Chapter II عمل

(۴) مستقبل میں مسلمانوں کو { تعاون سیاسی استعمار میں نہ کرے مسلمانوں کے پہلو در ماغ پر حملہ کرنے میں مصروف ہوتی }

(i) ابادی کی لینت اعتقاد [illegible] معطل ہو جائے ۔ مادی کی امید یقینی (نشاۃ ثانیہ)

(ii) اسلام کے قابل عمل ہونے کا اعتقاد [illegible] ختم ہو جائے ۔ لادینیت اور الحاد

(iii) (دور حاضر میں) ← اسلام کی آج دنیا میں [illegible] کی مخالفت پر اعتقاد اور ایمان نہ رہے

"اسلام" دورِ جدید میں

③ سیاست — [صحیح تصور]

حاکم و محکوم "منزل من اللہ" قانون کے یکساں تابع ہو کر معاشرے میں اقدارِ حیات کے عادلانہ قیام، تحفظ اور فروغ کیلئے کوشش کریں

(✓ آمریت و ملوکیت سے بدلا ۔
✗ ردِ عمل کے طور پر جمہوریت سے بدلا)

④ معیشت ۔ اسلام

← تخلیق و تعلیم دولت کیلئے ایسا عمرانی تعاون کا عمل ہے جس سے معاشی ناہمواری و بے انصافی کا خاتمہ اس انداز سے ہو کہ نہ کوئی فرد حاجتمندی میں مبتلا رہے اور نہ کسی کا تخلیقی و ارتقائی جدوجہد معطل ہو ۔ (اسکے اندر درج ہے کہ پوری معاشرتی زندگی کو ایک وحدت (اکائی) تصور کیا جائے)

(✗ انفرادیت و سرمایہ داریت سے بدلا
✗ ردِ عمل ۔ اشتمالیت و اشتراکیت سے بدلا)

وسائل پیداوار کی تقسیم سے معاشی توازن و استحکام پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ حالانکہ اسلام میں وسائل پیداوار کی تقسیم کی بنیاد ہے

Marfat.com

⑤ مغربی اقوام کے بالمقابل سیاسی پستی ← ذہنی شکست خوردگی ۔ فکری مرعوبیت

لہٰذا لعینلہ کی نسبت اعتماد معمل ۔ برصغیر میں برطانوی استعمار کے غلبہ سے تغیرات ۔

اہل حق "عالم اسلام میں اساسی تغیرات" اہل باطل

① سیاسی تغیر ← ألا ان حزب الله هم الغلبون ۔ أنتم الغلبون

② معاشی تغیر ← بعضكم لبعض عدو ولكم في الارض مستقر ومتاع الى حين

(سیاسی) (معاشی) (دینی)

③ قانونی تغیر ۔ (سیکولرزم)

④ عمرانی معاشرتی تغیر

۵ ۔ ثقافتی تغیر ۔

۶ ۔ تعلیمی تغیر ۔ Secularism کا تسلط

← تعطل ۔ (شرعی ترقی / ذہنی ترقی) تغیرات کی وجہ

اور یہ تغیرات تمام عالم اسلام میں رونما ہوئے ۔ معمولی فرق ہو سکتا ہے ۔

7 ۔ مذہبی تغیر ← کس معتقد کیسے ؟ قرآن و سنت (وحی) سے اکتساب علم

سیاسی و معاشی تغیر سے غلبۂ حق ختم ۔ معیاری دین بحال نہ رہا ۔

قوت نافذہ جس کے باعث اسلامی فضائل موجود بالفعل اور محفوظ تھے ۔ ختم ہو گئی

باقی ۳ ۔ ۴ ۔ ۵ ۔ ۶ وغیرہ تمام تغیرات کا رونما ہونا منطقی نتیجہ تھا ۔

لہٰذا معمول بہ دین کو نفاذ کی قوت نہ رہی ۔ یعنی بحال نہ رہ سکا ۔ (قوت نافذہ)

تعریف ۔ ۱ ۔ سیاسی غلبۂ حق ۔ یعنی سیاسی غلبہ بحوالہ کتاب و سنت (بذریعہ دین کی اقدار و نفوذ)

۲ ۔ علمی تحریک سے شریعت ۔ طریقت ۔ مسالک کی تعلیمات کا نفاذ

⑥ معمول بہ دین اور معیاری دین کا تعلق۔ تذکرہ / مشاہیر (آیات، احادیث، لٹریچر، حوالہ جات)

(اب یہ امر طے ہو سکے گا کہ سیاسی انقلاب مقدم ہے یا معاشرتی انقلاب)

● سیاسی انقلاب معاشرتی انقلاب پر مقدم ہے۔ (مدلل بحث)

(سیرت رسول کا حوالہ۔ ہجرت کا مقصد۔۔۔ دیگر مفکرین کے نقطہ ہائے نظر۔

یعنی معمول بہ دین کی بحالی اور اثر انگیزی کیلئے سیاسی غلبہ دین کو بحال کرانے کی جدوجہد کی جائے

یہ سیاسی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔

Chapter II

※ سیاسی انقلاب مقدم ہے اور سماجی و معاشرتی انقلاب اس کا نتیجہ ہے

نہایت اہم اور غور طلب موضوع۔ آیات۔

① سورہ الحدید۔ پارہ 27۔ آیت نمبر 25۔ (الکتب، والمیزان، والحدید) منزل من جانب اللہ

② سورہ النور۔ پارہ 18۔ آیت 55-57۔ (استخلاف فی الارض۔ مذہبی تمکن دین)

③ سورہ الحج۔ 17۔ 40-41۔ دفع اللہ الناس۔ تمکن فی الارض۔ اشاعت دین

④ طٰہٰ۔ 16۔ 24-34، 43/44

(7)

⑤ سورہ بنی اسرائیل -	پارہ 15	آیت نمبر 80	(دعا) سلطاناً نصیرا
⑥ یوسف -	13 -	54-55/56	واقعہ حضرت یوسف — (تمکن فی الارض)
⑦ یونس -	11 -	83/92 - (75)	فرعون کے غلبہ و اقتدار میں حضرت موسیٰ — سارا واقعہ موضوع سے متعلق ہے
⑧ اعراف -	9 -	157	ایمان۔ تعزیر۔ نصرت۔ اتباع — سرفرازی کا سامان
⑨ نساء -	5 -	74-75/76	قتال برائے استیصال نشدہ ظلم
⑩ انفال -	9 -	26-29	

" نکتہ موقف کے علاوہ - سنت رسول کا بیان - "
ہجرت مدینہ

توحید کی آزادی سے کیا کا حقائق القرآن حب القرآن ... نقل تذکرہ

* Chapter III -

(1) ایک حق کی سیاسی جدوجہد قطعاً اور یقیناً نتیجہ خیز ہے۔ (اللہ)

محض ثواب آخرت کی امید اور دنیوی کامیابی [redacted] کی نسبت بے یقینی (ناامیدی و مایوسی)

بعض لوگ - فکر کا ذہنی شکست خوردگی کا نتیجہ ہے۔

[redacted] اپنی [redacted] ناکامی و شکست کو اپنے پروگرام و تکنیک کی کمزوری و غلطی [redacted] سمجھ کر

اپنے رویہ اور طریق جدوجہد پر نظر ثانی [redacted] نہیں کرنا چاہتے۔

(اور اپنی ناکامی کی خفت و ندامت کو چھپانے کیلئے انبیاء علیہم السلام پر دنیوی ناکامی کا الزام لگاتے ہیں۔

Marfat.com

کامیابی و ناکامی کا یقین مقصد کے حوالے سے ہوتا ہے (4) مقصد کا یقین و تخصیص ضروری ہے۔ پھر اس قیادت کی نسبت کامیابی و ناکامی کا فیصلہ کیا جا سکے گا۔

(ii) اسلام محض اخروی فلاح و کامیابی کا ہی ضامن نہیں بلکہ دنیوی کامیابی و کامرانی عزت و عظمت اور غلبہ و اقتدار کی (اشاعت دین کیلئے) دولت کی بھی ضمانت مہیا کرتا ہے۔ (احقاق حق و ابطال باطل کیلئے)

چند انبیاء علیہم کے مقاصد اور نتائج کامیابی

انبیاء کی کامیابی اپنے اپنے مقصد بعثت کی تکمیل ہے اور ناکامی عدم تکمیل ہے

(1) بعثت نوح علیہ السلام - آیت نمبر 25 - سورۃ ہود پارہ 12 (25-123)

سورۃ ہود

(قوم کا اعتراض 3 اعتراضات آیت نمبر 27 - جواب آیت نمبر 31)

منکرین پر عذاب کی دنیا کی ذلت و تباہی ← واقعہ طوفان نوح - آغاز نمبر 37

بعثت نوح — پارہ 29 - نوح نمبر ← نمبر 26-28

(2) بعثت حضرت ہود علیہ السلام - نمبر 50 - اپنے مقصد بعثت کی تکمیل آیت نمبر 57

منکرین کی ذلت و رسوائی - نمبر 58

پارہ 12/57

(3) بعثت حضرت صالح علیہ السلام نمبر 61 - منکرین کی دنیا ذلت و تباہی (عذاب) ← نمبر 64-65، 66، 67

مقصد بعثت کی تکمیل

Marfat.com

④ بعثتِ لوطؑ (قوم کو عادتِ شنیعہ سے منع کرنا) - ناراضگی - منکروں کی تباہی ⑨
(برائیوں) نمبر ۸۰ — 83

⑤ بعثت حضرت شعیبؑ - نمبر ۸۴، ۸۵، ۸۶ - "وما انا علیکم بحفیظ"
نمبر ۸۸ "ان ارید الا الاصلاح ما استطعت"

منکرین کا ذلت و رسوائی - آیت نمبر ۹۴\95 - 35—39 الفرقان پارہ 19
(مقصدِ بعثت کی تکمیل) "لقد آتینا موسی الکتب" "وکلا تبرنا تتبیرا"

⑥ بعثتِ حضرت موسیٰؑ - "خاص طور پر فرمایا" لقد ارسلنا (بآیٰتنا و سلطٰن مبین) نمبر ۹۶/۹۷
ان کا مشن حضورؐ کے mission سے کسی حد تک مماثل تھا۔
لہذا مقصد بعثت کی تکمیل - (قوم کو آزادی بھی حاصل کی - تبلیغ مذہب بھی)
سورۃ الشعراء پارہ ۱۹ نمبر شمار 136-143
مقصد بعثت - طٰہٰ - نمبر 24، 43، 47 - ۹۸، ۹۹ نمبر

⑦ بعثت حضرت یوسفؑ کا استعارہ نمبر ۱۱ سورۃ یوسف پارہ 12
مقصدِ بعثت کی تکمیل - نمبر ۵۵/۵۶ "لا نضیع اجر المحسنین"
اور نمبر ۹۹-۱۰۰
(وما علینا الا البلاغ المبین)
منتخب القرآن

Marfat.com

⑨ مقصدِ بعثتِ محمدیؐ ۔ ① غلبہ دین حق ۔ اہل حق و اہل باطل کا تصادم ۔ سطر ⑮

مقصدِ بعثت ۔ توبہ ۔ پارہ نمبر ۱۰ آیت نمبر 32/33 اور الفتح ۔ پارہ 26 نمبر ۲۸ ②

✓ مقصدِ بعثت کی تکمیل ۔ المائدہ ۔ پارہ نمبر ۶ آیت نمبر 3

✓ طریق تکمیل مقصدِ بعثت محمدیؐ ۔ انفال پارہ نمبر ۹ آیت نمبر 7/8

یہ منفرد مقصد صرف اور صرف حضورؐ کا تھا ۔ اور آپکی ہی تکمیل ہوگا ۔

سابقہ انبیاء کا مقصد صرف ابلاغ مبین و انذار مبین ۔ اسمیں کامیاب ہوئے کہ منکرین کو ذلیل و رسوا کر دیا گیا تاکہ نئی نسلوں کیلئے عبرت ہو ۔

لہذا ان انبیاء کے مقاصد کی تکمیل ہو چکی ۔ کامیاب ہوگئے ۔

✓ اب امت محمدی کا مقصد محض ابلاغ و انذار نہیں

بلکہ احقاق حق و ابطال باطل کیلئے غلبہ حق ہے ۔

سیاسی کامیابی و تمکن تاکہ اقامت دین ہو سکے ۔

(امت محمدیؐ کا مقصد مقصد محمدیؐ ہے دیگر انبیاء کا تسلسل درست نہیں)

Marfat.com

(۱) پیروگرام نتیجہ خیزی اور امیابی دو متوازی کی ضمانت نمبر (۱۵) و (۱۶) پہلے بیان کریں

(۱) المائدہ - پارہ ۶ - نمبر 56 ← (حزب اللہ ہم الغالبون)

(۲) الانفال - پارہ ۹ - نمبر 29 تا 26 (عطائے فرقان کا وعدہ) یہ غلبہ حق ہی ہو سکتا ہے۔

(۳) الانفال " نمبر 36 -

(۴) " " نمبر 39 - 40 -

(۵) " پارہ 10 - نمبر 44, 45, 46 - (مکمت تا کرکھسنا کی جنگ میں)

(۶) " " نمبر 49

(۷) " " نمبر 53 - اور برعکس - "ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم"

(۸) " پارہ 10 نمبر 60, 61, 62

(۹) " " نمبر 65, 66 (وعدہ غلبہ) Blood 67

(۱۰) التوبہ " نمبر ← 32/33 (اغاز ترقی) 36 - وعدہ معیت

(۱۱) ابراہیم پارہ 13 - نمبر 15 — 12 - بلا فرق

Marfat.com

⑫ الحج - پارہ 17 - نمبر ۱۱، 15 ⑫

پارہ نمبر ۲ البقرہ نمبر 251 ↑ نیز

⑬ " " نمبر 40 دفع للناس بالناس

⑭ " " نمبر 55 - (~~[illegible]~~ - ولا تزال)

⑮ محمد پارہ 26 نمبر 35 ← انتم الاعلون

⑯ آل عمران - پارہ 4 - نمبر 137، 138 / 139 ← اعلون / 140، 141 (نحن صحابہ ان اللہ کی جنگ کا ترتیب)

⑰ الفتح - پارہ 26 نمبر 22، 23 لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا

⑱ الروم - پارہ 21 نمبر 47 (وکان حقا علینا نصر المؤمنین)

والذین معہ اشداء علی الکفار - الفتح - پارہ 26 نمبر 29 -
المائدہ - پارہ 6 یا ترتیب نمبر 55/54

Marfat.com

(13) پاکستان کا قیام اور اس کا آئندہ لائحہ عمل -
کی نشاندہی

(ریاست مدینہ کے حوالے سے)

((قیام مدینہ کی روشنی میں پاکستان کے ماضی و مستقبل کا جائزہ))

مسلمانوں کے مذہبی تشخص اور ملی انفرادیت کا مسئلہ ہے

سیاسی ① مکہ میں کفار کی غالب اکثریت - حکومت کا جمہوری حق کفار مکہ کو - مسلمانوں کی سیاسی محکومی -
محکومی متحدہ ہند میں ہندو کی غالب اکثریت " کفار ہند کو " -

معاشی ② مکہ میں کفار کی گرفت تمام ملکی معیشت پر - مسلمانوں کی معاشی احتیاج اور پستی -
پستی متحدہ ہند میں تمام وسائل معیشت پر کفار کا قبضہ - مسلمانوں کی معاشی محکومی

معاشرتی ③ مکہ میں کفار کی معاشرتی برتری و فوقیت - سماجی تفوق [illegible] (اکثریت)
پستی . مسلمانوں کی سماجی حالت ناگفتہ بہ - یہی پوزیشن متحدہ ہند میں تھی -

سرکار برطانیہ کا اصل حریف و مد مقابل مسلمان تھا - حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی
لہذا مسلمانوں کو تمام اعلیٰ مناصب سے محروم رکھا گیا

(مذہبی تشخص اور ملی انفرادیت کا مسئلہ)

سیاسی - معاشی اور سماجی آزادی کے بغیر مذہبی و ملی تشخص کا قیام ناممکن تھا
لہذا آزاد و علیحدہ خطہ ارضی درکار تھا = قیام مدینہ
قیام پاکستان

(آیات و احادیث)

Marfat.com

(14)

حدیث نمبر۱ عن ابی ہریرۃؓ قال وعدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۃ الھند فان ادرکتھا انفق فیھا نفسی ومالی وان قتلت کنت افضل الشہداء وان رجعت فانا ابوھریرۃ المحرر۔

نمبر۲ - عن ثوبان مولی رسول اللہ ؐ / عصابتان من امتی حرزھما اللہ من النار عصابۃ تغزوا الھند وعصابۃ تکون مع عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام

(باب غزوۃ الھند۔ نسائی جلد دوم p.52)

(Reconquest of India for Islam)

نمبر 12

(Reconquest of Mecca for Islam)

ہے

* پارہ نمبر۲ البقرہ نمبر۱۹۱/۱۹۰

* (واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم)

* فمالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال ۔۔۔۔

15

④ مدینہ کی شہری ریاست کا قیام محض نظریات کی بنا پر۔ جغرافیائی نسلی لسانی یا معاشی مقاصد پر نہیں — لا الٰہ الا اللہ	④ قیام پاکستان کا مطالبہ بھی صرف فکری و نظریاتی بنیاد پر۔ نعرہ لا الٰہ الا اللہ
⑤ ریاست مدینہ کے وجود کو مکہ کی غیر مسلم قیادت نے تسلیم نہ کیا۔ مخالفت و مزاحمت۔	⑤ ہند کی غیر مسلم قیادت نے آخر تک تسلیم نہیں کیا۔ مخالفت و مزاحمت۔ (بعد ازاں ہم نے اس حقیقت کو نظر انداز کر دیا) دشمن ہیں
⑥ کچھ مسلمان مکہ میں رہ گئے۔ ان کا جان و مال اور عزت و آبرو معرض خطر میں رہے۔ (چنانچہ فتح مکہ کر آزاد کرا لیا گیا)	⑥ کافی مسلمان ہند (بھارت) میں رہ گئے۔ حالت نہایت ابتر ہے۔ (آزادی دلانا مفقود ہے) جنکی جانب توجہ نہیں کی گئی
⑦ چند غیر مسلم اقلیتیں موجود تھیں یہود و نصاریٰ وغیرہ (ولقہم [illegible] عمل مرتب کیا گیا)	⑦ یہاں بھی چند غیر مسلم اقلیتیں موجود ہیں (جن میں کچھ موجود پاکستان کی دشمن ہیں مگر [illegible] توجہ مبذول نہ کی گئی)
⑧ چند منافقین شروع سے موجود تھے۔ جنکی نقل و حرکت پر نظر رکھی گئی۔	⑧ یہاں بھی ذلیل موقع پرست ہیں جو ملکی نظام و سالمیت کو داؤ پر لگا کر دیا مفاد حاصل کرنا چاہتے ہیں

Marfat.com

(16)

(9) مہاجر و انصار — دو گروہ مفادات کا تصادم نہ ہو سکا۔ قیادت محمدیؐ	(9) دو گروہ تحریکِ پاکستان (تصادم کا خدشہ نہ ہو سکا) قیادت صحیح نہ تھی۔ ذہنی اصلاح نہ ہو سکی
(10) دو عالمی طاقتیں — روم و ایران (قیصر و کسریٰ) امن عالم کو خطرہ	(10) دو عالمی طاقتیں — روس امریکہ Socialist Block Capitalist Block امن عالم کو خطرہ
(11) دونوں عالمی طاقتوں کا بغض و عناد اور عداوت و مخالفت ریاست مدینہ سے۔ اندرونی سازشوں اور بیرونی حملوں کے ذریعے نقصان	(11) دونوں طاقتوں کی اسلام دشمنی کھلی حقیقت ہے۔ پاکستان کو ہر موڑ پر نقصان۔ اندرونی سازشیں۔ اور بیرونی حملے
(12) Reconquest of Mecca for Islam کی جدوجہد جاری رہی آیا ہے	(12) Reconquest of India for Islam کی جدوجہد مطلوب ہے۔ یہی شرط لگتا ہے۔ اجازت

(14) (13) دونوں بلاکوں (تہذیبوں) میں سے کسی ایک میں بھی مدغم نہیں ہوئے۔ اپنے تشخص و انفرادیت کو قائم رکھتے ہوئے نئے بلاک کا قیام

اور ان استعماری طاقتوں کے ساتھ غیر مصالحانہ انقلابی جنگ

(13) (11) دونوں بلاکوں میں مدغم ہونے سے بچا دیا ہے۔ (اپنے تشخص و انفرادیت کا شعور پیدا ہی ہوا)

نئے بلاک (Muslim Block
Islamic Commonwealth) کا قیام) عمل میں لایا گیا

اور عالمی سیاست کے اجاروں سے غیر مصالحانہ انقلابی جنگ

نیز یہ کہ یعنی اہل مکہ کیساتھ نسلی لسانی اور جغرافیائی و وطنی اشتراک وحدت کے باوجود اس فرسودہ تصور قومیت کو ٹھکرا دیا اور اہل مدینہ کے ساتھ یعنی دینی وحدت اور نظریاتی یگانگت کی بنیاد پر رشتہ وحدت میں منسلک ہو گئے (نئی قومیت وجود میں آگئی)

(ہجرت عقبہ ثانیہ واقعہ)

متحدہ ہندوستان میں ہندوؤں کیساتھ نسلی لسانی جغرافیائی اشتراکات کے باوجود جداگانہ قومیت کا تصور پیش کیا۔ اور ایمانی اشتراک کو اساس قومیت قرار دیا۔

(دو قومی نظریہ)

Marfat.com

(15) جونی انقلاب (To wage progressive wars) in order to eliminate the aggression. Chap. VI
Blood Revolution.

① کتب علیکم القصاص فی القتلی ۔ البقرہ ۔ پارہ نمبر ۲ آیت نمبر ۱۷۸
② ولکم فی القصاص حیوٰۃ یاولی الالباب ۔ ۱۷۹

(یعنی ظاہر کے اعتبار سے انفرادی انتقام ہے مگر الدرق عمومی قومی زندگی پر)
(قصاص وانتقام قومی زندگی کی بقاء وتحفظ کی شرط اولین ہے)

③ پارہ نمبر ۲ ۔ البقرہ نمبر ۱۹۰ ۔ ۱۹۳
(وقاتلوا فی سبیل اللہ ۔
واقتلوھم حیث ثقفتموھم ۔
وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ۔)

واقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم

④ البقرہ ۔ 214 Imp.
(خدا فرمانا ہے بغیر قتل مقدس کا میاب ناممکن ہے
احد زمین جنت نصیب ہوگا)

⑤ البقرہ ۔ 216 ۔ 218
کتب علیکم القتال ۔

⑥ پارہ نمبر ۲ البقرہ نمبر 243, 244, 245, 246 (حضرت موسیٰ کے بعد قوم بنی اسرائیل بحال)

⑦ 247 = 252
249 / 250, 251

(۸) پارہ نمبر ۱۷ الحج ع 40

(٦) ولولا دفع اللّٰہ الناس بعضہم ببعض لفسدت الارض — (Revolutionary Necessity) پارہ نمبر ۲ البقرہ ع 251

(۹) پارہ نمبر ۲ - البقرہ ع 154 تا 157 (استقامت - مصائب - قربانیوں)

(۱۰) پارہ نمبر ۵ النساء ع 72-74, 75-76, 77 — حکم قتال (جانی قربانی سے گریز)

(۱۱) " " " ع 94

(۱۲) " " " ع 88-91 (عمال منافقین درباره ... حکم قتال)

(۱۳) " " " ع 95-96

(۱۴) پارہ نمبر ۶ المائدہ ع 21-26 — قوم موسیٰ ... حکم ...

(۱۵) " المائدہ ع 54-56 - (خصائص القلابیین)

(۱٦) - ۱۰ - الانفال ع 39 (...)

(۱۷) " " " ع 60 -

(۱۸) ۱۰ توبہ ع 5 (... قتال)

(۱۹) " " ع 12-16 - (۲۰) ع 23-24

اللہ رسول اور جہاد (التوبہ) ۔ تمام دنیاو مافیہا سے عزیز تر ہونا ۔ (21)

(20) پارہ ۱۰ توبہ ع ۲۹ ۔ غیر مسلمانہ العقلا (خوں) جنگ

(حرمت ماہ { ذوالقعدہ ۔ ذوالحجہ ۔ محرم ۔ رجب }

(22) ۱۰ انفال ع ۶۴/۶۵ (حرض المومنین علی القتال) ۔

(23)

پارہ ۱۰ توبہ ع ۳۹-۳۸ (اگر کوئی قوم خون دینے سے گریز کرے گی تو اس قوم کو ختم کر کے اور قوم کو غلبہ دیا جائے گا)

(خون کا نذرانہ شرط قوموں کی زندگی ہے)

(24) " توبہ ع ۷۳ ۔ منافقین سے منافقت کا بہانہ سے جنگ

(25) " " ع ۸۱-۹۰ ۔ (جنگ سے گریز ۔ دعا کا بہانہ) شناخت ۔ منافقین کا مشغلہ

القعود

القعد کی عاجزی کی فضیلت

{ ومن یقنط من رحمۃ ربہ الا الضالون } ۔ رحمت حق سے مایوسی گمراہوں کا شیوہ ہے

(26) ۱۷ ۔ الحج ، ع ۳۹ ۔ مظلوموں کو ظالم سے انتقام لینے کا حق

(27) 17 - الحج - ع 67 (لکل امۃ جعلنا منسکاً) (21)
(24 آیۃ)

(28) 17 الحج ع 77-78 (جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتبٰکم)

(29)

سورہ محمد پارہ 26
بنیادی اہم ہے
(اسکا موضوع سے متعلق ہے)
اور سورہ الفتح بھی
پارہ 26

سورہ محمد - پارہ ۲٦ - ع 3،4
{ ذالک بان الذین کفروا اتبعوا الباطل
وان الذین آمنوا اتبعوا الحق - }
تضاد حق و باطل
(لیبلوکم بعضکم ببعض) ———

"الا تنفروا یعذبکم عذاباً الیماً و یستبدل قوماً غیرکم
ولا تضروہ شیئاً واللہ علیٰ کل شیء قدیر"

Marfat.com

Chap. VII

(22) اقوام کے عروج و زوال کا حرکت مسئلہ پر
جو تاریخی قانون سے متعلق ہوتا ہے۔

(دائرہ عروج و زوال
اور تاریخی آثار)

→ جنگ نتیجہ میں i. Definition of Loyalty.
ii. Integration of Group
+ iii. Decisiveness of clash.
کی علامت ہیں۔

Marfat.com

Chap. VIII (23)

مقصد بعثت محمدی و غایت نزول قرآن

عنوان تکمیل دین و خاتمیت محمدی ۔

خلاصہ اگلے باب میں ہے

(مقصد بعثت جو پہلے نوٹ کیا ہے)

یہ کونسی حتمی شکل یعنی تدبیر و ٹیکنیک ہے جس سے غلبہ حق کی بحالی ممکن ہے ۔

✓ پیراگراف ۔ پانچ نکاتی طریق انقلاب

(Five fold Technique of revolution)

① تعین تصادم ۔ Determination of conflict.

② نتیجہ خیزی کی ضمانت ۔ Guarantee of decisiveness.

③ قبل از وقت تصادم کا التواء ۔ Postponement of Pre-mature clash.

④ انقلاب کے ردعمل ۔ Reactions of revolution.

⑤ ہر ردعمل کا جواب ۔ Policy as regards to every reaction.

Marfat.com

تضاد کا مسئلہ ۔ تضاد کا بنیادی شرط ہونا یا تضاد کی ہی نوعیت کو متعین کرنا
کیوں ضروری ہے ؟ تضاد کی اساس ۔ قرآن کا الفرقان ہونا ہے

۱ ۔ بعضکم لبعض عدو ۔ (پارہ ۱ ۔ البقرہ ع 36)

2 ۔ اتجعل فیہا من یفسد فیہا و یسفک الدماء (۱ ۔ البقرہ ع 30)

(علم یعنی شعور مقصد + خونریزی و بغاوت) محاربہ
انی اعلم ما لا تعلمون

3 ۔ و لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض ۔ (پارہ ۲ البقرہ ع 251)

4 ۔ دفع الناس بالناس (۱۷ ۔ الحج ع 40)

5 ۔ و کذالک جعلنا لکل نبی عدوا شیاطین الانس و الجن (۸ ۔ الانعام ع 113)

6 ۔ عدوا من المجرمین (۱۹ ۔ الفرقان ع 31)

7 ۔ یرید اللہ ان یحق الحق بکلمتہ و یقطع دابر الکافرین

8 ۔ اتباع حق <> اتباع باطل ۔ (الانفال ۔ پارہ ۹ ع 7،8)
(پارہ 26 ۔ محمد ع 3،4)

9 ۔ اطفاء نور حق <> اتمام نور حق ۔ (پارہ ۱۰ ۔ توبہ ع 32،33)

9 ۔ کونا تضاد ۔ (تصدیق و تکذیب رسالت کا تضاد)

Marfat.com

- تنظیم حزب اللہ کی ضمانت۔ (عمل اور ردعمل کا اصول) (25)

آیات۔ 1۔ لا تھنوا و لا تحزنوا ــــ الاعلون۔ (پارہ 4۔ آل عمران)
ع 139

2۔ (پارہ 26۔ محمد ع 35)

"فلا تھنوا وتدعوا الی السلم وانتم الاعلون۔
واللہ معکم ولن یترکم اعمالکم"

3۔ "ولو قاتلکم الذین کفروا لولوا الادبار ثم لا یجدون ولیاً و
لا نصیرا سنۃ اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا"

(پارہ 26۔ الفتح ع 22، 23)

4۔

- پروگرام برائے التواء تصادم۔ (اصول و ثقافت کی روشنی میں
نفع بخشی اور منفی رسانی کا پروگرام)

- ردعمل۔ تین گروہ: انقلابی۔ رجعت پسند۔ مصلحت کوش

- طریق کار۔ انقلابیوں ــــ حوصلہ افزائی
رجعت پسندوں ــــ کو قوت سے دبانا
مصلحت کوشوں ــــ کو Expose کرنا (بے نقاب کرنا)

Marfat.com

① حکمت / علم اور فکر میں فرق ـــ فکر کی اہمیت 86

① تحریک کے مراحل خمسہ

(دعوت، تنظیم، تربیت، تحریک، انقلاب) سورۃ المائدہ

(آیات: ۱۲ ـــ ۱۶)

(مکمل پانچ مراحل)

پارہ ۱۰

سورۃ توبہ عناصر اربعہ (توبہ)

(آیت: ۲۴) ↓

① توبہ تعلق باللہ ـــ توبہ: ۲۳

② توبہ ربط رسالت

③ توبہ انقلاب

④ الحاد اللہ النساء

(۱) آل عمران 103 پارہ 4

(150) پارہ 6

سورۃ انقلاب ـــ آیت: ۲۰

(آیت: ۲۴) جہاد → ۲۵، ۲۶ آیت ـــ انقلاب

(دوسرا انقلاب)

قل ان کان آباءکم ـــ (دو سری ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم) ـــ

احب الیکم من اللہ و رسولہ و جہاد ـــ (آیت ۳۲ ـــ ۳۴) ۳۵، ۳۶، ۳۸ انقلاب مالی حج

27

لفظ الانقلاب ۔ ترجمان روز

لفظ انقلاب ، تقلب ،

لغوی معنی بدلنا ، الٹنا ،

(3)

1. محمود معنی میں استعمال ۔ سعد آل عمران : 144

2. " الانشقاق (84) : 9

3. " (تقلب) البقرہ (2) : 144

4. " الشعراء (26) : 219

5. الزخرف (43) : 14 — الاعراف (7) : 125 ،

Continued

توبہ

آیت : ۳۹ ، ۷۰ ، ۱۲ ،

Marfat.com

۱۔ مقصد کا تعین اور اس کی حفاظت ہر کامل ایمان (اسلام کی عالمگیری)

غلبۂ دین حق

۲۔ راہ کا صحیح تعین یعنی

۳۔ مقصد کی عالمگیریت

۴۔

۵۔ کا مبداء کا ... یقین (عزم راسخ) یقین ہے کامل ہو جائے

طریق کار کا تعین

۶۔ طریق کار کی ہمہ گیریت

(i) سیاسی سطح پر

(ii) معاشی سطح پر

(iii) معاشرتی سطح پر

اخلاقی روحانی اور دینی انقلاب کی بنیاد

سیاسی انقلاب، معاشی انقلاب، سماجی انقلاب

مسالک، فقہ، تصوف

(عقائد، اعمال، اخلاص) کی اصلاح

Marfat.com

قرآنی فلسفۂ انقلاب

جلد دوم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

منہاج القرآن پبلیکیشنز

Marfat.com